ماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ



انوارِ آفتابِ صداقت



تصنیف

قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی مجددی صادقی

پنشنر کورٹ انسپکٹر لدھیانوی علیہ الرحمۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو



مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی صادقی
کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھانہ

کتب خانہ سمنانی اندرکوٹ
میرٹھ نے شائع کیا

تقاریظ سر آمد مشاہیر صوفیاء کرام و علماء عظام ملک پنجاب و ہندوستان ابقاہم اللہ تعالیٰ

تقاریظ صوفیاء عظام و علماء کرام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دام ظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ فقیر نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔ حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردید اور عقائد حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے۔ جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گذری۔ الحمدللہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرق باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات کو قلم بند کیا ہے وہ خاصتہً ان کی سعی کا نتیجہ اور قابل امتنان ہے عوام الناس جو کہ فرق ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہونیکی وجہ سے انکے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں۔ وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراط مستقیم کی طرف رجوع کئے بغیر نہیں رہ سکتے نفس الامر میں یہ انوار آفتاب عقائد درست کرنیکے لئے عروۃ الوثقیٰ ہے۔ اس لئے فقیر اہل اسلام کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حرز جاں بنا دیں۔ اور اس مخزن ہدایت و معدن صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔ آخر میں فقیر قاضی صاحب موصوف کے لئے دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم ان کی ہمت میں برکت دیوے اور اہل اسلام کو ان کی فیض سے دیر تک متمتع ہونے کا موقع عطا فرمائے ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

الراقم جماعت علی عفی اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ ۔ ۲۱ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۶ھ

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحبزادہ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری سند دستار فضیلت یافتہ مدرسہ دیوبند مدظلہ العالی

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۔ میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات کو دیکھا

مصنف کتاب ہٰذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی کی ہمت واقعی قابل تعریف وتحسین ہے۔ عقائد فرق باطلہ کے استیصال میں اور ان کے ہفوات کی تقلیع میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے وبا اللہ التوفیق والسلام

محمد حسین عفی اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری مدظلہ

ما قال اخی المکرم صاحبزادہ مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری علی تنقید هذا الکتاب حق صحیح صریح وانا متفق به: احقر نور حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ محلہ مشرقی علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

(۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ اوسط سید خادم حسین صاحب مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ آج مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو بندہ نے کتاب انوار آفتاب صداقت" کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا جس کے پڑھنے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور مانع کتاب مخالفین فرقہ باطلہ وہابیہ دیوبندیہ کے رد کی بندہ کی نظر سے آج تک نہیں گزری ہے میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہلسنت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہیئے۔ تاکہ وہ اس کے مطالعہ سے مخالفین کو دندان شکن جواب دے سکے۔ کیونکہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھ پڑھ جانتا ہے۔ وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھ کر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے آپ کو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اگر اس سے پوچھا جائے۔ تو وہ مولوی کے لفظ کے معنے بھی نہیں جانتا۔ ایسے شخصوں کے بند کرنے کے واسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت لاحق ہونی چاہیئے۔ اگر ہر ایک صاحب استطاعت اپنی گرہ سے چند جلدیں خرید کر کے مساجد کے علماء اور مدرسہ دینیات کے طلباء کو مفت تقسیم کر دے تو اس سے بہت اچھا ثمرہ ظاہر ہوگا۔ لہٰذا اس بات کو مدنظر رکھ کر بندہ بھی بیس جلد خرید کرنے کا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے میں رب العزت کی بارگاہ میں التدعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند ذوالجلال میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا صلہ راحت دارین عطا فرمادے آمین ثم آمین۔

(مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلہ عالم حاجی حافظ محدث سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری

(۵) تقریظ مولوی محمد کرم الٰہی صاحب بی اے سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ الحمد للہ ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست ؎ آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید ۔ جناب قاضی صاحب کی کتاب لاجواب انوار آفتاب صداقت کے بعض مقامات سرسری نظر سے خاکسار نے مطالعہ کیے۔ واقعی قاضی صاحب نے اس کتاب بے نظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانان اہلسنت و الجماعت پر بیحد احسان کیا ہے۔ اور فرقہ ضالہ وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب بدلائل ساطع و براہین قاطع دیکر اہل اسلام کو گمراہی سے اور فرقہ ضالہ وہابیہ وغیرہ کے دام تزویر سے بچایا ہے واقعی کتاب انوار آفتاب صداقت ایسی لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حنفی کیلئے مطالعہ کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے۔ کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب کو انکی بیحد محنت اور دماغ سوزی کے عوض میں ان کو سعادت دارین عطا فرمائے آمین ؎ احقر العباد بندہ کرم الٰہی بی اے سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ

(۶) تقریظ مولوی عبدالعزیز صاحب امام پلٹن چھاؤنی مردان ضلع پشاور سلمہ ربہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد میں نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا۔ نہایت صحیح پایا اور عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے رد میں لاجواب پایا مصنف قاضی فضل احمد صاحب نے اہل اسلام بالخصوص اہلسنت و الجماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے اس سے پیشتر ایسی جامع و مدلل کتاب نظر سے نہیں گذری ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مصنف کو خیر الدارین عطا فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفیض فرمائے۔ آمین ثم آمین ؎ الراقم عبدالعزیز امام پلٹن نمبر ۲۵ دوگما۔ چھاؤنی مردان ضلع پشاور مورخہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ ہجری مقام علی پور سیداں

تقاریظ علمائے لاہور دار السلطنت لاہور

(۷) تقریظ حضرت مولوی پیر عبدالغفار حامی اشاعت درود شریف و تبع مسجد شاہ ضوال لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ما قال المحقق الحامی القاضی فضل احمد اللودیانوی فی رد العقائد الباطلۃ المکاھد للاد یوبندیۃ اصیحح و ضلالہ فیج ذٰلک لانہ حق صریح جزاہ اللہ لقد احسن

بجزاء وجعل جنتہ مآواہ ومثواہ ﴿ بقلم خود پیر عبد الغفار دمہر (خادم وحامی اشاعت درود شریف)

(۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول منقول مفتی عبد القادر صاحب مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور مدظلہ

۷۸۶۔ کتاب انوار آفتاب صداقت پر سرسری نظر اور رد وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ پر سرسری گذر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ماکان اور ما یکون کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا علمک ما لم تکن تعلم اس آیت شریف میں کلمہ ما کا موجود ہے۔ کلمہ ما کا عام ہے۔ ہر فرد معروض عدم العلم کو شامل ہے جس پر پہلے علم نہیں تھا۔ ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اس صورت میں کسی چیز کی استثناء نہیں ہوئی۔ استثناء اور شرط بیان تغیر میں داخل ہے۔ بیان تغییر میں موصول ہونا شرط ہے اذا فات الشرط فات المشروط زمان حیات میں علم بوجہ آیت متلوکے ثابت ہے۔ بعد از وفات اس آیت ذیل سے ثابت ہے۔ وبدا لھم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون الآیۃ قال الشیخ الاکبر فی الفصوص ان النفس تترقیا بعد الموت فی العلوم کلھا نتہی عوام الناس کے نفوس بعد از موت ترقی کیا کرتے ہیں ہر روز انکو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں وارد ہے اذا مات ابن آدم انقطع عملہ اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ انقطاع عمل ترقی پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوگی۔ لہذا حدیث شریف اسکے منافی نہیں ہے۔ نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمیع معلومات انکے سامنے رہتے ہیں۔ ان پر انکا علم حضوری ہوتا ہے لقولہ انہ من المقرر فی مقرہ ان اللہ سبحانہ لا حصول المفارقۃ وکذا النفوس الناطقۃ بعد مفارقۃ الابدان لا یمکن ان یکون من معلوماتھا موجودۃ بالقوۃ بل جمیع من حضورھا بالفعل (میر زاہد) اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا۔ کہ معلومات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب جناب کے سامنے موجودہ بالفعل ہیں۔ یہ مسئلہ صفحہ ۳۰ میر زاہد میں لکھا ہوا ہے۔ اس کا انکار کرنا باطل ہے۔ ع انبیاء را ہمچو خود پنداشتند۔ کا مصداق ہوگا ایسے گمان فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے آمین یارب العلمین۔ دیوبندی نے بوجہ کمال جہالت کے خدا تعالیٰ کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے۔ جب کذب ممکن ہوا۔ تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا۔ اگر قابل وقوع نہ ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا۔ بلکہ وہ محال ہوگا۔ اس وقت وہ خدا کی صفت ہو جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کے جمیع اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں۔ قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا۔ بنا بریں تقدیر خداوند کریم جو کذب سے منزہ علی الدوام متصف بالکذب ہو جائے گا۔ ایسے لغویات کوئی فرد اہل اسلام قبول نہیں کر سکتا۔

کذب صفت نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ منبع کمالات ہے صفت نقصان سے مبرا اور منزہ ہے۔ اگر کذب باری ممکن ہو جائے۔ تو بعثت رسل میں بھی امکان کذب ہوگا۔ پھر دیوبندی قرآن اور قرآن کے لانیوالے پر کسطرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائیگا۔ کیونکہ مومن بہ میں بھی امکان کذب ثابت ہوگا۔ علی ہذا القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔ لہذا مناسب بلکہ واجب ہے۔ کہ عقیدہ باطلہ امکان کذب سے دیوبندی توبہ کرے اور جو کچھ جناب قاضی فضل احمد نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں امکان کذب کی تردید اور تغلیط میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہے وہ بہ جمیع اجزائہ صحیح اور درست ہے۔ قاضی فضل احمد صاحب کا ہر ایک ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ولادت کرنا موجب ثواب ہے۔ بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع افعال حمیدہ واقوال مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔ اور احسن کو غیر احسن کہنا بددینی کی علامت ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لامعنی مسائل سے محفوظ رکھے اور مستحسنہ کو دکھائے ارنا الامور کما ھی ہو جاج مذکور تسویل شیطان سے ہے اس کا پیرو شیطان کا عزیز ہے۔ مسلمان ہرگز اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔ لہذا اسکے بارہ میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ عین ثواب ہے علی ہذا القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید قوانین منضبطہ حنفیہ سے کی ہے وہ سب اصح ہے مذہب حنفیہ قرآن اور حدیث نبویہ کے موافق ہے۔ اس کا مخالف باطل ہے اس وجہ سے علماء کرام نے بالاتفاق فرمایا ہے۔ رجل قال قیاس ابی حنیفہ حق نیست یکفر اس تکفیر کی علت یہ ہے کہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کو غلط کہنا کفر ہے اسی طرح جو کلام اور جو کتاب قرآن اور حدیث کے موافق بلکہ قرآن وحدیث پر مبنی ہو اس کو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے ہذا ما قال۔ کتبہ مفتی عبد القادر عفی عنہ مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادھواں لاہور۔ ۲ شعبان ۱۳۳۶ھ

(۹) تقریظ حضرت مولانا الفاضل والکامل مولوی سید احمد علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی لاہور

حامداً ومصلیاً ومسلماً میں اس کتاب انوار آفتاب صداقت رد وہابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست حامی شریعت ماحی ضلالت دافع سنت دافع بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد نے بڑی محنت وسعی سے نہایت عمدہ ترتیب خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم بامسمیٰ پایا۔ عقائد درست کرنے کے لئے عروۃ الوثقیٰ ہے وہابیوں ایمان زمانہ ماضی وحال کے عقائد فاسدہ واراء کاسدہ کو آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔ عوام اہلسنت کے بچانے اور

خواص کے مفید معلومات والتزامات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے عقائد حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے کیونکہ نجات اخروی کے لئے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گو کہ ذرہ بھر ہو اگر ایمان ہی نہ ہوگا۔ تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے۔ منافقین کے اعمال تو تھے۔ لیکن ایمان کے نہ ہونے سے اعمال نے کچھ کام نہ دیا۔ اس لئے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقائد حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے۔ سو اسکے لئے یہ کتاب ایک ہادی رہنما کا کام دے گی۔ مسلمانوں کو چاہئیے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقائد حقہ کی رہنمائی کرے اور زمانہ کے گمراہاں کے فریب اور مکر سے بچائے۔ آمین یارب العلمین وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین والسلام والصلوٰۃ علی رسولہ وحبیبہ خاتم النبیین سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین خاکسار احمد علی عفی عنہ حنفی چشتی پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی لاہور۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب ایم اے حنفی نقشبندی توکلی
ناظم التعلیم دارالعلوم نعمانیہ ومدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد خاکسار نے انوار آفتاب صداقت مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لودہیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔ مصنف نے ہر جگہ عقیدہ اہلسنت و الجماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ پیش کئے ہیں۔ اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جنکی تحقیق اس زمانہ پر آشوب میں نہایت ضروری ہے۔ فرقہ وہابیہ نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کار آمد ہے اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عرق ریزی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ بجاہ حبیبہ سیدنا ومولانا وسیلتنا فی الدارین محمد ن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حررہ العبد العاصی الفقیہ التوکلی نور بخش الحنفی النقشبندی ناظم التعلیم نعمانیہ ومدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند لاہور۔ یکم شعبان ۱۳۳۸ھ

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی چشتی
فخری سلیمانی دبیر انجمن نعمانیہ ہند۔ لاہور

کتاب زیر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجموعی دیکھ لی ہے۔ واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے۔ اور بدمذہبین کی ہدایت کا ذریعہ ہو ع این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔ فقیر تاج الدین احمد حنفی چشتی رفاعی فخری سلیمانی سابق وکیل چیف کورٹ دبیر انجمن نعمانیہ ہند۔ لاہور

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل مولوی محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو کئی جگہ سے مطالعہ کیا۔ سو کتاب ہٰذا کو سیف قاطع اعناق نجدیہ کا پایا۔ احناف کیلئے یہ عروۃ الوثقیٰ لاانفصام لہا ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان مجادلہ میں نہیں آسکے گا۔ کیونکہ یہ براہین ساطع ہیں انکے مقابلہ میں دلائل واہیہ کب ظہور کر سکتی ہیں

بیت:۔ بلے کانجا بود مہر آشکارا ✿ سہا را جز نہان بودن چہ یارا جز رہ احقر العالم محمد عالم مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جید غلام مرشد صاحب مدرس علی مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور

فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا مصنف علام نے جس عجیب و غریب طرز بیان سے انکشاف مبحث کے بعد فریقین کے ادلہ بلا از دیاد و انتقاص کے بیان فرمائی ہیں۔ اور پھر فریق کی زبردست تردید فرمائی ہے۔ فقیر کو قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لیکر بست و پنجم تک اسی طرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔ خداوند کریم مصنف علام کو جس غیر صلہ کے وہ مستحق ہیں۔ اپنی زیارت فیض بشارت سے مسرور فرمائے۔ اور اس کتاب کو من اولہ الی آخرہ مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی زیادت ایمان کا باعث بنائے آمین فقیر غلام مرشد کان اللہ لہ (مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور)

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی صدیقی حنفی قادری لاہوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اس پاک ذات لایزال کا ہر آن میں حمد ہے جس نے اپنے محبوب برحق و محمود مطلق بے مثل و بے نظر حضرت رسالتمآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنے ازلی مکتب خانہ میں وہ کتاب پر اسرار پڑہائی جسمیں دو جہان کی کیفیت اور ہر چیز کی ہیئت بتائی۔ اور وہ کل کتابوں کی ناسخ ٹھیرائی سمیٹے کہ ناکردہ قرآن درست۔ کتب خانہ چند ملت بشست اور اس نور عکس الٰہی کو اپنے خزانہ علوم سے ایسا کچھ عطا فرمایا جس سے کل جہان کے اہل علوم و عقول کو حیران و لاجواب پایا۔ عالم غیب و عالم شہادت کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ انہیں کارخانہ کا مختار کل کیا جو کسی کو نہ دیا۔ وہ ان کو دیا۔ اور ہزار ہزار اور بے شمار اس واجب الوجود لاشریک کا ہر حال میں شکر ہے۔ جس نے اس مشت خاک ضعیف البنیان حضرت انسان کو بخطاب ولقد کرمنا بنی آدم اشرف المخلوقات بنایا۔ اور نہ صرف اسے مسجود ملائک ہی کیا۔ بلکہ کل کائنات کا سر اطاعت اسکے آگے جھکایا فرشتوں سے اس کا مرتبہ بڑھایا جو ان کو نہ آیا۔ وہ اس نے بتایا۔ کسی موجود نے اس کے درجہ کو نہ پایا۔ یہ مسعود ازلی ہوا۔ اور وہ محمود ابدی۔ اور درود نامحدود اس نور لولاک روندہ از نہ افلاک پر ہو جس نے

ل اشارہ بآیہ کریمہ فلما انباھم باسمائھم ۲ الآیۃ ۲ عم لی فی اوحالما اللہ لیہ للعکم ظاہر ہے ۱۲ ۳ اشارہ بآیہ انبئھم باسمائھم

(خواجہ بکسیں دہلی)

علماء حقانی کو ورثۃ الانبیاء[1] فرمایا۔ اور علماء[2] ربانی کو انبیاء علیہم السلام کے مشابہ[3] ٹھہرایا۔ انہیں ہادی اور رہنما کا لقب دلایا۔ اور ان کے ہاتھ میں شمع علم و ہدایت دے کر راہ بدعت و تاریکی ضلالت کو منور فرمایا۔ سید و سردار محمد نور رجان۔ بہتر و بہتر شفیع مجرماں۔ اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سر توڑ کوششوں اور اپنے زور کلام و بیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق و فجور اور نافرمانی و قصور سے بچایا۔ اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم گیتی کو نور علیٰ نور کیا جملہ بے دینی و گمراہی کو صفحہ ہستی سے دور کیا۔ ہر ناخلف و نالائق کے ظرف بد عقائد کو چکنا چور کیا۔ علماء ربانی و فضلاء حقانی کے فیض و برکت سے کفر و شرک دور ہوا۔ ہر جگہ دین اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سنان قلم اور تیغ وعظ علم کے ساتھ معاندان اسلام .... و مخالفان حنفیہ کرام سے لڑے بھڑے حاسدوں و فاسدوں کے سینہ سپر ہوئے۔ جس کی کل کے کل تتر بتر ہوئے۔ بدمذہبوں نے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ چنانچہ اس ٹوٹے پھوٹے وقت اور گئے گذرے دیر آشوب زمانہ میں میرے مکرم و معظم فخیم کاشف الدقائق محبوب بین الخلائق کالانسان بعین السین نشان صاحب دانش و مجد مولانا قاضی فیض احمد خان صاحب[4] سابق انسپکٹر پولیس جامع تالیفات کثیرہ نے ٹھیکیدار شرک و بدعت قرن الشیطان غرابیب سود دشمنان خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل عقائد فاسدہ و اعمال کاسدہ حاسد آئمہ مجتہدین بدخواہ اسلام متین گمراہ گر رہزن بدنام کنندۂ اسلام نام کے مسلمان ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے رسی کے سانپ بنانے والے دغا باز دھوکے باز بھولوں کو گالیاں دینے والے بنا دین نئی شریعت بنانیوالے بدمذہب بدکور باطن گندم نما جو فروش جھوٹے حنفی فریبی پیر ظاہر میں بھلے باطن میں دکھ کے ہالے وہابیہ نجدیہ غیر مقلد اور دیوبندی پھندی گنگوہی گوہی وغیرہ خذلہم اللہ کے جملہ عقائد و اعمال باطلہ کو کل متفرقہ کتابوں سے ایک جگہ جمع کر کے مع جوابات دندان شکن ایک کتاب بنام انوار آفتاب صداقت بنائی جس کے لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت محنت اٹھائی بڑی بے نظیر بنائی نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کیا۔ خرمہرہ کو در کیا ع آفتاب آمد دلیل آفتاب سے بڑھ کر اور کیا کہا جائے۔ سلیس اردو میں لکھا ہے۔ حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کے کام آئیں گے۔ بڑے ہولناک دن کے صدموں سے بچائیں گے ۵
تنش بناز طبیباں نیاز مند مباش۔ وجود نازکش آزردہ گزند مباش۔ وہابیوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والے کتاب مذکورہ کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز و خوشبودار رہیں اس کی سلسلہ بیانی نوجوانی سطر

[1] العلماء ورثۃ الانبیاء۔ یہ حدیث شریف ہے ۱۲ [2] اس سے کل علماء بدمذہب خارج ہوگئے ۱۲ [3] علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ۱۲ [4] ضمیر راجع بہ قاضی صاحب موصوف۔ المصور ۱۲

پر بہار ہے۔ اس کا ہر نقطہ وہ شگفتہ باغ ہے۔ جو گوہر شب چراغ سے زیادہ روشن ہے اسکی کامل اکمل کمالی کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے۔ اس کے معنے اقبال کی انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے ہر عقیدہ تمند کا سینہ اس کے راز و نیاز اور کنایہ و استعارہ کا خزینہ ہے اسکے جملے و کلمات نور ایمان کا دفینہ ہے۔ حروف اس چہرہ آرائے گلستان۔ سطور اس رونمای سنبلستان۔ دراصل یہ کتاب لاجواب ہادی پیروشاب گم گشتہ راہ ہدایت کیلئے روشن چراغ ہے جس سے دشمنان دین و عدوان ملت حنفیہ متین کا دل پارہ پارہ جگر پرداغ ہے۔ اس کا حسن خط دلاویز پرانوار ہے اسکے الفاظ سے معانی پرمعانی کا ظہور ہے انکے مضمون ہدایت مشحون سے ضلالت کا نور ہے اس کی ہر سطر مشحون از علم و فن ہے اس کے واصفان زمان کی انگشت حیرت بدندان ہے۔ جان نامیہ پر رحمت کا بہار ہے حنفیوں کیلئے رحمت کردگار ہے اسکے فوائد کی توصیف فزون از حساب ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ہے (دعا) خدا تعالیٰ ایسے مرد یگانہ کو حوادثات زمانہ سے مصئون و مامون رکھے ایسے فرید وحید خوش عقائد کو تا قیام قیامت سلامت رکھے۔ اور اسکے حاسد بدخواہ کا مونہہ مثل قلم روسیاہ نگونسار ہو اور اسکے معاند کا سر قلم (یعنی نحو بابانہ ۱۲) و تباہ کار ہو۔ آمین بحرمت صاحب یٰس۔ ایسے ہی لوگوں نے دولت دنیاوی کو دولت مار کر دولت عقبیٰ حاصل کی ہے۔ اور خدا وصل سے زندگی کی خوشخبری لی ہے۔ اور جو لوگ مذہب حنفیہ کرام و ملت اہلسنت عظام کو ہر طرح مٹانکی کوشش بلیغ کرتے ہیں وے خود ہی مٹ جائیں گے اور وہ انشاء اللہ نہیں مٹے گا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہے اسکو کون مٹانیوالا ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ راقم آثم قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم قریشی صدیقی حنفی قادری محلہ چابک سواران قریب مسجد چینیاں (وانی دار الحدیث) متصل حویلی میاں شمس الدین ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

(۱۵) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی محمد یار صاحب مفتی و امام و خطیب مسجد طلائی لاہور

بَدِیْ وَکَلَامِیْ بِاسْمِ تَدِیْہِ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً ۔ فی الجملہ مطالعہ این کتاب صداقت اکتساب کہ مسمیٰ بہ انوار آفتاب صداقت است بلکہ تعویذ جان ایمان از ہر آفت است نمودم واز عنوان فہرست در بصیرت وافزون افزودم ۔ در حقیقت مصنف کتاب جناب مولٰنا و بالفضل اولٰینا مولوی فضل احمد صاحب موصوف بالقابہ مصنف تصنیفات مفید است خصوصاً این تالیف جدید کہ در تردید فرقہ نجدیہ سعی بلیغ بہ عمل آوردہ و کوششے منیع بکار بردہ کہ از زمان سلف تا آں خلف چنین سرمہ نور بخش دیدہ جہانیاں در دیدہ نہ کشیدہ وخدشات مخالفین و اخوان شیاطین را ہمہ استیصال ساختہ کہ بیشتر ازیں بگوش ہوش علمائے محققین و سید متشرعین اچنان تردید ناآیدہ در جہانے خریدارش شود کس بجانے فالحمد للہ علیٰ ذالک انا مصدق بذلک انہ لقول فصل و ما ہو بالہزل۔ الراقم خادم العلماء دلا ابرار محمد یار خلیق امام و خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور بقلم

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی امام مسجد ٹپولیاں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اے بدیہا اتی حقیقت روشتاب۔ کتاب انوار آفتاب صداقت جس کو مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے تالیف و تصنیف فرمایا ہے۔ فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور بعض مضامین مصنف کی زبانی بھی سنے ہیں۔ کتاب نہایت عمدہ اور مضامین کے لئے جامع ہے۔ مصنف نے فرق وہابیہ کے عقائد ذمیمہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا کام ہے پھر فرقہ مذکورہ کے ان عقائد کی تردید کی ہے۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاذ اللہ توہین پائی جاتی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر بمقتضائے تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ۔ و بمضمون فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول الآیۃ کے دلائل سے ثبوت دیا ہے۔ ابحاث مذکورہ کے بغیر اور بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے۔ مضامین اولہ اور سیاق عبارت کو لاکق مصنف نے اپنے انفاس مبارکہ اور الفاظ برجستہ سے نہایت شائستہ اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ غرض کہ اپنے بنی نوع کے رفاہ اور شادمانی عاقبت کے لئے تخم ریزی کوشش اور آبیاری محنت سے ایک کھلا پھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ حررہ الفقیر محمد گوہر علی علوی امام مسجد ٹپولیاں لوہاری منڈی لاہور۔

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ الحمد للہ الذی لا نظیر لہ و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔ جیسے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر نہیں ہے نہ ہوا ہے۔ اور نہ ہو گا الحمد للہ کہ اس دُرِّ شاہوار کا نظیر نہ تو ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس وقت ہے۔ اصلی حنفیوں نے اصلی شافعیوں اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اصلی اہلسنت و جماعت کے ہر فرد کے لئے لازمی ہے کہ اس کتاب لاجواب کو تمام کا تمام خود پڑھیں۔ یا کم از کم سن لیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں مدارس اسلامیہ کے لئے لازمی و ضروری ہے۔ کہ اس کتاب بے بہا کو تعلیمی کورس لازمی مقرر فرمائیں تاکہ اپنے بچوں اور بھائیوں کو آگ دوزخ کی سے بچائیں۔ خیر خواہ مومنین فقیر حاکم علی حنفی مذہباً نقشبندی طریقۃً

(۱۸) تقریظ مولینا الاجل و فاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب روحی۔ پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خذ ما تراہ ودع شیئاً سمعت بہ۔ فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل۔ عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے۔ اسی قدر ہمارے زمانہ میں اس کی طرف سے عامہ تعلیم یافتگان کو ذہول ہو رہا ہے۔ تقلید کی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اسکے متعلق یہی کہنا کافی ہے۔ کہ اسلامی دنیا میں شروع سے گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث و مفسر و فقیہ کا پتہ نہیں ملتا جو غیر مقلد ہو۔ اگرچہ حضرات غیر مقلدین نے کھینچ تان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت کرنا چاہا ہے مگر یہ سب باتیں صرف منہ سے کہنے کی ہیں۔ عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کر دیا۔ چنانچہ اسی بے لگامی اور نااہلی کا نتیجہ ہے کہ عقائد صحیحہ اور اسلامیہ کا جو حضرات اکابر آئمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا۔ تار پود منتشر ہو گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ بدعات سیئہ دل میں جاگزیں ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ ضروری یہ ہوا کرتا ہے کہ بزرگان کی نسبت سوء ظن پیدا ہو کر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے انواع و اقسام کی بے اعتدالیاں پھیل جاتی ہیں۔ ہمارے زمانہ میں تو یہ بات کسی قدر زور ہو گیا ہے جس سے اولیائے کرام اور آئمہ عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چینیاں تجویز کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بکلی سدباب ہو چکا ہے۔ اسی عدم تقلید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور بدعقیدگی کی حد ہو چکی ہے۔ ایسے وقت میں علمائے اسلام کا فرض ہے کہ وہ بمقتضائے حدیث شریف لا یزال طائفۃ من امتی الحدیث مفاسد مذکورہ بالا کا قلع قمع کر کے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور وہابیوں کے دام سے بچائیں۔ ہمارے مکرم و معظم اور غیر تمند فاضل قاضی فضل احمد صاحب پنشنر لودھیانوی (جو ہمیشہ اسلامی خدمات کے لئے کمربستہ رہے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام اہلسنت والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انہوں نے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ مخالفین کے دعاوی باطلہ کا رد اور عقائد کا اثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق طور پر بہت سے اصحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہیئے کہ انصاف سے پڑھیں اور حق کو قبول کریں۔ اور شکریہ حضرت مولف کا بجا لائیں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

حررہ خاکسار اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

(۱۹) تقریظ حضرت مولوی محمد عظیم صاحب منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی اسکول لاہور

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطیبین الی یوم الدین

قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب فرقہ ضالہ کے عقائد کے اظہار اور ان کے اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کے ساتھ یہ پہلی تصنیف ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے قاضی صاحب کے دل و دماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کیلئے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے۔ کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہو کر قاضی صاحب کو مشکور فرمائیں۔ اور اس نعمت سے بہرہ در ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ مصنف کے لئے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بنائے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرمائے آمین ؛

فقیر محمد عظیم عفی اللہ عنہ منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی اسکول لاہور

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی نقشبندی توکلی

سابق مدرس انجمن نعمانیہ حال امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بندہ نے کتاب مبارک انوار آفتاب صداقت کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کئے۔ مصنف علام نے نہایت محنت اور جانفشانی اور اخلاص سے رد فرقہ نجدیہ کا فرمایا جاد کل الاجادہ فجزاہ اللہ احسن الجزاء و اطال اللہ بقاءہ آمین میں حرفاً حرفاً ان عقائد میں مصنف علام کا من کل الوجوہ متفق ہوں اور نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماء اہلسنت و الجماعت اس میں متفق ہوں۔ تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔ میں مدت سے منتظر تھا کہ عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مائتہ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی۔ مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اب ہو گئی کل امر مرہون باوقاتہا و ان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم

حررہ جمال الدین نقشبندی توکلی سابق مدرس نعمانیہ ساکن کوٹھیاں والا کوٹھیاں ضلع گجرات پنجاب تحصیل پھالیہ۔ حال وارد امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین لاہور۔ مورخہ ۲ شعبان ۱۳۳۶ھ ہجری

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولٰینا مولوی غلام اللہ صاحب قصوری

پروفیسر دینیات حنفیہ کالج لاہور۔ مدظلہم

باسمہ سبحانہٗ و جلشانہٗ۔ کتاب انوار آفتاب صداقت مؤلفہ و مصنفہ جناب مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب عم فیوضہم کو میں نے مجملاً نہایت غور سے سنا۔ زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال درج ہوں۔ اور وہ بھی اصول شرعیہ کے مطابق قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کئے جاویں۔ نہایت ضرورت تھی

جس کو مولوی صاحب موصوف نے دعلی اللہ اجرھم) بکمال جانفشانی و ہمدردی اسلامی خدمت اسلامی سے مہذبانہ طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ جب تک عقائد کی درستی اور صحت نہ ہو۔ اور انبیاء کرام اور اولیاء عظام اور بزرگان دین کی عزت اور قدر دل میں کامل طور پر نہ ہو۔ اسکی کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہو سکتی :۔ اگرچہ قبل اس کے علماء اہلسنت والجماعت جزاہم اللہ ایسے عقائد کی تردید فرداً فرداً کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر اس طرح مجموعی حالت میں لاکر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کو جواب دینا یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء انا الواجی الی رحمۃ اللہ فقیر غلام اللہ الحنفی مذہباً والقصوری مسکناً و نقشبندی المجددی طریقۃً پروفیسر دینیات چیفس کالج لاہور

تقاریظ حضرات علماء کرام امرتسر

(۲۲) تقریظ حضرت مولٰینا و بالعلم اولٰینا مولوی غلام احمد صاحب اخگر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کر کے خبر دے دی تھی۔ کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہو گا۔ چنانچہ ہو گیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بذریعہ اسمٰعیل دہلوی کے اس فتنہ کیلئے مخصوص ہو گیا اس جماعت کے دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق تو کھلم کھلا غیر مقلد ہو گیا۔ اور دوسرا فریق اگرچہ تمام اصول وہابیہ کا عامل رہا۔ مگر بظاہر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اس کی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان کے عوام دھوکے میں آ گئے۔ کیونکہ حنفیت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کیا تھا۔ ان گروہ ضالہ کے مسائل کفریہ کے رد میں علماء اسلام نے کوشش فرمائی۔ مگر کوئی جامع کتاب اب تک ایسی تصنیف نہیں ہوئی تھی جو تمام مسائل کفریہ وہابیہ کے رد میں جامع ہو۔ اس ضرورت کو ہمارے مکرم مولانا قاضی فضل احمد صاحب انسپکٹر کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے پورا کیا۔ اور کتاب انوار آفتاب صداقت تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کو میں نے بنظر عمیق دیکھا کتاب کیا ہے۔ ایک خزانہ ہے۔ جسمیں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ و احادیث و اقوال بزرگان دین سے رد کیا ہے بعض دیوبندی وہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کر دیا کرتے ہیں۔ اور کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ یہ ہم پر افترا ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب و فتاوی وغیرہ سے نقل کر کے حوالہ دے دیا ہے۔ تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ اہل اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہو گا۔ جو اس طائفہ طاغیہ کے دانت توڑنے

میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی۔ وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے کماحقہ واقف ہو جائیگا۔ بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور شور سے رد کر سکے گا۔ الغرض اس کتاب نے اردو علم ادب و علم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا جس کے لئے ہمیں قاضی صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ انہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جانفشانی اور محنت شاقہ کو گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کی ہمت میں زیادہ برکت عطا فرمائے ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام انہیں کے حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے۔ اور اس کی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور لوگوں کے قلوب کو روشن کرنے میں یہ انوار آفتاب صداقت اسم بامسمیٰ ثابت ہو۔ آمین: تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں۔ مگر کسی نہ کسی بزرگ کو کچھ اختلاف ہوا کرتا ہے۔ لیکن انوار آفتاب صداقت میں یہ خوبی ہے کہ علمائے کرام و صوفیائے عظام نے بالاتفاق اسکو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوف کے لئے یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ واخر دعوینا ان الحمد للہ رب العلمین۔ وانا المفتقر الی رحمۃ ربہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ والدیہ الامرتسری وطناً والسنی الحنفی مذہباً والنقشبندی المجددی النوشی الجماعتی

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری الملقب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ بات اہل علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین ربع حنفی ہیں۔ اور ایک ربع باقی سب مذاہب۔ اسی طرح یہ بات بھی علم میں ہے۔ کہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں تین ربع سے زیادہ حنفی مسلمان تھے۔ اور ایک ربع سے کم شیعہ آباد تھے بارہ صدی کے بعد ہندوستان میں فرقہ وہابیہ نمودار ہوا۔ ان سے بچنے کیلئے مسلمانوں نے بہت سامان کیا۔ اور ہر طرح سے محفوظ رہنے کی امیدیں حاصل ہونے لگیں۔ مگر افسوس کہ بدقسمتی سے ایک گروہ درمیان میں پیدا ہو گیا جس پر کوئی ظاہری اطلاق وہابیت کا ادا نہ ہو سکا کیونکہ انکے عقائد سے جس طرح اہلسنت کی تائید ہوتی ہے۔ اس سے صد ہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو تقویت ہوتی ہے۔ بلکہ میں یہ کہونگا۔ کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش ہو گئے مگر ان کی تائید کے لئے حضرات دیوبندیہ نے نہایت ہی جانفشانی سے جھنڈا کھڑا کیا اس پر لطف یہ ہے کہ نام تو ہی حنفی جس طرح محمد ابن عبدالوہاب نجدی نقلی حنبلی کہلاتا تھا۔ وہابی ہمیشہ

یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ مسائل اعتقادیہ میں ہمارا تمہارا جھگڑا نہیں۔ بلکہ تمہارے دیوبندی حنفی بھی بڑے زور سے ہمارے ساتھ ہیں بمثلاً امکان کذب باری تعالیٰ۔ وامکان نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعدم جواز میلاد شریف۔ وعلم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نذر ونیاز واستمداد اولیاء اللہ۔ واعراس اہل اللہ بلکہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہنے کو تو برا نہ مانا گیا۔ اور شیطان کو عالم الغیب مانا گیا۔ مگر حضور علیہ السلام کے متعلق اعتقادات ایمانیہ کو ان لوگوں نے کفر قرار دیا ہر چند اہلسنت نے عرباً وعجماً دیوبندیہ کے عقاید پر کفر کا فتوے دیا۔ مگر افسوس یہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے۔ یہ فرقہ دیوبندیہ کے نام سے موسوم ہے عام اس سے کہ اس کے ارکان تھانہ میں رہتے ہوں یا نانوتہ میں گنگوہ میں رہتے ہوں یا انبیٹھہ میں ہمیں ان کی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں صرف مسلمانوں کو ان کے اعتقادات کفریہ سے مقصود ہے۔ چنانچہ ناظرین کو کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ جناب مولٰینا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر صاحب بہادر لودھیانہ کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہوگا: فقیر محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری الملقب میر اعظم

تقاریظ علمائے کرام قصور ضلع لاہور

(۲۴) تقریظ حضرت مولٰینا فاضل مولوی عبدالرحمٰن صاحب خلف الرشید حضرت جامع علوم معقول ومنقول فاضل تحریر مولٰینا مولوی غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الحمد للہ رب العلمین۔ قامع ابنیۃ المتمنین الدجالین الکذابین والصلوٰۃ والسلام علی من جعلہ حجۃ للعلمین واعطاہ اخبار الغیبیات علی اطلاع الضالین المضلین للمو مبین المتدعین وعلی الہ الطیبین قامعی اساس الملحدین المرتدین۔ اما بعد اس زمانہ فتن نشان میں جیسا کہ حضرت سرور کائنات اعزالمعلومات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار فرمائی تھی یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم باحادیث مالم تسمعوا انتم ولا اباءکم الحدیث سب کچھ ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ صدق الصادقین ہے ویسے ہی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تعلیم کے سبب سب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں۔ اور سچی خبریں دے رہے ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ اس فتنوں والے زمانہ میں ملحدین مرتدین کے مفوات رویہ کے رد کرنیوالے موجود ہیں۔ یہ ہیچمدان غلام ایرمان حضرت محبوب یزدان کمترین منادیان ابو المبارک محمد عبدالرحمٰن عفاعنہ المنان دکان اللہ لہ

وحفظ عن اہل فتن الزمان خلف لوذعی کبیر السعطری الشہیر بالفضل العزیز الالمعی المولوی ابی عبد الرحمن غلام دستگیر رحمۃ اللہ النصیر۔ اگرچہ اپنے قبلہ گاہ اعلیٰ جاہ کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے بہت ہی مضطرب تھا۔ مگر قدیر مطلق کے افضال کا نہایت ہی شکر گذار ہے۔ کہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر قائم ہونے والے اور ان کے دلی رفیق مرضی ومقبول رب احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الواہب ذوالمواہب کو دیکھ رہا ہے۔ الحمد للہ المعبود الودود علیٰ ذٰلک الکرم والجود۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور سب مقابلین علیہم الرحمۃ کی حرمت سے ان کی سعی بلیغ کو مشکور اور ان کو ماجور فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔ حررہ فقیر ابو المبارک محمد عبد الرحمٰن قصوری عفا اللہ عنہ

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل والعلم اولینا سید عبد الحق شاہ صاحب ہمدانی قصوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سبحانہ ما اعظم شانہ یضل من یشاء ویھدی من یشاء والصلوٰۃ والسلام علی من تشید الایمان وارفع بنیانہ مبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ وعلی الہ واصحابہ الذین اہل والاسلام والیقانہ یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا۔ اما بعد مدت سے اہل اسلام میں تشتت وتفتت شروع ہے اور فی الحقیقت تماشہ بین ہیں اپنے گریباں میں نظر نہیں کی جاتی۔ اہل حق کی مخالفت پر خود بینی غرور اغواء شیطانی سے روز افزوں زور ہے۔ یا ارحم الراحمین ویا دلیل المتحیرین دوئنا بحرمۃ من جعلتہ رحمۃ للعٰلمین جب ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اعتقادات وعملیات کا ثبوت نہایت درجہ تک اجتہاد مجتہدانہ کو پہنچا چکے۔ اور تمام اہل عقل ونقل واصحاب کشف نے اس بارہ میں آمنا وصدقنا کی صدا بلند کر دی ہے۔ تو یہ خواہ مخواہ اسلامی دنیا میں شور وغل برپا کرنا۔ ایک ہی گھر ایک مالک کے ہو کر بے گناہوں کی طرح آپس میں خانہ جنگی شروع کر دینی۔ اور باہم بیٹھ کر غرور کو مٹا کر توفیق ہدایت اللہ ہادی سے مانگ کر تماش بینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا۔ کیا وہ معتقدات ومعمولات جن پر ادلہ اربعہ سے آئمہ اربعہ اور سلف سے خلف تک کاربند ہوں۔ قابل اختلاف ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ ایسے بے جا اختلاف میں اپنی تضیع اوقات اور دوسرے عزیز اسلامی برادروں کی کرنی سخت گمراہی اور بیجا کاروائی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم چند روزہ دنیا کی زندگی معبود حقیقی اور افضل الرسل تحقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں غنیمت نہیں سمجھا جاتا۔ افسوس اہل حق کو شاغل ضروریہ عبادات ومعاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر بحکم اللہ ورسولہ تکلیفات کا تحمل بنانا بہت ناز بیا ہے۔ نسخہ انوار آفتاب صداقت مولفہ جناب حاجی قاضی فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم موصوف کی محنت اور جانفشانی اور تحقیق عجیب وغریب پیدا ہے

ہزار دل آفرین کی صدا برآئی اللہ کریم کی مخلوق ہیں اگر اہل شر کا وجود ہے تو اہل اصلاح کا بزرو رہا نہ ماجی شر بھی غالب ظہور میں آجاتا ہے انوار آفتاب کی جواب دہی نے ظلمات اشرار کو اس طرح غرقاب فنا کیا ہے کہ پھر سر نکالنے کی جرأت نابود کردی اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزائے خیر عطا فرما کر شادمانی دو جہانی سے سرفرازی بخشے آمین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ حررہ سید عبدالحق شاہ ہمدانی قصوری

تقاریظ علماء کرام کشمیر

(۲۶) تقریظ حضرت مولٰینا مولوی سیّد محمد ابن سیّد غیاث الدین المفتی والواعظ الکشمیری شاہ آبادی المعروف بہ سید میر جی شاہ (مقام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی جعلنا من الناصحین وافہمنا من علوم العلماء الراسخین والصلوٰۃ والسلام علی من نسخ بدینہ ادیان الکفرۃ الصالحین وعلی الہ واصحابہ الذین کانوا یتمسکون بشریعتہ صالحین وبعد فیقول البائس الفقیر الی رحمۃ ربہ القدیر سید محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بمیرجی شاہ الحنفی مذہبا والقادری النقشبندی مشربا المفتی الواعظ الشاہ آبادی الکشمیری اکرمہ اللہ بلطفہ وکرمہ۔ وقد رأیتہ واطلعت کتاب "انوار آفتاب صداقت" وھی کتاب الحاج القاضی فضل احمد لودیانوی بنظر العمیق فرأیتہ مملوًا من الآیات والبینات واحادیث المتواترات من رد تاویل اھل الضالۃ والمبتدعین الوھابیۃ الدیوبندیۃ الذین ینتحلون اتباع المذھب الحنفی وعلی المسلمین ان یلاحظوہ بالقبول ویدخرہ لیوم الجزاء جزی اللہ المصنف عنا خیر الجزاء ووفقنا و ایاہ لما یحب ویرضٰی وما علینا الا البلاغ۔ انا العبد الفقیر سید محمد ابن غیاث الدین المفتی الواعظ الکشمیری الشاہ آبادی المعروف بسید میرجی شاہ عفی عنہ۔

(ترجمہ) تمام تعریفیں ثابت اس اللہ کے لئے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور ہمیں علماء راسخین کے علوم سے سمجھایا۔ اور درود سلام اس نبی پر جس کا دین کافروں اور سرکشوں کے واسطے اوران کے دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوا۔ اوران کے آل اور اصحاب پر جو دین کی باتوں کے لینے میں نیک (نیت) تھے۔ اس کے بعد کہتا ہے عاجز فقیر طرف رب قدیر کی رحمت کے سید محمد ابن سید غیاث الدین المعروف بہ میرجی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں اور قادری نقشبندی ہے مشرب میں اور مفتی واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اس کو اپنے لطف اور کرم سے کہ میں نے البتہ تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب انوار آفتاب صداقت کو۔ اور وہ ایسی کتاب ہے جس کا

دوسرا سرمہ زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا ۔ مولانا مکرم ہادی فروع واصول حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی تصنیف ہے ۔ نظرِ عمیق سے دیکھا پس میں نے دیکھا اس کو بھری ہوئی ہے ۔ آیات بینات اور احادیث مبارک سے گمراہ اور مبتدع فرقوں کے اقوال کے رد میں جو وہابیہ دیوبندیہ ہیں ۔ جو جھوٹ موٹ اپنے آپ کو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں ۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کتاب کو قبولیت سے لیویں ۔ اور قیامت کے دن کی جزا کی امید رکھیں ۔ اللہ تعالے مصنف کو جزا اور اچھی جزا دے ۔ اور ہمیں اور ان کو اس چیز کی توفیق دے ۔ جس سے وہ محبت رکھے اور راضی ہو اور نہیں مجھ پر مگر پہنچانا ۔ میں ہوں عبد فقیر سید محمد ابن سید غیاث الدین مفتی واعظ شاہ آبادی کشمیری مورد سید میر جی شاہ

(۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری ۔ سجادہ نشین قصبہ کریزی شریف کشمیر (نزیل بمقام راولپنڈی پنجاب صدر)

بسم اللہ ومن یتوکل علے اللہ ۔ نحمدہ ونصلی علی سید المرسلین مفخر الاولین والآخرین وعالم الاسرار المخفیہ من رب العلمین قد نظرت فی الکتاب "انوار آفتاب صداقت" الکل صحیح صحیح لا ریب فیہ ۔ وجزاء اللہ المصنف احسن الجزاء فی الدارین ؛ (مہر)

حررہ السید میر عطاء اللہ شاہ بخاری نسبا حنفی مذھبا قادری نقشبندی مشربا المتوطن فی القصبۃ الکریزی شریف سجادہ نشین عفی عنہ ؛

تقاریظ علماء کرام ضلع ہزارہ

(۲۸) تقریظ حضرت مولینا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب قاضی القضات درویش تحصیل ہری پور ضلع ہزارہ مدظلہ

الحمد للہ الذی تعالیٰ ذاتہ من سمات النقص خصوصا عن الکذب والعجز والنسیان وشمل قدرتہ لکل ماھو صالح لہ ھو نوع الامکان والصلوۃ والسلام علی جمیع الانبیاء خصوصا علی من ھو مخصص لعلم مایکون وماکان ومنزہ ذاتہ عما ینسب الیہ الجھلۃ مما لا یلیق بعظمتہ والشان وعلی آلہ و اصحابہ وعلماء امتہ الذین ناظروا الجھال باللسان والسنان والفرقان ۔ اما بعد فقد رأیت ھذا الکتب النفیس فیہ ھدایۃ لکل شریف وخسیس والخبیثۃ کیف لا وقد صنفہ امام المناظرین مرجع الھدایۃ والیقین مرکز دائرۃ تحقیق منطقہ کرۃ تدقیق صاحب التصانیف الکثیرۃ ناصر السنۃ قامع البدعۃ حافظ اھل الاسلام عن ضلالات القادیانی والمرزائیہ مولانا

وباالفضل والکمال اولینا المولی الصدر القاضی محمد فضل احمد الصاحب جزاہ اللہ تبارک وتعالیٰ عنی وعن سائر اہل الاسلام خیر الجزاء صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ رسول الثقلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۔ حررہ المسکین محمد فیروز الدین عفی عنہ (درویش ضلع ہزارہ)

(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق خلف الصدق حضرت مولانا قاضی القضات مولوی فیض عالم علیہ الرحمۃ درویش ضلع ہزارہ ابقاہ اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الذی ہدانا وکفی والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والذی فاق علی جمیع الخلائق وعلیٰ ۔ اما بعد کتاب مزین بالسنۃ والفرقان الموسوم بہ انوار آفتاب صداقت میری نظر سے گذری ۔ تردید عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ میں بے نظیر پائی ۔ اللہ جل شانہٗ تبارک وتعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت فرمائے اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کے لئے انکو توفیق عنایت فرمائے ۔ حررہ العبد محمد فضل حق ابن مولانا الصدر اعظم قاضی القضات ہزاردی مولانا المولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم درویش ضلع ہزارہ

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب حیدرآبادی

بندہ ناچیز بھی جناب قاضی صاحب مصنف کتاب انوار آفتاب صداقت بیاری لاجواب واسطے اہلسنت والجماعت کے لئے جواہر لاجواب تصنیف فرمائی ہے تصدیق کرتا ہوں خداوند عالم جناب مصنف صاحب کے فیض علمی عموم برادران اہل اسلام کو مستفید کرے آمین ۔ حررہ خادم نقشبندی الشیخ محمد عبداللہ حیدرآبادی عفی اللہ عنہ اندرون دروازہ قاضی پورہ کمس گران عقب مسجد

(۳۱) تقریظ حضرت مولینا وبالعلم والفضل اولینا صوفی حاجی سلطان الاولیاء مولوی مفتی غلام محمد صاحب سہروردی شہبائی بہالی نوال شہری ضلع جالندھر

الحمد للہ الحنان المنان ذی الفضل والاحسان والامتنان مبین البیان ملہم الجان والخبان مرازق اہل الخیر والطغیان جاعل الزمان والمکان باسط الارض والارکان فاطر السماء بلاسند البنیان ونحمدہ علی القلب واللسان ونشکرہ فی کل حال وزمان ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ شہادۃً فاصلۃً بین اہل الجنۃ والنیران ووسیلۃً موصلۃً الی لقاء الرحمن ونشہد ان سیدنا محمد عبدہ ورسولہ وشفیع لاصحاب الجرم والعصیان مقبول الشفاعۃ عند السبحان صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فقد طالعت ہذا الکتاب یعنی انوار آفتاب صداقت مصنفہ العالم المحقق والصوفی المدقق المسمی فضل احمد الملقب القاضی لعیمرہ کورٹ انسپکٹر پنشن ساکن لودھیانہ جزاہ اللہ خیر الجزاء

کاملاً وفضلاً شاملاً نوجدت على الرد لفرقة الوهابية الديوبندية التي يطعنون فيه على المجتهدين المومنين المتقدمين رحمہم اللہ کالامام جلال الدین سیوطی وعلامہ فخر بکی مفتی دمشق وزین القل وعلامہ شمس الدین جزری مصنف حصن حصین و امام محی الدین نووی شارح مسلم وشیخ علامہ ابو شامہ و امام المحدثین شیخ ابن حجر وعلامہ قاصر الدین وشیخ ملا علی قاری وشہاب الدین قسطلانی و ہو ابو سعید خرازی و معدن العلوم شیخ برزنجی و علی مصنف سیرت حلبی صاحب سیرت شامی و امام ابو الخیر سخاوی و ناظم گوہر امام برزنجی و حضرت ابوذرعہ عراقی وشیخ ابو بکر وشیخ ابو الحسن ابن فضل وشیخ صالح جمال ہمدانی وعلامہ احمد ابن محمد مدنی وشیخ علامہ عرجب مروزی وصاحب مجمع البحار وحافظ شمس الدین ابن جوزی دمشقی وشیخ عبداللہ فاضل انصاری وابو جعفر مسمی نصیر الدین وفاضل نصیر الدین وحافظ عماد الدین ابن کثیر وشیخ جمال الدین مبرک وشیخ ابو طیب علامہ صدر الدین شافعی وعلامہ محمد رفاعی ومفسر افندی اسمعیل وزین الدین سید مرشد ہمایوں باشاہ وشیخ عبد الحق محدث دہلوی وحضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مع جدہم رحمہم اللہ تعالی وقول الخصم فی ما خصم قولا سوء وجہ الافتاء والتعمل على عمل مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وہکذا فی مسائل اخری ۔ فقط

الراقم الآثم المفتقر الی اللہ الصمد فقیر غلام محمد حنفی سہروردی شہابی بہانی نواں شہری ضلع جالندھر۔

(۳۲) تقریظ حضرت مولینا مولوی ابو الفرید خوشی محمد صاحب حنفی نقشبندی ۔

امام و خطیب جامع مسجد جالندھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میں نے اس کتاب انوار آفتاب صداقت لاجواب کو ملاحظہ کیا بے شک اسم بامسمی پایا ۔ اگرچہ علمائے ذوی الکلام کی تقاریظ کافی سے زیادہ ہو چکی ہیں ۔ اور ان کی نظروں میں یہ کتاب مقبول ہو چکی ہے ۔ فقیر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا ۔ کہ زمرۂ علمائے کرام میں بحیثیت ایک مقرظ کے شمار کروں ۔ لیکن بتحسین ظن مصنف موصوف اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرتا ہوں کہ فاضل مصنف اختلاف پر فرقہ دیوبندیہ وغیر دیوبندیہ کا امتیاز عوام پر تو درکنار خواص پر بھی مشکل تھا ۔ چنانچہ فقیر کو بھی زمانہ طالب علمی میں ایک مدت تک انہی مسائل کی ناواقفی کی وجہ سے اس فرقہ کے ساتھ حسن ظن رہا تھا لیکن اہل دیوبند کے چند ایک طلباء کے لیے ادیان گفتگو سے ان کے حالات باطنہ کی واقفی ہوئی ۔ اور ان کے اکابرین کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے اس فرقہ کے عقائد باطلہ کی اچھی طرح قلعی کھل گئی ۔ تو اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے راہ راست دکھائی ۔ الحمد للہ علی منتہ ۔ مدت سے یہ خیال بھی تھا کہ کوئی صاحب ان مسائل پر محققانہ تفصیل کے ساتھ بحث کریں اور اس کو تحریر میں لائیں ۔ تاکہ عوام امت بھی ان

کے پنجہ ضلالت سے نجات پائیں۔ سو الحمد للہ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا۔ اس لئے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بدلائل عقل و نقل کماحقہ ثابت کر دکھلایا۔ اور فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا۔ کہ مزید براں ممکن ہی نہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزا فی الدارین۔ آمین

فقیر (ابو الفرید) خوشی محمد عفی عنہ حنفی نقشبندی خطیب مسجد کیمپ جالندھر

جو ہے خوشی خدا کی وہ ہے خوشی محمد ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ ہجری

(۳۳) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

انوار آفتاب صداقت ہوئی طلوع اب مُردنی سی چہرہ دشمن پہ چھا گئی

کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر اے نجدیان ہند قیامت ہے آگئی

یہ کتاب جو آفتاب انوار صداقت کے نام سے ظلمت کدہ عالم پر آفتاب بن کر ضو افگن ہوئی ہے اور حسن کے مضامین کی بلند پردازی مصنف کے زور تخیل کی رہین منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔ اس نیاز مند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق عقائد و عمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے۔ جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس سعادت عظمیٰ کے لئے منتخب فرمایا۔ فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب ؂ کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ۔ حررہ فقیر سید محمد حنیف چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہٗ خطیب جامع مسجد و مفتی نکودر۔ ۱۲ اگست ۱۹۲۰ء

تقاریظ علماء کرام ہندوستان

(۳۴) تقریظ اعلیحضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حضور پُرنور حافظ قاری حاجی مولٰنا و بالعلم و الفضل مولٰنا مولوی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس دام ظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی فضل احمد علی العلمین جمیعاً و اقامہ یوم القیمۃ للمذنبین شفیعا و

بعثہ رحمۃ للعلمین فکان فضل احمد ملاذ اللائذین و معاذ العائذین فی الدنیا و یوم الدین فمن لاذ بہ فقد لاذ بملاذ کریم و من عاذ بہ فقد عاذ بمعاذ عظیم و من حاد عنہ فقد باد و حاد الحناذ جہنم و بئس المھاد و صلی اللہ تعالی وسلم علیہ و علی الحبیب المصطفی و الشفیع الرفیع المرتجی و علی آلہ و صحبہ و ابنہ و حزبہ دائما ابدا الی یوم الدین و سرمدا دھر الداھرین و لعن الکفرۃ التبابیۃ خصوصا النجدیۃ الوھابیۃ لا سیما الشیطانیۃ الکذابیۃ فانھم بعدا لھم و سحقا اعداء اللہ و رسولہ حقا بلا مین فیھم حیدون الی اللہ والرسول یقولون فی انفسھم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبھم جہنم یصلونھا فبئس المصیر لا یجزی فی اللہ ... واللہ بما یعملون بصیر۔ فقیر غفر المولی تقدیر نے مولینا المکرم ذی اللطف و الکرم حامی سنت ماحی بدعت راشد ارشد مولوی قاضی فضل احمد ایدہ اللہ بفضل احمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و کرم و مجد کی یہ کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی اللہ کے ثبات علی الیقین۔ و صلابت فی الدین و اعانت مہتدین و اہانت مفسدین پر حمد الہی بجا لایا وللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ و ھو اھل التقوی و اھل المغفرۃ جعل اللہ سعیہ مشکورا و ذنبہ مغفورا و عدوہ کا فی الدین مقھورا و لقی السنۃ نضرۃ و سرورا و رزقھم فی الدارین فضلا و نورا و جعل الوھابیۃ قوما بورا و جعل مکائدھم ھباء منثورا۔ یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول و فروع وہابیت کی قامع ہے کانہ علی الوھابیۃ سقر لا تبقی ولا تذر جمع فاوعی و استقصی فما ابقی من غث ولا سمین ولا رخیص ولا ثمین۔ انصاف خیر الاوصاف ہے۔ اگر وہ پیش نظر ہو تو راہ صاف ہے۔ مردود پر سو رد کئے جائیں۔ اور ایک ہی لاجواب ہے تو اسی قدر کافی اعتراض مطرود کے سو جواب دیئے جائیں۔ اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی وافی نہ کہ جہاں قواطع وافر لوامع متکاثر۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ رحمۃ الباری ہے۔ اس کے بھی شواہد و متابعات بیع التراجم اصول نہ تراجم و تعلیقات میں مراعات شرط موصول تو سخت بے انصافی ہوگی۔ اگر کہیں کہیں سے کچھ زوائد یا نوازل لے کر ان پر اپنے مسید سے اعتراض کریں۔ اور اس کا نام جواب رکھیں۔ بلکہ کل کلام سے گلو کشاں ہوں تو عہدہ برآ ہوں وانی لھم ذلک و اللہ لا یھدی الوھابیۃ الا الی طریق المھالک۔ فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش خیر کرتا ہے سو من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منھا رزقنا اللہ شفاعۃ المصطفی فی الاولی والآخرۃ یوم القضاء صلی اللہ تعالی وسلم علیہ و آلہ و صحبہ احسن رضا آمین۔ والحمد للہ رب العلمین۔ قالہ بفمہ و امر برقمہ العبد الفقیر احمد رضا القادری البریلوی ✧

کان اللہ لہ وحقق امله وصانه عن شر کل غبی وحوی کلاربع بقین من صفر المظفر سنة تسع و ثلثین والف وثلثمائة من هجرة من ید المطفی صلی اللہ تعالی وسلم علیہ ومن امته جمیعا عفا وغفر امین ؕ

مہر مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی | مہر احمد رضا خاں قادری | مہر محمد رضا خاں قادری عرف محمد عبد الرحمن

مہر عبد المصطفی احمد رضا خاں | مہر مصطفی رضا خاں قادری آل الرحمن محمد عرف ابو البرکات

محی الدین جیلانی | مہر محمد عبد اللہ السنی الحنفی القادری الرضوی

(۳۵) تقریظ حضرت مولینا المکرم سید غلام قطب الدین صاحب چشتی نظامی پردیسی برہمچاری سہیل ہند سہسوانی سرپرست حلقہ انجمن اشاعت الحق بریلوی

ہوالحق۔ میرے محترم بزرگ حضرت مولینا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی جو نہ صرف سنی ہونے کا فخر رکھتے ہیں بلکہ سنی گر اور محی السنۃ ہیں۔ آپ نے تمام دنیا کے سینوں پر احسان عظیم بصورت کتاب انوار آفتاب صداقت فرمایا ہے۔ کتاب انوار آفتاب صداقت اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور اور درخشاں کرے گی مسلمانو سنیو! دل کے ہاتھوں سے عقیدہ کے ہاتھوں اس کتاب کو تھامو۔ دل میں عمل اور محبت سے رکھو۔ میں حقیر واعظ اس کتاب کی تعریف اور قدر کے موافق اپنے پاس الفاظ نہیں رکھتا۔ مگر مختصر عرض کرتا ہوں۔ کہ بہت کتابوں اور بہت عالموں کے مسائل سب انوار آفتاب صداقت میں جمع کر دیئے گئے ہیں ؕ خادم دین سید المرسلین سید غلام قطب الدین چشتی نظامی سہیل ہند سہسوانی عرف پردیسی برہمچاری صدر حلقہ اشاعت الحق بریلی یکم ربیع الاول ۱۳۴۰ھ

تقاریظ علمائے کرام ریاست رامپور افغاناں

(۳۶) تقریظ حضرت مولینا الفاضل ادیب کامل مولوی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی النقشبندی المجددی مقام رام پور

الحمد للہ الذی اقمع اکاباطیل واعوانہ وازھق الحز عبیل والضارکہ واظہر الحق وابھر برھانہ واز ھر بحیث لایمکن کتمانہ واوضحمنا ہجہ ومناطہ وشد والکانہ ورفع اعلام الدین و تسید بنیانہ ونصر اھلہ ونوحزبہ واعلی شانہ وقمع اعدائہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ محمدن الذی ظہر دینہ فانمحی الباطل والساطینہ۔ اما بعد فقد اطلعت علی بعض الکتاب الذی الفہ الفاضل المفضل صاحب التقی الاوحد الاسد الاشد

الارشد الحصی الحفی المولوی فضل احمد النقشبندی المجددی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ وصانہ فی حرزہ ووقائہ عن شر کل عمی غوی فاذا سفر دافع لمکائد الفرق الباطلۃ الدنیہ وقامع لمکائد اھل العقائد وسائسھم النجدیۃ اللھم اجعلہ نافعاً للسلمین وقامعا لما ابتدع فی الدین بحرمۃ حبیبہ سید المرسلین والہ وصحبہ الھادین المھتدین آمین یا رب العلمین۔ کتبہ الفقیر الی ربہ الغنی محمد ظہور الحسین العمری الفاروقی النقشبندی المجددی الحنفی الرامفوری عاملہ اللہ سبحانہ بلطفہ الصوری والمعنوی فی السادس من شہر الربیع الاول سنۃ التاسع الثلاثین بعد الثلاثمائۃ والالف من الھجرۃ النبویۃ علی صاحبھا

(۳۷) تقریظ حضرت مولینا مولوی محمد نور الحسین خلف الرشید حضرت مولینا مولوی محمد ظہور الحسین فاروقی نقشبندی مجددی رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ تعالی عم نوالہ وصلوتہ مع صلاتہ علی مظہر اتم لجلالہ وجمالہ وعلی الہ الشارحین لمقالہ واصحابہ الحاملین لکمالہ اما بعد فقد اطلعت علی الرسالۃ الجلیلۃ العجالۃ النافعۃ اللصیفۃ التی الفھا اسد السنۃ سد الفتنۃ العالم الفاضل الفھامۃ الالمعی المولوی فضل احمد النقشبندی المجددی فوجد تھا لکشف مکائد اھل العقائد جامعۃ ولمقالات المبتدعین دامغۃ لعقائدھم الکاسدۃ الباطلۃ رادعۃ قد ملاء الوہابیات بالطالۃ بالساطعۃ والحجۃ القاطعۃ فیا لجھد من الفھا ولشان من صنفھا ولسعی من صفھا حیث لم یال جھداً فیما سعی فجزاہ اللہ تعالی خیر الجزاء وتقبل جھدہ وشکر سعیہ واحسن فی الدارین رعیہ آمین یا رب العلمین بحرمۃ من لا نبی بعدہ قالہ بفیہ ورقمہ ببنانہ العبد المفتقر الی رافۃ رب الثقلین محمد نور الحسین کان اللہ لہ فی الدارین الموخر فی السابع من شہر ربیع الاول من الھجرۃ المقدسۃ النبویۃ علی صاحبھا الف الف تحیۃ۔ سنہ ۱۳۳۹

(۳۸) تقریظ حضرت مولینا المکرم والمعظم فاضل بے بدل مولوی معین الحسین حنفی نقشبندی مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رامپور محلہ چاہ شور

الحمد للہ الذی اعز الانسان وجعلہ اشرف المخلوقات بالعلم والبیان وارسل رسولہ سید الانس والجان بالھدایۃ والتبیان ورفع لہ الدرجات واعلی المکان صلوات اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ ھم نجوم الاھتداء والایقان اما بعد میں نے انوار آفتاب صداقت کو اکثر جگہ سے دیکھا۔ جناب محترم مولینا قاضی فضل احمد صاحب نے حق تالیف ادا فرمایا ہے۔ اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب حقہ اہلسنت والجماعت جواب لاجواب دیا ہے فللہ در المؤلف جعل سعیہ مشکوراً حضرات اہلسنت ایسی ہستیوں کی قدر

فخر کریں بجا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین معوان حسین مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور محلہ چاہ شور بقلم خود۔ (مہر معوان حسین حامی دین محمد مصطفیٰ سنہ ۱۳۲۰ھ)

(۳۹) تقریظ حضرت مولانا المحترم مولوی محمد رشید الرحمٰن نقشبندی مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان لا الٰہ الا اللہ و نشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ المصطفیٰ و نبیہ المجتبیٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ کھف الوریٰ سراج بزم الدنیٰ خیر عباد اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ ما
امابعد میں نے کتاب انوار آفتاب صداقت مؤلفہ جناب مولوی شیخ حسن احمد لودھانوی کو اکثر جگہ سے مطالعہ کیا مؤلف موصوف نے مذہب حقہ اہلسنت والجماعت کو کافی و وافی طور پر ثابت کر کے عقائد فرق باطلہ مثل وہابیہ نجدیہ کے رد میں خوب ہی دندان شکن جواب دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو گم گشتگان راہ ہدایت کے لئے خضر راہ بنائے۔ آمین وھو المقصود من ہذا التالیف و ھو المجیب۔ محمد رشید الرحمٰن مجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم واقع محلہ چاہ شور۔ ریاست رامپور۔ (مہر محمد رشید الرحمٰن مجددی سنہ ۱۳۲۰ ہجری)

(۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاعت علی صاحب مدرس مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رامپور محلہ چاہ شور

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ کتاب انوار آفتاب صداقت کے بعض بعض مقامات دیکھے مؤلف مصیب نے بحمد اللہ تعالیٰ بکمال سعی خیالات فاسد وہابیہ کی پوری پوری تردید فرما کر امر حق کا اثبات فرمایا ہے خداوند ان کی حسن سعی قبول فرمائے۔ آمین۔ محمد شجاعت علی مدرس دوم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور محلہ چاہ شور۔ (مہر شجاعت علی)

(۴۱) تقریظ حضرت مولینا مولوی قاضی ابوالکمال حکیم محمد شہید الدین صاحب سلطان البیان شہر مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ الحمد للہ کہ انوار آفتاب صداقت کا حقانیت طلوع ہوا اور وہابیہ جنہوں نے دین سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آفتوں کی بارش کیں ظلم و ستم کی اندھیاں چلائیں اور دغابازی کی گھٹائیں ڈالیں۔ انکے مکر و فریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں سے دور فرمایا فالحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تبارک و تعالیٰ اسکے مصنف حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب کو اولیٰ و آخرت میں انہیں انوار کریم کی روشنی میں رکھے۔ آمین۔ المعتصم بحبل اللہ المتین ابوالکمال محمد شہید الدین عفی عنہ المعین۔ مرادآبادی

مسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو!!!

تحمید و تمہید

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم
آخر زمانے میں کچھ لوگ ہونگے بڑے فریبی بڑے جھوٹے تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں اور نہ تمہارے باپ دادوں نے بچو ان سے دور رکھو ان کو

وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم
تاکہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں

واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین
اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ پ ۷ ع ۱۴

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار
اور ظالموں کی طرف مت جھکو کہ تم کو آگ میں جھونک دیں گے پ ۱۲ ع ۱۰

انوار آفتاب صداقت

تمہید

اَلحمدُ للہِ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہٗ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین
امابعد عرض کرتا ہے خاکسار ذرہ بیمقدار احقر عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد عفی اللہ تعالٰی عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ کہ عرصہ تخمیناً دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ لودھیانہ نے خاکسار کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا ہے۔ اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب موتے کو جائز رکھتا ہے کافر اور مشرک کہنا شروع کیا اسلئے میں نے ایک فہرست مختصر عقائد وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندایہ کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیوبند یہ لودھیانہ آگ بگولا اور جل کر کوئلے ہوگئے۔ اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں مجھے گالیاں دیں توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میرے برخلاف شائع کئے۔ جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے لاچار انصاف کے لئے نالش دائر کردی۔ جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزائیوں کی امداد تہ دل سے کی۔ اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد کی۔ کسی نے کتاب بحر الرائق بہم پہنچائی کسی نے شرح مواقف مہیا کردی کسی نے انکی عبارت غلط سلط بے محل نکالکر نشان کردیئے کسی نے اپنے وعظوں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں، کسی نے میرے خطوط کچہری میں پیش کئے وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتووں میں لکھا تھا کہ مرزا اور مرزائی مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا ہی کافر و مرتد ہے۔ ان فتووں کی بھی پرواہ نہیں کی۔ خیر اس پر بھی کفایت نہ ہوئی۔ تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ دار قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف،، نام کا شائع کیا۔ درآنحالیکہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلی کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ ملزمان مقدمہ کو کچہری نے رہا کردیا۔ چونکہ اس کے جواب لکھنے کو میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ بہتری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرداً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہوچکے ہیں۔ اس لئے مفتی ساکن لبی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالہ مذکور لودھیانہ میں چھاپا گیا جواب لکھنے میں تعویق کی۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ کچہری میں یہ سب جوابات آجائیں گے۔ لیکن عدالت نے میرا حق مکرر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کرکے انکار کردیا۔ اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چونکہ ناواقفوں کو خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شائد نہ ہوسکتا ہو۔ جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلی کی ہے۔ اس لئے مناسب تصور کیا گیا۔ کہ جواب رسالہ مذکور کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ

ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہذا خدا تعالے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم سے جواب اُس کا بطرز **قولہ** اور **اقول** کے تحریر کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اُمید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے۔ اور اپنے خالص سنی اہل سنت وجماعت بھائی کو تقویت ایمان وایقان کا باعث ہو۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ۞

تنبیہ۔ نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں بجلنسہ درج کی جاتی ہے۔ اس میں بعض عبارات کتب وہابیہ **بلفظہ** نقل کی گئی ہیں۔ اور بعض **ملخصًا** بحوالہ صفحہ جات درج کی گئی ہیں۔ جو عبارات **بلفظہ** ہیں۔ وہ بعینہٖ عبارت درج کی گئی ہے۔ اور جو ملخصًا ہے وہ خلاصہ عبارات کتب وہابیہ ہے **اس کو اچھی طرح یاد رکھنا** چاہیئے۔ تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں محولہ میں عبارات موجود نہیں۔ جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے ۞

نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت وجماعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مختصر فہرست عقاید وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنت وجماعت

ہم اپنے برادران دینی خالص سنی حنفی کے عقاید کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ **ایک** تو وہ جنھوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی۔ اور **اجماع** اُمت سے علیحدہ ہو کر **تقلید شخصی کا** انکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر **دوسرے قسم کے وہابیہ** اُن کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔ اور **ضرر رساں**۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ ہم مقلد امام اور پکے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔ مگر عقاید میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت اُن کی ناجائز اور وہ قابل نفرت ہیں۔ مختصر فہرست اُن کے عقاید کی حسب ذیل ہے۔ نقل کفر کفر نباشد۔

فہرست عقاید وہابیہ

نمبر شمار	مضمون عقیدہ وہابیہ	نام کتب مصنف و صفحہ کتاب
۱	خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ بلفظہٖ ملخصاً	رسالہ یک روزی مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی
	(الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت	صفحہ ۱۴۵
	الٰہیہ نیست پس لا نسلم بلفظہ رسالہ یک روزی	تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱
	(ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا	مولوی خلیل احمد کی براہین قاطعہ صفحہ ۲
	قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں	
	إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کے خلاف ہے	بلفظہ براہین قاطعہ صفحہ ۳
۲	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے ملخصاً	تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۶۰
۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں ملخصاً	" " صفحہ ۱۴ - ۱۹
۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصاً	" " " ۵۵
۵	اللہ تعالیٰ جس کو چاہیگا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا ؛ بلفظہ	" " " ۳۳
۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں مرکر مٹی ہوگئے ؛ بلفظہ و ملخصاً	" " " ۶۰
۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں ؛ ملخصاً	" " ۶ - ۸ - ۲۳ - ۲۹
۸	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے ؛ ملخصاً	" " ۱۰ - ۲۶ - ۲۷

ف اس فہرست کی اشاعت اکتالیس ہزار ۴۱۰۰۰ کاپی حضرت مولوی منشی حاجی محمد لعل خاں صاحب قادری مدراسی نے کلکتہ میں زبان اردو و بنگالی میں فرمائی جس سے وہابی جل کر کوئلے ہوگئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲۰۱ منہ۔

نمبر شمار	مضمون عقاید وہابیہ	نام کتب مصنف صفحہ کتاب
۹	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً	تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۲۷ - ۵۸
۱۰	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے ؛ ملخصاً	" " ۱۰ - ۴۰
۱۱	آنحضرت صلے اللہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے ۔ ملخصاً	" " ۴۰ - ۴۱ - ۴۳
۱۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے ؛ ملخصاً	" " ۲۳
۱۳	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے ؛ ملخصاً	" " ۳۱
۱۴	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں بلفظ	براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۳-
۱۵	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے ملخصاً	" " " ۵۱
۱۶	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے ۔ بلفظ	حفیظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷
۱۷	خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ ع باخدا داریم کار ، باخلائق کار نیست ۔ بلفظا	بسط البنان مولوی اشرف علی صفحہ ۷
۱۸	حق سبحانہٗ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے ۔ ملخصاً	ایضاح الحق ۔ اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۲۴
۱۹	آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولد شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثل کنھیا کے جنم کے ہے ۔ ملخصاً	فتاویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳ ، براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۸

نمبر شمار	مضمون عقیدہ وہابیہ	نام کتب مصنف وصفحہ کتاب
۲۰	آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے ؛ بلفظ	صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل ص ۸۶
۲۱	کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلّے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں ؛ بلفظ	سبیل الرشاد مولوی رشید احمد
۲۲	آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فاتحہ بارھویں شریف کی شیرینی میلاد شریف، اور گیارھویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام ہے مثل ہنود کے ۔	فتوٰے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶، ۱۷ فتوے براہین قاطعہ خلیل احمد انبیٹھوی
۲۳	ختم فاتحہ بزرگان مثل سویم ۔ دہم ۔ چہل وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں ؛	

باوجود ایسا سمجھنے کے بھی خود مسلمانوں کے گھروں سے لیکر کھاتے ہیں ۔ اور اچھی طرح کھانا سامنے رکھکر ختم فاتحہ پڑھتے ہیں ۔ منافقانہ ؛
مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے ۔ ہر مسلمان بھائی اس فہرست کو اپنے پاس جیب میں رکھے ۔ اور حفظ کرلے ۔

راقم آثم فضل احمد المشتہر شہر لودھیانہ (عفی اللہ عنہ)

بندہ نے ان عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا ہی پایا ۔ بلا شبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور اُن کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے ۔ **ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی ؛**

بقلم خود عبد الحمید عفی عنہ مفتی شہر لودھیانہ ۔

ختم ہوئی فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی ،

قولہ ۔ ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں ۔ مگر ہر دو صاحبان[ا] کو واضح ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابل رحم ہے ۔ پھر مجھے اِن کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت الخ کی آیت اس پر مجبور کرتی ہے ۔ کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں الخ بلفظہ صفحہ ۸ سطر ۱۳ ۔

اقول مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں مصروف تھا

لہ ہر دو صاحبان الخ سے مولوی حسن صاحب کی مراد نیاز مند اور مولوی عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ ہیں ۱۲ ۔

اور آپ کے بھائیوں نے مرزائیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا۔ اور خیال یہ تھا کہ سب جوابات کچہری میں لکھے جائیں گے۔ جو قانونی میرا حق تھا۔ مگر افسوس عدالت نے حسب قانون وعدہ خود میرے جوابات کو نہ لکھا۔ اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہوگیا۔ جس پر آپ لوگ اور مرزائی میرے مرنے کے آرزومند تھے۔ لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخش کر آپ لوگوں اور تمام مرزائیوں کو سخت نادم کر کے ہمیشہ کے لئے الغلو نمزا قائم کر دیا آپکا جواب دینا بھی میرے لئے فرض نہیں تھا۔ کہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً کرتا۔ لیکن جبکہ آپنے یہ رسالہ جوابات خلاف اہل سنّت وجماعت لکھکر تعلی کی ہے تو اب ٹھنڈے دل سے جوابات مدلل ومبرہن سُننے اور غور کیجئے اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق سمجھکر حق کو اور صراط مستقیم کو قبول کیجئے۔ اور واقعی حق وہی ہے جس پر ہیں اور جمہور علماء متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں ÷

مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں میں خود آپ کی خاطر کے لئے تیار ہوں ÷

آپ نے آیت اِن کنتم الآیہ کو لکھکر اپنی قران دانی کو ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا وہ قران شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے درج نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قران میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنے بھی آپ کو آتے۔ تب بھی اُس کو آیت شریف بیان نہ کرتے۔ اور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے۔ اور معنے بھی صحیح سمجھے جائیں تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لئے کہ لفظ اِن شرطیہ اِس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قران دانی کا ہے۔ کہ آیت لکھکر اس کے آگے علامت الخ لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت الآیہ لکھی جایا کرتی ہے۔

——(☆)——

باب اوّل

عقیدہ نمبر(۱) وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے

قولہ ۔ توضیح مطالبہ نمبر۱۔ بر عقیدہ نمبر۱۔ مندرجہ اشتہار مشتہرہ منجانب قاضی فضل احمد بہ تصدیق مفتی عبدالحمید آپنے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر۱۔ یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالٰی کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں جس کے ثابت کرنیکے لئے آپنے یکروزی اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارات مصنفوں کا مطلب خبط کر کے لکھی ہیں ۔میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان نے اُن عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا ۔صفحہ ۹ ۔سطر۱۔ بلفظہ

اقول ۔مولوی صاحب ! آپ کا خیال محض غلط بلکہ اغلط رسالہ یکروزی فارسی کچھ الفاظ عربی زبان میں ہے ۔ اور باقی دونوں کتابیں اُردو زبان میں ہیں ۔ نہ تو وہ ترکی اور لاطینی ۔عبرانی و یونانی ہیں جن کی عبارات سمجھا جانا مشکل ہو ۔ اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص اُردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لئے آپ سے زیادہ تر آسان ہے اور اصل مطلب شعر اگر در بطن ہے تو نہ آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا تو کاگ بھا کھا لکھنے کا کیا فائدہ ۔لکھنا اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لئے ہوتا ہے ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے یا یہ ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں اور سنی نہ سمجھیں ۔ یہ عجیب ہے ۔ اور جو آپنے لکھا ہے ”کہ مطلب خبط کر کے لکھا ہے“ یہ بھی غلط ہے ۔کیونکہ آپ نے کسی عبارت خبط شدہ کا حوالہ نہیں دیا ۔کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب خبط کیا گیا ہے ۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھدیا۔

قولہ ۔مصنفین کتب محولہ بالا کا مطلب اُس جگہ جہاں اُن کی کتب میں عبارات لکھی ہیں مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کا ہے ۔جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب

کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظ صفحہ ۹۔ سطر ۷ ٭

اقول ۔ مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مصنفین کا مطلب خلف وعید کو ثابت کرنا ہے۔ اور اسی میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آجاتی ہے۔ تو خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے۔ تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمایئے خلف وعید کے کیا معنے ہیں۔ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہی کذب باری تعالیٰ ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور یہی مطلب اُن کتب کا ہے۔ پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ "مطلب نہیں سمجھے" "مطلب کو خبط کر کے لکھا ہے"۔ یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا۔

قولہٗ ۔ سو واضح رہے کہ خلف وعید کے اہل سنت بڑے شد مد سے قائل ہیں ... کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا۔ بلفظ صفحہ ۹ سطر ۹ ٭

اقول ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا۔ اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا جیسے خداوند تعالیٰ اصدق الصادقین کی نسبت کذب کا لگانا۔ میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے ہیں وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔ مگر آپ نے اُن سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔ پہلے اُن سے آپ کو اگر دستار فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تو اس کمال کے صلہ میں دو دستار ملنی چاہئیں۔ دیکھئے مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد صاحبان آپکے پیرو مرشد اپنی براہین قاطعہ میں یوں لکھتے ہیں اور دھوکہ ...

(۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں بلفظ صفحہ ۳ سطر ۱۵۔ براہین قاطعہ ٭

(۲) امکان کذب کہ خلاف وعید کی فرع ہے جو قدماء میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔

بلفظ صفحہ ۳۔ سطر ۱۔ براہین قاطعہ ٭

(۳) رد المحتار میں ہے ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی

المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جود اوکرما
بلفظ صفحہ ۲ - سطر ۱۶ براہین قاطعہ ؛

کہئیے کون سے اہل سنت بڑی شد ومد سے خلف وعید کے قائل ہیں - اگرچہ بعض اشعریہ اس کے قائل لیکن محققین اشاعرہ جو کثرت سے اس کے قائل نہیں اور ماتریدیہ توکلہم قائل نہیں - حالانکہ آپ بھی ماتریدیہ میں قدم رکھتے ہیں - اور بعض اشاعرہ کی سند کو پیش کرتے ہیں - آفرین ہے ؛

عجب العجب اور طرہ اور طرفہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے جو انہوں نے کتاب رد المحتار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے - اور اس مثل کو انہوں نے حق الیقین کے درجہ پر ثابت کر دیا ہے - کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا آپ ہم کو نماز پڑھنے کی نہایت تاکید کیا کرتے ہیں - اور نہ پڑھنے والوں پر کفر کا فتوے لگایا کرتے ہیں - لیکن قرآن میں تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں - بلکہ اس کی ممانعت آگئی ہے - مولوی صاحب نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اس شخص خود غرض نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف لاتقربوا الصلوٰۃ کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ - مولوی صاحب نے فرمایا - او میاں آگے اس کے وانتم سکاریٰ بھی تو پڑھ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش کریں گے جو ہمارے لئے مفید ہو - باقی سے ہم کو کیا غرض - اور یہ بھی تو سارے قرآن پر تو آپ نے عمل نہ کیا ہو گا - انتہیٰ ؛

اس مثال کو یاد رکھ کر سنئے کہ آپ کے مرشدان عالی نے کیا دیانت فرمائی ہے - اور رد المحتار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے - اصل عبارت یوں ہے :-

ھل یجوز الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما - وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علیٰ عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ تعالیٰ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ (بلفظ صفحہ ۳۵۱ - سطر ۱۲) ؛

دیکھئیے - اس عبارت متقدمہ سے بلا ثابت ہے کہ اشاعرہ بھی جو محققین ہیں خلف وعید

کو ناجائز قرار دے رہے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ پر محال فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محقق اشاعرہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔ جو محققین کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں۔ مگر افسوس ہے آپ کے مرشد ان یادیانت پر کہ انہوں نے عبارت کو جو حاشیہ کے التفتازانی سے شروع ہوتی ہے۔ آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جان کر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔ اور لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو ہاتھوں پر سرسوں کی طرح اگا دیا۔ جب اُن کی دیانت یہاں تک ہے تو اُن کی امانت و صیانت کی حضانت آپ کو مبارک ہو۔ اہل سنت و جماعت خالص سنی حنفی ان کی ایک بات پر بھی اعتبار نہیں رکھتے۔ اور نہ رکھیں گے ❖

یہ بھی یاد رہے کہ محققین اشاعرہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعرہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر اکابر وہ کیسے آپ کے خلف وعید کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور آیات قرآنیہ سے اس کا استحالہ اللہ تعالیٰ پر قرار دے رہے ہیں۔ اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں۔ وھو ہذا۔

اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

بلفظ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ سطر ۲

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج النبوت میں اس طرح لکھتے ہیں۔ وھو ہذا۔

اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہوئی بلفظ۔ ترجمہ۔ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۲ سطر ۸ یہاں بھی وہی مثل لا تقربوا الصلوٰۃ کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ ❖

آپ کا یہ کہنا کہ اہل سنت بڑی شد و مد سے خلف وعید کے قائل ہیں بالکل لغو ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی اہل سنت ضرور بڑی شد و مد سے قائل ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل سنت و جماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماتریدیہ اور اشعریہ ہے اور وہ وہی ہیں جو مقلدین مجتہدین ائمہ اربعہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام مالک

اور امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ جو شخص ان کے عقائد کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے ؞

بعض اشاعرہ کے کلام سے خلف وعید کا جواز نکلتا ہے۔ اسے امکان کذب سے کوئی علاقہ نہیں۔ خود اشاعرہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں اس کی بحث کافی وافی ہے ؞

پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ نہ تو اشاعرہ اور نہ ماتریدیہ اس خلف وعید یعنی کذب کے مجوز ہیں بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہیے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجوز بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ کہ اہل سنت وجماعت بڑی شد ومد سے اس کے قائل حالانکہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کرکے مسئلہ خلف وعید کو قدما کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں ؞

آپ نے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں اِنَّ اللّٰہَ علٰی کُلِّ شَیْ قدیر اور کان اللّٰہ علٰی کُلّ شَیءٍ مقتدراً تفقہ نے الدین کے خلاف تحریر کی ہیں۔ ان کا جواب سنیے۔ ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے ؞

اب کہیے لفظ شیٔ یا چیز میں ہر ایک چیز آگئی یا کچھ باقی رہ گیا۔ اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سوچ سمجھ کر کہیے کہ لفظ شیٔ میں خدا تعالےٰ بھی داخل ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو کیوں اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالےٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے اس سے یہ بھی عقیدہ آپ کا معلوم ہوجائیگا کہ اللہ تعالےٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ مگر افسوس اس پر آپ کی نظر نہیں اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے ؞

میں کہتا ہوں کہ لفظ شیٔ میں خداوند تعالےٰ بھی داخل ہے۔ آپ چونکئے اور گھبرائیے مت۔ لیجئے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں کہ خداوند تعالےٰ بھی لفظ شیٔ میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل اللہ ۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہیے کونسی چیز یا شے شہادت میں سب سے بہت بڑی ہے کہو اللہ پس اللہ تعالےٰ بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔ پس اس سے یہ بات

لازم آئی کہ اللہ تعالیٰ دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے۔ پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے۔ جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے زنا چوری اور تمام بُرے افعال حتیٰ کہ شراب پینے۔ قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے۔ کیونکہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے تو خدا کیوں قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر نہ سمجھا جائے۔ تو ثابت ہوگا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے امام الطائفہ بانئی وہابیت ونجدیت اپنے رسالہ یک روزی میں لکھتے ہیں وہو ہذا۔ مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جو انہوں نے اس طرح لکھا تھا لکھتے ہیں۔

قولہ۔ ماھو لا تجویز الکذب علی اللہ تعالیٰ وھو محال لانہ نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیاء خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد الخ $\frac{۱۴۴}{۱۴۵}$ یکروزی ؛

کیوں؟ مولوی صاحب آپ کا ایمان اور اعتقاد یہی ہے آپ کو مبارک ہو۔ لیکن ہمارا اور تمام اہل سنت وجماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے۔

(۱) تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے ان اللہ (کان) علے کل شیٔ (شاءہ) قدیر یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جس کو کرنا چاہے۔ اور جس کو کرنا نہ چاہیے اس میں سے جو محال ہے اس پر قادر نہیں) ؛

(۲) تفسیر بیضاوی شریف جلد اول صفحہ ۲۸۔ سطر ۲۵۔ قولہٗ تعالیٰ اِنَّ اللہ علےٰ کل شیٔ قدیر کالتصریح بہ وتقریر لہ والشی یختص بالموجود لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاء تارۃ وحینئذ یتناول الباری تعالیٰ کما قال اللہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل اللہ وبمعنی مشی اخری اے مشی وجودہ وما شاء اللہ

له اے مریداً بمعنے فاعل ؛

وجود لا وھو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ اِن اللہ علی کل شئ قدیر۔ واللہ خالق کل شئ ۔ فھما علی عمومھما بلا مثنویۃ یعنی خلاصۃً اس آیت شریف کی تصریح میں یہ بات ہے کہ شی کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے کیونکہ یہ لفظ .... دراصل مصدر ہے بمعنی شاء یعنی اسم فاعل کے معنے میں جو چاہنے والا ارادہ کرنے والا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کونسی شئے سب سے بڑی ہے شہادت میں پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہدیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور کبھی بمعنے مشی کہ بمعنی اسم مفعول کے یعنے جس کا وجود اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جو اس وقت فی الوقت موجود ہے اُس پر قادر ہے اور اس پر آیت شریفہ اِن اللہ علی کل شی قدیر وارد ہے۔ الخ ؛

(۳) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۵۱ ۔ سطر ۱۴ ۔ وقد قیل کل عام یخص قولہ تعالیٰ واللہ علی کل شئ قدیر بما شائہ الخ ۔ والحاصل ان کل شی تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ الخ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اُس پر نہیں ہر ایک چیز کا تعلق اسکی مشیت پر ہے۔ اور لفظ کل عام ہے ؛

(۴) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحمۃ اللہ صفحہ ۴ سطر اول ۔ ثم اعلم ان الشی فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنے المفعول کما فی قولہ تعالیٰ واللہ علی کل شئ قدیر ۔ یعنی دراصل لفظ شئ مصدر ہے اور بمعنی مفعول استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شئے پر قادر ہے یعنی چاہی ہوئی چیز پر (بمعنی مفعول) ؛

یہ ہے اس آیت شریفہ کا مطلب جو مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے ؛

قولہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیای سعادت کے صفحہ ۱۲۱ پر لکھتے ہیں گناہ واجب نیست کہ بدوزخ برد بلکہ عفو ممکن است ۔ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۴۴ پر ہے کہ ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت وجلال وبزرگی وتوانائی وبے باکی او بدانست اگر ہمہ مخلوق عالم را ہلاک کند وجاوید بدوزخ دارد یک ذرہ مملکت وے کم نشود ۔

بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۲۱-۳۱

اقول - ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں جن کو دوزخ میں ڈالنے کا حکم لگاتے ہیں - جو بالکل غلط ہے -

(۱) پہلی تحریر میں تو صرف گناہ کے معاف کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جو عین صحیح ہے کہ مومنوں مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے ایفا کرنے پر قادر ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ (سورۃ النساء) اور یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (سورہ صف) اور یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (سورۃ یوسف) اور اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (سورۃ الزمر) ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے - اس میں کونسا خُلف وعید ہے - ذرہ ہوش کیجئے یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی میرے دعوے کی موید ہے - اور آپ کے مخالف ہے اپنے دعوے پر دلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے جو طفل مکتب نہ کرے -

دوسری عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیائے سعادت کے رکن چہارم کے تیسری فصل خوف ورجا کی حقیقت کے بیان میں ہے - جو ہمہ مخلوق عالم میں ہیغمبر ان علیہم السلام ہیں - داخل نہیں ہیں - کیونکہ اس میں لفظ بڑا یا چھوٹا درج نہیں - اس عبارت کے عین اوپر ایک مثال حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ شیر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے کچھ کمی واقع نہیں ہوتی - اور اس جگہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آں سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں - ہاں ! اگر جملہ یا فقرہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، درج ہوتا تو بیشک تمام انبیاء علیہم السلام اس میں داخل ہوتے - مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعد حضرت امام علیہ الرحمۃ نے اس کا استثنا یوں فرما دیا ہے کہ :-

یہ ڈر انبیاء علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم

ے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴ -

ہیں۔۔۔۔ اسی واسطے سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء بلفظ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت صفحہ ۸۸۴ سطر ۲۳

(۳) فتوح الغیب مقالہ ہیژدہ و شرح فارسی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔ لاتسکن الیٰ احد من خلق ولا تانس بہ (بلفظ) شرح۔ ارام مگیر و میل مکن بسوئے ہیچ یکے از خلق والفت مگیر ہیچ یکے اما از دوستان خدا و مقربان وے کہ داخل غیر نیستند و توجہ بایشان بایں حیثیت عین توجہ بحضرت حق است انتہےٰ۔ یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہیے کہ اس میں دوستان خدا و مقربان درگاہ کبریا جل وعلا انبیا علیہم السّلام و اولیائے کرام علیہم الرحمۃ بھی داخل ہیں۔ کیونکہ انکی طرف عین توجہ اللہ تعالےٰ کیطرف ہے۔ واقعی وہ اس لفظ مخلوق میں داخل نہیں ؛

اب اس میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مختصراً لکھا جاتا ہے تاکہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتہ لگ جائے ؛

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ جلد اوّل باب دوم عقائد میں

(الف) وہ سب چیز اس کے (خدا تعالےٰ) حکم اور تقدیر و حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے۔ کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ نہ ہوئی۔ بلفظ جلد اول صفحہ ۱۷۵ سطر ۱۶ ؛

(ب) یہ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قایم ہے امر و نہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۷۶۔ سطر ۹۔ جلد اول۔

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ بُرے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو طاعتوں پر اپنے کرم اور وعدہ کے بموجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظ صفحہ ۱۷۷۔ سطر ۸ ؛

(د) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور ان کا سچ ظاہر معجزوں سے ثابت کیا ۔ تو انہوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں پہنچایا۔ اس لئے خلق پر رسولوں کو سچا جاننا اور جو وہ احکام لائے ہیں اُن کا ماننا واجب ہے ۔ بلفظ صفحہ ۱۷۷۔ سطر ۱۴ ؛

(ھ) خدا تعالےٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اس پر (صراط) پھسل لیں گے ۔ اور دوزخ میں گر جائیں گے ۔ اور ایمان والوں کے پاؤں اللہ تعالےٰ کی عنایت سے اس میں جمیں گے وہ دار القرار کو پہنچا دیے جائیں گے ۔ بلفظ صفحہ ۱۷۸ ۔ سطر ۱۲ ؛

(و) پس دوزخ میں کوئی ایماندار ہمیشہ نہیں رہیگا ۔ بلفظ صفحہ ۱۷۹ ۔ سطر ۵ ؛

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا ۔ وہ اہل حق اور سنت و جماعت والوں میں ہوگا ۔ اور گمراہی اور بدعت والوں کی جماعت سے علیحدہ رہیگا ۔ بلفظ صفحہ ۱۷۹ ۔ سطر ۱۱ ؛

دیکھیے یہ ہے مذہب امام علیہ الرحمۃ کا اور میرا اور تمام اہلسنت و جماعت کا جو آپ کو نصیب نہیں ۔ آپنے اپنی ان عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور خلف وعید کا کرنا بے سود نکلا ؛

قولہ ۔ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے صفحہ ۱۷ پر ہے ۔

اگر ہمہ منکران عالم و شیاطین جہاں را با ذریت و اتباع او فی المثل بعلیین رساند و تاج قدسی بر سر نہد ہنوز حق کرم او گذار نشود ؛ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے اگر خواہد ہر کہ در روئے زمین کافرے و مشرکیست در دریائے رحمت غرق کند ؛ اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے ۔ اگر خواہد کہ در عالم نبی و ولی ہست ہمہ را در سلسلہ قہر کشد و خالداً مخلداً در عذاب الیم بدارد ؛ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے اے برادر کسے را کار با جبار قہارے افتادہ است ۔ اگر بہشت را عین دوزخ گرداند و دوزخ را عین بہشت الخ صفحہ ۹/۱ سطر ؛

اقول ۔ افسوس سے کہتا ہوں کہ آیت یا حدیث پیش کی ہوتی جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالےٰ وعدہ خلافی کیا کرتا ہے ۔ اور جھوٹ بولتا ہے یا بولا ہے

کیا کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہو سکتا ہے؟ اور ایسا قول کہ جس کی تاویل ہو سکتی ہو۔ اور بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔ کیا آپ ایسے قول کو مفتی بہ یا علیہ الفتوے ظاہر روایت سمجھتے ہیں۔ آداب افتاء پڑھئے۔ ہاں! عبارات مندرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالے تمام جہاں کے منکروں شیطانوں کو علیین میں داخل کرنے پر قادر ہے اور تمام مشرکین کو دریائے رحمت میں غرق کر سکتا ہے۔ اور وہ جبار و قہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت کو دوزخ بنا دے۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسےٰ و یحیےٰ علیہما السلام کو دوزخ میں ڈالدے یا ڈال سکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا پس اس سے اللہ تعالےٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہلسنت و جماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افترا علی اللہ ہے ۔

اس کا جواب بچند وجوہ ہے۔

اوّل شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریر میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے تو کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو۔ اس پر اعتبار نہیں یا اس کی تاویل کی جائے گی ۔

دوم یہ کہ ان عبارتوں کے شروع میں الفاظ۔ اگر۔ اگر خواہد لکھے ہوئے ہیں۔ جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیر بیان کر رہی ہیں۔ کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہیگا اور نہ ایسا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

۱۔ فلو شاء لھدا یکم اجمعین (سورۂ انعام) پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے
۲۔ ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔
۳۔ ولو شاء اللہ ما اشرکوا (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے ۔
۴۔ ولو شاء اللہ ما فعلوہ (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے ۔
۵۔ ولو شاء لجعلھم امۃ واحدۃ (شوریٰ) اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب پر کر دیتے ۔

۶۔ لو اردنا ان نتخذ لهواً لاتخذنه من لدنا ان کنا فعلین (انبیاء) اگر ہم بیٹا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار فرماتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔ کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے بیٹا ممکن ہے۔

۷۔ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین۔ کہدے اے رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم) اگر رحمن کے لئے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا۔

یہاں کہہ دینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالی اپنے بندوں کو معاذ اللہ عبادت غیر کا حکم دے۔

یہ سات آیات کافی ہیں اگرچہ متعدد آیات الہی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہنے پر دارومدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتوے خداوند تعالے پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا پھر اسکو خلاف وعدہ کیونکر کہا جا سکتا ہے اور کیوں کرے اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہیئے کہ فلاں امر اللہ تعالے نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے اور آیندہ بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حشویہ پیش کرنا کس اہل سنت کا مذہب ہے۔ واقعی یہ مذہب خوارج اور معتزلہ کا ہے۔ جیسے آگے آئے گا۔ انتظار کیجئے۔

سوم۔ شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالے کا بہتان لگایا ہے اس تیسری عبارت میں حضرت الشیخ نے اپنے مکتوب نمبر ۵۹ میں جو صفحہ ۱۷۰ پر درج ہے۔ ایک اپنے مرید مریض کو تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالے جبار وقہار ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہاری ظہور میں لاوے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کر سکتے

پس اس عبارت سے کذب باری تعالے ثابت کرنا نافہمی نہیں تو اور کیا ہے۔

چہارم۔ یہاں نہیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب مکتوبات سے پیش ہوتا ہوں کہ انہوں نے

لئے کذب باری تعالےٰ یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدد سے انکار کر کے بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸ صفحہ ۳۱۷ پر فرماتے ہیں۔ کہ بھائی شمس الدین کو واضح ہو کہ اہل سنت کا مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ کافروں کے لئے وعید مطلق ہے اور نیکو کاروں کے لئے وعدہ مطلق۔ اور گنہگار مسلمان چونکہ کافر نہیں وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکوکار بھی نہیں تو وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں۔ لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے وہ اُس مسلمان کو جو نیکوکار نہیں ہمیشہ کے لئے دوزخی کہتا ہے۔ اور اہل سنت وجماعت اس مسلمان کو خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں خواہ اللہ تعالےٰ اس کو اپنے فضل سے بخشدے۔ یا عدل سے عذاب کر کے بخشدے اُس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ اصل عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ تاکہ آپ معتزلہ عقیدہ سے بچیں۔ اور اہل سنت میں داخل ہوں۔ اور توہین اور گستاخی اللہ تعالےٰ سے محفوظ رہیں ؛

مکتوب نود وہشتم در وعدہ و وعید۔ صفحہ ۳۱۷

برادر شمس الدین بداند۔ کہ مر اہل سنت را اجماع است کہ وعید مطلق کافراں را است و وعدہ مطلق مومناں را است باز مومن کہ عاصی باشد کافر نبود تا در تحت وعید مطلق در آید۔ و نیز الحسن مطلق نیست تا در وعدہ مطلق ویرا دریابد اندر وے اختلاف است۔ قول معتزلہ آنست کہ مردے از وعید مطلق است۔ اگر با گناہ ازیں جہاں بیروں رود جاوداں در دوزخ بماند۔ باز مذہب اہلسنت آنست کہ مر او را موقوف دارند نہ وعدہ مطلق دہند نہ وعید مطلق حکم نے بمشیت معلق دارند اگر خواہد دے را آمرزد آں از وے فضل بود و اگر خواہد او را عذاب کند آں از وے عدل بود۔ وہیچ حال مومن را در دوزخ خلود نگویند ہر چند عاصی باشد ؛

از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ با گناہ رود خدائے تعالیٰ از سہ کار یکے با وے کند یا برحمت خویش بیامرزد۔ یا بشفاعت پیغمبر بخشد یا بمقدار گناہ عذابے کند و آخر آزاد کند۔ رباعی ۵

گر گناہ داری در توبہ است ... باز توبہ کن چوں نہ خواہد شد فراز

گر بدیں در گہ بجد رق آئی دمے صد فتوحت پیش باز آید ہمے

لیجئے! مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کا نفیس فیصلہ آدر فتوے اہل سنت وجماعت اور فرقہ معتزلہ کا مذہب کیسا صاف صاف بتلا دیا کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت ہی میں رہیں گے اور کافر و مشرک و شیطان مردود وغیرہ ضرور دوزخ ہی میں رہیں گے۔ اس کے خلاف اللہ تعالے ہرگز نہ کرے گا ۔

دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۵۳ صفحہ ۱۷۰ میں فرماتے ہیں :-

یقین داند کہ مقبول او مردود نگردد و مردود او مقبول نشود کہ ہر کرا بعزت رسانید ندالخ

امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرمانے پر آپ ایمان لا کر اہل سنت میں داخل ہو جائیں گے۔

قابل عمل آپکے دیگر عبارات مکتوب شیخ یحیٰے منیری علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمۃ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ انکی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقل کیا ہے جو لاسوچے سمجھے لکھی گئی ہیں۔ اور اُن سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے مگر افسوس وہی لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کو آپنے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چونکہ آپ کا ایمان ان کی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کر کے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجئے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھکر پیش کرتا ہوں۔ ان پر عمل کیجئے ۔

الف۔ مکتوبات شیخ یحیٰے منیری علیہ الرحمۃ کے اخیر صفحہ ۳۳۳۔ ابیات ذیل

من نہ کافر نہ مسلمان ماندہ ام در میان ہر دو حیران ماندہ ام

نہ مسلمانم نہ کافر چوں کنم ماندہ سرگردان مضطر چوں کنم

ب۔ از خود از طاعت خود منکر باش ایمان خود بہ نظر زنار بیں۔ عبادت خود را بت پرستی شمر و خود را نمرودے و فرعونے تصور کن۔ بلفظ صفحہ ۹۱ سطر ۲۱ ۔

ج۔ ارشاد السالکین مصنفہ حضرت شیخ یحیٰے منیری علیہ الرحمۃ (مکتوب امام ربانی جلد سوم) تا کافر نشود مسلمان نشود و تا سر برادر خود رانبرد مسلمان نشود و تا با در خود جفت نشود مسلمان نشود۔ بلفظ۔

دیکھئے۔ مفتی صاحب شیخ علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں وہ کہ نہ میں مسلمان ہوں اور نہ کافر۔ اپنے آپ کو نمرود اور فرعون سمجھا اور زنا کرتے ہیں۔ اپنی ماں کے ساتھ ... کر اور اپنے بھائی کو قتل کر اپنی عبادت کو بت پرستی شمار کر کہ کافر ہوجا وغیرہ وغیرہ اب آپ شریعت سے فتوے دیں تاکہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں۔ اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھلائیں ؏

قولہ۔ ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہوگیا کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے صفحہ ۱۰ سطر ۱۴ ؏

اقول۔ ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہوچکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باری تعالےٰ ہرگز جائز نہیں یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔ اور وہ حضرات ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے ہرگز قائل نہ تھے ؏

قولہ۔ غرضیکہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر خلف وعید کے قائل نہیں تو معتزلہ اور خارجی لوگ ہیں جوکہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے:۔

شرح مقاصد میں ہے الثواب فضل من اللہ تعالےٰ والعقاب عدل من غیر وجوب علیہ ولا استحقاق من عبدہ خلافاً للمعتزلہ ؏

شرح مواقف میں ہے اجمع المعتزلہ والخوارج علی عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبہ ولم یجوزوا ان یعفو اللہ عنہ ؏

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰ سطر ۱۶ ؏

اقول۔ میں اوپر ثابت کرچکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باری تعالےٰ کا کوئی بھی اہل سنت سے قائل نہیں بلکہ کل ماتریدیہ اور اشعریہ اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا شرح مقاصد اور مواقف سے بھی میرا دعوےٰ ثابت ہے نہ کہ آپ کا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و مومنین صالحین کو دوزخ میں ڈالنے پر قادر ہے۔ اور تمام مشرکین و شیطان العین اور ملحدین اعلےٰ وادنےٰ کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے جس سے کذب باریتعالیٰ ثابت ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ یہ عقیدہ آپ کو

مبارک ہو ہیں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات حسب وعدہ وعید خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ کسی مسلمان گنہگار کو اپنے فضل سے بخشدے یا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مغفرت کرے۔ یا اس کے گناہ کے مطابق عذاب کر کے بخشدے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیائے سعادت اور مکتوبات شیخ یحییٰ منیری سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا خلود فی الجنۃ ثابت نہیں جس سے خداوند تعالیٰ کا وعدہ خلافی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کا ڈھنگ نہیں آتا۔ پس میری تحریر سے ثابت ہے کہ **خلف وعید** کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں۔

قولہ۔ حضرت مولوی اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی خلیل احمد صاحب کو بباعث **خلف وعید** کے قائل ہونے کے آپ نے **وہابی** قرار دیا ہے۔ اور ان کی تحریرات کو آپ نے کفریہ ٹھہرایا ہے۔ اب تو صحیح مطالعہ میں ثابت ہو گیا۔ کہ خلف وعید کے قائل تمام اہل سنت میں ہیں۔ تو لازم آیا کہ آپ نے اہل سنت کو وہابی اور پکے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ تو ارشاد ہو کہ آپ کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس لقب سے یاد کئے جائینگے مستحق ہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۱۔ سطر ۲۱ ❊

اقول۔ یہاں آپ نے مولوی اسمٰعیل اپنے امام طائفہ کے نام سے لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دیا حالانکہ تمام اُن کی کتابوں میں نام اُن کا محمد اسمٰعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے مگر آپنے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسمٰعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب کیا واقعی وہ اسم پاک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شامل کرنے کے مستحق نہیں اور نہ تھے اس لئے میں بھی اسی پر عمل کرونگا ❊

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ **خلف وعید** کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یا اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ تو یہ کفر ہے۔ جس کا ثبوت کثرت سے آگے آئے گا۔ آپ انتظار کریں۔ میں اہل سنت کو **وہابی** نہیں کہتا بلکہ اُن لوگوں کو **وہابی** کہتا ہوں جن کے عقاید میری فہرست مسندرجہ صفحہ ۴ تا ۶ میں درج ہیں۔ جن کا آپ نے بجز پوچ جواب لکھا ہے۔ اور اپنے آپ کو پکا دیوبندی

وھابی ثابت کیا ہے۔ اس میں شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پکے چہ نہ کچ بلکہ اس سے زیادہ لوہے کی طرح وہابی نجدی اور ہندوستان میں بانئے وہابیت ہیں اور ہیکے لئے شرعاً لقب اہل سنت وجماعت سنی حنفی لوہے سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزون ہے الحمد للہ علےٰ ذالک ؂

لیجئے مولوی صاحب آپ کے اعتراضات ہباءً منثوراً ہوگئے۔ اب مفصل طور پر مذہب اہل سنت وجماعت کا اثبات آیات قرانی اور تفاسیر حقانی اور علم کلام ودیگر کتب معتبرات اور فتاوے علماء ربانی سے تحریر کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالے الٰم آپ ختم ہوں گے۔ اور آپ کی آنکھیں روشن ہوجائینگی بشرطیکہ خداوند کریم کی توفیق رفیق ہوئی۔ ورنہ چوندھیا ضرور ہوجائینگی۔

فصل اوّل

آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوند تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) وعد اللہ لا یخلف اللہ المیعاد۔ وعدہ کیا اللہ نے اور نہ خلاف کریگا اللہ اپنے وعدہ کے ؂ (سورۂ زمر)

(۲) ولن یخلف اللہ وعدہ۔ خدا تعالےٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کریگا۔ (سورۂ حج)

(۳) ان وعد اللہ حق۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچاہے (قصص)

(۴) وعد اللہ لا یخلف وعدہ وعدہ کیا اللہ نے نہیں خلاف کرے گا اللہ اپنے وعدہ کے (روم) ؂

(۵) الا ان وعد اللہ حق۔ خبردار ہوجاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچاہے (یونس)

(۶) کل کذب الرسل فحق وعید جنھوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پھر ٹھیک ہوئی اُن پر وعید عذاب ؂ (ق)

(۷) وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔ تحقیق کھیجا ہم نے تم پر عذاب۔ میری بات بدلنے والی نہیں اور نہ ہم اپنے

بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں ۔ (ق)

(۸) فلن یخلف اللہ وعدہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کریگا اور نہ کرتا ہے ۔ (بقرہ) ۔

(۹) فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ من رسلہ۔ پس تم مت گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے ۔ (سورۃ ابراہیم)

(۱۰) ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ تحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا ۔ (آل عمران)

(۱۱) لا یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ کریگا ۔ (روم)

(۱۲) من اصدق من اللہ حدیثا اللہ تعالےٰ سے کون زیادہ سچا ہے بات میں (یعنی کوئی نہیں) سورۃ النساء

(۱۳) وعد اللہ حقا ومن اصدق من اللہ قیلا وعدہ اللہ تعالےٰ کا سچا ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں یا بات میں۔ (النساء) ۔

(۱۴) وتمت کلمات ربک صدقا وعدلا تمام ہوئے کلمات تیرے رب کے سچے اور صحیح ۔ (انعام)

(۱۵) وانا لصدقون اور واقعی ہم ضرور سچے ہیں۔ (انعام)

(۱۶) وعد اللہ المنفقین والمنفقت والکفار نار جهنم خلدین فیہا۔ اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے کہ منافقین اور منافقات اور کفار ہمیشہ تا ابد دوزخ میں رہیں گے ۔ (توبہ) -

(۱۷) وعد اللہ المومنین والمومنت جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیہا وعدہ کیا ہے اللہ پاک نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں کہ وہ ہمیشہ تا ابد اس میں رہیں گے ۔ (توبہ)

(۱۸) اولئک اصحاب الجنة هم فیها خلدون یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اوسی میں رہیں گے ۔ (بقرہ - یونس - ہود۔)

(۱۹) اولئک اصحب الجنة خلدون فیہا (احقاف) یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ

اسی میں رہیں گے ؛

(۲۰) فَاُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ بس یہی لوگ دوزخی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے ؛ (اعراف - یونس۔ مجادلہ)

ان آیات کے سوا کثرت سے آیات قرآن میں موجود ہیں یہاں ان بیس آیات کو کافی سے زیادہ اس کے لئے سمجھا گیا ہے۔ ان سے بہمہ وجوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے۔ بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سر مو فرق نہیں ہوگا۔ اور وہ وعدہ کفار کے حق میں ہے اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا اور اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی اور جھوٹ اس کی شان عالی کے خلاف ہے اور اس کی ذات پاک کے منافی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہل سنت وجماعت سے خارج بلکہ کافر ہے یہی مذہب اہل سنت وجماعت متقدمین اور متاخرین کا ہے۔ جو نصوص سے ثابت ہے ؛

فصل دوم۔ تفاسیر قرانی سے اس بات کا ثبوت کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ اور وعید سچا ہے۔ اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۶۰ سطر ۱۸۔ ان سب (قوم تبع) نے كَذَّبَ الرُّسُلَ تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اسواسطے کہ انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب ان سب کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیا کی تکذیب کی۔ فَحَقَّ وَعِيْدِ تو سلم ہو گئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید یعنے جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ بلفظہٖ

(۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۳۶۳ سطر اوّل وقد قدمت اور بیشک ہم نے پہلے بھیجی تھی الیکم بالوعید۔ تمہاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو حجت نہیں رہی۔ اور تمہارا کوئی عذر نہ سُنا جائیگا۔ ما یبدل القول نہ بدلی جائیگی بات لدی میرے پاس یعنے ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے ہیں اُس میں تبدل اور تغیر کی گنجائش نہیں۔ بلفظہٖ ؁

(۳) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۱۸۳۔ ومن اصدق اور کون شخص ہے بہت سچا من اللہ حدیثا۔ اللہ تعالےٰ سے یعنے اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے بات میں۔ اور وعدہ کے رو سے یعنے اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اسواسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالےٰ جھوٹ سے پاک ہے بلفظہٖ ؁

(۴) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۴۔ فلن یخلف اللہ عہدہٗ پس ہرگز خلاف نخواہد کرد خدا تعالےٰ عہد حکمے خود را۔ زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست وکذب در کلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفاتِ او راہ نیابد۔ وانچہ بعض ظاہر بیناں گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ ننگ نقصان است۔ ودر وعید بد کرم ولطف است مبنی ست بر قیاس غائب بر شاہد در حق او تعالےٰ کہ مبرا از جمیع نقائص ست خلاف خبر مطلقاً نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیرا کہ لطف وکرم او تعالےٰ راہ ہائے بسیار دارد۔ بلفظہٖ ؁

یہاں حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جود او کرماً کا بھی فیصلہ فرمایا۔

(۵) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ فاولٰئک اصحاب النار پس آں گروہ ملازمان دوزخ اند کہ ہرگز ازاں جدائی شوند۔ ھم فیہا خالدون یعنے ایشاں دراں دوزخ ہمیشہ باشندگا نند۔ والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات یعنے وکسانیکہ ایمان آوردند وعملہائے شائستہ کردند پس دلہائے ایشاں نیز از گناہ پاک است وبدن ایشاں نیز بنور عمل صالح منور۔ لاجرم اولٰئک اصحٰب الجنۃ یعنے ایں گروہ ملازمان بہشت اند کہ جا ئے قدس وطہارت

ست ھم فیہا خلدون یعنے ایشاں دراں بہشت ہمیشہ باشندگانند۔
بلفظہ ÷

(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۳۱۷ - نیز باید دانست کہ اہل قبلہ
را دریں مسئلہ اختلاف عظیم رو دادہ بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی
دائمی ثابت می کنند ومیگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران
ست وہمیں ست مذہب معتزلہ وخوارج .... وہمیں ست مذہب
بشر مریسی وخالدی و دیگر جاہلاں بیوقوف .... مذہب صحیح کہ صحابہ وتابعین
آنرا بشر وگا بیان فرمودہ اند - واہل سنت وجماعت آنرا اختیار نمودہ اند
آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو ست اگر بے توبہ بمیرد واو مانند سائر مسلمین ست
در نماز جنازہ واستغفار واعانت بصدقات ومبرات ودر حق او شفاعت پیغمبر ورحمت
الٰہی را امیدوار باید بود - بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالے بر حمت بے غایت خود یا بشفاعت
پیغمبر از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود - وبعضے را از ایشاں عذاب ہم کند
ونیز یقین باید کرد کہ ہر کہ از ینہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت عذاب
ابدی خاصہ کفر ست - ہیچ گناہ مستحق آں نتواں شد .... بعضے از طرفداران
معتزلہ دریں مقام میگویند کہ ہر چند مذہب اہلسنت اقرب بادب است زیرا کہ ایشان
حق تعالے را ہر دو صفت جلال وجمال وعفو وانتقام ولطف وقہر ثابت می کنند
وہیچ یک را ازیں دو صفت در حق بندگان واجب نمی دانند ومیگویند کہ او
قادر است یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید الخ بلفظہ

دیکھئے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلف وعید اور کذب باری تعالٰی
کی کیسی جڑ کاٹی ہے

(۷) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۹۵ - زیر آیت ومن اصدق
من اللہ حدیثا - انکار ان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علے اللہ تعالے محال - یعنی
یہ انکار استفہامی ہے کہ کیا کوئی اللہ تعالے سے سچ بولنے میں زیادہ ہے
لیں لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلف وعید کا الزام نہ لگایا جائے - کہ اس کی

خبر میں واقع ہو۔ کیونکہ یہ نقص ہے ذات باری میں اور یہ اللہ تعالےٰ پر محال ہے ؎

(۸) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۷۳۔ دانا لصادقون۔ فی الاخبار والوعید والوعد۔ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار یعنی وعدہ اور وعید میں ؎

(۹) تفسیر خطیب شربینی صفحہ ۷۳۔ قولہ تعالےٰ فلن یخلف اللہ عھدہٗ فیہ دلیل علےٰ ان الخلف فی خبر اللہ محال بلفظ۔ یعنی خلف وعید اللہ تعالےٰ پر محال ہے ؎

(۱۰) تفسیر کشاف صفحہ ۴۳۱۔ زیر آیت۔ دانا لصادقون فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ اھل الکتاب بلفظ یعنی میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے ساتھ کیا گیا ہے ؎

(۱۱) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۱۷۲ سطر ۳۳ مصری۔ زیر آیت وظنوا انھم قد کذبوا ای یوسف۔ لان المومن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذالک عن الایمان۔ یعنی کسی مسلمان مومن کو جائز نہیں ہے۔ کہ خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے ؎
لیجئے اپنے ایمان کو سنبھال لیئے۔

(۱۲) تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۷۹۔ سطر اخیر۔ مصری قولہ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ استفہام علی الانکار والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالیٰ صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال یعنی اللہ تعالےٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے۔ یہ قول استفہام انکاری ہے یعنی کوئی نہیں۔ مقصود اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لئے سچ کا اعتقاد کرنا واجب ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالےٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید محال ہے۔

---

۵۱ دانا لصادقون رسم الخط قرآنی۔ دانا لصدقون ہے ؎

(۱۳) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۳ مصری سطر ۳۹ (الف) قال اھل المعانی الکلمات معناھا ماجاء من وعد ووعید وثواب وعقاب فلا تبدیل فیہ ولا تغییر لہ کما قال: ما یبدل القول لدی بلفظ ۱۳۲، سطر ۳۹ ؛

(ب) ان حکم اللہ تعالٰے ھو الذی حصل فی الازل ولا یحدث بعد ذالک شیئ فذلک الذی حصل فی الازل ھو التمام والزیادۃ علیہ ممتنعۃ وھذا الوجہ ھو المراد من قولہ صلے اللہ علیہ وسلم جف القلم بما ھو کائن الی یوم القیامۃ بلفظ صفحہ ۱۳۳۔ سطر ۱۲ ؛

(ج) من صفات کلمۃ اللہ صدقا والدلیل علیہ الکذب نقص والنقص علی اللہ محال صفحہ ۱۳۳۔ سطر ۱۳ ؛

(د) واعلم ان ھذا الکلام یدل علی ان الخلف فی وعد اللہ تعالٰے محال فھو ایضاً یدل علی ان الخلف فی وعیدہ محال بلفظ صفحہ ۱۳۳، سطر ۱۶ ؛

ترجمہ (الف) اہل معانی نے فرمایا ہے۔ کلمہ یا کلمات ان کے معنے یہ ہیں یعنے جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب ہیں خدا کا حکم ہے نہ اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ تغیر ہو سکتا ہے جیسے کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ ہماری بات بدل نہیں سکتی ؛

(ب) جو حکم اللہ تعالٰے کا روز ازل میں ہو چکا ہے اس کے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا پس وہی چیز ہے کہ جو ازل میں ہو چکی ہے۔ اس پر زیادتی اور کمی محال ہے۔ اور یہی وجہ اور مراد حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے کی ہے۔ جیسے فرمایا ہے کہ قلم قدرت نے سب کچھ لکھدیا ہے جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ خشک ہوا۔

(ج) سچ بولنا اللہ تعالٰی کی صفات میں سے ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالٰے کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا ہونا اللہ تعالٰے پر محال ہے ؛

(د) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالےٰ پر محال ہے ؛

(۱۴) تفسیر جمل صفحہ ۲۲۹۔ زیر آیت ما یبدل القول لدی الآیہ المراد بالقول ھو الوعید بتخلید الکافر فی النار بلفظہ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی بات نہیں بدلتی۔ اس بات سے وعید مراد ہے۔ اور وعید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے ؛

(۱۵) تفسیر ابی السعود بر حاشیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۷۴۔

(ومن اصدق من اللہ حدیثا) انکار لان یکون احد اصدق منہ تعالےٰ فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالۃ کیف لا والکذب محال علیہ سبحانہ دون غیرہ بلفظہ یعنی اللہ تعالےٰ سے کون زیادہ سچا ہے انکار ہے یعنی کوئی زیادہ سچا نہیں ہے اللہ تعالےٰ سے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں بیان ہے جھوٹ کے محال ہونیکا اور کیسے نہ ہوگا حالانکہ جھوٹ اللہ پر محال ہے سوا اسکے دوسرے کے اوپر محال ہے ؛

دیکھئے تفاسیر معتبرات کذب باری تعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معتزلہ اور کافر قرار دے رہی ہیں اب علم کلام اہل سنت وجماعت ملاحظہ کیجئے

فصل سوم کتب علم کلام سے اس بات کا ثبوت کہ کذب اللہ تعالےٰ پر محال ہے

(۱) شرح مواقف مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۰۴۔ سطر ۱۳/۱۹۔ تفریع علی ثبوت الکلام للہ تعالےٰ وھوانہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً الخ بلفظ یعنی تمام اہلسنت وجماعت کا اتفاق واجماع ہے کہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ محال ہے ؛

(۲) وانہ اذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب والعقاب وسائر ما اخبر بہ من احوال الآخرۃ

والا وقع فی خلالہ خوات مصالح لا تحصے۔ یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالےٰ کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اٹھ جائے گا۔ جو اس کی خبروں سے ہے مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو کہ دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی ہیں بے اعتبار ہو جائیں گی۔ اور اس میں بیشمار مصالح فوت ہو جائینگے۔

(۳) شرح مواقف بالا صفحہ ۶۰۴ سطر ۱۹۔ واما امتناع الکذب علیہ عندنا فثلثۃ اوجہ۔ الاول انہ نقص والنقص علے اللہ تعالےٰ محال۔ اجماعًا یعنی امتناع کذب خدا پر ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے۔

وجہ اوّل یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔ اجماعاً۔

وجہ دوم کا خلاصہ یہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا بھی جاوے تو جھوٹ بولنا قدیم ہوگا۔ اور سچ بولنا ممتنع ہوگا۔ کیونکہ یہ حادث ہوگا۔ اور نئی بات اللہ تعالےٰ میں پیدا ہونا محال ہے الخ ٭

وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پر صحت صدق کا احتمال کیا جاتا ہے۔ کلام نفسی اور لفظی کیں معہ خبر حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بلکہ سچ ہے۔ اگر اُس کے خلاف سمجھا جاوے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہیگا۔ اس لئے یہ محال ہے الخ ٭

(۴) شرح مواقف صفحہ ۷۱۰ سطر ۲۴۔ المقصد السادس فی تقریر المبحث الثانی اجمع المسلمون علی ان الکفار مخلدون فی النار ابدا لاینقطع عنہم۔ بلفظہ۔ دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابدالآباد دوزخ میں رہیں گے اُن کا عذاب منقطع نہ ہوگا ٭

(۵) شرح مواقف صفحہ ۷۰۰ لان امکان المحال محال۔ واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے

(۶) شرح عقائد جلالی۔ وامکان المحال محال اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے ٭

(۷) شرح مقاصد بحث کلام۔ لکن الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال الخ ملخصاً۔
شرح مقاصد کی بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علماء محال ہے کیونکہ جھوٹ باتفاق عقلمندان اہلسنت کے نقص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۸) شرح مقاصد بحث تکلف بالمحال۔ محال جہلہ اوکذبہ تعالیٰ عن ذالک یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال۔

(۹) عقائد العضدیہ صفحہ ۳۴ سطر ۱۵۔ متصف بجمیع صفات الکمال ومنزہ عن سمات النقص اجمع علیہ العقلاء کافۃ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال سے متصف ہے اور تمام نقصوں سے پاک ہے اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔

(۱۰) عقائد العضدیہ صفحہ ۶۶-۶۷۔ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجھل ولا الکذب لانھما نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال۔ بلفظہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ دونو نقص ہیں اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۱) عقائد العضدیہ صفحہ ۶۷۔ قلت الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ الخ بلفظہ۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس ممکنات میں سے بھی نہیں اور نہ قدرت خدا میں شامل ہے

(۱۲) شرح مقاصد بحث کلام میں قد بینا فی بحث الکلام امتناع الکذب علی شارع تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔

(۱۳) شرح مقاصد۔ الکذب یا فی اخبار اللہ تعالیٰ فیہ مفاسد لا تحصیٰ ومطاعن فی الاسلام لا تخفی منھا مقال الفلاسفۃ فی المعاد ومجال الملاحدۃ فی العناد ومنھا بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار مع صریح اخبار اللہ تعالیٰ بہ یجی از عدم وقوع مضمون ھذا الخبر یحتمل وما کان ھذا ابطلا قطعاً علمنا ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ باطل قطعاً ملتقطا۔ یعنی خبر الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا

طعام آئینگے۔ خلاصہ حشر میں گفتگو لائینگے۔ ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے کفاروں نے آگ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگرچہ خدانے۔ کہہ دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں۔ اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے ؂

(۱۴) شرح عقائد نسفی کذب کلام تعالےٰ محال۔ ملخصا۔ کلام الٰہی کا کذب محال ہے ؂

(۱۵) طوالع الانوار (فرع متعلق بحث کلام میں ہے) الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالےٰ پر محال ہے ؂

(۱۶) شرح مواقف کی بحث معجزات میں ہے۔ قد مر فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیہ سبحانہ وتعالےٰ یعنی موقف الٰہیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں ؂

(۱۷) مسایرہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں یستحیل علیہ تعالیٰ سمات النقص کالجھل والکذب یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب اللہ تعالےٰ پر محال ہے ؂

(۱۸) علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمۃ شرح مسامرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ لا خلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ماکان وصف نقص الباری تعالےٰ عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالےٰ والکذب وصف نقص اھ ملخصاً۔ یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالےٰ اس سے پاک ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ پر محال اور ناممکن ہے اور کذب صفت عیب ہے ؂

(۱۹) علامہ سعد تفتازانی علیہ الرحمۃ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں :۔ صدق کلامہ تعالےٰ لما کان عندنا ازلیاً امتنع کذبہ لان ما ثبت قدمہ امتنع عدمہ یعنی کلام خدا صادق ہے جبکہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب

سبحٰن السبوح مولفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی القاہم اللہ تعالیٰ صفحہ ۱۱۔ ۱۲۔ منہ
سبحٰن السبوح صفحہ ۱۱۔ ۱۲۔ منہ ؂

محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے اس کا عدم محال ہے ❖

(۲۰) شرح السنوسیہ میں ہے۔ الکذب علی اللہ تعالیٰ مح لانہ دناءۃ اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ کمینہ پن ہے ❖

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے۔ الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز۔ یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے توکذب ممکنات الٰہیہ سے نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اُسے شامل ہے جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عجز کے یعنے سب محال ہیں۔ اور صلاحیت قدرت سے خارج ❖

(۲۲) شرح جلالی مذکور۔ لا یصح علیہ تعالیٰ الحرکۃ والانتقال والجہل والکذب لانہا النقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال۔ اللہ تعالیٰ پر حرکت انتقال وجہل وکذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۲۳) کنز الفوائد میں ہے۔ تقدس تعالیٰ شانہ عن الکذب شرعاً وعقلاً اذ ہو قبیح یدرک العقل قبحہ من غیر توقف علی شرع فیکون محالا فی حقہ تعالیٰ عقلاً وشرعاً کما حققہ ابن الہمام وغیرہ۔
یعنی اللہ تعالیٰ بحکم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب سے پاک ہے اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے۔ کہ عقل خود ہی اس کے قبح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ اُسکا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً وشرعاً ہر طرح محال ہے۔ جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اسکی تحقیق افادہ فرمائی ہے ❖

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے۔ المعتزلۃ قالوا لولا کون الحکم عقلیہ لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلاً والجواب انہ نقص فیجب تنزہ تعالیٰ عنہ کیفا وقدرہ عقلی باتفاق العقلاء لان ما ینافی الوجوب الذاتی من جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات العقلیۃ علیہ سبحانہ اھ ملخصاً مع شرح۔ یعنے معتزلہ نے اہلسنت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال عقلی نہ رہے۔ حالانکہ ہم اور تم اسکو بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں

لے سبحٰن السبوح مؤلفہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مدظلہ تعالیٰ صفحہ ۱۵، ۱۶ منہ ❖

اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالےٰ کو اس سے منزہ مانیں۔ اسکے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔ وجہ یہ کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالےٰ کے لئے عیب ہی اور اسکی شان میں محال عقلی ہے ؞

(۲۵) شرح مسلم الثبوت[۱] میں مولانا نظام الدین سہالی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں - الکذب نقص لان ما ینافی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقلیۃ بذالک اثبت الحکماء الذین ھم غیر متشرعین بشریعۃ الاستحالۃ المذکورۃ فان الوجوب والکذب لا یجتمعان کما بین فی الکلام اھ ملخصًا - یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے - اسی دلیل سے وہ حکماء تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے - کہ خدائی اور دروغگوئی کہ جمع ہوں گے - جیسا کہ علم کلام میں ہے ؞

(۲۶) فواتح الرحموت[۲] میں ملک العلماء مولانا بحر العلوم عبد العلی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں - اللہ تعالیٰ صادق قطعًا لاستحالۃ الکذب ھناک - یعنی اللہ تعالیٰ یقینًا سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے ؞

توضیح صحیح و تنقیح برخلف وعید

بعض کتب دینیہ میں خلف وعید کو جائز لکھا ہے۔ سو اس کے معنی و مطلب یہ ہے کہ خلف وعید گنہگار مسلمانوں کے لئے ہے جو بطور فضل و عدل کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن وہابیہ اور معتزلہ کفار کی وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے لئے جو خلف وعید سمجھتے ہیں، وہ خلف وعید نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے جیسے صفحہ $\frac{۱۴}{۱۵}$ میں لکھا جا چکا ہے مثلاً ایک بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے کہ جھوٹ بولنے والا آدمی چھ ماہ کے لئے جیلخانہ میں بھیجدیا جاویگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جسکو چاہیں گے معاف بھی کر دیویں گے۔ تو بتلاؤ کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی سزا معاف کر دے تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور بادشاہ

[۱] سبحٰن السبوح مؤلفہ اعلیحضرت فاضل بریلوی مدظلہ العالی صفحہ $\frac{۱۵}{۱۶}$ منہ ؞

کی قدر و منزلت کم ہو جائیگی - ہرگز نہیں - اہلسنت وجماعت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالے اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں کریگا۔ اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل نہیں - بلکہ وہ داخل ہونے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا - کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے - جیسے ظاہر ہو گا۔

(۲۷) تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازی علیہ لکھتے ہیں :-

قال ابو عمرو بن العلا لعمرو بن عبید ما تقول فی اصحاب الکبائر قال اقول ان اللہ منجز ایعادہ کما ھو منجز وعدہ قال ابو عمرو انک رجل اعجمی لا اقول اللسان ولکن اعجم القلب ان العرب تعد الرجوع عن الوعد لوما وعن الایعاد کرما واما المعتزلة حکوا ان ابا عمرو بن العلاء لما قال ھذا الکلام قال له عمرو بن عبید یا ابا عمرو فھل یسمی اللہ مکذب نفسه قال لا قال فقد سقطت حجتک قالوا فانقطع ابو عمرو بن العلاء وعندی انه کان لابی عمرو ان یجیب عن ھذا السوال ان ھذا انما یلزم لو کان الوعید ثابتا جزما من غیر شرط وعندی جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب فی کلام اللہ تعالے اھ ملخصاً - یعنی امام ابو عمرو بن العلا رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے - کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالے اپنی وعید ضرور پوری کرے گا۔ جیسے کہ اپنا وعدہ بیشک پورا فرمائیگا - امام نے فرمایا کہ تو عجمی ہے بلکہ دل کا عجمی ہے عرب وعدہ سے رجوع کو نالائق جانتے ہیں اور وعید سے درگذر کو کرم - معتزلہ حکایت کرتے ہیں اس پر عمرو نے جواب دیا کیا خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانیوالا ٹھیرایے گا امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہو گئی - اس پر امام بند ہو گئے اب امام رازی فرماتے ہیں) میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آتا وعید یقینی بلا شرط ہوتی اور ہمارے مذہب میں سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں - تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں لازم آیا ؎

لہ سبحٰن السبوح صفحہ ۹۵ . منہ ؎

(۲۸) ردّ المحتار میں ہے۔ حلیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے۔ وحاشا اللّٰہ ان یراد بجواز الخلف فی الوعید ان لا یقع عذاب من اراد اللّٰہ الاخبار بعذابہ فانہ محال علی اللّٰہ تعالٰی قطعاً کما ان عدم وقوع نعیم من اراد اللّٰہ الاخبار عنہ بالنعیم محال علیہ قطعاً کیف لا وقد قال تعالٰی وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیلًا ۵ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیثًا ۵ تَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۵

یعنی حاشا للہ خلف وعید جائز ہونیکے یہ معنے نہیں۔ کہ اللہ عزّ وجل نے جسکے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالٰی پر قطعاً محال ہے۔ جس طرح یہ باتیں ممکن نہیں کہ اپنے جسکی نعیم کی خبر دینی چاہی اُس کے لئے نعیم واقع نہ ہو اور کیونکر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے " اللہ سے کس کا قول زیادہ سچا ہے، اللہ سے کس کی بات زیادہ سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں " ۔

توضیح جیسے میں پہلے امام الطائفہ وہابیہ کا قول نقل کر چکا ہوں کہ اگر اللہ تعالٰی کو جھوٹ بولنے پر قادر نہ سمجھا جائے یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائیگی۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح اس امام الطائفہ کے امام ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں اس طرح لکھدیا ہے کہ انہ تعالٰی قادر ان یتخذ ولدًا اذ لو لم یقدر لکان عاجزاً یعنی اللہ تعالٰی اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہوگا۔

اس بات کا رد علامہ سید عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اسطرح فرماتے ہیں ہو

(۲۹) مطالب فیہ میں حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن حزم کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔ فانظر اختلال ھذا المبتدع کیف غفل عما یلزم علی ھذہ المقالۃ الشنیعۃ من اللوازم التی لا تدخل تحت وھم وکیف فاتہ ان العجز انما یکون لو کان القصور جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم قبول المستحیل تعلق القدرۃ فلا یتوھم عاقل ان ھذا عجز۔ یعنے اس بدعتی (ابن حزم) کی بدحواسی دیکھو۔ کیونکر غافل

ہو گا اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی وہم میں نہ سمائیں۔ اور اس کا وہم کس طرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وجہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گذریگا اس سے آگے اس طرح پر لکھا ہے۔ بالجملة فذلك التقدير الفاسد يودى الى تخبيط عظيم لا يبقى معه شيئ من الايمان ولا من المعقولات اصلا۔ یعنی یہ تقدیر فاسد کہ اللہ عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان رہے نہ اصلا احکام عقلی کا نشان۔ پھر فرماتے ہیں۔ وقع هنا لابن حزم هذيان بين البطلان ليس له قدوة فيه الا شيخ الضلالة ابليس یعنے مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں اس کا کوئی پیشوا نہیں مگر سردار گمراہی ابلیس۔ بلفظہ سبحٰن السبوح عن عيب كذب مقبوح صفحہ ۴۶ ؛

(۳۰) کنز الفوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے۔ القدرة والارادة صفتان مؤثرتان والمستحيل لا يمكن ان يتاثر بهما اذ يلزم ان يجوز تعلقهما باعدام انفسهما واعدام الذات العالية واثبات الالوهية لما لا يجليها من الحوادث وسلبها عن مستحقها جل وعلا فاى قصور وفساد ونقص اعظم من هذا وهذا التقدير يودى الى تخليط عظيم وتخريب جسيم لا يبقى معه عقل ولا نقل ولا ايمان ولا كفر ولعماءة بعض الاشقياء من المبتدعة عن هذا اصرح بنقيضه فانظر عماء هذا المبتدع كيف عمى عما يلزم على هذا القول الشنيع من اللوازم التى لا يتطرق اليها الوهم۔ یعنے قدرت اور ارادہ دونو صفتیں موثرہ ہیں۔ اور محال کا ان سے موثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت وارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ کے عدم اور مخلوق کو خدا بنا دینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے۔ اس سے بڑھکر کونسا قصور وفساد ونقصان ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر۔ اور بعض اشقیا بدمذہب کو جو اندھا سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر

ہے۔ اب اس بدعقل کا اندھا پن دیکھو کیونکر اسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس بُرے قول پر لازم آئیگی جنکی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ بلفظہٖ سبحٰن السبوح مؤلفہ حضرت مجدد مائتہ حاضرہ فاضل بریلوی ٭

(۳۱) علامہ محمد تاشی صاحب تنویر الابصار کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں۔ ولا یوصف اللہ تعالٰے بالقدرۃ علی الظلم والسفہ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ یقدر ولا یفعل یعنی حق تعالٰے کا ظلم اور بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا ناروا ہے کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے۔ اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بلفظہٖ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مؤلفہ حضرت مولوی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ مصدقہ علماء حرمین شریفین ٭

(۳۲) حاشیہ متن سنوسیہ میں علامہ ابراہیم باجوری لکھتے ہیں:۔

القدرۃ لا تتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلک فما لا ضیر فی ان یقال لا یقدر اللہ علی ان یتخذ ولدا او زوجۃ او نحو ذلک۔

(۳۳) کفایۃ العوام فی علم الکلام۔ ومن الجہل قول من قال ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولدا الا انہ لا تتعلق للقدرۃ بالمستحیل واتخاذ الولد مستحیل ولا یقال انہ اذا لم یکن قادرا علی اتخاذ الولد کان عاجزا لانا نقول انما یلزم العجز لو کان المستحیل من وظیفۃ القدرۃ ولم تتعلق بہ مع انہ لیس من وظیفتھا الا الممکن۔ اھ۔ یعنی یہ قول جہالت کا ہے کہ جو کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی اپنی اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے یاد رکھو کہ اس کا تعلق قدرت کیساتھ نہیں محال کی وجہ سے۔ اور اولاد پیدا کرنا خدا کے لئے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالٰے اولاد پیدا کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لئے مقرر ہوتا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے ٭

لہ ۵ ۲ ہ۔ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ ۳۱۹۔ ٭

(۳۴) رد المحتار شرح در مختار صفحہ ۳۵۱۔ سطر ۱۲ جلد اوّل مقبولہ عرب وعجم میں ہے ھل یجوز خلف الوعید فظاھر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا وکرما۔ وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قدمت علیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وقولہ تعالیٰ ولن یخلف اللّٰہ وعدہ ای وعیدہ بلفظہ یعنی کیا خلف وعید جائز ہے۔ جیسا کہ مواقف اور مقاصد میں لکھا ہے۔ کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ یہ عیب نہیں بلکہ بخشش اور کرم ہے۔ لیکن تفتازانی وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف وعید جائز نہیں ہے اور امام نسفی نے بھی اس پر تصریح کی ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور یہی صحیح ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَدْ قَدَّمْتُ عَلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ اور وَلَنْ يُخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهُ ای وَعِيدَهُ یعنے بیشک ہم نے پہلے بھیجی تھی تمہاری طرف اپنی وعید اور نہیں بدلی جاویگی میرے پاس سے کوئی بات۔ اور اللہ تعالیٰ ہرگز خلاف نہ کریگا اپنے وعدہ اور وعید کے ❊

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان آفندی علیہ الرحمت میں درج ہے۔ وزعم بعضھم من اھل السنۃ انہ فی الجواب عن تمسک المعتزلہ وھو لیس بمرضی عند الشافعی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ ان الخلف کرم فیجوز من اللّٰہ والمحققون علی خلافہ کیف ای کیف یجوز الخلف من اللّٰہ تعالیٰ فی الوعید وھو ای الخلف تبدیل للقول وقد قال اللّٰہ تعالیٰ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ الآیہ۔ بلفظہ۔ من کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین صفحہ ۳۱۸۔ یعنی بعض اہلسنت نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف وعید کرم ہے یہ حق تعالیٰ پر روا ہے۔ حالانکہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند ہے اور محققین اس کے خلاف پر ہیں۔ حق تعالیٰ سے خلف وعید کیوں کر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے۔ اور قرآن میں حکم ہے کہ خدا کے نزدیک بات نہیں بدلتی۔

(۳۶) معین المفتی فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبداللہ التمر تاشی صاحب تنویر الابصار حنفی العفو عن الکفر لا یجوز عقلا خلافا للاشعری وتخلید المومنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلا عندھم الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا لا یجوز۔ بلفظ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۱۸۔ یعنے کفر کی بخشش عقلا بھی جائز نہیں خلاف اشعری کے اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافروں کا بہشت میں ہونا اشعری کے نزدیک روا ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور ہمارے نزدیک جائز نہیں ؂

(۳۷) عمدۃ من الحنفیہ علامہ ابوالبرکات النسفی کی کتاب میں ہے۔ تخلید المومن فی النار والکافر فی الجنۃ یجوز عقلا عندھم یعنی الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ وعندنا معشر الحنفیۃ لا یجوز۔ بلفظ تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما صفحہ ۳۱۸۔ یعنے مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک صرف عقلاً جائز ہے۔ مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔ اور ہم حنفیوں کے نزدیک عقلاً وسمعاً ناجائز ہے۔

لیجئے مولوی جی یہ ہے مذہب اہل سنت وجماعت کا علم کلام کی کتب ہے۔ اور وہ مذہب مردود اور مطرود ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف اوعید کے تمام اہلسنت قائل ہیں۔ اور آپ کا یہ مذہب کہ خداوند تعالے تمام مشرکین اور کفار فرعون ہامان ونمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کریگا۔ یا کر سکتا ہے۔ اور تمام انبیا علیہم السلام واصدقا وشہدا اصلحا۔ اولیا۔ قطب وغوث اور سارے مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل کریگا یا کر سکتا ہے العیاذ باللہ۔ کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کرے گا یا کر سکتا ہے کہ جو فرمان بردار خاص واکمل مقبول بندگان الہٰی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے۔ اور شر الاشرار کفار نابہنجار مشرکین کبار ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے لاحول ولاقوۃ یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے جو حق تعالے پر محالی زیر قدرت کے قابل نہیں جس کا کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتی کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ ہاں اگر قائل ہیں تو معتزلہ یا وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔ دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے۔

المزداریہ ھو ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المزدار ھذا اللقبہ من باب الافتعال من الزیادۃ وھو تلمیذ بشر اخذ العلم منہ و یزھد حتی سمی راھب المعتزلۃ قال اللہ تعالیٰ قادر علی ان یکذب و یظلم ٭ یعنی مزداریہ وہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح ہے مزدار اس کا لقب ہے۔ باب افتعال یہ سے لفظ زیارت سے۔ اور وہ بشر کا شاگرد ہے۔ اس سے اسنے علم حاصل کیا اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اس کا نام معتزلہ فرقہ کا راہب ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔ اسکے آگے شارح علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ولو فعل لکان الٰھا کاذبا ظالما تعالیٰ عما قال علوا کبیرا۔ بلفظ شرح مواقف صفحہ ۷۴۹۔ معتزلہ کا مذہب۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ اوس سے جو اسنے کہا پاک ہے۔

توضیح۔ اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل ذکر ہے۔ کہ آپ کے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزائیوں کو دیکر عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ وھما من الممکنات تشملھا صفحہ ۷۰۹ کی لکھوائی۔ مگر اس کے معنے نہ لکھوائے اور میں نے کہا کہ اس کے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھواؤں جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کن لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھواتے ہیں اُتنا ہی لکھواؤ۔ جب تمھاری باری آوے گی باقی اُس وقت لکھوا دینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکرر سوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا۔ (انصاف عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید دونوں کے برخلاف کرنے پر قادر ہے۔ اول تو یہ کہ یہ جملہ عبارت المقصد الخامس فی فروع للمعتزلۃ کے نیچے درج ہے۔ دوم یہ کہ جملہ مذکور تمام شرح عقائد کی عبارات کے جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیونکہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرما رہے ہیں:۔ کہ الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرما رہے ہیں۔ کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔ سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرما رہے ہیں۔ جنکی عبارت صفحہ ۳۳۔ فقرہ ۱۱ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انہیں کی کاسہ لیسی ہے۔ اور بس ٭

فصل چہارم دیگر کتب دینیہ اہل سنت وجماعت سے خلف وعید یا کذب باریتعالےٰ کے ناجائز ہونیکا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۴۸ صفحہ ۲۵۵/۲۵۶ اشکال دریں جا اینست کہ فرمودہ اند وعدہ کہ بعاز از درگاہ خداوندی میروزگاہے وفا کردہ نمی شود وآں موعود بایشاں رسانیدہ نمی شود پس ایں خلاف در وعدہ حق لازم می آید وآں باتفاق روا نبود الخ بلفظہ ۞

(۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰، اما الفصل الاول فیما لایجوز اطلاقہ علی الباری عزوجل من الصفات و یستحیل الخ. یعنے پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالےٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اسکی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت باتیں لکھکر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ محال ہے ۞

(۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ صفحہ ۶۵۱ ۔ قولہ اجیب واستجیب خبر والخبر لایعترض علیہ النسخ لانہ اذا نسخ صار المخبر کاذبا و تعالے اللہ عن ذالک علوا کبیرا وخبر اللہ تعالےٰ لایقع بخلاف مخبرہ الخ بلفظہ ۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا کیونکہ اگر خبر منسوخ ہو جائے تو مخبر (خبر دینے والا) جھوٹا ہو جائے گا ۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ اور بلند ہے پاک ہے اور اللہ تعالےٰ کی خبر خلاف واقع نہیں ہو سکتی ۞

(۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوب نمبر ۲۶۶ ۔ عقائد اہل سنت وجماعت جلد اول میں فرماتے ہیں و تعالےٰ از جمیع نقائص وسمات حدوث منزہ ومبرا است ۔ بلفظہ ۔

(۵) ایضاً ۔ مکتوب نمبر ۲۶۶ جلد اول ۔ اردو ترجمہ یہ ہے ۔ اور آیت کریمہ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ خلف وعدہ کی خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی ہو سکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتصار و انحصار

اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت اور فتح اور کفار پران کا غلبہ ہے اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے یعنے رسولوں کیلئے وعدہ ہے ۔ اور کفار کیلئے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے ۔ فالاٰیۃ مستشھد علیہ لاَلہ نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات حق تعالٰے کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں یعنے حق تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ کا عذاب نہ دوں گا اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کے لئے اپنے علم کے خلاف کہدیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا ۔ اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی بُرا ہے بلفظ اُردو ترجمہ مکتوبات جلد اول صفحہ ۵۱۹

(۶) حسن العقیدہ مصنفہٗ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا الجہل والا الکذب ۔ بلفظہ صفحہ ۶ سطر ۴ ۔ یعنے اللہ تعالٰے پر حرکت کا کرنا یا انتقال کرنا یا بدلنا صحیح نہیں ہے ۔ نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھوٹا اس میں ہے ۔

(۷) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری صفحہ ۱۴۸ ۔

مطبوعہ گلزار محمدی لاہور ۔ ومنہا ان خلف الوعید کرم فیجوز من اللہ تعالٰے والمحققون علٰے خلافہ فکیف ہو تبدیل القول وقد قال اللہ تعالیٰ ما یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ ای بوقوع الخلف فیہ یعنی لا تبدیل ولا خلف القول فلا یطمعون ان ابدل وعیدی ۔ بلفظہ ۔ یعنے بعض کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے اس لئے اللہ تعالٰے کے لئے اس کا کرنا جائز ہے ۔ لیکن محققین اسکے خلاف ہیں یعنی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالٰے اپنے قول کو تبدیل کرے ۔ اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا یعنے اس میں خلاف وعدہ وعید وقوع میں نہیں آتا ہے ۔ یعنے میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید کو تبدیل کرتا ہوں یا کرنے والا ہوں ۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۹ ۔ انہ لا یوصف اللہ تعالٰے بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا

یفعل بلفظ یعنی اللہ تعالےٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالےٰ قادر ہے کرتا نہیں ❖

(۹) فتاوےٰ عالمگیری اردو جلد دوم صفحہ ۸۳۵ تا ۸۳۷۔ اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالےٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الٰہی نہیں ہے ۔۔۔ یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا ۔ بلفظ ❖

(۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اوّل مصری صفحہ ۶۲۹ سطر ۳۔ (کلمات کفر) او انکر صفتہ من صفات اللہ او انکر وعدہ او وعیدہ او جعل لہ شریکا او ولدا او زوجۃ او نسبتہ الی الجھل او العجز او النقص الخ یکفر بلفظ ۔ یعنی یا انکار کرے اللہ تعالےٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا یا اس کا شریک بنائے یا اولاد یا عورت بتائے یا اس کی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کی طرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے ❖

(۱۱) غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار جلد دوم صفحہ ۵۱۳ سطر ۱۲۔ جو شخص حق تعالےٰ کو بصفات ناقصہ موصوف کرے یا اُس کے نام مقدس سے یا اُس کے کسی حکم سے سخرا پن کرے یا اُس کے وعدہ اور وعید کا انکار کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہرا دے یا اُس علیم وقدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے ۔ بلفظ ❖

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۱ سطر ۱۶۔ جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو خدا تعالےٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب و نقصان کا ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے ۔ بلفظ ❖

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمٰن عن الکذب والنقصان مولوی محمد لودھیانوی جد فاسد مولوی عبد اللہ معترض سکنہ بسی ریاست پٹیالہ اب میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی کی کتاب تقدیس الرحمٰن عن الکذب والنقصان سے دکھلاتا ہوں اس کو کھول کر اپنے سامنے رکھئے اس کے صفحات ۱، ۲، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۳ کو ملاحظہ کیجئے اور شرم سے سر جھکائیے ۔ اس شرم سے نہیں

جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اُس شرم سے جو خداوند تعالیٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔ اور مذہب حق کو قبول کیجئے۔ وہو ہذا۔

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصادقین کے کذب کا قائل ہے جیسا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے رسالہ یک روزی میں لکھا ہے کہ اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم الخ صفحہ ۲۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔ امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے الخ انتہی مختصراً صفحہ ۳۔ سطر ۳۔ الجواب

فریق اول کا دعوےٰ کہ خداتعالےٰ کے کلام میں کذب ممکن ہے سخت حیا ہے کیونکہ ممکن اس کو کہتے ہیں جسکا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہوں الخ صفحہ ۳۔ سطر ۱۰ ؎

اور کذب جناب باری تعالیٰ کے کلام میں ممتنعات سے ہے کیونکہ عدم اس کا برخلاف ممکن کے ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے علماء اہل اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے کتب تفاسیر و عقائد و اصول میں یہ مسئلہ مشرحاً موجود ہے الخ صفحہ ۳ ؎

اس کے آگے مولوی صاحب آپکے حد فاصل نے قرآن شریف و تفاسیر و علم عقائد سے دلائل مفصل لکھے ہیں اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں۔

اس مسئلہ میں اسمٰعیل صاحب نے اعلےٰ درجہ کی غیر مقلدی کا رتبہ حاصل کیا ہے۔ کیونکہ ادنےٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امامان دین کی تقلید نہیں کرتے آیات و احادیث پر عمل بموجب فہم اپنے کے کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی بھی تقلید نہ کی جائے۔ جیسا کہ اپنے زعم میں آوے گویا آیات قطعیہ اور جمہور عقلا کے مخالف ہو۔ درست ہے۔ جب مولوی اسمٰعیل صاحب کذب کا امکان کلام ربانی میں مخالف ادلہ نقلیہ اور عقلیہ کے جائز رکھکر متبعین مورد آیت

شریف فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ
اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۵
کے ہوئے یعنے خدا کی ذات اور صفات میں افترا کرنیوالا مستوجب سخت تر وعید شدید کا
ہے اعاذنا اللہ منہ ﴿

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان
کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں خلف وعید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے۔
اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے انتہی ملخصًا بالکل بے بنیاد ہے۔
متقدمین میں سے کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف وعید اگرچہ
بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جمہور محققین نے بسبب استلزام کذب کے
جو اجماعًا متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض
کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں اعتبار نہیں الخ صفحہ ۸ ﴿
حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اول غلطی مولوی اسمٰعیل
صاحب سے شائد زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی اب مولوی خلیل احمد صاحب نے
اس کو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دیکر آتش فتنہ کو از سر نو افروختہ کیا۔ جس میں مولوی
رشید احمد صاحب بھی بسبب ثبت کرنے مہر اپنی کے اس زمرہ میں شمار کیے گئے
الخ صفحہ ۱۳ ﴿

لیجئے مولوی صاحب! اس تمام تحریر جدِّ فاسد پر ایمان لاکر مولوی
اسمٰعیل کو اعلےٰ درجہ کا غیر مقلد تصوّر کریں اور اُن کو زیر وعید آیت شریف فمن اظلم
الآیۃ میں داخل او رباقی مولوی رشید احمد وخلیل احمد صاحبان کو بھی شامل کریں۔
اور مذہب اہلسنّت وجماعت کو اختیار کریں۔ اور آئیندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں
کہ تمام اہلسنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر
لیکن اپنے جد فاسد ماجد کی تحریر پر تو ضرور ایمان لائیں۔ اور معتزلہ میں شمار
نہ ہوں اور نہ خوارج میں ﴿

(۱۴) فتاوے قادریہ مصنفہ مولوی محمد صاحب لودھیانوی جدِّ فاسد
مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی

کی کیفیت اور مسئلہ کذب باری تعالےٰ۔

مولوی صاحب! اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جدّ فاسد کی اپنے ہاتھ میں لیکر اُس کے صفحہ ۹۴-۹۵ کو دیکھئے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔

درحقیقت مولوی (رشید احمد) صاحب اہل نظر نہیں (یعنے نابینا) ہیں۔ کیونکہ پہلا فتوے دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے دعوے کیا ہے کہ اسپر یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اوتارا اسکو قادیان کے قریب۔ پھر یہ فتوے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت نہ ہے باوجودیکہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ پھر مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالےٰ کے کہ اللہ سے زیادہ کوئی سچا نہیں۔ اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا الخ ؎

دیکھئے یہاں پر بھی آپ کے جدّ فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے۔ کہ وہ فتوے دیتے ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ آپ کے علماء ایسے ہیں کہ کبھی کچھ لکھتے ہیں اور کبھی کچھ ؎

(۱۵) فتاوے قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی جدّ فاسد مولوی معترض ہیں ایک دوسرے جدّ فاسد مولوی عبداللہ لودھیانوی کا الہام مولوی رشید احمد کی کلت حالی کی نسبت صفحہ ۱۴۰۔ سطر ۱۴۔

اب آپ ذرا اس فتاوے کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھئے کہ آپ کے دوسرے جدّ فاسد مولوی عبداللہ صاحب کا استخارہ خواب والہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہہ رہا ہے۔ وہو ہذا:۔

مولوی رشید احمد صاحب نے جب ۱۳۰۱ھ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو صالح تحریر کیا اس عاجز (مولوی عبداللہ) کو نہایت فکر ہوئی کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعوے کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے مسلمان صالح قرار دیا جناب الٰہی میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ نتیجہ ۲۷ شب کا چاند بدشکل ہو کر گر پڑا غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی زمانہ کے فتنے آخر کے متناقض

یا دیگرے چیز موجود ہیں آئے ۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہ
الراقم عبداللہ لودھیانوی ۔ بلفظہ ۞

(۱۶) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ یعنے خبردار ہوجاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالےٰ کا وعدہ سچا ہے (اس کے خلاف ہرگز نہ کریگا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے ۞

اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ کے اعداد جمل (۱۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں ۔ اور ادھر جماعت مجموع ہند وہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۱۰) ہیں ۔ جو خلف وعید و وعدہ کے قائل ہیں ۔ ۞

(۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال دکھلاتا ہوں جو آپ کے برادران کے برادر ہیں اس سبب سے آپ کے بھی بھائی ہوئے گو اس وقت کافر و مرتد ہیں ۔

(الف) براہین احمدیہ مصنفہ قادیانی صفحہ ۱۲۴ ۔ باقی سب موحد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے ۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۴ ۔ سطر ۷ ۔ ۞

(ب) براہین احمدیہ ایضاً صفحہ ۴۳۳ سطر ۴ ۔ خدا کے کلام کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات میں سہو اور خطا اور کذب ، اور فضول اور ہر ایک نقصان اور نالائق امر سے منزہ ہے ایسا ہی اس کا کلام بھی ہر ایک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائق حالت سے منزہ اور پاک چاہیئے ۔ بلفظہ ۔

(ج) سرمہ چشم آریہ صفحہ ۵۶ ۔ سطر ۲۱ ۔ خدا کی بزرگی اور عظمت کے موافق یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اس کے قبول کرنیکے لئے آمادہ رہیں ۔ اور بجز امور منافی صفات کمالیہ حضرت باری عز اسمہ کے سب کاموں پر اس کو قادر سمجھنا چاہیئے ۔ بلفظہ ۞

(د) برکات الدعا قادیانی صفحہ ۳۰ ۔ سطر ۳ ۔ ہمارا خداوند تعالےٰ ایسا قادر مطلق ہے وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنیوالا اس کی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کرے تو بجز ان خاص باتوں کے جو اسکی صفات کاملہ اور مواعید

صادقہ کے ہوں باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔

(۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری سنی حنفی قادری ہاشمی اور مولوی خلیل احمد صاحب۔ دیوبندی۔

مقام ریاست اسلامیہ بہاولپور واقع ۱۳۰۶ھ

کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ اس کتاب کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرف سے ایک استفتاء مولود شریف وفاتحہ خوانی وغیرہ مسائل میں شایع ہوا تھا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے معہ دیگر مولویان دیوبند ثاکے اس کے حرام ہونے اور کفر پر فتویٰ دیا۔ اور مولود شریف وقیام تعظیمی کی تشبیہ اہل ہنود کے کنھیا کے جنم سے دی۔ اس پر مولوی عبدالسمیع چشتی امدادی مرحوم نے ایک کتاب مسمی انوار ساطعہ دربیان مولود وفاتحہ نہایت تہذیب کے ساتھ لکھی۔ اور نہایت مدلل قرآن وحدیث وغیرہ ادلہ سے جوابات دیگر اسکو سنت ومستحسن ثابت کیا۔ اور اکثر علماء عرب وعجم نے اسکو پسند فرما کر تصدیق کیا۔ تب اُسکے ردّ وجواب میں مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان نے نہایت غضب اور غیظ میں آکر خلاف تہذیب کتاب براہین قاطعہ لکھی ان دنوں میں مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور میں اول مدرس عربی تھے۔ اس پر مولانا غلام دستگیر صاحب علیہ الرحمۃ نے کتاب دیکھکر مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاولپور پر تعاقب فرمایا۔ وہ مرد خدا کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں پہنچے۔ بمنظوری جناب نواب صاحب بہادر والئے ریاست بہاولپور ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب مغلوب ہوئے اور سخت ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکالدئے گئے۔ اسی وقت علماء پنجاب نے یوں فتوےٰ دیا کہ یہ شخص خلیل احمد معہ معاونین کے وہابی ہے اور اہلسنت سے خارج ہے فتوےٰ مذکور طبع ہوکر شائع ہوگیا۔

اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ تمام کاغذات بحث کو جو تحریری ہوئی تھی لے کر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو تشریف لے گئے۔ اور آخر ماہ شوال ۱۳۰۷ھ ہجری میں بروقت اقامت مکہ معظمہ کے اُن کاغذات بحث کا عربی میں ترجمہ کرکے روبرو علمائے مکہ معظمہ کے پیش کیا۔ اُن کی تصدیق کے بعد جب آپ

منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے علماء اور مفتیان باوفا کے روبرو پیش کیا انہوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی ۞

براہین قاطعہ کے سات مسائل تھے جن پر مناظرہ ہوا تھا وہ یہ ہیں

اول۔ امکان کذب باری تعالیٰ صحیح ہے۔ یعنی خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے ۞

دوم۔ امکان نظیر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح ہے۔ یعنے حضور کی طرح اور بھی ہوسکتا ہے ۞

سوم۔ تمام بنی آدم بشریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہیں ۞

چہارم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے ۞

پنجم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محفل میلاد کنھیا کے جنم کے مشابہ ہے ۞

ششم۔ فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے ۞

ہفتم۔ حرمین شریفین کے مفتیوں کا فتوے رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے۔

ان سب مسائل کو سوائے مسئلہ ہفتم کے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے روبرو پیش کیا۔ اور مولانا علیہ الرحمۃ نے نہایت دور اندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ علماء ومفتیان ہر چہار مذاہب ابقاہم اللہ تعالےٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہوگیا ہو۔ انہوں نے ہر شش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا:۔

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ۔

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں اور دروغگو ناشکرے کی گفتگو سے جسنے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ رکھا ہے اُس کا حکم سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ جلاد اس کے بدن سے گردن کاٹ دے۔ تاکہ بجر وجاہلوں کے لئے عبرت ہو۔ اختصاراً ۞

(۲) مکہ معظمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

صاحب براہین اور اس کے شیطانوں اور اہل زیغ و زندیقوں سے ہیں ❊

(۳) مکہ معظمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

براہین والے بدعتی اور گمراہ ہیں ❊

(۴) مکہ معظمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

تحقیق جو ذات پاک باری تعالیٰ کو کذب سے متصف کرے بیشک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور اس سے رجوع نہ کرے۔

مدینہ منورہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ

بیشک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط رد اور اعتراضات کا جو لاغر اور فربہ میں فرق کرنیوالا ہے وارد ہیں۔ مؤلف براہین پر جو جنگل کی ریت پر راہ دکھائی گئی ہے۔ اور اس کی سخت بری باتیں کاذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے۔ کہ صاحب براہین گمراہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے لگا کر حق تعالیٰ سے مستحق رسوائی ہے۔ الخ ❊

مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ۔

جو اس بزرگ مولف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اس کے بدکار مؤیدین سے مقولہ نقل کئے ہیں صریح کفر اور زندقہ ہے ❊

پھر اس کے بعد ۱۳۱۴ ہجری میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علماء کرام کی تقاریظ سے مکمل ہو کر ۲۴۳ صفحہ کے حجم سے معہ ترجمہ اردو صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی اور اہلسنت و جماعت کے لئے فیض عام ہوئی۔ اس میں مولانا یا یہ حرمین شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمتہ مہاجر مکی استاد الاستاد گروہ دیوبندیہ کی بھی مفصل و مشرح تقریظ درج ہے جو قابل ملاحظہ و اطمینان دل حزین ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولود شریف میں درج ہوگی۔ وہاں ملاحظہ کیجئے۔ تاکہ گروہ دیوبندیہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو ❊

اس کے بعد حضرت حاجی حرمین شریفین صوفی کامل، مرشد ارشد

گروہ دیوبندیہ اعنی حضرت محمد امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر مکی علیہ الرحمۃ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:۔

تحریر بالا صحیح اور درست ہے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے۔ اللہ تعالے کاتب کو جزائے خیر دے۔ شعر

بے سبب گر عز بما موصول نیست قدرت از عزل سبب معزول نیست

مہر (محمد امداد اللہ فاروقی)

یادداشت اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا

یادداشت دیگر۔ اس مسئلہ کذب باریتعالے کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل ومشرح ومکمل کتاب سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح نام اعلیحضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل اجل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی ابقاہ اللہ تعالے نے لکھکر شائع فرمائی جسنے تمام گروہ وہابیہ کو مذبوح کردیا۔ اورجواب نہ ہوسکا۔ قابل دید کتاب ہے جزاہ اللہ تعالے خیر الجزا

ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی وہابی کی گفتگو کذب مقبوح پر

عیسائی، ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسےٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ اُن کا کوئی باپ نہیں اور خدا ہی اُن کا باپ ہے، مریم اُن کی ماں ہے، اگر خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں؟

دیوبندی، ہمارے قرآن میں اسکی نفی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے:۔

لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ دلیل کافی ہے

عیسائی، مولوی صاحب آپکے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے نیز یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اگر ایسا نہ کرسکے تو عاجز ہے، اور عاجز خدا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا ہے اور بول سکتا ہے اگر خدا جھوٹ نہ بولے یا جھوٹ نہ بول سکے تو انسان خدا کی قدرت پر کامل ہوگا اور خدا ناقص، اور خدا ناقص نہیں ہوسکتا، انسان تو بیٹا پیدا کرے اور

خدا نہ کر سکے یہ کیسے ہو سکتا ہے، اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیونکر خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا نہیں کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی ہے، ممکن ہے وہ جھوٹ ہو۔ جبکہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔

دیوبندی، یہ سب باتیں سچ ہیں لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے ہاں اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خدا کا کلام صحیح ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔

عیسائی، بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے، جب انسان اُس کی مخلوق اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادر مطلق کیونکر اپنا بیٹا پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر نہیں کر سکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ اور یہ ممکن نہیں۔

دیوبندی، ہاں یہ بات تو صحیح ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔

عیسائی، اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں، فہو المراد۔

دیوبندی، چپ۔

لیجئے۔ مولوی صاحب! اب اس بحث کا خاتمہ ہے۔ اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ **خدا کرے آپ کی سمجھ میں آجائے۔ اور آئندہ نہ کہیں کہ خلف وعید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہل سنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے**

باب دوم

عقائد نمبر ۲، ۳، ۴ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۲۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ ملخصًا

عقیدہ نمبر ۳۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصًا

عقیدہ نمبر ۴۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ ملخصًا۔

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۲۔ بر عقائد ۲۔۳۔۴۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۔ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسمٰعیل شہید نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ اور عقیدہ نمبر ۳ بھی اسی حوالے پر یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر ۴۔ یہ کہ اسی کتاب میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں ✣

صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاش ساری تقویت میں کی۔ لیکن یہ عبارات جن حروف سے آپ نے انکیں لکھا ہے کہیں نظم نہ پڑیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوق خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کے سر تھوپ دیا۔ الخ صفحہ ۱۲ سطر ۴۔ بلفظہ ✣

اقول۔ مولوی صاحب افسوس! آپ نے میرا اشتہار کو غور سے نہیں پڑھا اور جواب لکھنے بیٹھ گئے۔ ورنہ اشتہار کو بنظر غور دیکھا۔ کہ عبارات کو بلفظہا تلاش کرنے لگے۔ حالانکہ اشتہار میں ہر سہ عقیدہ کے محاذ اور مقابل میں لفظ ملخصًا لکھا ہوا

موجود ہے اور تقویت کے صفحات ۶۰-۱۴-۱۹-۵۵ کا حوالہ لکھا ہوا ظاہر ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی پڑھ نہیں سکتے۔ یا شاید لفظ **ملخصاً** عربی ہے اس کے معنے آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب ان عقائد کو میں نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے۔ اور صفحوں کا حوالہ دے دیا تاکہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر اٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون مندرجہ اشتہار اُن میں موجود اور درج ہے۔ تاہم آپ بعینہ عبارت کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں۔ اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو بھی نہیں سمجھ سکتے لیجئے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی دیکھ لیجئے۔ وہ یوں ہے و۔

ف۔ یعنے انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ **جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی** ہے۔ **سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے**۔ اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ **اولیاء و انبیاء امام و امام زادے، پیر و شہید** یعنے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں **اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی**۔ مگر اُن کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔

ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے ہم اُن کے چھوٹے ہیں بلفظ صفحہ ۶۰ سطر ۲۔

کہیئے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویۃ الایمان میں نظر نہیں آئی اب دوبارہ دیکھئے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہ نہیں کہ موجود ہے۔ پھر یہ آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوق خالق کو دھوکا دیا ہے یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ **اولیاء، انبیاء** درج ہیں یا نہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم **انبیاء** میں داخل ہیں یا نہیں اور **بندہ مقرب الٰہی** ہیں یا نہیں اور جملہ **بڑے بھائی ہوئے** میں داخل ہوئے یا نہیں۔ اور **بڑے بزرگ** ہیں یا نہیں اور جملہ **جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے** میں داخل ہوئے یا نہیں پھر جملہ **سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے** میں داخل ہو گئے یا نہیں افسوس!! آپ کی سمجھ اور اردو دانی پر کہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے۔ اور جواب لکھنے کا حوصلہ۔ علاوہ اس کے تمام علماء کرام عرب و عجم نے جو اس کو سمجھا ہے وہی ہے جو میں نے سمجھا ہے۔ بلکہ آپ کے وہابی بھائیوں نے بھی اسی

طرح سمجھا ہے جیسے میں نے سمجھا ہے۔ مگر انہوں نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کر کے تاویلات بے سود اور بے معنی کی ہیں۔ تاکہ مولوی اسمٰعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اس کے غلط اور خلاف ہونے کی تحقیق آگے آئے گی۔ مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ جب کہ آپ کے امام نے حدیث شریف اکرموا اخاکم کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے آپ اپنے بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو وہ لکھتے ہیں :-

اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپؐ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳ ؎

لیجئے آپ کا انکار کیونکر صحیح ہو۔ ذرا سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ اِدھر اُدھر پاؤں نہ ماریئے

عقیدہ نمبر ۳۔ کی پوری عبارت یوں ہے جس پر میر اخلاصہ مضمون ہے۔

(الف) اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴، سطر ۱۴ ؎

(ب) ہمارا جب خالق اللہ ہے۔ اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔ بلفظہ صفحہ ۱۹، سطر ۳۔

(ج) محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ بلفظہ صفحہ ۲۹۔ سطر ۱۷ ؎

فرمایئے۔ مولوی جی۔ ہر مخلوق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہیں یا نہیں اور اُن کے تفصیلی فقرہ یعنی بڑا ہو یا چھوٹا میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی شان کے سامنے چمار کون ہیں اور چمار سے بھی ذلیل کون ہیں۔ ذرا ہوش کیجئے۔ اس عبارت کو قبول کر کے تاویلیں بھی لایعنی کی گئی ہیں۔ جیسے کہ اسی تقویۃ الایمان کے حاشیہ صفحہ ۱۳ میں کسی مجہول الاسم وجال نے تاویل بعید ذلیل اور ذلیل

ؒ آپ کو الخ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ ۱۲ منہ ؎

یہ کی ہے کہ چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں۔ پھر آپ نے بھی اس عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی سہی اسطرح پر لکھا ہے :۔

فواد الفوائد کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے "کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چناں نمائند کہ پشک شتر"۔

مولوی صاحب ایا تو آپ کہتے ہیں کہ یہ عبارتیں تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر اُن کی تاویلیں۔ اور مولوی اسمٰعیل کی کتاب کی تائید کے لئے بے سمجھے سوچے عبارتیں لاتے ہیں فرمائیے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنے ہیں ہرگز نہیں۔ وہاں تو جملہ لفظ ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں ہمہ مخلوق درج ہے۔ اور وہاں لفظ چمار ذی روح لکھا ہے اور یہاں لفظ پشک (مینگنی) غیر ذی روح تحریر ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق زمین و آسمان کا ہے۔ اور آپ کی عبارت کے معنے یہ ہیں جو آپ نہیں سمجھے۔ یعنی

"ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا ہے جب تک وہ تمام مال و متاعِ دنیا کو اونٹ کی (مینگنی) کے برابر نہ سمجھے۔

فرمائیے اس عبارت سے آپ کا منشا پورا ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ کیونکہ وہاں فقرہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا۔ درج ہے۔ جس میں تمام انسان معہ انبیا علیہم السلام داخل ہیں۔ اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی روح انسان ہونے کے لحاظ سے لفظ چمار سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور یہی آپ لوگوں نے سمجھکر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی خواہ ایمان رہے یا جائے۔ مگر اپنے امام پر کوئی حرف نہ آئے۔ اس لئے اپنے امام کا دھونا دھونے کے لئے کبھی آپ انکار کرتے ہیں اور کبھی اسکی تاویل بے دلیل کرتے ہیں۔ اور کبھی اسکی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نافہمی سے پیش کرتے ہیں۔ فرمائیے کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے، کون ہیں کن سے مراد ہے یا بموجب حاشیہ تقویۃ الایمان کی تاویل فضول کے جملہ "چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں"، سے مراد ہے۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا کہ جب اللہ تعالےٰ تمھارا بادشاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ یا علاقہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ وغیرہ بزرگان دین جو نعوذ باللہ منہا چوہڑے یا چمار

ہیں اُن سے علاقہ نہیں رکھنا چاہیے۔ لیجئے پوری تشریح یوں ہوئی۔ جس کو آپ کے امام الطائفہ بیان کر رہے ہیں ؛

افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں رکھدیا اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کر دیا۔ جس میں ناکارہ لوگوں کا جملہ موجود ہے گویا توہین انبیا میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ **میں پوچھتا ہوں**۔ کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات واحادیث کا ترجمہ ہے اور اعلےٰ درجہ کی قابل عمل ہے۔ فرمایئے یہ عبارات۔ اور **یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے**" اور بادشاہ کے مقابلہ میں **"کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر" "ناکارہ لوگ"**۔ کن آیات واحادیث کا ترجمہ ہیں اپنے امام الطائفہ یا کسی اور اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کرکے بتلایئے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں جواب نہیں دیکیں گے خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی مدد لیں۔ یا عبدالوہاب یا ابن عبدالوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ کی طرف رجوع کریں ؛

اور عقیدہ نمبر ۴ کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے جو تقویت الایمان میں ہے :۔

اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیا اور اولیا اسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں سارے آسمان اور زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اس کی عظمت سے چرچر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اُس کی بڑائی کا بیان کر سکے بلفظہٖ صفحہ ۵۵ سطر ۲۱ ؛

کہئے مولوی جی! اس جملہ سب انبیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تو وہ کونسی آیت یا حدیث اسکی دلیل میں آپ کے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے جس سے تقویۃ الایمان کی تصدیق ہو پھر عجب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ عبارت ہی نہیں۔ اور پھر خود ہی اقبال کیے کیوں اس عبارت کو لکھدیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے امام

نے یہاں پر بھی وہ لفظ مخلوق کا استعمال کیا ہے اور انسان ذی روح مراد لی ہے اور عرش معلے کا اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چرچر کی آواز سے بولنا خدا تعالیٰ کو مجسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سُنی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں معتزلہ وہابیہ کا عقیدہ ضرور ہے۔ چونکہ یہ بات بحث سے خارج ہے۔ اس لئے اس کو ترک کیا جاتا ہے۔

اچھا مولوی جی اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو میں نے عقاید وہابیہ نمبر ۲۔ ۳۔ ۴۔ اپنے اشتہار میں لکھے ہیں وہ عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے۔ اور صحیح ہے۔

اب میں ان ہرسہ عقاید کی جو آپ کے اور آپکے امام کے خلاف قرآن و حدیث اور اہلسنت و جماعت کے ہیں اُنکی تحقیق درج کرتا ہوں تاکہ آپ کا اطمینان ہو سُنئے اور آنکھ اور کان کھول کر دیکھئے

فصل اول تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا بھائی ہونا

کچہری میں۔ وہابیوں دیو بندیوں نے مرزائیوں اسے مشکوٰۃ شریف کی حدیث پیش کروائی جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں درج کی ہے فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم یعنی فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ جب کچہری میں کہا کہ اس کا جواب لکھیئے تو مجوز نے کہا کہ یقینا ملزمان کہتے ہیں وہ ہی لکھا جائے گا۔ جب وقت تمہارا وقت آئے گا اس وقت اُس کا جواب لکھا جائے گا۔ مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا۔ اب آپ نے اس کا مطالبہ کیا اور رسالہ لکھا ہے۔ اسلئے جواب اس حدیث شریف کا سُنئے:۔

(۱) مجمع البحار الانوار محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اوّل صفحہ ۲۰ سطر ۱۶

یہ کتاب شرح احادیث میں ہے اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ ای احنفسۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھضماً النفسہ ای اکرموا من ھو بشر مثلکم لما اکرام اللہ تعالیٰ بالوحی بلفظ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا تواضع اور کسر نفسی کا تھا جو بھائی کا لفظ فرمایا۔ یعنے تعظیم اور عزت کرو اسکی جو مثل تمھارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز و مکرم کیا ہے اللہ تعالےٰ نے وحی بھیجکر ؂

(۲) مرقات شرح مشکوۃ ملا علی قاری جلد سوم صفحہ ۱۷۴۔

یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے ؂

(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد سوم شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے ؂

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے تواضع اور کسر نفسی کے رد سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا دہابیوں کا ہی کام ہے۔ دیکھیے جیسے کوئی اولو العزم بادشاہ یا نواب یا وزیر یا امیر رئیس اعظم کسی اپنے غلام یا نوکر کو بھائی کہدے تو کیا وہ واقعی بھائی ہو جائیگا اور اس غلام یا نوکر کو یہ حق حاصل ہو جائیگا کہ بادشاہ کو بھائی کہکر پکارے۔ ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کر کے سوچیے۔ اور یہ بھی بتلائیے کہ اس حدیث شریف میں وہ کونسا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ آپ کے امام الطائفہ نے بڑے بھائی کا کیا ہے۔ یا وہ کونسے الفاظ اس حدیث میں ہیں جن کا ترجمہ بڑے بھائی ہوا یا اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں ہے۔ العیاذ باللہ ؂

یہ بھی کہیے۔ خلفائے راشدین وصحابہ مہدیین رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین وائمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کرام و صوفیائے عظام علیہم الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھائی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آج تک کسی فرد بشر نے ابتدا سے لیکر اب تک ایسا نہیں کیا تو اب کسی غیر مقلد یا وہابی دیوبندی کا حق ہے۔ کہ وہ ایسا لفظ کہکر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے خدا نیک ہدایت دے ؂

اور سنئے آپ کے امام الطائفہ نے تقویۃ الایمان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اُٹھے اُنہوں نے اپنی براہین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھدیا جیسے وہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔" البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں"، اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھدیا کہ" اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا"

اب فرمایئے۔ اگر ہم یہ کہدیں کہ مولوی اسمٰعیل یا مولوی رشید احمد یا مولوی خلیل احمد صاحبان فرعون، نمرود، ہامان، قارون کے بھائی ہیں یا نتھو، کھتو، سینڈھو۔ چوہڑوں چماروں کی مثال بھائی ہیں تو کیا خلاف نص ہے۔ اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہوں گے کیونکہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ توہین وتحقیر کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریر کئے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دیدیں۔ اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوء ادبی ہو جائے۔ العجب ؕ

اور سنئے۔ اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہدے یا اس کی بیوی اپنے خاوند کو کہ بھائی کہدے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بباعث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچازاد کو بہن کہدیا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا۔ جیسے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین کذب صادر ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ اُنہوں نے اپنی بیوی کو بہن کہدیا تھا اس لئے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائیں گے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اس لئے علماء محققین اُن کے بہن کہنے کو توریہ اور تعریض پر محمول فرماتے ہیں کسی نے بھی اسکو موافق نص نہیں فرمایا۔ اور نہ اُن کو یہ وجہ سوجھی مگر یاں وہابیہ کا ہی حصہ تھا جو نص کا حوالہ دے دیا۔ پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جورو کو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہوگا۔ مبارک ہے اس حدیث کے مطابق عمل کریں ؕ

وہابیہ کا قاعدہ کلیہ۔ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہلسنت وجماعت

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو اُن کی آتش غضب وغیظ بھڑک اُٹھتی ہے۔ اور فوراً الفاظ توہین وکسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔ حالانکہ تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ وشان عظمت ومنزلت خدا کے بعد ہے یعنے خدا کے بعد سب سے وہی افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے اُن کا عالی مرتبہ ہے بمنزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے جسقدر اُن کی تعریف انسان سے ہو سکے کرے صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔ یہی حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بردہ میں تحریر فرماتے ہیں وہو ہذا

(۴) ص

محمد سید الکونین والثقلین (۱) والفریقین من عرب ومن عجم
هو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہ (۲) لکل هول من الاهوال مقتحم
دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیهم (۳) واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم
وانسب الیٰ ذاتہ ما شئت من شرف (۴) وانسب الیٰ قدرہ ما شئت من عظم
فان فضل رسول اللہ لیس لہ (۵) حد فیعرب عنہ ناطق بفم

ترجمہ (۱) یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں جہاں دین ودنیا اور جن وبشر ہر دو فریق عرب وعجم کے سردار ہیں ؛

(۲) آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا تعالے کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی امداد ہر ناگہاں مصیبت میں اُمید کی جاتی ہے ؛

مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول ومستجاب ہے۔ جس کو حاجت دنیا وآخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھکر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ تعالے اس کی مصیبت دور ہو جائیگی۔ مجرب ہے۔ شرح ؛

(۳) قوم نصاریٰ نے جو اپنے پیغمبر کی نسبت ادعا کرتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ باقی جو تیرا جی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کر۔ اور خوب زور سے بیان کر (یعنے خدا یا خدا کا بیٹا مت کہو باقی سب کچھ کہو) ؛

(۴) حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کیطرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر نوع کے کمالات اور حسنات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اشرف اور رتبہ عظیم کی طرف منسوب کرنیکا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے۔

(۵) (کیونکہ) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں جسکو کوئی گویا اپنی زبان سے بیان کرسکے۔

(۵) اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۱۳ و تفسیر عزیزی میں ہے:۔

یا صاحب الجمال ویا سیّد البشر	من وجھك المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ	بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی یا صاحب جمال (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور یا تمام جہانوں کے سردار آپکے چہرہ مبارک سے واقعی چاند نے روشنی پائی اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے حق ہے تعریف کا کسی سے ہوسکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

اس سے بڑھکر اور سنئے کہ اللہ تعالےٰ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاک پاکی قسم یاد فرماتا ہے۔ اِس سے بڑھکر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے جو منکرین سننی نہ کیجیے۔ منکر مبہوت بیشک ہوجاتے لیکن گھبرائیے نہیں سنئے!

(۶) منہاج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۳۸ جلد اوّل۔ مواہب الدنیہ میں مذکور ہے روایت ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ بابی وامی یعنی میرے والدین آپ کے تصدق ہوں۔ یا رسول اللہ تحقیق پہنچی ہے فضیلت تمھاری خدا کے نزدیک اس حد کو کہ قسم کھاتا ہے تمھاری خاکِ پاکی۔ کہ کہتا ہے:۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنے قسم کھاتا بلد کرکے جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھکر چلتے ہیں۔ سوگند کھانا اُس پر گویا سوگند کھانا خاکِ پا کا ہے۔

بلفظہٖ صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۸

یہ ہیں مفتی صاحب، کامل مفتی بنے اور خداوند تعالیٰ پر بھی فتوے کفر لگائے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ فرمائیے آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے۔

(۸) تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۰ سطر ۸ مصری مولانا امام رازی علیہ الرحمۃ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا وجہ اول ... قوله ان المراد من ذلك تعظيم النبی صلے اللہ علیہ وسلم وذالک لوجوہ (احدہا) کانہ تعالیٰ بین لہ انہ مع القدرۃ علی بعثۃ رسول نذیر فی کل قریۃ خصہ بالرسالۃ وفضلہ بہا علی الکل ... (وثانیاً) المراد ولو شئنا لخففنا عنک اعباء الرسالۃ الی کل العالمین ولبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ولکن قصرنا الامر علیک واجللنا وفضلناک علی سائر الرسل۔ بلفظہ۔ یعنی خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہم اگر چاہتے تو ہر ایک قریہ بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے۔ اس سے مراد آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اسکی وجوہات ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک بستی میں ... پیدا کرنا قدرت میں ہے۔ مگر آنحضرت کی رسالت کی خصوصیت ہے کہ اسکی بزرگی تمام پر ہے (ختم رسالت کی وجہ سے) دوسری وجہ یہ کہ اگر ہم چاہتے ہے مراد ہے کہ ہلکا کرتے ہم تم سے رسالت کا بوجھ تمام جہان پر۔ لیکن ہم نے پسند کیا۔ تم۔ اور کوتاہ کیا ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کرکے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو تمام رسولوں پر ٭

(۹) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۱۴۵۔ وَلَوْ شِئْنَا اور اگر ہم چاہتے تو لَبَعَثْنَا البتہ ہم بھیجتے فِیْ كُلِّ قَرْيَةٍ ہر گاؤں اور بستی میں نَذِيْرًا پیغمبر ڈرانے والا مگر اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو ہم نے نبوت تم پر ختم کر دی۔ اور تمھیں کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت تک ہم پیغمبر کیا۔ بلفظہ ٭

دیکھئے شان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر آپ لوگ ہیں کہ ان کو بڑے بھائی کی برابر

کہا ہے اور لکھا ہے جو یہ سخت توہین و تحقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے جیسے کہ آپ کے امام الطائفہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں، یعنی **انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے**

ایسے فرمایا ہے کہ انسان میں نمرود، فرعون، شداد، ہامان، قارون، اور ابوجہل وغیرہ کافر و مشرک جو بڑے رہے سب داخل ہیں تو پھر انبیاء و مرسلین علیہم السلام و صحابہ عظام و اولیاء کرام تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ان لعینوں بددینوں، زندیقوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی یا بڑے بھائی کیسے ہوئے۔ یہ سخت ترین توہین و کسرِ شان اور گستاخی انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور سید عالم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے جو صریح کفر ہے حالانکہ کوئی بھی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کر دے کافر نہیں اگرچہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اہانت کی یا ادنیٰ کہے یا اشارۃً و کنایۃً بھی توہین کرے تو وہ کافر و مرتد ہے توبہ بھی اسکی منظور و قبول نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز بھی بلند کرے تو اس کے تمام عمر کے اعمال حبط و نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو اہانت سے میلا کہے تو وہ اسی وقت کافر ہو جاتا ہے دیکھو کتب دینیہ کلمات کفر۔

بڑا بھائی اگر فوت ہو جائے تو اسکی بیوہ سے نکاح جائز ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں ان سے نکاح ابداً حرام ہے پس یہ تمام تحریرات وہابیہ سخت توہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور تحریراتِ الیاسی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی برگزیدہ ہو یکساں سمجھ لیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر بصورت آدمی انسان بدے | احمد و بوجہل خود یکساں بدے
احمد و بوجہل در بتخانہ رفت | زیں شدن و آں شدن فرقیست زفت

آں در آید سر نہند او را بتاں
ایں در آید سر نہد چوں امتاں

فصل دوم تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۳

وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے

عبارت۔ تقویۃ الایمان کی پوری لکھی جا چکی ہے۔ جسمیں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیاء علیہم السلام و بزرگان دین کی توہین کی ہے۔ اب میں آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماء ربانی سے دکھلاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورہ توبہ) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد یا خدا کی راہ میں کوشش کی اپنے مالوں اور جانوں سے اُن کے لئے بہت بڑے عظیم درجے ہیں خدا کے یہاں — اور وہی لوگ مرادیں پانے والے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (سورہ حجرات) یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت پرہیزگار ہے۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی متقی نہیں) ۞

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الآیہ سورہ انفال) یعنی جن لوگوں مسلمانوں نے نماز کو قائم کیا اور جو کچھ رزق دیا اُن کو اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ درجات ہیں ۞

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۞ (سورہ المنافقون) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عزت ہے اور مومنوں مسلمانوں کیلئے بھی عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے ۞

نکتہ۔ اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہابیہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ لیکن منافق لوگ اس سے بے خبر اور بے علم ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلٰکِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ جب اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد جمل شمار کئے جاتے ہیں تو پورے سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں اور ادھر فقرہ "جماعت سبابہ وہابیہ دیوبندیہ" یا جملہ "جماعت بدی آموز وہابیہ دیوبند" کے بھی وہی اعداد جمل سات سو چار (۷۰۴) ہی برآمد ہوتے ہیں۔

گویا خداوند کریم نے ازل سے بطریق اعداد جمل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر دے رکھی ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ (سورہ بقر) یعنے یہ جماعت انبیاء علیہم السّلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہم نے بزرگ کیا یا افضل بنایا ہے درجہ میں ❖

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنے اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ، ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (سورہ فتح) یعنے ہم نے آپ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ (سورہ فتح) یعنے اے مسلمانو تم رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کرو ان کی ❖

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (سورہ اسرائیل) ہم نے بنی آدم کو (سب مخلوق پر) بزرگ کیا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۵ یعنے اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو انعام کیا میں نے تمھارے اوپر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو جہانوں پر ❖

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

(سورۃ آل عمران) (اے امت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم بہترین امتوں سے ہو جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں ؏

(۱۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ یعنے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ پکارو اُن کو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں۔ اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو کہ کیا کچھ کہتے ہو۔

نکتہ۔ اس آیت شریفہ میں جملہ آیت شریف اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ آیا ہے اُن لوگوں کے حق میں جو ایسی ایسی گستاخیاں کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کے اعداد جمل چھ سو بہتر (۶۷۲) ہیں۔ اور ادھر فقرہ اسمٰعیل دہلوی مع تابعین وہابیہ دیوبندیہ کے بھی وہی اعداد چھ سو بہتر (۶۷۲) پائے گئے۔ اس میں بھی وہی سر ہے جو جملہ آیت شریفہ میں ہے۔ فافہم۔

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۴۴۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ اور اللہ کیواسطے ہے عزت اور قدرت ربوبیت وَلِرَسُوْلِهٖ اور اس کے رسول کے واسطے نبوت اور شفاعت کی عزت وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور اطاعت کی عزت وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؁ اور لیکن منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے ؏

نقل ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن ابی کا بیٹا عبد اللہ نام کہ مومن تھا راستہ پر ٹھیر رہا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ بھی وہاں پہنچا عبد اللہ نے اُس کے اونٹ کو بٹھایا۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑوں گا کہ تو مدینہ میں جاوے جبتک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے اذن نہ دیں گے۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے اور بڑی عزت والے حضرت ہیں۔ جب حضرت کی سواری وہاں پہنچی تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا آپ نے ابن ابی کو مدینہ میں داخل ہونیکی اجازت دی بلفظہٖ ؏

دیکھو! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن ابی کو فرمایا کیونکہ وہ منافق تھا۔ اس کو بڑا ذلیل فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت

بریلی حضرت والے کہا ❊

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی حمایت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کر رہے ہیں ❊

اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ کلمہ منفقین کے اعداد جمل تین سو تیس (۳۳۰) ہیں۔ اور ادھر کلمہ "اسمٰعیل دہلوی دادا وہابی" کے بھی بھائی وہی تین سو تیس (۳۳۰) ہی عدد ہوتے ہیں۔ فتدبر ❊

(۱۴) تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۰۔ اول کسی کہ دروازہ جنت بکشاید ایشاں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) باشند۔ و روز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند و آں مرتبہ الیست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ و حقیقت آں آنست کہ ایشاں دراں روز بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند۔ بلفظہ ❊

دیکھیے مولوی جی احضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا پیر و مرشد یہ لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالےٰ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے بمنزلہ وزیر ہیں اور یہ خلاصہ ہے آیات و تفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے۔ اور آیت شریف اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا پیش کرتا ہے جو کفار کا قول ہے کوئی کہتا ہے کہ وہ جملہ آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی بڑے بھائی تھے۔ بس بڑے بھائی کے برابر ان کی تعظیم بھی کرنی چاہیے۔ کوئی دریدہ دہن یہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے سامنے وہ چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ای من ہذہ الخرافات والخبز عبلات۔ اللہ تعالےٰ ہدایت دے۔

(۱۵) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ فضایل سید المرسلین کے باب سے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا اکرم الاولین والآخرین۔ میں تمام اولین و آخرین سے بزرگ تر ہوں ❊

(۱۶) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف، فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے انا سید ولد ادم میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں ؎

(۱۷) **ایضاً حدیث شریف** - فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انا حبیب اللہ رواہ دارمی - میں اللہ تعالےٰ کا حبیب ہوں ؎

(۱۸) **ایضاً حدیث شریف** فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم یعنے جس دن قیامت ہوگی میں تمام انبیا کا امام اور خطیب ہوں گا - اور سب کی میں شفاعت کروں گا -

(۱۹) **منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۹ تک** -

(الف) جناب رسالت کی محبت کی علامتوں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر بہت سا کرے بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے کیونکہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے اس کا ذکر بہت کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر میں مشغول رہے بلفظہ صفحہ ۳۴۴ -

یادداشت - وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ نہایت محبت و ذوق وشوق سے کرتے ہیں - اسکو بدعت شرک کفر کہتے ہیں - اور اس پر فتاوے لکھکر مسلمان کو اس ذکر اور محبت کرنے سے روکتے ہیں - آفرین ہے ؎

(ب) جب آن سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آوے تو بہت آپ کی توقیر اور تعظیم کرے جس وقت نام مبارک سُنے تو بہت عجز و انکسار اپنا ظاہر کرے بلفظہ صفحہ ۳۴۴ ؎

(ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے جس نے عرب میرے کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے بلفظہ صفحہ ۳۴۴ -

یادداشت - اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علما و دیگر لوگ غیر شرع فاسق و فاجر ہیں - اور علمار حرمین شریفین رشوت خور ہیں - ان کے فتاوے غیر معتبر ہیں - علمار دیوبند دینداری میں اُن سے افضل ہیں - لاحول ولا قوۃ ؎

(د) اصحاب کرام حضرات کی ایسی تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب آپ کے وضو کرتے اور منہ ہاتھ دھونے سے پانی گرتا تو اصحاب اس پانی کو تبرک سمجھکر لینے کی خاطر جلدی کرتے اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اس کو لیکر اپنے منہ اور بدن پر ملیں ؛ بلفظہ صفحہ ۴۴۸ ؛

(ھ) عمرہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسرے اور نجاشی کے پاس گیا تھا قسم بخدا میں نے ان بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی۔ جو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں بلفظہ صفحہ ۴۴۹ ؛

(و) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آں سرور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اجحامت بنولتے تھے۔ اور اصحاب اطراف حضرت کے پھرتے تھے اور موئے مبارک دست بدست لیتے تھے تا کہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے۔ جب سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حجامت سے فراغت پائی تو موئے سر مبارک کو اصحابوں کے تئیں تقسیم فرمایا۔ بلفظہ صفحہ ۴۴۱ یہ ہے جو ایمان ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب ... بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ... بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

فصل سوم عقیدہ نمبر ۴

وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ شان کے آگے سب انبیا اولیا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵

اس عقیدہ کی پوری عبارت صفحہ ۶۰ پر لکھی جا چکی ہے اسمیں تمام انبیا علیہم السلام کی توہین ہے۔ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی شامل ہیں جو اہلسنت کے مذہب میں کفر ہے جس سے تمامی کتب اسلامی پر ہیں۔ اسکی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر ۲ میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے جہیں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیا علیہم السلام کے فضائل بالخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت شان و مراتب و درجات کے آداب شرح کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت

کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں اکمل ہیں۔ خداوند تعالےٰ وہابیہ کے شر سے بچائیے ؛

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے پہلے آپ شہید کی تعریف کیجئے۔ لغوی اور اصطلاحی معنے بتلائیے۔ تب اُن کو شہید فرمائیے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کے لئے شہید ہوئے سو یہ بات محض غلط اور یار لوگوں وہابیوں کی من گھڑت ہے کیا جو کوئی شخص بادشاہِ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کے لئے الہاموں کی دُھن پر جنگ کرے اور بذریعہ وعظ لوگوں کو جہاد پر تیار کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کراوے ایسا شخص شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اُس کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ زیادہ وضاحت سے لکھا جائیگا ؛

قولہ مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نبی علیہ السّلام کی محبت میں فنا تھے۔ حضرت مولانا مرحوم تقویتہ الایمان کے صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں الخ۔ صفحہ ۱۲۔ نیز جلد دوم کے صفحہ ۵۵، ۵۴، ۴۶، ۴۷، ۷ پر لکھتے ہیں الخ صفحہ ۱۳ حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے انکار رسول علیہ السّلام کی محبت میں فنا ہونا ظاہر ہے الخ صفحہ ۱۳ سطر ۸ ؛

اقول مفتی صاحب! آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی محبّت میں فنا شدہ تھے۔ مگر یہ بات صرف ہاتھی کے دانتوں کیطرح ہے۔ دیکھئے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویتہ الایمان کی جلد دوم کے صفحہ ۷، ۱۹ پر یوں لکھتے ہیں۔ وہو ہذا :۔

(الف) زیارت کیواسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں۔ مگر کعبہ کو اور مسجد اقصےٰ کو مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کیواسطے جانا درست ہے سوائے ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کیواسطے سفر کر کے جانا منع ہے بلفظہٖ ؛

پھر عقائد نمبر ۲، ۳، ۴ میں جو کچھ لکھا ہے۔ کہ تمام انبیا خدا کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ سب ناکارہ ہیں۔ ایک ذرّہ ناچیز

سے بھی کمتر ہیں۔ نماز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے لئے جانا ناجائز ہے۔ یہی محبت اور فنا ہونے کے نشان اور علامتیں ہیں حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ومن حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ من زار قبری بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارت روضۂ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت حج کرنے کے بعد نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ کہئے! آپ کے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والا فنا شدہ ہوا کرتا ہے:

پھر آپ کے امام اس طرح یہ بھی لکھتے ہیں:۔

(ب) کسی قبر پر یا چلہ پر یا کسی تھان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ صفحہ ۱۸۔ تقویۃ الایمان ✤

(ج) اکثر لوگ انبیاء اولیا کی شفاعت پر بھول رہے ہیں صفحہ ۳۰ تقویۃ ✤

(د) اپنی زوجہ سے جماع کرنیکا خیال اگر نماز میں آوے تو بہتر ہے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آوے تو وہ بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶ ✤

کہئے یہ محبت میں فنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپ کے امام درفشانی فرما رہے ہیں۔ یا عداوت اور شقاوت کی ✤

قولہ (آپ کے لئے) خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ الخ کی نص موجود ہے اور ہمارے لئے وَمَا عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ کی بلفظہٖ صفحہ ۱۳۔ سطر ۱۱ ✤

اقول۔ مفتی صاحب آپ نے آیت شریف کو لکھکر پھر وہی الخ کی علامت لکھدی سو آیۃ شریف کا میں مصداق نہیں بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ وہی وضعی

مفتی عبداللہ کے بھی بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں ❊

اور دوسری آیت وَمَا عَلَیْھِم بِمُصَیطِر جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیت قرآنی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علم قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیت قرآنی ہے تو وہ لَسْتَ عَلَیْھِمْ بِمُصَیْطِرٍ ہے ذرا ہوش کیجئے اور اس کے معنی سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اس کے معنی ہیں جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کفار پر داروغہ نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے ہے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ پر تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں۔ جیسے آپ کے بزرگ اشرف علی کا یہ کلمہ کفر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اشرف علی رسول اللہ شائع ہو چکا ہے۔ پھر آپ اُن سے کم کیوں رہیں العیاذ باللہ ❊

قولہ اگر آپ کو یہی باعث ہے مولانا کی تحریر پر اعتراض ہے کہ انہوں نے کیوں عامہ خلائق کے ساتھ انبیا کو شامل کیا۔ تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکیگا۔ کیونکہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کے لئے آیات ذیل ملاحظہ ہوں صفحہ ۱۴ ❊

(۱) یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ ترجمہ۔ لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (سورہ بقر) ❊

(۲) یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ وَاخْشَوْا یَوْمًا الخ ترجمہ۔ لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور خوف رکھو اس دن کا (لقمان)۔

(۳) یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ۔ ترجمہ۔ لوگو تم فقیر ہو اللہ کے دروازے کے۔ بلفظہٖ صفحہ ۱۴ ❊

مولوی صاحب اِن آیات کے لکھنے میں اوّل تو رسم الخط قرآنی کی ہیں جن کو آپ سمجھ نہیں سکے۔ اعبدوا کو آپ نے اعبد د لکھا ہے اور لکھ دیا ہے۔ اور سورہ بقرہ کو آپ نے سورہ بقر لکھا ہے۔ یہ آپ کی

علمیت کی دلیل ہے۔

دوم۔ اِن آیات کے پیش کرنے سے آپکا مطلب یہ ہے کہ جسطرح الناس کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے اسی طرح ہر مخلوق اور ہمہ مخلوق ہے۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر سائر انبیاء علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔ اور وہ لفظ الناس میں داخل ہیں۔ واہ سبحان اللہ میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علم قرآن سے بالکل واقفیت نہیں۔ صرف لوگوں سے سنی سنائی باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ دیکھئے سب سے اوّل قرآن شریف میں سورۂ فاتحہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لکھا ہے تو کیا خداوند تعالےٰ اپنی طرف سے فرماتا ہے۔ گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور متکلم اللہ تعالےٰ ہے اور مخاطب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور لفظ قُلْ (کہو) اسمیں محذوف ہے۔ اسی طرح لفظ یَاَیُّھَا النَّاسُ میں بھی قل محذوف ہے ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ یعنے ڈرو آگ دوزخ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس صورت میں آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاوّلین والآخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔ العیاذ باللہ من ھٰذہ العقیدۃ الکفریۃ ؛

اور لیجئے بعض جگہ قرآن شریف میں لفظ قل کو محذوف رکھا ہے اور بعض جگہ ظاہر بھی فرما دیا ہے جیسے فرمایا ہے۔

(۱) قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ (سورہ یونس) (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں سے کہدیجئے۔ اے لوگو اگر تم شک میں ہو۔

(۲) قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ (اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کہدیجئے کہ اے لوگو تمھارے پاس حق آیا ہے (یعنے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) (سورۂ یونس)

(۳) قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ ۔۔۔ (سورۂ اعراف) (اے رسول صلے اللہ علیہ والہ وسلم) کہدیجئے کہ اے لوگو میں تم کو سبکی طرف اللہ تعالےٰ کا رسول آیا ہوں (قیامت تک) ؛

(۴) قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ إِلٰهِ النَّاسِ الآیہ (سورہ الناس)
یا رسول سیکر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، کہئے کہ میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس سے جو لوگوں کا پروردگار ہے اور جو لوگوں کا مالک اور معبود ہے ❖

(۵) وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا (سورہ النسا) اے رسول ہم نے تجھ کو لوگوں رسول بنا کر بھیجا ہے ❖

(۶) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ط
(سورہ السبا) اے رسول ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کے لئے خوشخبری سُنانیوالا (بہشت کی) اور ڈرانے والا (دوزخ سے) ❖

(۷) إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ (سورہ زمر) یعنے ہم نے اے رسول قران نازل کیا لوگوں کی ہدایت کے لئے جو حق ہے یا حق کے ساتھ ہے۔

(۸) وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورہ مائدہ) اے رسول اللہ تعالے آپ کو لوگوں کے شر سے بچائے گا ❖

(۹) يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ (سورہ النسا)
اے لوگو تحقیق آیا تمھارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے۔

لیجئے۔ اگرچہ اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ الناس میں داخل نہیں ہیں یہ نو آیات کافی ہیں۔ مگر آپ لوگوں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کسر شان اور توہین کرنے پر ہمت بندھی ہوئی ہے اسلئے ایسے بیہودہ دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ بھی لفظ الناس میں قران شریف نے داخل نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام لوگوں سے جدا گانہ رسول کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے اور تعظیماً یا ایہا الرسول۔ یا النبی۔ لیس۔ طٰہٰ۔ یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ خطابات سے پکارا ہے۔ اور کبھی یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا احمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام لیکر یاد نہیں فرمایا اور آپ کی قرآن دانی کہ اپنے امام کے سچا کرنے کے لئے آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ الناس میں داخل کرکے عوام

الناس کی طرح سمجھ رہے ہیں ۔
جن میں تمام کافر و مشرک چوہڑے چمار بھی داخل ہیں ۔ خدا اپناہ میں رکھے ایسی سوء اعتقادی سے ۔

فتوائے علماء کرام صوبہ پنجاب عقائد بالا پر

کتاب عروۃ المقلدین بالہام القوی المبین مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور واقع ۱۳۰۰ سنہ ہجری صفحہ نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال ۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ باری تعالےٰ کا عرش پر مکان ہے اور اسکے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاء جوارح ہیں ۔ نیز یہ عقیدہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی (علیہ السلام) اور ولی (رحمۃ اللہ علیہ) جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے ۔ اور جو لوگ کہ حرف ضاد کو ظا پڑھتے ہیں یعنے غیر المغضوب والضالین کو غیر المغظوب والظالین پڑھتے ہیں ۔ اور جس کوئیں میں کتا ، سور ۔ بلی ۔ چوہا وغیرہ مر کر گل جائے تو اس پانی کو پاک جان کر پیتے اور اس سے وضو اور غسل کر لیتے ہیں ۔ آیا ایسے عقیدہ والوں اور ایسے کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا کیا نہیں ۔

الجواب واللہ ھو الملھم للصواب

ان تینوں عقیدوں والوں اور دونوں کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا نہیں ۔ اس کتاب یا فتویٰ پر اٹھارہ (۱۸) اکس علماء

کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں :
میں کہتا ہوں کہ عقیدہ نمبر اوّل مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۵ اور ایضاح الحق کے صفحہ ۴۲ پر درج ہے :
عقیدہ دوم مولوی اسمٰعیل ہی کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴، ۱۹ پر درج ہے۔
عقیدہ سوم۔ اسی مولوی اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے باقی دوم آپ کے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور تینوں عقائد بالا میں آپ سے متفق :
پس اس فتوے سے بھی ثابت ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدوں کے پیچھے ہماری اہلسنت کی نماز جائز نہیں۔ اگر دانستہ پڑھی جائے تو اعادہ کرنا فرض ہے مسلمان اہلسنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں۔
قولہ۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فوائد الفواد کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ ایمان کسے تمام نشود تاہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چناں نماید کہ پشک شتر بلفظ صفحہ ۱۴ (اور ترجمہ اس کا صفحہ ۱۵ پر یوں کیا) کہ اُس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اُس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی مینگنی کی مانند نہ ہو مولانا کے لفظ چمار اور سلطان جی کے لفظ مینگنی کا مقابلہ کرکے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان جی بھی وہابی اور کفریہ کلمہ لکھنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ بلفظ ۱۵ سطر ۷ :
اقول مولوی صاحب! آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھدی جس کے معنے بھی صحیح نہیں بنتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپ نے غلط در غلط لکھ مارا اور معنے بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے۔ اصل عبارت صحیح یوں ہے۔
ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشک شتر۔ بلفظ :
فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر توکل کے بارہ میں ہے۔ آگے پیچھے کی عبارت کو حذف

کرکے ایک سطر عبارت لکھدی۔ اور اس کا ترجمہ بھی غلط لکھدیا۔ اس کتاب فوائد الفواد کا اُردو ترجمہ اہلسنت وجماعت کے ایک مولوی صاحب نے شائع کیا ہے وہ ترجمہ اس طرح پر ہے۔

اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک متاع دنیا اس کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۵۔ سطر ۳

دیکھیے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنے تمام انسانوں کے کئے ہیں۔ حالانکہ اس کے معنے مال ومتاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ وہابیہ نے ہر مخلوق لکھکر رفع شبہ کے لئے چھوٹا ہو یا بڑا یعنی تمام انسانوں کے لئے لکھدیا۔ اب آپ سمجھے یہ ہے مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ کا جو مال ومتاع دنیا سے مراد ہے۔ اور واقعی وہ حنفی المذہب خالص سُنی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن اور کاملین اولیا میں سے۔ اُن کی زبان یا قلم سے کلمہ کفریہ وہابیہ کیسے نکل سکتا ہے جو سماع کے بھی سمنت شائق تھے۔ جس کو وہابیہ کفر اور شرک وحرام کہتے ہیں۔

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ نمبر ۵
شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۳ بر عقیدہ نمبر ۵۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ یہ لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے اللہ تعالے جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اُس کا شفیع بنائے گا۔ حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُس میں انہوں نے کلام مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔

آیت نمبرا۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ترجمہ کون ہے جو اس کے اذن بغیر اُسکی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔

آیت نمبر ۲- یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَہُ الرَّحۡمٰنُ الخ- ترجمہ جس دن جبرائیل اور فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے کسی کے منہ سے بات نہ نکلے گی مگر جس کو خدا رحمن اجازت دے گا- الخ بلفظ صفحہ ۱۵- ۱۶ ؎

اقول- مولوی صاحب! آیت اوّل من ذاالذی الآیہ میں سے ایک الف کی آپ نے کمی کرکے من ذالذی لکھا ہے- یہ قرآنی تعلیم اور تفہیم آپ کی ہے الحمد للہ آپ نے اس عبارت تقویۃ الایمان کو اجنبیہ بلا چون وچرا مان لیا- اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کے سامنے لفظ بلفظ لکھا ہوا تھا انکار نہ ہو سکا- ورنہ عبارت ملحضاً کو اپنی فہمید کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے اور انکار کرتے رہیں گے- گو آخر کو اسی عبارت کی جس کا میں نے خلاصہ لکھا ہے تاویل کرنے پر زور دیں گے۔

دیکھئے آپ نے اپنے امام کی اس عبارت کو مان کر اس کی تاویل میں آیات کو پیش کیا ہے- حالانکہ انہوں نے ان آیات کا کوئی ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا اور نہ وہ آیات کو اس موقعہ پر لائے ہیں- لیکن آپ نے اپنے امام کی حمایت میں لکھدیا ہے کہ مولانا نے ان ایات کی ترجمانی کی ہے- اور ساتھ ہی اس کے آپنے جملہ جس کو خدا اجازت دیگا بھی لکھدیا ہے حالانکہ انہوں نے اس جملہ کو بھی کہیں نہیں لکھا- دیکھئے اُن کی عبارات یہ ہیں-

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں- بلفظہ- تقویۃ الایمان صفحہ ۹

(ب) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں بلفظ ایضاً صفحہ ۹ ؎

(ج) جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے- بلفظ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ ؎

(د) جو کوئی کسی کو اسکی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل صفحہ ۳۱

(ھ) اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ وہ خود غفور الرحیم ہے- سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دیگا- اور جسکو چاہیگا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا- - - - غرضکہ جیسا کہ ہر حاجت اپنی اُسی کو سونپنا چاہئے- اسی طرح یہ حاجت بھی اُسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے- جسکو وہ چاہے اُسکو ہمارا شفیع کردے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجئے- صفحہ ۳۲ ؎

(د) ریتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور اُن کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔۔۔ وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں۔ بلفظ تقویتہ الایمان صفحہ ۳۴ ؎

(ہ) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے۔ مانگ لے مجھسے جتنا مال میرا چاہیے نہ کام آؤنگا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظ صفحہ ۳۸ سطر ۱؎

اِن عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیع نہیں ہے اگر کسی نبی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنیکا بھروسہ کرے وہ مشرک ہے اور جاہل ہے۔ جسکو چاہے شفیع بنادے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسمیں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ **ماذون شفاعت ہیں**۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ کا ان عبارات میں کوئی ذکر ہے۔ اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکادہی سے جگہ جگہ میں "اس قسم کا شفیع" کا جملہ لکھدیا ؎

لیکن اہلسنت وجماعت **مذہب اور اعتقاد** یہ ہے کہ ہمارے شفیع دنیا و آخرت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں اور ہم گنہگاروں کو انکی ہی شفاعت پر سب سے اول بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ضرور بالضرور اپنی اُمت کے شفیع ہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیا علیہم السلام انکی طرف رجوع کرینگے۔ اللہ تعالیٰ کیطرف سے حکم شفاعت ہوچکا ہوا ہے آپنے جو دو آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں جنکی ترجمانی آپ کے امام نے یا آپ نے کی ہے اس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے ان آیات میں کوئی نفی نہیں۔

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی دادا مرشد امام الطائفہ وہابیہ سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۳۔ گو کہ آیات واحادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص ایں آیت لابد اہلسنت بکافر تخصیص می کنند ومی گویند کہ معنے ایں آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الٰہی دراں روز مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید باہیں قید فرمودہ اند مانند یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا وَمَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ - مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ و احادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است وبس۔ ومناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ الخ بلفظ ؎

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۵۲ سطر ۱۳۔ زیر آیت وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ

ودریں جا باید دانست کہ معتزلہ بایں آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند ومیگویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد۔ لیکن نمی فہمند کہ دریں آیت نفی شفاعت از طرف کسے است کہ ہرگز شکر نعمت الٰہی نہ کردہ باشد و آں نیست مگر کافر۔ وشفاعت درحق کافر بالاجماع مقبول نیست الخ بلفظہ۔

(۳) تفسیر جامع البیان برحاشیہ جلالین صفحہ ۳۷۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ بیان لعظمتہ وجلالہ کہ نفی لزعم الکفار ان الاصنام شفعاء بلفظہ یعنی یہ آیت عظمت وجلال الٰہی ظاہر کرتی ہے اور کفار کی نفی ہے وہ زعم کرتے تھے کہ ہمارے بت ہمارے شفیع ہیں۔ ❊

(۴) تفسیر جلالین سورۃ السباء صفحہ ۳۵۹۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ نے نفی لقولہم ان الھتہم تشفع عندہ یعنی اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ جو ان کا قول تھا کہ ان کے بت ان کے شفیع ہیں۔

(۵) تفسیر جلالین سورہ طٰہٰ صفحہ ۲۶۵۔ نذیہ آیت یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ (احدًا) اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ۔ ان یشفع لہ ورضی لہ قولا لا الٰہ الا اللہ۔ بلفظہ۔ یعنی اس روز قیامت کو شفاعت فائدہ نہ دیگی کسی کو مگر جسنے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ اور جن کافروں نے کلمہ شریف نہ پڑھا ان کے حق میں شفاعت نہیں۔ یہ آیت کفار کے حق میں ہے ❊

اب میں آیات واحادیث سے شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (سورہ بنی اسرائیل) یعنی قریب ہے کہ آپ کو اے رسول، مقام محمود (شفاعت) میں کھڑا کیا جائیگا ❊

(۲) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنی قریب ہے کہ اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا رب تجھکو (شفاعت) رتبہ عطا فرمائیگا جس سے تو راضی ہوجائے گا ❊

(۳) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۶۱۰-۶۱۱ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ جائے ہے اور البتہ ایسا ہو گا کہ رکھے گا تیرا خداوند تجھے مَقَامًا مَّحْمُوْدًا مقام پسندیدہ میں یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونے والے سب تعریف کرینگے اولین سے تعریف کی ہوگی۔ اور وہ مقام شفاعت ہے۔

اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش پر بٹھائیگا۔ اور لباب میں امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے نزدیک کریگا اور عرش پر اپنے ساتھ بٹھائیگا۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے یجلس نبی اللہ فیقعدنی معہ علی العرش۔ ابین معانی میں لکھا ہے کہ مقام محمود عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی سب سے ظاہر کریں گے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مقام محمود وہاں ہے جہاں

حضرت کے دست مبارک میں لوائے حمد دیں گے۔ اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہوں یا کوئی اور سب حضرت کے لوا ریعنے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ بیت

نے ہمیں زیر لوائے دولتش مائیم وبس	آدم ومن دونہ تحت لوائے مصطفٰے است
اے ذات تو در دو کون مقصود وجود	نام تو محمد و مقامت محمود

(۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۶۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ اور قریب ہے کہ عطا فرمائے تیرا رب یعنے گنہگاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ فَتَرْضٰی پس تو راضی ہو جائے۔ یعنے اسقدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اور ہم اہلبیت اس بات پر ہیں کہ آیہ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی سے اسکی بہ نسبت امید بہت زیادہ ہے اسواسطے کہ جب تک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہیگا ہرگز آپ راضی نہ ہونگے۔ ابیات

نماند بدوزخ کسے در گرو	کہ دارد چنیں سید پیش رو
عطائے شفاعت چنانش دہند	کہ امت تمامی ز دوزخ رہند بلفظہ

(۴) تفسیر جلالین صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۰۔ عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ۔ يقيمك ربك۔ فی الاخرۃ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ يحمدك فيه الاولون والاخرون وهو مقام الشفاعة۔ بلفظہ۔ یعنی قریب ہے کہ آپکو کھڑا کریگا تیرا رب آخرت میں اور تعریف کرینگے تیری اسمیں تمام اولین اور آخرین۔ اور وہی مقام شفاعت ہے ۞

(۵) جامع البیان میں اسی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے جسطرح تفسیر جلالین میں ہے یعنی مقام محمود وہی مقام ہے جہاں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں کی شفاعت کرینگے۔

(۶) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی پارہ عم صفحہ ۲۱۸ زیر آیت شریف وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔۔۔ در حدیث شریف است کہ چوں ایں آیت نازل شد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بزبان خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آنکہ یک یک کس را از امت خود بہ بہشت داخل نکنم۔ بلفظہ۔

(۷) تفسیر عزیزی ایضاً صفحہ ۲۱۹۔ وبجانب راست عرش بالائے کرسی ایشاں را آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجادہند وبمقام محمود مشرف سازند ودر دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم وتمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشند وہمہ انبیاء با نشانِ خود پس رو ایشاں شوند بلفظہ

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۰۹ تا ۴۹۲ ترجمہ حدیث طویل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لوگ قیامت کے دن محبوس کیے جائیں گے اور وہ بہت تنگ ہوں گے۔ تب ارادہ کرینگے کہ کسی کو اپنا شفیع بنادیں تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کرینگے کہ آپ سب آدمیوں کے باپ ہیں۔ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور بہشت میں رکھا اور فرشتوں سے آپکو سجدہ کروایا۔ اور تمام اسمار آپ کو تعلیم کیے۔ آپ ہمارے لئے خدا کے پاس شفاعت فرمایئے تاکہ ہماری تکلیف رفع ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام عذر کرینگے۔ اور نوح علیہ السلام کے پاس جانیکی ہدایت فرمائیں گے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جاوینگے۔ لیکن سب کے سب عذر کرینگے کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو۔ آج کے دن سوا اُن کے اور کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب میرے پاس آوینگے میں اُنکی شفاعت جناب الٰہی میں کرونگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔ وَھٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَہٗ نَبِیَّکُمْ۔ یہ وہ مقام ہے جس کا وعدہ تمھارے نبی کو دیا گیا ہے۔ ملخصاً ؃

(۹) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ ایضاً بعینہ صفحہ ۴۲۲ تا ۴۲۴۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ایضاً صفحہ ۴۹۳۔ ترجمہ حدیث شریف حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں ان میں یہ ہے واعطیت الشفاعۃ داد شدم مرا مرتبہ شفاعت عظمیٰ۔ الخ

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ وعن ابی کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمام انبیاء (علیہم السلام) کا روز قیامت کو امام اور خطیب ہونگا۔ اور مالک اُن کی شفاعت کا ہونگا۔ ؃

(۱۲) مناہج النبوت شرح مدارج النبوت صفحہ ۴۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ الہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز میری شفاعت فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں تیری شفاعت کرونگا الخ بلفظہ۔

(۱۳) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۰۔
والشفاعت حق شفاعت سچ ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز اپنی اُمت کی فرمائیں گے الخ ملخصًا ؁

مولوی صاحب! آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کر کے اپنے امام کی حمایت نامنا سب اور بیجا کی تھی اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ شفاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اظہر من الشمس ہے جو چند آیات اور کتب تفاسیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے بھری ہوئی منکرین کے لئے انکار مبارک ہو ؁

یہ بات نہیں کہ جیسے آپکے امام نے کہدیا کہ زمین و آسمان میں کوئی شفاعت کرنیوالا نہیں۔ یا یہ لکھدیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں۔ یا یہ کہدیا کہ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو شفیع سمجھے وہ مشرک ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤخورد ہو گئے اب ایک دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلی کے لئے درج کیجاتی ہیں۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ

(۱۴) جامع ترمذی شریف و دارمی شریف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد اٰدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون اولؤلؤ منثور۔ یعنے میں سب سے پہلے اٹھونگا جب لوگ قبروں سے اٹھینگے اور میں سب کا پیشوا ہونگا جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے۔ اور میں اُنکا خطیب ہونگا جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں اُن کا **شفیع ہونگا**۔ جب وہ عرصہ محشر میں رو کے جاویں گے۔ اور میں اُنہیں بشارت دونگا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اُس دن میرے ہاتھ ہونگی۔ اور لواء الحمد اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین فاضل بریلوی صفحہ ۵۶، ۵۷ ؁

(۱۵) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزمان بھوپالی جلد دوم صفحہ ۲۵۴ سطر ۱۴ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی قولہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا۔ وسئل عنھا قال ھی الشفاعۃ ترجمہ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ عسیٰ اَن یَّبعثک ربّک مقاماً محموداً یعنی قریب ہے کہ اٹھاویگا تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود میں۔ سو فرمایا آپ نے مراد اس سے شفاعت ہے۔ بلفظہ۔

(۱۶) صحیح مسلم صفحہ ۲۴۵ سطر ۷ جلد دوم قال انا سید ولد آدم واول من ینشق عنہ القبر واول شافع ومشفع میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب سے اول قبر سے تشریف لانیوالا ہوں۔ اور پہلا شفیع ہوں۔

اب میں ایک عبارت ترجمہ ترمذی شریف سے لکھکر اسکو ختم کرتا ہوں۔ جو مولوی بدیع الزماں صاحب نے لکھی ہے وہو ہذا۔

(۱۷) جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزماں صاحب بھوپالی جلد دوم صفحہ ۱۷۶ سطر ۱۸۔ اور روایات صحیحہ سے اسقدر ثبوت شفاعت میں وارد ہوئے ہیں کہ تواتر معنوی کو پہنچگئی ہیں۔ اور اجماع بھی سلف صالحہ کا اس پر ہے اور انکار کیا بعض خوارج اور معتزلہ نے اس لئے کہ ان کا مذہب ہے کہ مذنبین مخلد فی النار ہیں۔ اور استدلال کیا انہوں نے ان آیتوں سے ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع الآیہ اور آیت فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین۔ اور جواب دیا ہے اہلسنت نے کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے۔ بلفظہ۔

پس شفاعت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مسئلہ اجماعی اہل اسلام بالخصوص اہلسنت وجماعت کا ہے اور منکر اسکے خوارج اور معتزلہ ہیں منکرین اور انکے پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج و معتزلہ۔

باب چہارم

عقیدہ نمبر ۱ وہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے۔!

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۴ بر عقیدہ نمبر ۱ آپنے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۶ یہ لکھا ہے کہ مولوی اسمٰعیل شہید نے تقویۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حیات النبی نہیں مر کر مٹی ہو گئے۔ صاحبان! اگر آپ مولانا کا بعینہٖ اسطرح لکھا ہوا دکھلادیں ہم آپکے دعویٰ کو ماننے کیلئے تیار ہیں الخ مولانا نے تقویۃ کے صفحہ ۸۰ جلد اول میں یہ ضرور لکھا ہے مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء الخ فائدہ یعنی میں بھی ایکدن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ الخ صفحہ ۸۰

اقول مفتی صاحب افسوس! پہلے آپ لکھتے ہیں کہ تقویتہ میں یہ بات ہی درج نہیں پھر خود لکھتے ہیں کہ یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں" تقویتہ کے صفحہ ۸۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں اور مکرتے بھی ہیں۔ کیا میری تحریر کے محاذ بلفظہٖ مخلصًا لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ بلفظہٖ بھی ہے اور بطور خلاصہ بھی۔ اچھا فرمایئے جو آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اس حدیث کے کون سے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔ اور یہ عبارت آپ کے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک بھی موجود نہیں لیکن انہوں نے فتنہ اور فساد کی لکھکر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا اور آتش فتنہ و فساد کو بھڑکایا۔ جو مادہ غضب وغیظ و عداوت کا ان کے قلب منقلب میں موجود تھا ظاہر فرمایا۔ کیا ادب اسی کا نام کہ لفظ "مرکر مٹی میں ملنا"، حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا جائے۔ درانحالیکہ قرآن شریف میں شہدا کی نسبت حکم آیا ہے کہ ان کو مردہ کے لفظ سے مت پکارو بلکہ گمان بھی مت کرو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنےٰ خادم ہیں۔ پھر حضور کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کرنا قرآن شریف کا مخالفت ہے یا نہیں ضرور ہے۔ پھر تادیبًا بھی ادنےٰ ادنےٰ دنیاداروں کی روزمرہ کی بولچال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرماگئے، ارتحال فرماگئے، انتقال فرماگئے، وفات پاگئے یا گذر گئے، واصل باللہ ہوگئے، اس دنیا سے پوشیدہ ہوگئے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مرکر مٹی میں مل گئے تو کوئی بھی باادب شخص نہیں کہیگا۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت۔ نعوذ باللہ منہا۔

دوسرا یہ جملہ "میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں"، حدیث شریف میں داخل کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمدًا بہتان لگایا گیا ہے اس صورت میں آپکے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ من کذب علیّ متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ یعنی جو شخص جان بوجھکر مجھپر کذب یا جھوٹ لگائے جو میں نے نہ فرمایا ہو اسکی نسبت میری طرف رجوع کرے بس اسکی جگہ دوزخ ہے کہیئے مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنے مرکر مٹی ہوگئے ہوئے یا نہیں۔ باوصفیکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک صلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ویسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت توہین اور گستاخی ہے ٭

قولہ ـ تو فرمایئے کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے جو کہ مٹی میں ہوتی ہے صفحہ ۱۸ ٭

اقول اہلسنت وجماعت کے مسلمانوں کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السّلام بھی اُن کو مردہ کہنا یا مر کر مٹی میں مل گئے سخت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے جو خلاف آیات قرآنی و احادیث حبیب رحمانی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات و احادیث و کتب تفاسیر موجود ہیں۔ لیکن مختصرًا تحریر کیا جاتا ہے تا کہ آپ کو تسکین ہو :-

(۱) **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔** وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورہ بقرہ) (شہداء کے حق میں) جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں اُن کو مُردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔ دیکھیئے اللہ تعالیٰ شہداء کیلئے فرماتا ہے کہ تم اُن کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الاولین والآخرین کو مردہ کہ رہے ہو۔ اور مٹی میں ملا رہے ہو۔ العیاذ باللہ۔

(۲) **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے** وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ط (سورہ آل عمران) یعنی مت گمان کرو اُن لوگوں کو جو خدا کے راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ مُردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی دئے جاتے ہیں۔ دیکھیئے یہاں بھی اللہ تعالیٰ شہداء کے حق میں فرما رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ درجہ کے خادم ہیں۔ کہ انکی نسبت دلمیں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ چہ جائیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اعلیٰ اور ارفع پر مردہ ہونیکا اطلاق کیا جاوے۔ العیاذ باللہ ؁

(۳) **تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۳۸۔** وَلَا تَقُوْلُوْا۔ نہ کہو لِمَنْ يُّقْتَلُ اُس آدمی کو کہ قتل کیا جائے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ راہ خدا میں یعنی جہاد میں اَمْوَاتٌ کہ وہ مردے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ بیچارے فلاں مسلمان نے جنگ بدر کے دن جان شیریں دی اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذّت سے محروم ہو گیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ **ان لوگوں کو مردہ نہ کہو۔** بَلْ اَحْيَاۗءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں ہماری جناب میں وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ اور لیکن تم نہیں جانتے ہو۔ اُس زندگی کی کیفیت اسواسطے کہ عقل سے اُس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔ بلفظہٖ ؁

نکتہ جملہ آیت شریفہ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ میں ایکی ہی جماعت حلقہ زن پائی جاتی ہے جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں اور ادھر جملہ فقرہ **جماعت حلقہ زن کفر کردہ وہابیہ دیوبندیہ** کے بھی یہی اعداد جمل گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں جماعت مجبرانہ اسمٰعیلیہ وہابیہ کے بھی وہی اعداد گیارہ سو تریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔ کیا خوب مطابقت ہوئی ہے۔

(۴) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۳۹-۱۴۰ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ اور نہ سمجھ ان لوگوں کو جو صدق نیت سے قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قتل کیے گئے بیچ راہ خدا کے اَمْوَاتًا کہ وہ مردے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی مسلمان جو جنگ احد میں شہید ہوئے حق تعالیٰ نے انکی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں۔ اور طوبیٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں۔ اور جنت کی نہروں کا پانی پئیں الخ۔ بَلْ اَحْیَآءٌ بلکہ وہ زندہ ہیں عِنْدَ رَبِّھِمْ اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب انہیں پہنچتا ہے یا زمین انہیں نہیں کھاتی۔ اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیئے جاتے یا زائروں کے سلام کا جواب دینے میں زندوں کی طرح یُرْزَقُوْنَ روزی دیے جاتے ہیں میوہائے جنت سے الخ دیگر تفاسیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے ⁂

(۵) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدّث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ ۲۵۵ سطر ۱۴۔ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست کہ حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او میشناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص و نفاق شما را و لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچہ او را از فضائل و مناقب حاضران خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و صہیب و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان می فرماید اعتقاد براں واجب ست۔ بلفظہ۔

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہان پر مطلع ہو رہے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ سب پر شہید اور گواہ ہوں گے اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اسی گواہ کی ہو سکتی ہے جو اپنی آنکھوں سے واقعات کو دیکھے اور دیکھنا اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثابت ہے۔ اور یہ سب باتیں حیات النبی

(۶) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۴ حدیث شریف عن اوس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔۔۔۔

۔۔۔ یعنی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اجسام انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

(۷) ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۸ احدیث شریف عن ابی الدرداءؓ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق یعنی فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ ابدان انبیاء علیہم السلام کو کھائے پس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے۔ اسکو روزی کھانا دیا جاتا ہے۔ ❊

(۸) ابی داؤد جلد اوّل صفحہ ۱۲۲ سطر ۲ احدیث شریف اسی طرح ہے ❊

(۹) نسائی جلد اوّل صفحہ ۹۷ - سطر ۱۲ حدیث شریف اسی طرح ہے ❊

اِن حدیثوں. میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لیجائیں گے اور قبر میں جسم نہ ہوگا تو درود شریف کیسے پہنچیگا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آجاتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السّلام کے جسموں کو کھانیکی سخت ممانعت کرکے حرام کردیا ہے۔ اُن کے جسموں کو قبر کی زمین چھوتی تک نہیں۔ بعینہٖ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں اور انھیں اجسام حسی دنیاوی سے سب جگہ جہاں چاہیں سیر فرماتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظر سے غائب ہیں۔ اور شہدا اور اولیاء کرام کی بھی کسی قدر کمی کے ساتھ یہی صورت ہے ❊

(۱۰) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ جلد اوّل صفحہ ۲۷۵ سطر ۱۔ کہ ارباب قلوب یعنی صاحبدل لوگ دیکھتے ہیں بیداری میں ملائک کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں۔ اور وہ سنتے ہیں اُن سے آوازوں کو اور چنتے ہیں اُن سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں اُن سے بلفظہٖ۔

(۱۱) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۸۲۴ تا ۸۲۸ جان کہ حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے درمیان علماء ملّت کے کسی کو خلاف نہیں اس میں کامل تر وجود حیات سے شہیدوں کے الخ اور حیات انبیاء کی حسی دنیاوی ہے یعنی شہدا وغیرہ کو حیات ہے پر اُس عالم میں ہے اور انبیاء اسی عالم میں مخصوص اور زندہ ہیں۔ اور احادیث و آثار اسکے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوتے ہیں ایک اُن سے یہ حدیث ہے قال قال رسول اللہ صلے علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون الحدیث یعنی تمام انبیاء علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ دوسری

ایک حدیث یہ ہے۔ مامن مسلم یسلم علی الا رد اللہ روحی حتی ارد علیہ السلام۔ اور عالموں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے واسطے ہر ایک اس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو۔۔۔۔ اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو یا غائب اس جناب سے جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے اور بر ہر تقدیر مفید مدعا ہے جو حیات ہے الخ

ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سماع کرتے ہیں سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور بہ نفس نفیس اسکے رد سلام کے متکفل ہوتے ہیں۔ بلکہ بیشتر بندے کے سلام سے آپ مبادرت فرماتے ہیں اوپر سلام کے جسطرح حالت شریف تھی جناب کی حالت حیات کے درمیان الخ۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کہو جمعے کے روز صلوٰۃ اوپر میرے کیونکہ درود تمہارا معروض ہوتے ہیں۔ مجھ پر عرض کی صحابہ نے کہ یا رسول اللہ کسطرح معروض ہوتا ہے درود تمہارا حضور میں اور آپ پوشیدہ ہو گئے ہوں گے قبر کے درمیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام کر ڈالا ہے زمین پر جو کھاوے انبیاء کے اجساد کے تئیں۔ اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیاء حقیقی حیات حسی دنیاوی ہے نہ صرف بقاء ارواح۔ الخ

ہم اعتقاد رکھتے ہیں انبیاء کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہ کے نزدیک وہ حیات کہ جو اشرف اور اکمل ہے اس حیات متعارف سے الخ۔

یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں اوپر اس بات کے کہ اہل قبور کو ادراک اور سماع حاصل ہے یعنی پہچانتے ہیں اور سنتے ہیں اور شک نہیں کہ سمع یعنی شنوائی ان اعراض سے ہے جو مشروط ہیں حیات پر پس سب حی (زندہ) ہیں لیکن حیات ان کی مرتبے میں کم ہے شہیدوں کی حیات سے اور حیات انبیاء علیہم السلام کی کامل تر ہے شہیدوں کی حیات سے الخ۔

حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تئیں ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جاویں خواہ بعینہ ہو یا مثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف میں یا دوسری۔ الخ

(۱۲) شرح امواہب اللدنیہ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ لا یمنع رویۃ ذاتہ علیہ السلام بجسدہ و روحہ وذالک لانہ وسائر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ردت الیہم ارواحہم بعد ما قبضوا واذن لہم فی الخروج من قبورہم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی یعنی کوئی بات اس امر کو مانع نہیں ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک یا مجسم نظر آجاویں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح

طیبات بعد وفات کے ان کے مقدس جسموں میں باذن الہی پھر دوبارہ واپس کردی گئی ہیں اوران کو رب العزت کی طرف سے تصرف اورعام اجازت عطا کیگئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جسطرح چاہیں تصرف کرتے رہیں ۔ بلفظہ ۔ کتاب تحقیق الحق مصنفہ مولانا محمد عسکری صاحب حسینی الترمذی رئیس اودہ صفحہ ۶۰ سطر ۱۲ ۔

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۷ - ۲۸ میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیاں الخ ... میں نے دیکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جسمیں آپ تھے ۔ بلفظہ ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ نقشبندی مجددی صفحہ ۹۱ سطر ۸ (عام مزارات کے ذکر میں) بزیارت مزارات متبرکہ باید رفت ابو سیلہ ارواح پاک ایشاں فتوحات ظاہری و باطنی باید طلبید و فاتحہ نیز بارواح ایشاں ہرروز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است و فتوحات بیشمار بلفظہ ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ ۔ مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲-۳ حضرت زبدۃ الاولیاء ربانی شیخ عبدالستار سہارنپوری در ملفوظات حضرت قطب العالم میگویند کہ یوم پنجشنبہ بود و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق حاضر بودند قطب عالم شیخ عبدالقدوس نیز پائین چبوترہ مزار اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہٗ بھمیں جسم ظاہری از مزار شریف بیروں آمدہ برچبوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند بیت ۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن ، من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ،، الخ بلفظہ

لیجئے ۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ ورنہ تمام کتب دینیہ اہلسنت وجماعت اس مضمون سے پُر ہیں ۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں ۔ قرآن شریف واحادیث شریف وتفاسیر وکتب سیر سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں ۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام ومومنین صالحین وشہداء محبّین زندہ ہیں جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مر کر مٹی میں ملنے والے

ہیں مخالف قرآن وحدیث کا کاذب اور بہتانی ہے۔ بس آپ کے سب مطالبات ملیا میٹ ہو گئے۔

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷ وہابیہ دیوبندیہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں

اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً صفحات ۶۔۸۔۱۳۔۲۳۔۲۹ تقویۃ الایمان

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۵۔ بر عقیدہ نمبر ۷۔ عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارت کہ مولوی صاحب مرحوم نے تقویۃ میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں اگر آپ یہ عبارت بعینہ تقویۃ میں دکھلا دیویں تو آپ کا منہ شکر سے بھر دیا جاوے ورنہ شکر کی بجائے ... (گا)، ہم پیشنگوئی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت بعینہ تقویۃ میں ہر گز دکھلا نہیں سکیں گے بلفظہ صفحہ ۱۸ :

اقول۔ مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے لفظ ملخصاً کو نہیں دیکھتے یا نظر نہیں آتا۔ اور بلفظہ عبارت کو تلاش کرتے ہو۔ ذرا ہوش سے صفحات محولہ کو دیکھئے۔ آپ کو اس عبارت کا پتہ مل جائیگا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیشنگوئیاں کرنا بے سود ہیں۔ اور گالیاں دینا مسعود اور بے ہودہ ہیں۔ اور تہذیب کے سامنے مردود اور مطرود ہیں۔

میں نے کتاب تقویۃ الایمان کے صفحات ۶۔۸۔۱۳۔۲۳۔۲۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدہ وہابیہ کا خلاصہ ان صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا۔ اور نہ نظر آیا۔ جو آپکی قابلیت بینائی کی وجہ سے ہے لیجئے دیکھئے (الف) اکثر لوگ پیروں کو پیغمبروں کو اماموں کو شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں ... سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیاء اور انبیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گذرتے ہیں۔ الخ اور دعویٰ مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ط ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

الخ۔ بلفظہٖ صفحہ ۵ تقویۃ الایمان ؁

(ب) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء اور اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں الخ (ف) یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں اُن کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی صفحہ ۶ تقویۃ الایمان۔

(ج) (ف) یعنی شرک کرنیوالے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں اول تو وہ اُن کا پکارنا سنتے ہی نہیں دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی اُن کو قیامت تک پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ بعضے اگلے بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو............ یہ سب شرک ہے بلفظہٖ صفحہ ۲۳ سطر ۱۶ ؁

آیت شریف۔ جس کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ .... مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ[ا]۔ ترجمہ اور فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ احقاف میں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اُس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے اُن لوگوں کو کہ نہ قبول کرینگے اُسکی بات قیامت کے دن تک اور وہ اُنکے پکارنے سے غافل ہیں بلفظہٖ صفحہ ۲۳۔ سطر ۱۲۔ تقویۃ الایمان ؁

(د) جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیاء انبیاء کو یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنیکی قدرت تو ہے... سو یہ بات غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اُسکی طاقت رکھتے ہیں بلفظہٖ صفحہ ۲۹۔ تقویۃ الایمان ؁

لیجیئے مفتی جی! وہ عقیدہ جسکو آپ بعینہٖ غلطی اور نافہمی سے تلاش کرتے ہیں۔ اِن عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے جو تقویۃ الایمان میں ہیں۔ کہئے الفاظ انبیاء علیہم السّلام اور اگلے بزرگوں اور یا حضرت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی داخل ہیں یا نہیں۔ ضرور داخل ہیں۔ تو بتلایئے وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہیں سنتے۔ ہاں ضرور قدرت بھی رکھتے ہیں اور اچھی طرح سے سنتے بھی ہیں۔ اور ہم یہاں پنجاب و ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پکارتے ہیں۔ اور درود شریف الصّلوٰۃ والسّلام علیک یارسول اللہ بڑے شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں بلکہ اُن کے اولیاء صلحاء رحمہم اللہ سے بھی استمداد کرتے ہیں۔ اور بموجب تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یاعباد اللہ اعینونی اے خدا کے بندو میری مدد کرو دور سے

[ا] غافلون بموجب رسم الخط قرآنی غلط ہے۔ غفلون لکھنا چاہیے تھا یہ آپکے امام کی ناواقفی ہے ؁

جب کبھی ضرورت ہوتی ہے پکارتے ہیں یاروح یاروح یاروح کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ اور قادری سلسلہ کے بزرگ یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاللہ کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہاں! آپکے امام الطائفہ کی عادت ہے جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ تمام اہلسنت کے خلاف مسلمان قوم کے حق میں لگاتے ہیں۔ یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورۂ یوسف ...... اور سورۂ احقاف کی درج کی ہیں وہ دونوں کفار اور ان کے بتوں کے حق میں ہیں۔ لیکن آپکے امام الطائفہ نے انکو کیسی دلیری اور جرات سے انبیاء علیہم السلام اور مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے۔ اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ پہلی آیت سورہ یوسف کی یہ ہے:

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ ۔

ترجمہ آپ کے امام کا۔ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں صفحہ ۵ تقویۃ الایمان

ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ۔ وایمان نمی آرند اکثر ایشاں بخدا مگر شریک او مقرر کردہ اند

ترجمہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ۔ اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ کے مگر وہ شریک لانے والے ہیں ۔

ترجمہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ۔ اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں ۔

دیکھئے۔ مولوی جی! ان مشہور تین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجئے ان ہر سہ ترجموں میں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنے کافر ہیں اور شریک بھی اللہ تعالیٰ کا ٹھہراتے ہیں لیکن آپ کے امام لفظ مسلمان کا بجائے کافر کے اپنی طرف سے لگاتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی تحریف معنوی کرتے ہیں۔ اسکی تصدیق میں تفاسیر بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں۔

تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۵۱۵ وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ اور نہیں ایمان لاتے اکثر انکے بِاللّٰہِ ساتھ اللہ تعالیٰ کے اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ مگر وہ شریک کرنیوالے ہیں کہتے ہیں کہ اس سے عرب کے کافر مراد ہیں۔ کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اسکے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود مراد ہیں کہ خدا پر ایمان لائے اور کہنے لگے عزیز اللہ کا بیٹا ہے۔ یا نصاریٰ مراد ہیں۔ کہ خدا پر ایمان لائے اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ بلفظہ ۔

اب معلوم ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی۔ اور کیسی بے باکی سے مسلمانوں پر لگادی۔ اسی طرح دوسری آیت کو دیکھئے جو سورہ احقاف کی ہے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ۔ ترجمہ اس کا صفحہ ۹۷ پر لکھا جا چکا ہے۔

آپ کے امام نے جو لفظ یدعوا اور دعاء کے معنے پکارنے کے لئے ہیں وہ محض غلط ہیں ۔ چنانچہ تفاسیر معتبرات جلالین معالم التنزیل ، مدارک ، نیشاپوری ، خازن وغیرہا میں یدعوا کے معنے یعبد کے لکھے ہیں یعنے جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں یعنے بتوں کی اور دعائھم سے یہی مراد عبادت ہی ہے پکارنا نہیں ۔ جیسے اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ کٰفِرِیْنَ ط یعنے قیامت کو بت اپنی پرستش کرنیوالوں کے دشمن ہوجائیں گے ۔ اور اُن کی عبادت کا انکار کریں گے ۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کافروں بت پرستوں اور بتوں کے حق میں ہے ۔ اور پکارنے کے معنے کر کے تمام مسلمانوں درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا اور مشرک لکھدیا اسکی مفصل تحقیق عقیدہ نمبر ۱۔ ۱۱۔ ۱۲ باب ہفتم و ہشتم میں ہوگی ۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قادری کی تائید میں لکھدیتا ہوں :۔

تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۲۴۶ ، سطر ۳ ، وَمَنْ اَضَلُّ اور کون ہے زیادہ گمراہ مِمَّنْ یَّدْعُوْا اُس شخص سے جو پکارے اور پوجے مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ خدا کے سوا مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اس کو جو نہ جواب دے اور نہ قبول کرے اُسکی دعا کو اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قیامت تک یعنی مشرک اپنے معبود باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں تو اجابت کا اثر اُس سے نہ ظاہر ہوگا ۔ وَھُمْ اور وہ بت عَنْ دُعَآئِھِمْ بت پرستوں کے پکارنے سے جو اُن بتوں کو پکارتے ہیں غٰفِلُوْنَ غافل اور بے خبر ہیں ۔ اور جب وہ اِن کا پکارنا سنتے ہی نہیں تو جواب کیونکہ دیں ۔ پس بدبخت وہ ہے جو سننے والے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہو اور چند بیحس جماد جو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں اُن کی عبادت کی طرف متوجہ ہو ۔ بیت ۔

بے بہرہ کسے کہ چشمۂ آب حیات بگزارد و رو نہد بسوئے ظلمات

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ اور جب حشر کئے جائیں گے لوگ تو کَانُوْا لَھُمْ ہوں گے معبود باطل اپنی پرستش کرنیوالوں کے اَعْدَآءً دشمن ۔ بخلاف اُس چیز کے جو گمان رکھتے تھے اُن سے شفاعت اور مددگاری کا وَّکَانُوْا اور ہوں گے معبود باطل بِعِبَادَتِھِمْ اپنے عابدوں کی عبادت کرنیوالے کٰفِرِیْنَ کافر اور منکر یا عبادت کرنے والے اُن کی پرستش سے منکر ہوجائیں گے ۔ یعنے

بت کہیں گے کہ انہوں نے ہماری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا یوم القیمۃ یکفرون بشرککم یا بت پرست کہیں گے کہ ہم نے تو بتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ربنا ما کنا مشرکین۔ بلفظہ۔

یہ ہے آپکے امام الطائفہ کی ایمانداری کہ جو آیات کفار مشرکین بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے جس پر آپ کا ایمان ہے یہ دو آیتیں تو بطور نمونہ تحریر ہیں جن کو آپکے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے۔

اب میں چند احادیث شریف و دیگر کتب معتبرات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف اور قدرت دیکھنا اور سننا تحریر کرتا ہوں تاکہ آپ کا اور آپ کے امام کا افکار تاتمام معلوم ہو جائے۔

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۹ سطر ۲۷ مصری (باب المیت یسمع خفق النعال)

عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ وذھب اصحابہ حتی انہ یسمع قرع نعالھم۔ اتاہ ملکان فاقعداہ فیقولان لہ ماکنت تقول فی ھذا الرجل محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول اشھد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال انظر الی مقعدک من النار ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیراھما جمیعا واما الکافر او المنافق فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب بمطرقۃ من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ الا الثقلین بلفظہ یعنے حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اسکے دوست جب اس سے چلے جاتے ہیں تو وہ انکی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور اسکو قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور اس سے کہتے ہیں کہ کیا کہتا ہے تو اس شخص محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں۔ تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے خاص اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسکے رسول ہیں۔ پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں۔ لیکن بدلدیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکو بہشت سے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس دیکھتا ہے وہ ان دونوں جگہوں کو۔ اور جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اس

کافر یا منافق کو، کہ کیا تو نہیں دیکھتا اور عقل رکھتا تھا اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا پھر مارتے ہیں اسکو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اسکے کانوں پر، تب وہ چلاتا اور چیخیں مارتا ہے۔ اس چلانے کو سب سنتے ہیں جو اس کے پاس ہیں سوا انسان وجن زندہ کے ✣

(۲) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۷۵ ۔ سطر ۱۰ ۔ حدیث شریف بعینہ حدیث بالا کیمطابق ہے ۔ صرف ایک دو لفظوں کا فرق ہے ۔ اسلئے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں مضمون واحد ہے ۔

(۳) نسائی جلد اوّل صفحہ ۱۴۴ ۔ ۱۴۶ ۔ سطر ۱۴ ۔ ۱۲ ۔ وہی حدیث بالا بعینہ ہے ۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحات ۱۲۴ ۔ ۱۲۷ ۔ ۱۱۷ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے جس میں الفاظ مختلفہ مثلاً ماکنت تقول فی ھٰذا الرجل محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور ماھٰذا الرجل الذی بعث فیکم ۔ اور ماکنت تقول فی ھٰذا الرجل لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم ۔ یعنی کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے بارہ میں ، اور کیا ہے اور کون ہے یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تمہارے میں رسول مبعوث کیا گیا اور تو کیا کہا کرتا تھا اس شخص کے بارہ میں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ✣

پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مردے بھی قبروں میں سماع کی طاقت رکھتے ہیں ۔ دوسرا خداوند تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا تصرف بخشا اور ایسی قدرت عطا فرمائی ✣

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۴۱۴ سطر ۶ ۔ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلے علیّ عند قبری سمعتہ ، کسے کہ درود بفرستند بر من نزد قبر من می شنوم من صلوٰۃ اورا ومن صلے نائیا ابلغتہ ، وکسے کہ درود بفرستد برمن از دور نہ در حضور قبر رسانیدہ شود صلوٰۃ او مرا کہ ملائکہ سیاحین سیر سانند و برہر تقدیر رد سلام میکنم وجواب سلام وے میگویم ۔ ازینجا میتواں دانست کہ سلام برآنحضرت چہ فضیلت دارد ۔ وسلام گوئیندہ برآں حضرت را خصوصاً بسیار گوئیندہ راچہ شرف است اگر سلام تمام عمر را یک جواب آید سعادت چہ جائے آنکہ ہر سلام را جواب بشنود ۔ بیت

بہر سلام من رجہ در جواب آں لب ۔ کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

(۶) وظیفہ دلائل الخیرات (فضائل درود شریف) دُقیل لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارائیت صلوٰۃ المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ماحالھما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علیّ صلوٰۃ غیرھم عرضا بلفظ یعنی اور

عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجئے اُن لوگوں کے درود سے جو حضور سے غائب اور دور ہیں اور جو آپ کے بعد ہوں گے۔ ان دونوں کے درود بھیجنے کا کیا حال ہے آپ کے نزدیک۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں خود سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور اُن کو پہچانتا ہوں۔ اور پیش کئے جاتے ہیں میرے پاس درود دوسرے تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے ٭

دیکھئے۔ ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بخود سننا اور سننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پرلے سرے پر درود شریف پڑھے خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے۔ غرضیکہ خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔ پس مردود ہے وہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں" (مندرجہ تقویۃ الایمان)

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۸ اردو ترجمہ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱ جن جو مختلف شکلیں بناتے ہیں اور مختلف جسدوں میں متجسد ہو جاتے ہیں۔ اسوقت اُن سے اعمال عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ ان میں کوئی تناسخ اور حلول نہیں۔ جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب غریب کام کریں تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت بخشدیں تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ اسی قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی اُن لطائف مختلف جسدوں میں متجسد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اُس عزیز[۱] کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا بعض لوگ جو حضرت مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز[۱] کو حرم کعبہ میں دیکھا۔ بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اسکو روم میں دیکھا۔ بعض بغداد میں دیکھکر آئے ہیں۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں کبھی عالم مثال میں جسطرح رات کو ہزار آدمی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں اور استفادہ حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتیں

[۱] عزیز سے مراد حضرت امام علیہ الرحمۃ ہیں

سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ بلفظہ۔
دیکھیے مفتی جی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسقدر قدرت ہے اور تمام جہاں میں ان کا تصرف ہے۔ اور حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں۔ اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں لیجئے فتویٰ کفر جو آپ کی بغل میں ہے دھر گھسیٹیے۔

باب ششم

عقیدہ نمبر ۸۔ ۹ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے ملخصًا

عقیدہ نمبر ۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصًا

صفحات ۱۰۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۵۸ تقویۃ الایمان

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۶۔ عقیدہ نمبر ۸۔ ۹ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویۃ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ اور اسی حوالہ پر عقیدہ نمبر ۹ یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے، صاحبان یہ ہر دو عبارات بعینہ تقویۃ میں نہیں ہیں۔ یہ بہتان بندی ہے۔ وغیرہ وغیرہ الخ صفحہ ۱۸ ، ۱۹۔

اقول مفتی جی! کیا کیا جائے آپ کو لفظ ملخصًا نظر ہی نہیں آتا۔ اور عبارت بعینہ ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارات بلفظہ ہیں۔ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصہ عبارات جو صفحات ۱۰۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۵۸ میں لکھا ہوا ہے ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں اور خود اقرار نفی علم غیب آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دلائل لاطائل شروع کر دئے۔ لیجئے وہ عبارات جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے آپ کی تقویۃ الایمان سے نکالکر دکھلاتا ہوں۔ اور پھر آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرونگا۔ دیکھیے!!!

(الف) اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے۔ خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے۔ خواہ بھوت اور پری سے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۹-۱۰ ❖

(ب) کسی انبیا اولیا امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے۔ اور نہ انکی تعریف میں ایسی بات کہے۔ بلفظ صفحہ ۲۶۔ تقویۃ الایمان ❖

(ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے سو وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظ۔ صفحہ ۲۷۔ تقویۃ الایمان ❖

(د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر۔ بلفظہ صفحہ ۵۸۔ سطر ۳۔ تقویۃ الایمان۔

(ہ) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ بلفظہ فتاوٰی رشیدیہ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۲ سطر ۱۔ ❖

(و) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ یقیناً کافر ہے۔ بلفظ فتاوٰی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۲

(ز) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہی سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظہ فتاوٰی رشیدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۴۲ سطر ۸۔

لیجئے۔ مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہٖ عبارات بھی موجود ہیں۔ جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے۔ کہ تقویۃ میں عبارات موجود نہیں۔ واہ نظر۔

قولہ۔ صاحبان اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا غیب داں کوئی نہیں۔ خواہ وہ نبی ہو یا ولی اور آیات ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں:۔ (۱) لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہ۔ ترجمہ نہیں جانتا ہی غیب کی بات کوئی سوائے اللہ کے ۔ (۲) وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔ ترجمہ اس کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں جسکو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا (سورہ انعام) (۳) وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْءُ ترجمہ اگر میں جانا کرتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھکو برائی کبھی

نہ پہنچے (سورہ اعراف) (۴) قل لا یعلم من فی السّمٰوات والارض الغیب الّا اللہ ترجمہ: اے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہے۔ ان میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا بلفظ صفحہ ۱۹ ۞ اقول مفتی صاحب! یہ عقیدہ وہابیہ کا ہے۔ اہلسنت وجماعت کا نہیں۔ اہلسنت وجماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص آنحضرت افضل الانبیاء والمرسلین خدا کے فضل سے بے شمار باتیں غیب کی جانتے ہیں کوئی بات ان سے چھپی نہیں۔ بلکہ اولیاء کرام ادنےٰ خادمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خدا کی عنایت سے علم غیب سے مشرف ہیں۔ ہاں وہابیہ اس کے منکر ہیں بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ دیکھیے۔ آپ کے امام اپنی تقویۃ الایمان میں کیا دُرفشانی کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

- -

غیب[1] کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے الخ بلفظہ صفحہ ۲۰ تقویۃ الایمان۔ (پوری عبارت حاشیہ پر درج کی گئی ہے)

اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت علم غیب کا نہیں۔ جب وہ چاہتا ہے کہ غیب کی بات کو دریافت کروں تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کر لیتا ہے جب کبھی چاہتا ہے۔ اور جب دریافت کرنا نہ چاہے تو نہ سہی لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علم غیب یا غیب کی بات نہیں جانتا اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اسکو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا تو ظاہر ہے مگر یہ پتہ نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے اور کون اسکو بتلاتا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہاں آپ کے امام نے خداوند کریم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا۔ یہ اس لئے کہ یہ فعل انسان کا ہے۔ جب انسان ایسا کر سکتا ہے تو خدا کیوں نہیں کر سکتا۔ ورنہ انسانی قدرت ربانی قدرت سے زائد ہو جائیگی۔ یہ صریح کفر ہے جیسے فتاویٰ عالمگیری کے صفحہ ۲۵۸ جلد دوم میں ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص اھ۔ بلفظہ ۞

[1] پوری عبارت یہ ہے ۔۔۔۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اسیطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلفظہ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اسکے لائق نہیں یا اسکو جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے **وہ کافر ہے** ۔ اور اسی طرح دیگر کتب فقہ میں درج ہے۔ جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۲) **بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۹ مصری** ۔ ولو وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ کفر
یعنے اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اُسکے لائق نہیں **تو وہ کافر ہو گیا** ۔

(۳) **فتاویٰ بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ ۔ مصری** عبارت مندرجہ بالا درج ہے ۔

(۴) **جامع الفصولین جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ ۔ مصری** ۔ بعینہٖ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

لیجئے اب میں آپ کے دلائل کیطرف توجہ کرتا ہوں ۔ میں بار بار کہتا چلا آیا ہوں کہ مفتی جی آپکو علم قرآن سے مس نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو کسی اُستاد سے نہیں پڑھا اور نہ کبھی آپ کی تلاوت میں ہے ۔

آپ نے علم غیب کی نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں ۔ ان میں سے سب سے پہلی آیت لا یعلم الغیب الا اللہ درج کی ہے لیکن پتہ نہیں دیا کہ یہ آیت شریفہ قرآن شریف کے کونسے پارہ یا سورہ میں ہے ۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیات قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرف علی صاحب کا گھڑا ہوا آپ کے پاس ہو اور اُس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو جسکی ہمیں پرواہ نہیں ۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھلایئے یا پتہ دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے ۔ تب آپ کی قرآن دانی مانی جا سکتی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں ۔ آپ نے ایک سخت درسخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کے یہ زیادتی کر دی ہے کہ ایک آیت ہی اپنی طرف سے داخل کر دی ۔ اس سے بڑھکر اور کیا بہتان ہو سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو بہتان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں پر اللہ تعالیٰ کے کلام پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کر دی ۔ دوسری آیت شریف میں آپنے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ مفاتح کو مفاتیح لکھ دیا ہے ۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل ہے ۔ اور تحریف قرآنی ہے ۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جا چکا اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بنا کر قرآن میں داخل کر دینا کونسی بڑی بات ہے ۔ مگر ہمارے مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کے مذہب میں **بہت بڑا کفر ہے** ۔

چوتھی آیت شریفہ کا بھی آپنے پتہ نہیں لکھا مگر چونکہ وہ آیت قرانی ہے اس لئے تلاش سے سورہ نمل میں ملگئی۔ گویا چار آیات کے شمار صرف تین آیات باقی رہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ ہر سہ آیات محولہ آپ کی کی ہیں۔ یعنے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

فصل اوّل علم غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ علم غیب کسکو کہتے ہیں۔ اور اسکی تعریف علمار کرام نے کیا کی ہے۔ سنیئے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد اوّل مصری صفحہ ۱۶۹۔ سطر ۲۷۔ ان الغیب ھو الذی یکون غائبًا عن الحاسۃ یعنے غیب اسکو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو یعنے جو اس خمسہ سے الگ ہو (سننے۔ دیکھنے سونگنے۔ چکھنے۔ چھونے سے جدا ہو)

(۲) منتخب اللغات صفحہ ۱۴۰۔ سطر ۱۳۔ حواس۔ بتشدید سین تو ہائے دریافت جمع حاسہ وآں سمع است وبصر وشم وذوق ولمس۔ بلفظہ یعنے حاسہ (کان۔ آنکھ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ لامسہ)

(۳) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جلد اوّل سورہ بقرہ صفحہ ۵۷۔ سطر ۲۸۔ غیب نام آں چیز است کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ تمام پنہاں باشد۔ بلفظہ۔

(۴) تفسیر عزیزی جلد دوم تبارک الذی صفحہ ۲۰۵ سطر اوّل۔

غیب نام چیز نیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر بلفظہ۔

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اس طرح پر ہے کہ علم غیب دو قسم پر ہے اوّل حقیقی یا استقلالی یا ذاتی۔ دوسرا اضافی یا وہبی یا تعلیمی اوّل قسم کا علم غیب جو بلا کسی وسیلہ یا ذریعہ کے ہے بالاستقلال ذاتی ہے وہ خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کیواسطے ہے۔ اور دوسرا علم غیب جو اضافی وہبی یا تعلیمی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیار کرام کو ثابت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام علوم غیب لوح محفوظ جو ہو چکا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا قیامت تک کے حالات سب اللہ تعالیٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے۔ تفصیل اسکی شروع کی جاتی ہے۔ اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب سنیئے۔

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت عندہ مفاتح الغیب الآیہ کے لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ

معلوم ہوا کہ علم غیب حق تعالیٰ سے خاص ہے۔ اور جو انبیا اور اولیا اور ملائکہ بھی خبریں دینی مروی ہیں وہ خدا کی تعلیم ہیں یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس علم پر سوا انبیاء اور اولیاء اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا وہ حق تعالیٰ ہی سے خاص ہے جیسا کہ آیت عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

(۲) تفسیر روح البیان زیر آیت ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے لکھا ہے۔ ترجمہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے موافق باتیں کریں (الیٰ قولہ) اور میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے۔ اور شب معراج کے واقع میں آپ نے واقفی فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کر لیا جو ہوا اور جو ہوتا ہے اور جو ہو گا پس جو کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب نہیں جانتے ہیں وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے ختم ہوا ترجمہ ؁

(۳) تفسیر جمل بر حاشیہ تفسیر جلالین زیر آیت عالم الغیب فلا یظہر الخ یہ ترجمہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کسی جگہ علم غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تواضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے... اور معنے آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا۔ مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دیدیتا ہے۔ الخ ترجمہ ختم ہوا ؁

(۴) تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۷۴، سطر ۲۷، قل لا اقول.... ولا اعلم الغیب ان المراد منہ ان یظہر الرسول من نفسہ التواضع للہ والخضوع لہ والاعتراف بعبودیتہ حتیٰ لا یعتقد فیہ اعتقاد النصاریٰ فی المسیح علیہ السلام بلفظہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ کہدیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد تواضع اور کسر نفسی کی ہے اور خضوع کی اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے تا کہ لوگ مسلمان قوم نصاریٰ کی طرح ایسا اعتقاد نہ کریں جیسا کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا (کہ وہ خدا ہیں) ؁

(۵) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۶، زیر آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الآیہ وانما نفی عن نفسہ الشریفۃ ہذہ الاشیاء تواضعا للہ تعالیٰ واعترافا بالعبودیۃ وان لا تقترحوا علیہ الآیات۔ یعنے اس آیت سے مراد تواضع و کسر

کسر نفسی اور اعتراف عبودیت ہے ورنہ دیگر آیات علم غیب پر کیوں آتیں۔ ؎

(۶) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱ (لباب التاویل) فان قلت قد اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ تعالیٰ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر۔ قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قالہ قبل ان یطلعہ اللہ تعالیٰ علی الغیب فلما اطلعہ اللہ عزوجل اخبر کما قال عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول الآیہ۔ بلفظہ یعنے اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دی ہیں جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں۔ پھر کیونکر تطبیق ہوسکتی ہے اُن میں اور قول اللہ تعالیٰ ولو کنت اعلم الغیب الآیہ میں۔ میں کہتا ہوں اسمیں احتمال ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو۔ اور معنے اس آیت کے یہ کہ اطلاع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھکو اُسکی قدرت دیدیتا ہے۔ اور یہ بھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اسکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول الآیہ یعنے عالم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے ؎

(۷) شرح نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ (زیر آیت مندرجہ بالا) ھذہ لا ینافی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول انتھیٰ۔ یعنے یہ آیات منافی نہیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لو کنت الخ یہ تحقیق اسمیں اُن کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے اعلام سے اُن کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہے (یعنے اپنے علم غیب پر جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اُمپر اپنے حبیب پاک صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو مطلع فرما دیا ہے) ٭

پس - اِن تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی علم غیب کے لئے کیگئی ہے وہ علم غیب ذاتی و استقلالی ہے اور ان ایات و دیگر آیات جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا ہو چکا ہے اور کثرت سے احادیث وارد ہیں تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہی وہ علم غیب ذاتی ہے اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیۂ اللہ تعالیٰ کا ہے وعلم غیب اضافی ہے جس کا وہابیہ انکار کرتے ہیں لیجئے آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب تو ہو چکا - اب علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثبوت کو ملاحظہ کیجئے -

فصل دوم آیات قرآن شریف سے علم غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

(۱) عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول الایۃ [۱] - (سورہ جن مکیّہ) یعنے وہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ظاہر نہیں کرتا اپنے علم غیب کو کسی پر لیکن اپنے پسندیدہ رسول کو ٭

(۲) تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک (سورہ ہود مکیّہ) یعنے یہ غیب کی خبریں ہیں جو اے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں ٭

(۳) علمہ البیان (سورہ الرحمٰن مکیّہ) یعنے تعلیم کر دیا اسکو (یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) سب بیان ٭

(۴) فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ (سورہ النجم مکیّہ) یعنے پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جو کچھ وحی کی ٭

(۵) وما ھو علی الغیب بضنین [۲] (سورہ تکویر مکیّہ) اور نہیں وہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلانیمیں بخیل - یعنے علم غیب کے بتلانے میں کچھ چھپا نہیں رکھتے ٭

---

[۱] عالم الغیب الایۃ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۳۹۲ ٭

[۲] وما ھو الایۃ وما محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب علیٰ ما یخبرہ من الوحی الیہ وغیرہ من الغیوب الایۃ - تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۴۱۶ سطر ۱۵ - ٭

(۶) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء (سورہ آل عمران مدنی) یعنے اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری نہیں کہ غیب کی باتوں پر کسی کو اطلاع دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہے علم غیب کے لئے (سو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کے لئے چن لیا ہے) ؎

(۷) وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما (سورہ النساء مدنی) یعنے اور اے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تمام علوم تمکو سکھلا دئے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے ؎

(۸) ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک[ا] (سورہ آل عمران مدنی) یعنے یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہیں ؎

فصل سوم تفاسیر معتبرات سے علم غیب کا ثبوت

(۱) تفسیر خازن زیر آیت وعلمک مالم تکن تعلم۔ یعنے من احکام الشرع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم ---------------- وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنے ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) (عظیما۔ انتھی۔ یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ سب کچھ تمکو سکھلا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنے احکام شرع اور امور دین۔ اور یہ بھی قول ہے کہ علمک سے علم غیب مراد ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں جانتے تھے۔ وہ سب سکھلا دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اسکے معنے ہیں کہ تمام خفیہ اور مخفی باتیں سکھلا دیں اور خبردار کر دیا تمام لوگوں کے دلوں کی خفیہ باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں پر آگاہ فرمایا جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اور یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سے ہے یہ فضل اللہ تعالیٰ کا عظیم آپ پر یعنی علم غیب ہمیشہ کے لئے عطا ہوا۔

(۲) تفسیر روح البیان جلد ششم صفحہ ۲۴ وکذا الصار علمہ محیطا بجمیع الملک الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ علی کتفی

[ا] ذلک من انباء الغیب الآیۃ ای ما ذکرنا من القصص من الغیوب۔ الخ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۲۷ سطر ۲

فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والآخرین وفی روایۃ علم ما کان وما یکون بلفظہ۔ ترجمہ آپکا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا جیسا کہ حدیث بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے اپنا کف (قدرت) میرے شانوں میں رکھا۔ پس اسکی خنکی میرے پستانوں میں پہنچی۔ پس جان لیا میں نے علم اولین وآخرین کا۔ اور ایک روایت میں ہے علم اُس چیز کا جو ہو چکی اور وہ چیز جو آئندہ ہو گی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری جلد سوم صفحہ ۳۱۰، سطر ۳۱۔ زیر آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ وھذا من اعظم الدلائل علی ان العلم اشرف الفضائل والمناقب وذلک ان اللہ تعالی ما اعطی الخلق من العلم الا القلیل کما قال وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ونصیب الشخص الواحد من علوم جمیع الخلق یکون قلیلا ثم انہ سمّی ذلک القلیل عظیما حیث قال وکان فضل اللہ علیک عظیما وسمّی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل وذلک یدل علے غایۃ شرف العلم۔ بلفظہ یعنے اور یہ بزرگتر دلائل سے ہے علم کے اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو تھوڑا سا علم دیا جیسا کہ فرمایا کہ تم تھوڑا سا علم دئے گئے ہو۔ اور ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ساری مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے۔ پھر اس تھوڑے کو اللہ تعالی نے بہت فرمایا آیت وکان فضل اللہ علیک عظیما میں اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا رکھا ہے جو فرمایا کہدے سامان دنیا تھوڑا ہے۔ اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے ؛

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۱۱۷، سطر ۱۴۔ ہفت کس را از انبیا ہفت علم صراحۃً تفضیل دادہ حضرت آدم را بعلم لغت کہ وعلم آدم الاسماء کلھا وحضرت خضر را بعلم فراست وعلمناہ من لدنا علما وحضرت یوسف را بعلم تعبیر کہ وعلمتنی من تاویل الاحادیث وحضرت داؤد را بعلم صنعت وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم وحضرت سلیمان را بدانستن زبان جانوران کہ علمنا منطق الطیر وحضرت عیسے را بعلم توریت وانجیل کہ ویعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل وحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بعلم اسرار کہ علمک ما لم تکن تعلم۔ بلفظہ۔

(۵) تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ سطر ۴ علمک ما لم تکن تعلم۔ من الاحکام والغیب یعنے اللہ تعالی کا فرمانا کہ سکھلا دیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام اور

ونواہی اور غیب کے علوم ہیں ✤

(۶) تفسیر معالم التنزیل زیر آیت خلق الانسان علمہ البیان - قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمداً صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکان وما سیکون اھ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کیا انسان کو اور سکھلایا اسکو بیان - ابن کیسان کہتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سکھلایا اُن کو بیان یعنے بیان اور بیان ہے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا. سب کچھ بتادیا ✤

(۷) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ وعلمک مالم تکن تعلم - قبل نزول ذٰلک من خفیات الامور - بلفظہ یہ آیت شریف مخفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے ✤

(۸) تفسیر مدارک علمک مالم تکن تعلم من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب - بلفظہ یعنے یہ آیت شریف کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا جسکو آپ نہیں جانتے تھے - وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں ✤

(۹) تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۲۰۱ سطر ۱۴ وعلمک مالم تکن من خفیات الامور او امور الدین والشرائع او الاحکام اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت واحکام وامر ونواہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں -

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۹۲ وعلمک اور تعلیم کر دیا تجھے مالم تکن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا یہ چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علمانے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا - اور پہچاننا عبودیت نفس اور اسکے حال کا اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اسکا علم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈالدیا - پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہونیوالا ہے. بلفظہ ✤

(۱۱) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۴۶۵ - تلک یہ قصہ جو مذکور ہوا من انباء الغیب غیب کی خبروں میں سے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحیھا الیک وحی کی ہم نے تیری طرف . بلفظہ .

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۹۰ (سورہ الرحمن) خلق الانسان پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمہ البیان تعلیم کر دیا اسکو بیان یعنے جو کچھ اس کے دل میں ہے اُسے کہکر یا لکھکر ظاہر

کرنا یا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور علم اسما انہیں تعلیم کر دیا یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب اُن کو تعلیم کر دیا۔ چنانچہ علمت علم الاولین والآخرین حدیث اسکا مضمون اسکی خبر دیتا ہے۔ بلفظہ ؛

(۱۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۵۸۲ عالم الغیب وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا فلا یظہر تو ظاہر نہیں کرتا اور مطلع نہیں فرماتا علی غیبہ اس غیب پر جو مخصوص ہے اس کے علم کے ساتھ احدا کسی کو الا من ارتضٰی مگر جسے پسند کر لیتا ہے من رسول اپنے رسول میں سے کہ اُسے اُن میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے تاکہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ بلفظہ۔

(۱۴) تفسیر جلالین صفحہ ۴۹۰ وما ھو ای محمد علیہ الصلوۃ والسلام علی الغیب بظنین بمتھم وفی قرأۃ بالضاد ای بخیل فینقص شیئا منہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں متہم نہیں۔ اور قراۃ ضاد (بضنین) سے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل نہیں اور نہ کسی چیز کی کمی کرتے ہیں ؛

(۱۵) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۴۹۰۔ وما ھو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الغیب۔ علی کل ما اطلع علیہ مما کان غائبا عنہ۔ بظنین بمتھم ومن قرأہ بالضاد فمعناہ لیس ببخیل علیہ بل یبذلہ لکل واحد ویعلمہ۔ بلفظہ۔ یعنے آنحضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبروں کو جو اُن کو اطلاع ہوتی ہے بتلانے میں متہم نہیں ہیں۔ اور حرف ضاد کی قراءۃ میں اس کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی تمام باتوں کے بتلانے میں بخیل نہیں ہیں۔ بلکہ بخشش کر دیتے ہیں ہر ایک کو اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو

(۱۶) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ والظاھر انہا اسرار وحقائق ومعارف لا یعلمھا الا اللہ ورسولہ وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ فیہ دلیل ظاھر علی شرف العلم حیث سماہ عظیما وسمی متاع الدنیا باسرھا قلیلا۔ بلفظہ

یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس ہم نے وحی کی اپنے بندہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو کچھ

۱؎ تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۱۶ سطر ۱۵۔ وما ھو وما محمد صلے اللہ علیہ وسلم علی الغیب علی ما یخبرہ من الوحی الیہ وغیرہ من الغیوب بظنین بمتھم من الظنۃ وھی التھمۃ وقرء نافع وعاصم وحمزۃ وابن عامر بضنین من الضن وھو البخل ای لا یبخل بالتبلیغ والتعلیم۔ بلفظہ۔

کہ وحی کی جو کچھ چاہا۔ اسکی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام اسرار اور بھید مخفی ہیں۔ اور تمام حقیقتیں اور ماہئیں اشیاء کی اور ان کے معارف اور شناختیں ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا یعنے ذرہ ذرہ بتلادیا۔ وکان فضل اللہ عظیما میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اسکو بزرگ عظیم فرمایا۔ اور ساری دنیا کو قلیل یعنے تھوڑا سا ❖

(۱۷) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۴۲ سطر ۱۴[^1] ماکان اللہ نہیں ہے اللہ اس بات پر کہ لیذر المؤمنین چھوڑدے مسلمانوں کو علی ما انتم علیہ اوپر اس چیز کے کہ تم اے منافقو اس چیز پر ہو یعنے تم جو مسلمانی پر خفیہ طعن کرتے ہو اور ظاہر میں تم ان پر ہنستے ہو بلکہ حق تعالیٰ اپنی حکمت سے تمہارا امتحان کرتا ہے حتیٰ یمیز الخبیث یہاں تک کہ جدا کردے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے من الطیب پاک یعنے مومن مخلص سے اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہوتا ہے کہ مخالف لوگ خلاف کرکے اعداء دین سے لڑائی نہ کریں جیسا کہ جنگ اُحد میں ہوا یا اُن کے دلوں میں جو باتیں بھری ہوئی ہیں وہ وحی سے سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس پر آگاہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی باتوں میں سے ایک یہ بات تھی کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسطرح حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کو حق تعالےٰ نے ان کی ذریت دکھا دی تھی اسی طرح میری تمام اُمت کی صورت وشکل سب مجھے دکھا دی ہے اور مجھے الہام الٰہی کے رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ اُن میں کون شخص اسلام قبول کریگا۔ اور کون گمراہی میں پھنسا رہیگا۔ منافق یہ بات سُن کر کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ یہ دعوے کرتے ہیں اور ہمارے دل متزلزل کے حال سے غافل ہیں اگر سچ کہتے ہیں تو کہدینا چاہئیے کہ ایک ایک کا حال ہم سے بیان کردیں کہ کون شخص مخلص ہے اور کون منافق۔ تب یہ اگلی آیت نازل ہوئی وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ❖

(۱۸) تفسیر معالم التنزیل در شان نزول آیت وماکان اللہ لیذر المومنین الایۃ قال السدی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بہ ومن یکفر فبلغ ذالک المنافقین فقالوا استہزاء زعم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن یخلق

[^1]: ماکان اللہ الایۃ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۹ ❖

بعد و نحن معہ و ما یعرفنا فبلغ ذالک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیئ فیما بینکم وبین الساعۃ الا انبئکم فقام عبد اللہ بن حذافۃ فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافۃ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقران اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر فانزل اللہ ھذا الایۃ ما کان اللہ لیذر المومنین الایہ بلفظ ترجمہ کہا سُدی نے (جو کبار مفسرین تابعین سے ہیں) کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے روبرو پیش کیگئی میری اُمت اپنی صورتوں میں جو مٹی میں تھی۔ جیسے کہ پیش کیگئی تھی حضرت آدم کے روبرو۔ تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان لایا۔ اور جو ایمان نہ لاکر کافر رہیگا۔ پس یہ بات منافقین کو پہنچی تب انہوں نے ہنسی اور تمسخر سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعوے کرتے کہ میں جانتا ہوں اُس شخص کو جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اور جو کافر رہتا ہے اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم اُن کے ساتھ رہتے ہیں وہ ہم کو بھی پہچان نہیں سکتے اور نہ اب تک ہم کو انہوں نے جانا ہے پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرکے فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں۔ پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات اور میں اُن کو سب بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبد اللہ ابن حذافہ (کہ بعض لوگ اسکے باپ کے بارے میں شک کرتے تھے) اُس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرا باپ حذافہ ہے۔ اُسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے کہ ہمارے نبی اور رسول ہیں۔ پس معاف فرمایئے ہمیں اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ تب فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کیا تم نہیں پوچھتے اور بس کرتے ہو پوچھنے سے تب منبر سے حضور اُتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریف وما کان اللہ لیذر المومنین الایہ نازل ہوئی ❊

(۱۹) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ صفحہ ۳۵۵ سطر ۱۴۔ ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ یعنے باشد رسول۔

لہ ویکون الرسول الایہ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۸۱۔ ❊

زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک شما و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا و لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع درحق امت مقبول و واجب العمل ست و آنچہ او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ و ازواج و اہلبیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس و صلہ و مہدی و مقتول دجال یا از معائب و مثالب حاضران و غائبان می فرماید اعتقاد برآں واجب است و ازیں ست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں می کند و فلانے چناں تا روز قیامت ادا شہادت تواند کرد۔ الخ۔ بلفظہ۔

فصل چہارم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم غیب کا احادیث صحیحہ سے ثبوت

(۱) صحیح بخاری جلد دوم کتاب بدء الخلق صفحہ ۱۴۹ سطر ۲۵ مصری

۔ قال سمعت عمر رضی اللہ عنہ یقول قام فینا النبی صلے اللہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم و اہل النار منازلہم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ بلفظہ (عن طارق بن شہاب) قال سمعت عمر۔ یعنے طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے (صحابہ) میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دیدی تمام ابتدا دنیا سے لیکر قیامت تک کی یہانتک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوں اور دوزخی اپنی جگہوں میں، یاد رکھا اس بات کو جسنے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا ؏

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۱ سطر ۳۵ مصری۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال سئلوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتی احفوہ بالمسئلۃ فصعد النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات یوم المنبر فقال لا تسئلونی عن شیئ الا بینت لکم فجعلت

؎۵ تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۶۴ سطر ۲۴۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء وما کان اللہ لیؤتی احد کم علم الغیب فیطلع علی ما فی القلوب عن کفر و ایمان ولکنہ یجتبی لرسالۃ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات او ینصب لہ ما یدل علیہا۔ بلفظہ۔

النظر یمینا و شمالا فاذا کل رجل راسه فی ثوبه یبکی فانشا رجل کان اذا لاحی یدعی الی غیر ابیه فقال یا نبی اللہ من ابی فقال ابوک حذافة ثم انشاء عمر فقال رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا نعوذ باللہ من سوء الفتن فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم ما رایت فی الخیر والشر کالیوم قط انه صورت لی الجنة والنار حتی رایتهما دون الحائط ۔ بلفظ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (علم غیب کی بابت) پوچھا اور سوال کرنے میں بہت اصرار کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو تاکہ میں بیان کروں ادھر اُدھر واہنے بائیں ۔ میں نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر رو رہا ہے ۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جسکو جھگڑے کے وقت اسکے باپ کے سوا اور کسی طرف نسبت کرتے تھے ۔ اُسنے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایئے میرا باپ کون ہے ۔ تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوگئے ۔ اُنہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم راضی ہوئے اللہ پر جو ہمارا رب ہے اور اسلام پر جو ہمارا دین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہمارا رسول ہے ۔ ہم پناہ مانگتے ہیں بُرے فتنوں سے ۔ پس فرمایا حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا سا خیر اور شر تحقیق وہ متشکل دکھائی دیئے بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس دیوار کے ادھر دیکھا ۔

(۳) صحیح بخاری جلد چہارم کتاب الفتن صفحہ ۱۶۲ سطر ۱۴ مصری ۔

عن ابن عمرؓ قال ذکر النبی صلے اللہ علیه وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا ۔ قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا ۔ قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنه قال فی الثالثه ۔ ھناک الزلازل و الفتن وبھا یطلع قرن الشیطان ۔ بلفظ ۔ ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں ۔ اور کہا نجد والوں نے کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے کہ برکت ہو ۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں ۔ پھر نجدی بولے کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعا تین دفعہ

مانگی گئی۔ اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور نیز وہاں ایک شیطان نکلیگا۔ یا شیطان کا سینگ نکلیگا"

یہ حدیث شریف پیشگوئی علم غیب میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو ۱۲۰۰ھ میں پوری ہوئی جب کہ شیخ عبدالوہاب شیخ نجدنے وہاں ظہور کیا تمام محدثین و علماء اس میں متفق ہیں۔ اور کتاب ردالمحتار شامی کے باب البغاۃ میں اسکا حال درج ہے۔

(۴) صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۰۸۵ سطر ۱۹ (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ) عن الزهری اخبرنی انس بن مالک رضی الله عنه ان النبی صلى الله عليه وسلم خرج حین زاغت الشمس فصلی الظهر فلما سلم قام علی المنبر فذكر الساعة وذكر ان بين يديها امورا عظاما ثم قال من احب ان يسأل عن شیئ فليسأل عنه فوالله لا تسئلونی عن شیئ الا اخبرتكم به مادمت فی مقامی هذا قال انس فاكثر الناس البكاء واكثر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقول سلونی فقال انس فقام اليه رجل فقال اين مدخلی يا رسول الله قال النار فقام عبد الله بن حذافة فقال من ابی يا رسول الله قال ابوك حذافة قال ثم اكثر ان يقول سلونی سلونی فبرك عمر علی ركبتيه فقال رضينا بالله ربا الحديث

ترجمہ حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھکو خبر دی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت سورج ڈھلا اپنے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور نماز ظہر پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کے آنیکا حال بیان فرمایا اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہونیوالے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ مجھسے کسی چیز کا سوال کرے۔ پس پوچھ لے مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو چیز خبر بھی پوچھوگے میں بتلاؤں گا۔ جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے اور بہت دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سوال کرو مجھسے حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا۔ اسنے پوچھا کہ میرے داخل ہونیکی جگہ کہاں ہے فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے پھر اٹھا عبداللہ ابن حذافہ اسنے سوال کیا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر فرمایا کہ اور پوچھو اور پوچھو مجھسے آخر حدیث تک۔

(۵) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۴ (کتاب الفتن) عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله زوى لی الارض فرایت مشارقها ومغاربها وان امتی

سیبلغ ملکہا ما زوی لی منہا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض ۔ الحدیث یعنے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے بغرض ملاحظہ پیش کیا۔ پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے اور مجھے دونوں خزانے سرخ وسفید دئے گئے ہیں۔ (چاندی اور سونے کے یا ملک شام وعراق یا عرب وعجم)

(۷) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۱۸ عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ترک شیاء یکون فی مقامہ ذالک الی قیام الساعۃ لا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ الحدیث یعنے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے بیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم (منبر پر خطبہ کے لئے) تشریف فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی قیامت تک یعنی سب کچھ جو ہونے والا تھا قیامت کے لئے بیان فرمایا۔ یاد رکھا جنے یاد رکھا اور بھلا دیا جنے بھلا دیا ۔

(۸) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۱ عن حذیفۃ انہ قال اخبرنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بما ہو کائن الی ان تقوم الساعۃ یوم القیمۃ فما منہ شیٔ الا قد سالتہ الحدیث یعنے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرمایا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتداء سے لیکر قیامت تک جو کچھ ہونیوالا ہے باقی کوئی چیز نہیں ہے۔

(۹) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۹۰ سطر ۲۷ حدثنی ابو زید (عمر بن اخطب) قال صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلا ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ہو کائن فاعلمنا احفظنا ۔ بلفظہ ۔ یعنے حدیث بیان کی مجھ سے ابو زید (عمر بن اخطب) رضی اللہ عنہ نے کہا فجر کی نماز پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی عصر کی ۔ اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہانتک کہ سورج چھپ گیا پس خبر دی ہم کو ان تمام امور کی جو پہلے ہو چکے تھے اور وہ جو آئندہ ہونے والے تھے پس زیادہ علم اسکو ہے جسے زیادہ یاد رہا ۔

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ حضرت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی

جلد چہارم صفحہ ۲۹۶ سطر ۱۰۔ عن حذیفۃ رضی اللہ قال روایت از حذیفہ کہ گفت قام
فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقاما ایستاد در ما آنحضرت یعنی خطبہ خواند و وعظ
گفت ایستادنی کہ ما ترک شیئا یکون نہ گذاشت چیزے کہ باشد و وقوع یابد فی مقامہ ذالک الی
قیام الساعۃ دراں مقامیکہ ایستادہ بود تا روز قیامت یعنے نگذاشت دریں مقام چیزے را از
ما و قائع کہ شدنی ست تا روز قیامت الحدیث متفق علیہ +

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد چہارم
صفحہ ۶۸۴ سطر ۲۴۔ عن عمر رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم مقاما گفت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کہ ایستادہ درمیان ما از جہت ما و موعظت ما
آنحضرت ایستادنی یا در مقام ایستادن یعنے خطبہ خواند فاخبرنا عن بدء الخلق پس خبر داد مارا۔
از آفرینش حتی دخل الجنۃ منازلہم واھل النار منازلہم تا آخر روز قیامت کہ درآیند
جنتیاں بہشت را و دوزخیاں دوزخ را یعنے احوال مبداء و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان
کرد۔ بلفظ الحدیث +

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد
اول صفحہ ۳۵۴ سطر ۶ عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
رایت ربی دیدم پروردگار خود را عزوجل ۔۔۔ در شب معراج ۔۔۔ فی احسن صورۃ در نیکوترین
۔۔۔ قال فیم یختصم الملاء الاعلے گفت پروردگار تعالیٰ و پرسید از من کہ در چہ چیز مخصومیت
می کنند ملائکہ و ملا جماعت از اکابر و اشراف قوم را گویند ۔۔۔ قلت می فرماید آنحضرت کہ گفتم
من در برابر ایں سوال انت اعلم تو دانا تری ۔ قال گفت آنحضرت فوضع کفہ بین کتفی پس
نہاد پروردگار تعالیٰ دست قدرت و انعام خود را درمیان دو شانہ من ۔ فوجدت بردھا
بین ثدیی پس یافتم من سردی دست مولیٰ تعالیٰ درمیان دو پستان خود کنایت است از
وصول اثر فیض بقلب شریف و حصول بر دیقین ۔۔۔ فرمود فعلمت مافی السموات
والارض پس دانستم ہر چہ در آسمان بود و ہر چہ در زمین بود و عبارت ست از حصول تمامہ
علوم جزوی و کلی و احاطہ آں وبند دخواند آنحضرت مناسب ایں حال ایں آیت را وکذلک نری
ابراھیم ملکوت السموات والارض وہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام را
ملک عظیم تمامہ آسمانہا را و زمین را ولیکون من الموقنین وتا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگاں بوجود

ذات وصفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان این دو رؤیت کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر چہ در آسمان و زمین بود حالے از ذوات وصفات و ظواہر و باطن ہمہ را دید۔ بلفظہ

(۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شیخ علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۳۶۶ سطر ۱۱۔

ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جو اسی حدیث مندرجہ بالا کی مطابق ہے اسمیں حدیث شریف کا خاص جملہ یہ ہے فتجلی لی کل شیئ وعرفت پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را ۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے۔ کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں اور سبکو پہچانتے ہیں (وہابیہ کے لئے ماتم)

(۱۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ایضا جلد چہارم صفحہ ۵۹۹ (باب معجزات فصل ثانی (شہادت گرگ) عن ابی ھریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منہا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعہا منہ قال فصعد ذئب علی تل فاقعی واستثفر قال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ فاخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان مارایت کالیوم ذئبا یتکلم فقال ذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث بلفظہ۔

ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا۔ اور چرواہے نے اس کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ پس بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور بیٹھ گیا۔ اور اپنی دم کو چوتڑوں میں کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا اس روزی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے روزی دی اور میں نے اسکو لے لیا۔ تونے (اے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑیئے سے یہ بات سنکر نہایت تعجب سے کہا کہ قسم خدا کی کہ نہیں دیکھا میں نے آجتک کسی بھیڑیئے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑیئے نے کہا کہ اس سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نخلستان مکہ و مدینہ میں رہتا ہے وہ خبر دیتا ہے جو کچھ گذر چکا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے

۵۷۔ حرتین حرت کے معنی پتھریلی زمین اور حرتین صیغہ تثنیہ ہے۔

(فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) وہ چرواہا یہودی تھا۔ پس آیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور اس واقع کی خبر عرض کی اور مسلمان ہوگیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تصدیق کی (اس کا ذکر حیات الحیوان میں بھی ہے)

(۱۵) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۳ سطر ۱۲۔ مصری۔

جلس النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر فکشف لہ حتیٰ نظر الی معرکتہم فقال اخذ الرایۃ زید بن حارث حتیٰ استشہد فصلے علیہ ثم قال استغفروا لہ ثم اخذ الرایۃ جعفر بن ابی طالب حتیٰ استشہد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لاخیکم جعفر ثم اخذ الرایۃ عبد اللہ بن رواحہ فاستشہد فصلی علیہ ثم قال استغفروا لاخیکم فاخبر اصحابہ بقتلہم فی الساعۃ التی قتلوا فیہا موتہ دون دمشق بارض البلقاء بلقنا۔ ترجمہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تو جنگ کا موقعہ حضور کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوگیا۔ فرمایا کہ اب زید بن حارث نے علم اٹھایا ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے پس دعاء رحمت فرمائی انکے لئے۔ اسپر پھر فرمایا دعاء استغفار کرو اس کے لئے۔ پھر فرمایا کہ علم اٹھا اب جعفر بن ابی طالب نے یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے۔ پھر دعاء رحمت فرمائی اسپر پھر فرمایا دعا مانگو اپنے بھائی جعفر کے لئے پھر فرمایا کہ اب علم اٹھایا عبد اللہ بن رواحہ نے وہ بھی شہید ہوگیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پس دعاء رحمت فرمائی اُس پر اور فرمایا کہ دعا مانگو اپنے بھائی کے لئے۔ پس خبر دی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی گھڑی میں جبکہ وہ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ جنگ و شہادت کا مقام موتہ جو دمشق کے پاس زمین بلقا میں ہوا (جو مدینہ منورہ سے دور فاصلہ پر ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ملاحظہ اپنی چشم مبارک سے فرما رہے تھے۔ اور صحابہ سے اُن کا حال بیان فرما رہے تھے۔

(۱۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۳ سطر ۱۱۔ مصری۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بلفظہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے تحقیق اُٹھائی گئی میرے لئے تمام دنیا کہ میں اسکو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ قیامت تک اسمیں ہونیوالا ہے اسکو دیکھ رہا ہوں۔ ایسا جیسے یہ میرے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔

(۱۷) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۳ ۔ مصری۔

عن حذیفۃ قال قام فینا الحدیث یہ وہی حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۹۰

سطر ۱۸ میں ہے جو صفحہ ۱۶۸ میں درج کی گئی ہے۔

(۱۸) شرح سفر السعادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۲۲۷ بالجملہ نوبتے استسقا می کرد ابو لبابہ بن عبد اللہ کہ یکے از مشاہیر صحابہ بود اہ برخاست وگفت یا رسول اللہ خرما در مربد است اہ در آب باراں خراب خواہد شد بر غم ابی لبابہ فرمود اللّٰھم اسقنا حتیٰ یقوم ابو لبابہ عریانا فیسد ثعلب[۱] مربدہ[۲] بازارہ فامطرت فاجتمعوا الی ابی لبابۃ فقالوا انھا لن تقلع حتیٰ تقوم عریانا فتسد مربدك بازارك كما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل فاستھلت السماء اھ یعنی اے اللہ ہم پر پانی برسا یہاں تک کہ ابو لبابہ ننگا کھڑا ہو اور اپنے مربد کے راستہ کو اپنے ازار سے بند کرے۔ پس مینہ برسا لوگ ابو لبابہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا جبتک تم مطابق فرمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مربد کو بند نہ کروگے تب تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابو لبابہ نے ویسا ہی کیا۔ آسمان صاف ہوگیا۔

(۱۹) مدارج النبوت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۵ جلد اول از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ واثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند انتہیٰ۔ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جس کتاب کی تصنیف کا ذکر فرمایا وہ غالبًا یہ کتاب ہے جس کا نام المدلول بالمنقول فی بیان شمول علم الرسول ہے جو حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی ہے جسکی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے جو دوسری کتاب فوائد النفیسہ کے نام سے ہے اسمیں درج ہے۔

(۲۰) فوائد نفیسہ حضرت شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمۃ وکل واحد من قولہ تعالیٰ وعلمك مالم تکن تعلم وقولہ ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب والغیب اسم الجنس فھو یفید العموم کما تقرر فی اصول الفقہ وحینئذٍ یکون معناہ فیطلعہ علی جمیع الغیوب وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علمت ماکان وما سیکون فی ما رواہ البخاری وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما رواہ احمد والترمذی وصححہ البخاری۔ خلاصہ یہ کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہٗ نے وعلمك مالم تکن تعلم وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب الآیہ فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے۔ اور غیب اسم جنس ہے وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے تو یہ معنے ہوں گے کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے تمام غیبوں پر۔ اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[۱] ثعلب۔ بارش کے پانی نکلنے کی جگہ [۲] مربد۔ وہ جگہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں یا خرما خشک کی جاتی ہیں۔

کا کہ علمت ماکان وما سیکون کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا اور جو آیندہ ہوگا جیسے کہ بخاری نے روایت کیا ہے اور فرمانا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا جیسا کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری نے اسکو صحیح کہا ہے انی قمت من اللیل فتوضات وصلیت ما شاء اللہ فنعست فی صلاتی فا ستثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فقال یا محمد فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالھا ثلاثا قلت لا ادری فرایتہ وضع کفہ بین کتفی حتیٰ وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیئ وعرفت خاص من حیث شخص النبی صلے اللہ علیہ وسلم عام من حیث المعلوم فان المعلوم فی الآیۃ الاولیٰ جمیع المعلومات وفی الآیۃ الثانیۃ جمیع الغیوب وفی الحدیث الاول جمیع الموجودات والمعدومات وفی الحدیث الثانی جمیع الاشیاء ای جمیع المعلومات وکل واحد من ھٰذہ المعلومات الاربعۃ اعم من الغیوب الخمسۃ وغیرھا ونحن بعون اللہ وحسن توفیقہ وتائیدہ اثبتنا بسبعۃ دلائل تعلق علمہ صلے اللہ علیہ وسلم بجمیع المعلومات فضلا عن ھٰذہ الغیوب الخمسۃ فی کتابنا المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول وھو کتاب صنفنا فی ھٰذا الشان انتہیٰ۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا تحقیق ایک رات کو میں اٹھا اور وضو کیا اور نماز پڑھی۔ جب تک اللہ پاک نے چاہا۔ پس اونگھ گیا میں اپنی نماز میں پس بوجھل ہوگیا پس یکایک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کس بات میں ملاء اعلیٰ کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا الیسا اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا۔ پس دیکھا میں نے کہ رکھا ہاتھ قدرت اپنا میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان۔ یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اسکی انگلیوں کی درمیان اپنی چھاتی کے پس روشن ہوگئیں میرے لئے کل چیزیں اور جانا میں نے انکو۔ یہ خاص ہے اس حیثیت سے کہ اس میں خاص کئے گئے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلومات کے۔ پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کے لئے اور دوسری آیت غیوبات کے لئے اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات اور دوسری حدیث میں تمام اشیاء یعنے تمام معلومات اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ عام ہے پانچ غیبوں سے۔ اور انکے غیر کو۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق وتائید سے ثابت کیا دلیلوں کے ساتھ اپنی کتاب المدلول بالمنقول والمعقول فی بیان شمول علم الرسول

ہیں اور ثابت کردیا ہے کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلومات میں ان پانچ غیبوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں رہا اور تمام غیبوں کو شامل ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اسی ہی بحث میں تصنیف کی ہے۔ بلفظہٖ کتاب منیر الدین مؤلفہ مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی سٹیم پریس نل بازار بمبئی نمبر ۹ ۱۳۳۴ھ ٭

(۲۱) عینی شرح صحیح بخاری جلد رابع صفحہ ۲۲۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال خطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج منھم ناسًا ففضحھم الحدیث بلفظہٖ یعنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکلجا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے پس نکالدیئے بہت آدمی اور انکی فضیحت ہوئی یعنے اُن کی رسوائی ہوئی۔

(۲۲) شرح شفا حضرت مُلّا علی قاری جلد اوّل صفحہ ۲۴۱ قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کان المنفقون من الرجال ثلث مائۃ ومن النساء مائۃ وسبعین بلفظہٖ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلایا منافق مرد تین سَو تھے۔ اور عورتیں منافقات ایک سَو ستر تھیں ٭

یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں لیکن ہمکو نہیں پہچانتے۔ اور اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا کر کے رکھدیا۔ اور تعداد بھی بتلادی وہ حکم اللہ تعالیٰ کا ما کان اللہ لیذر المومنین الآیتہ میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے ٭

(۲۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبد الحی مرحوم لکھنوی جلد دوم صفحہ ۹۷ سطر ۲۔ سوائے اسکے ہزار ہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال عباس رضی عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس رضی (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی نے عرض کیا آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سُنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔

اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں انکی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا بلفظ
اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ابتداء خلق سے علم غیب حاصل ہے
لوح محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی۔ شکم مادر میں ہی علم غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم کتب سیر وغیرہ سے علم غیب کا ثبوت

(۱) مناہج النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد اول صفحہ ۱۲۔ یعنے چھ طرفیں جن کو فوق۔ تحت۔ یمین۔ شمال۔ قبل۔ بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور میں ایک جہت کی مانند گردانا ہے۔ **قطعہ**

اے برگزیدۂ حق عالی ہے تیرا پایا — خالق نے شش جہت کو تیرے لئے بنایا
تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلیٰ — سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھکو افضال ایزدی سے — تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم آگے۔ پیچھے، نیچے، اوپر۔ داہیں، باہیں چھ اطراف کو یکساں دیکھتے تھے۔ گویا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں، اور سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔

(۲) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۲۔ ایک بار ناقہ سرور عالم کا گم ہوا تھا۔ منافقوں نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم آسمان کی خبر دیتے ہیں اور نہیں پا سکتے کہ ناقہ ان کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت کو پہنچی۔ فرمایا میں نہیں جانتا اور نہیں پاتا مگر وہ جو کچھ بتلادے اور معلوم کرادے مجھے پروردگار میرا اور بے در پے یہی فرمایا۔ یعنے اسی وقت کہ تحقیق رہنمائی کی مجھے پروردگار نے اوپر اس ناقہ کے وہ ایک جگہ میں ہے اٹکی ہے مہار اسکی ایک درخت میں پس گئے لوگ وہاں اور پایا اسے اسی طرح جسطرح خبر دی تھی حضرت نے الخ بلفظہ۔

(۳) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۱۷۔ ۲۷ جلد اول ۵

نہ مکتب میں گیا وہ سرو آزاد — معلّم کی رہا منت سے آزاد
زہے علم و زہے عقل و زہے فر — تعالیٰ شانہ، اللہ اکبر
وہ اُمّی عالم علم لدُنی، — بمعنے عالم ظاہر ہیں اُمّی
ہے علام الغیوب اُس کا معلّم — وہ آپ عالم کے عالم کا معلّم، بلفظہ

(۴) تفسیر حسینی سورہ جمعہ زیر آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولا کے یہ ابیات

فیض ام الکتاب پروردش　لقب اُمّی ازاں خدا کردش

لوحِ تعلیم ناگرفتہ ببر　ہمہ ز اسرارِ لوح دادہ خبر

بر خط اوست انس و جاں را سر　گر نہ خواند ست خط ازاں چہ خطر　بلفظہ۔

(۵) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۷۲

جو کوئی مطالعہ کرے اُس جناب کے احوال شریف کے تئیں ابتدا سے انتہا تک اور دیکھے تعلیم فرمائی ہے حضرت حق نے اسکی۔ اور کیا اضافہ فرمایا ہے اوپر اُس سرور کے ماکان ومایکون کے علوم اور اسرار کے تئیں۔ یعنے جو علوم اور اسرار کائن اور موجود ہیں اور جو بعد میں ہو نگے بضرورت حاصل ہو اسے۔ یعنے اسے دیکھنے والے کو علم بنوت اس سرور کا بیشک وشبہ قولہ تعالیٰ۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ بلفظہ ؛

(۶) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۴۲ سطر ۱۳

(احادیث معراجیہ) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پوچھا کچھ میرے پروردگار نے مجھ سے پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دست قدرت کے تئیں میرے دونوں شانوں کے درمیان بدون تکییف وتحدید کے پس پایا میں نے اسکے برد کے تئیں یعنے دست قدرت کی خنکی کے تئیں اپنے سینہ کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم الاولین اور آخرین اور تعلیم کیا یعنے سکھایا طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھسے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اسکے تئیں اُٹھانیکی طاقت نہیں رکھتا سوا میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اسکے اظہار اور کتمان کے درمیان .... اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا مجھسے اللہ تعالیٰ نے اسکے پہنچانے پر طرف خاص اور عام کے میری اُمت کے بلفظہ ؛

(۷) ایضاً جلد اول صفحہ ۳۴۳ سطر ۱۸۔ اور اُٹھایا گیا میں یہاں تک کہ پہنچا میں عرش کو پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر عظیم کے تئیں جسکے وصف نہ ادا کر سکیں زبانیں۔ پس نزدیک ہوا مجھسے ایک قطرہ عرش سے اور گرا میری زبان پر پس چکھا میں نے ایسی چیز کو کہ نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں تر اُس سے اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی اور آخرین کی۔ اور روشن گردانا میرے دل کو اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے تئیں۔ پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے تئیں اپنے دل سے۔ اور دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے

جسطرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے بلفظہ ٭

(۸) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۳۴۶ سطر ۵
اور فرمایا فاوحیٰ الی عبدہٖ مااوحیٰ یعنے وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے بندے کے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام کے یعنے وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اور اُس کا رسول۔ دوسرا کیا پاسکتا ہے تمام علوم اور معارف اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے میں داخل ہیں۔ اور تمام کو یہ شامل ہے اور کثرت اور عظمت سے اُسکے ہے جو مبہم لایا اور بیان نہ کیا ان اشارات کے تئیں اوپر اسبات کے کہ سوائے علام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اُس پر احاطہ کرنیوالا نہیں ہوسکتا الخ بلفظہ ٭

(۹) ایضاً جلد اول صفحہ ۳۷۷ سطر ۱۲۔ وصل یہ بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے۔ اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونیوالی ہیں اُنکی خبر دیتے تھے آگاہ ہو کہ علم غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور زبان سے بعضے ولیوں کی ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام سے چنانچہ آں سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر اس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجھکو سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنے حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہیں بلفظہ ٭

(۱۰) نفحات الانس حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۴۹ (حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں) می فرمودند کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست و مامی گوئیم چوں روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔ بلفظہ (از سیف المسلول صفحہ ۲۱) ٭

(۱۱) مصباح الہدایت ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۶۵ فصل سوم در آداب حضرت رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ تعالیٰ بپیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہرا و باطناً واقف و مطلع میند رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم ووقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود واز مخالفت اوسراً و اعلاناً

شرم دارد وہیچ دقیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نگذارد و معظم آداب آنست کہ در خاطر خود مجال ندہد کہ ہیچ آفریدہ را آں بکمال منزلت وعلو مرتبت کہ اورا بود ممکن باشد الخ بلفظہ ۔

لیجئے مفتی جی! لائیے اپنا فتوٰے کفر و شرک کا۔ اور رکھ دیجئے زیر پائے بزرگان

(۱۲) قصیدہ بردہ حضرت شرف الدین بن محمد بوصیری علیہ الرحمۃ ؎

فان من جودك الدنيا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنے پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحر عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک شمہ ہے ۔

توضیح ۔ لوح وہ تختہ قدرت ہے جس پر ما کان وما یکون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے ۔ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں کا ایک ذرہ ہے ۔ کیونکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ خادمان اولیاء کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر وقت پیش نظر رہتی ہے جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ است پیش اولیا از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

(۱۳) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ ۔ دفتر اول صفحہ ۶ بمبئی ۔ حضرت مولانا نے ابوجہل لعین کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے اسمیں سنگریزے لایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کھڑا ہو کر پوچھنے لگا ۔ کہ بتا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! میرے ہاتھ میں کیا ہے ۔ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے اسپر حضور فرماتے ہیں جسکو مولانا علیہ الرحمۃ نے اسطرح لکھا ہے ؎

سنگہا اندر کف بوجہل بود گفت اے احمد بگو نا چیست زود

گر رسولی چیست در مشتم نہاں چوں خبر داری ز راز آسماں

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست

گفت بوجہل ایں دوم نادر ترست گفت آرے حق ازاں قادر ترست

گفت شش پارہ حجر در مشت تست بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست

از میان مشت او ہر پارہ سنگ در شہادت گفتن آمد بے درنگ

لا الہ گفت و الا اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ سفت

چوں شنید از سنگہا بوجہل ایں　　زد زخشم آں سنگہا را بر زمین
گفت بنود مثلِ تو ساحر دگر　　ساحراں را سر توئی و تاج سر
خاک بر فرقش کہ بُد کور لعین　　چشم او ابلیس آمد خاک بیں
معجزہ او دید شد بد بخت رفت　　سوئے کفر و زندقہ سر تیز رفت ۔ بلفظ

دیکھیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے فرمائی اس سے بھی بڑھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم کیسی غیبی پیشنگوئی فرماتے ہیں اسکو بھی حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ اس طرح فرماتے ہیں ؀

(۱۴) مثنوی شریف حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ دفتر چہارم صفحہ ۵۲ - ۵۳ بمبئی ۔ اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی ایک پیشگوئی جو حضرت ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش کی نسبت ہے فرماتے ہیں جو علم غیب کو کیسے ظاہر کیا ہے ؎

ایں طبیباں بدن دانشور ند　　بر مقام تو ز تو واقف تر اند
تا زہ قارورہ ہمے بینند حال　　کہ بدانی تو ازاں رو اعتدال
ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم　　بو برند از تو بہر گو نہ سقم
پس طبیبان الٰہی در جہاں　　چوں ندانند از تو بے گفت دہاں
کاملاں از دور نامت بشنوند　　تا بقعر تار و پودت در روند
حال تو دانند یک یک مو بمو　　زانکہ پُر ہستند از اسرار ھُو
بلکہ پیش از زادن تو سالہا　　دیدہ باشندت بچندیں حالہا
آں شنیدی داستان بایزید　　کہ ز حال بو الحسن پیشیں چہ دید
روزے آں سلطانِ تقویٰ می گذشت　　با مریداں جانب صحرا و دشت
بوئے خوش را عاشقانہ می کشید　　جان او از باد بادہ می چشید ،
بوئے خوش آمد مراو را ناگہاں　　در سوادِ رے ز حدِّ خارقاں
ہم بد آنجا نالۂ مشتاق کرد　　بوئے را از باد استنشاق کرد
چوں درو آثار مستی شد پدید　　یک مرید او را در آں دم در رسید
پس بپرسیدش کہ ایں احوال خوش　　کہ برد لستت از حجاب پنج و شش

گہ سُرخ وگہ زرد وگہ سفید ۔۔۔ می شود روئش چہ حالست و نوید
می کشی بوئے وظاہر نیست گل ۔۔۔ بیشک از غیب است از گلزار گل
قطرہ بر ریز بر مازاں سبو ۔۔۔ شمۂ زانِ گلستان ما بگو
گفت ایں دم بوئے یارے میرسد ۔۔۔ کاندریں دہ شہریارے میرسد
بعد چندیں سال می زائد شہے ۔۔۔ بر زند بر آسماں ہا خرگہے
رو ئش از گلزار حق گلگوں بود ۔۔۔ از من و اندر مقام افزوں بود
چیست نامش گفت نامش بوالحسن ۔۔۔ حلیہ اش وا گفت زابرو و ذقن
قد او و رنگ او و شکل او ۔۔۔ یک بیک وا گفت از گیسو و رو
بر نشتند آنزماں تاریخ را ۔۔۔ از کباب آراستند آں سیخ را
چوں رسید آں وقت آں تاریخ راست ۔۔۔ زادہ شد آں شاہ و نرد ملک باخت
از پس آں سالہا آمد پدید ۔۔۔ بوالحسن بعد وفاتِ بایزید
جملہ خوہائے او از امساک وجود ۔۔۔ آں چناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود
لوحِ محفوظ است پیش اولیا ۔۔۔ از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
نہ نجوم است و نہ رمل است نہ خواب ۔۔۔ وحی حق واللہ اعلم بالصواب
مومنًا[۵] ینظر بنور اللہ شدے ۔۔۔ از خطا و سہوا یمن آمدے

دیکھئے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے خادمان خادم اور خادمانِ خادم ہیں کیسی زبردست وہابیہ کش پیشگوئی حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام۔ سکونت۔ پتہ۔ حلیہ بال بال ذرہ ذرہ۔ قد۔ شکل۔ رنگ وغیرہ سب کچھ فرما دیا۔ اور اس پیشگوئی کو اسی وقت لکھ لیا گیا۔ جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے وصال کے ۳۹ سال بعد حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے۔ اور یہ اسلئے فرمایا کہ لوح محفوظ جہاں قلم قدرت نے سب کچھ ہونیوالا لکھا ہے وہ اولیاء کرام کے پیش نظر رہتی ہے

[۵] مومنًا ینظر الخ یہ مضمون حدیث شریف اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ کا ہے۔ یعنے مومن کی فراست صفائی قلب سے ڈرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے ؁

اور بموجب حدیث شریف مشہورہ اتقوا فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں کتب تواریخ و سیر میں اسطرح لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ ۱۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ شعبان ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔ عمر آپ کی ۱۳۳ سال ہوئی۔ اور حضرت ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ ۳۰۸ھ کو پیدا ہوئے یعنی ۳۹ سال حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد ہوئے۔ اور ۴۲۹ھ یا ۴۲۵ھ بقول مختلف عاشورہ کے دن وفات پائی۔ اللہ اللہ!! بندگان خدا مقبول بارگاہ خالق ارض و سما کیسے کیسے رتبہ و شان کے گذرے ہیں جو علوم غیب کے دریا تھے درانحالیکہ وہ ادنے سے ادنے..... خادم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے اور ان کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے۔

قولہ کلام مجید سے محقق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے۔ اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہ کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی آپ متردد نہ ہوتے۔ درانحالیکہ جس وقت تک حضرت عائشہ رضی کی براءت کے لئے وحی نہ آئی اسوقت آپ اس میں سخت متردد رہے الخ بلفظہ صفحہ ۱۹۔

اقول مولوی جی! ہوش میں آئیے۔ قرآن کریم و احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر کتب سیر سے علم غیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورج کی طرح روشن کر کے دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی آنکھیں روشنی حاصل کرنیکے قابل ہوئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ ظلمت سے نور کی طرف رجوع کریں گے ورنہ چند ھیا ضرور جائیں گے۔ پھر یہ ہوگا ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم		چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین پر اسوقت کے منافقین نے بہتان اور افک قائم کیا تھا۔ اسی افک کو اس وقت کے منافقین بڑے زور سے لگاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ مطہرہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے اپنے دل سے یہ لکھا لکھ صفحہ قرطاس پر لائے۔ کسی یہودی یا نصرانی یا کسی دشمن اہلبیت کا ہی کام ہے ہمارا تو کلیجہ کانپتا ہے آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی۔ اسی واسطے اسکے لکھنے سے پہلے توبہ و استغفار کرتا ہوا الفاظ نقل کفر کفر نباشد بھی لکھدیتا ہوں۔ اور خدا علیم بذات الصدور ہے۔ وہ خود جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفع توہین اور ازالہ مہین کر کے مدح و توصیف و تعریف لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین

نے جن لوگوں کے حصہ میں کر رکھے ہیں اُن کو مبارک ہوں ۔

ہمارا ایمان ہے کہ اس تہمت و بہتان اور افک کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افترا ہے ۔ اور ان کو کیونکر معلوم نہ ہوتا جبکہ خداوند کریم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کر کے اُتار ڈالا ۔ تو پھر اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابل الزام ہو ۔ بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے اور اُن کو خدا کی مار ہے جو ایسے ایسے بے بنیاد اور لغو اہانت آمیز اعتراض کرتے ہیں ۔ حالانکہ اہل سنت وجماعت اس پر اور ایسے اظہار کرنے والوں پر تبرا بھیجتے ہیں ۔

اوّل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں ۔ پھر آپ کے اعتراض کی طرف توجہ کرونگا اور ثابت کرونگا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا

(۱) **مشکوٰۃ شریف** عن ابی سلمہ ان عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عائش ھذا جبریل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وھو یری مالا اری ۔ یعنے حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے اے عائشہ یہ جبرئیل ہیں تجھکو سلام کرتے ہیں ۔ کہا حضرت عائشہ نے جبرائیل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو ۔ اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی ۔ بلفظہ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸ ۔

(۲) **حدیث شریف** عن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اریتک فی المنام ثلث لیال یجیٔ بک الملک فی خرقۃ من حریر فقال لی ھذہٖ امرأتک فکشفت عن وجھک الثوب فاذا انت ھی فقلت ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ ترجمہ ۔ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا مجھسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھکو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات تجھکو فرشتہ میرے پاس لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے ۔ پس جب میں نے تیرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یونہی کریگا کہ تو میرے نکاح میں آویگی ۔ بلفظہ جامع المناقب صفحہ ۱۵۸ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۔ آپ صاحبزادی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت آپکی ام عبداللہ ہے ۔ مروی ہے آپسے کہ عرض کیا میں نے یا رسول تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں ۔ میری کنیت (ص) کیا ہوگی ۔ فرمایا اپنے تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبداللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر دیہاں بھی علم غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ ۔ ۔ ۔

عنہا کے بطن مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہونیوالا نہیں تھا۔ اسلئے آپ کی کنیت ہی ان کی بہن کے لڑکے عبداللہ کے نام سے مقرر کردی) ماں آپ کی ام رومان بنت عمیر بن عامر قبیلہ دہمان سے ہیں۔ اور بعد انتقال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چھ برس کی عمر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اور نو برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ ذبح نہیں ہوا بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں سے آیا تھا۔ اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکام شرعیہ آپ سے معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ جاننے والا حضرت عائشہ سے معانی قرآن اور فرائض و احکام حلال و حرام اور شعر اور علم نسب میں۔

اور مروی ہے آپ سے کہ مجھکو تمام ازواج مطہرات میں دس چیزوں کے ساتھ فضیلت اور خصوصیت ہے:۔

اوّل - باکرہ عورت سوائے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی ٭

دوم - کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوائے میرے ٭

سوم - قبل اسکے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں جبرائیل علیہ السلام نے پارہ حریر میں میری صورت آپ کو دکھلائی اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجئے ٭

چہارم - ایک ظرف سے میں نے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا۔

پنجم - کسی بی بی کے اوڑھنے بچھونے میں وحی نازل نہیں ہوئی سوا میرے

ششم - میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔

ہفتم - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال میری گود میں ہوا ٭

ہشتم - وفات آپ کی میرے مکان میں میری باری کے دن ہوئی ٭

نہم - وقت ارتحال سرور عالم میرا لعاب دہن بسبب اس مسواک کے جو میں نے اپنے دانتوں سے چبا کر آپ کو دی تھی آپ کے منھ میں رہا۔

دہم - میرے ہی حجرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوئے - بلفظہ جامع المناقب صفحہ ۱۵۹۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام امہات المومنین کے

مصارف کیواسطے دس ہزار درہم مقرر کئے ۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تنہا کیواسطے بارہ ہزار ۔ اور فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق کہ وہ محبوبہ رسول خدا ہیں ۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں ۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یوں کہتے حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حدیث بیان کی مجھسے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے ۔ اور محبوب ہیں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۔ بلفظہ ۔ جامع المناقب صفحہ ۱۶۰

آپ فرماتی ہیں ۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تو میرے درجہ میں ہونا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامان دنیا سے مقدار زاد راہ ایک مسافر کے تجھکو کافی ہے ۔ اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھ تا وقتیکہ اسمیں پیوند نہ لگے ۔ اور پرہیز کر امیروں اور دولتمندوں کی مجلس سے ۔ لکھاہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی مؤثر ہوئی کہ آپ نے کبھی تونگری کو فقر پر پسند نہیں کیا اور ایک حبہ جمع نہ کیا ۔ چنانچہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیراہن میں پیوند لگا ہوا تھا ۔ اور ستر ہزار درہم فی سبیل اللہ صدقہ کردئے ۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ میں سو ہزار درہم آپ کیواسطے بھیجے ۔ آپ نے جلسۂ واحد میں ان سب کو اقارب اور فقراء پر تقسیم کر دیا ۔ اور اس روز صائم تھیں اور وقت افطار لونڈی سے کھانا طلب کیا جبکہ خرمے اور تھوڑی سی روٹی وہ لے آئی ۔ اسوقت ایک ضعیفہ موجود تھی ۔ یہ حالت دیکھکر اسنے عرض کیا یا ام المومنین اسقدر درہم آپنے خیرات کردیئے اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا کہ جس سے افطار کرتیں ۔ فرمایا اگر تو پہلے سے یاد دلاتی تو ایسا کرتی ۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے اور کیا سخاوت ہے

آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں ہیں ۔ (۲۲۱۰)

ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں ۔

آپ کے انتقال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا بشارت ہو تم کو اے عائشہ کہ تم زوجہ رسول تھیں اور سوائے تمھارے کسی باکرہ سے آپنے نکاح نہیں کیا ۔ اور برأت تمھاری آسمان سے نازل ہوئی ۔ بعد اُن کے عبداللہ بن زبیر آئے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی اور میں دوست

نہیں رکھتی ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے۔ کاش کے میں ایک درخت ہوتی کہ مجھکو کاٹتے۔ کاش میں ایک پتھر ہوتی کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو ذکوان میرا غلام اتارے۔ اور قبر کو راست کرے بعد اس کے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ و فریاد کی پیدا ہوئی اسوقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اس نے آکر آپ کے انتقال کی خبر دی ام سلمہ گریاں ہوئیں اور کہا رحمت حق تعالیٰ کی عائشہ رضؓ پر ہو کہ وہ دوست ترین مردم تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بعد اپنے باپ یعنے حضرت ابوبکر صدیق کے یہ واقعہ شب سہ شنبہ سترھویں رمضان ۵۸ھ ہجری کو بعمر چھیاسٹھ سال کے ہوا۔ اور نماز جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر او عبداللہ بن عبدالرحمن ابن ابی بکر نے قبر میں اتارا انا للہ وانا الیہ راجعون بلفظہ جامع المناقب صفحہ ۱۶۱ ؎

یہ ہے ایک شمہ حالات و مناقبات حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو محبوبہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جنہوں نے افک اور بہتان لگایا تھا انہیں کی سنت کے مطابق اسوقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اس کا احیا کر رہے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؎

اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کی وجہ سے متردد رہے۔ اگر علم غیب ہوتا تو سخت متردد کیوں ہوتے۔ یہ آپکا اعتراض ہے ؎

میں کہتا ہوں کہ جو اقوال وہابیہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط و لط دیکھ لیے اسی پر آپ کا دارو مدار ہے۔ مادہ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپکو لازم تھا کہ قرآن شریف کو پڑھکر دیکھتے۔ پھر احادیث شریفہ پر نظر کرتے۔ پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے تو ایسا اعتراض نہ کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنج کرنا یا متردد ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا۔ بلکہ اس سبب سے تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزا کرتے تھے دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ یعنے تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی باتوں سے آزردہ دل ہوتے ہو۔ اسکی تحقیق :-

تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ زیر آیت قولہ ان الذین جاءو بالافک

عصمۃ الآیۃ والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون الآیۃ الخ یعنے جواب دوسرے اعتراض کا کہ اکثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی طعنہ زنی اور بدکلامی سے رنجیدہ دل رہتے تھے۔ باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ قول اُن کے لغویات سے ہیں۔ اور فرمان خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ تم رنجیدہ خاطر یا آزردہ دل ہوئے یا رہتے ہو۔ منافقوں یا کافروں کے کہنے سے۔ یا اُن کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس معاملہ میں خاموش اسلیے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اسکا فیصلہ فرمائیگا میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا۔ جس میں منافقین کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اسکی تصدیق اس طرح پر ہوتی ہے:۔

شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فتح الباری جلد ہشتم صفحہ ۳۶۸۔ وفیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم کان لا یحکم لنفسہ الا بعد نزول الوحی لانہ صلے اللہ علیہ وسلم لم یجزم فی القصۃ بشئ قبل الوحی۔ لخ بلفظہ یعنے اسمیں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارہ میں بلانزول وحی حکم نہیں فرماتے تھے۔ نہ یہ کہ حضور نے قصہ افک میں قبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا۔ اسلیے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکا علم پورا پورا تھا کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے اور چاہتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حکم سے اسکا فیصلہ کرے اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ احسن طور پر کریگا۔ اسی عرصہ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گئی۔ تو آپ نے خطبہ فرما کر یوں ارشاد فرمایا۔

صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۷ سطر ۳۲ مصری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اھلی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا بلفظہ۔ یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہے یا کوئی ایسا ہے جو اس کا بدلہ لے اس آدمی سے جسنے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے۔ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے۔ اور جس مرد (صفوان) کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی پاک ہے۔ ٭

مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اسطرح پر لکھا ہے عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی فواللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا متفق علیہ یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون شخص ہے بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس اس عذر کو سننے والا اس شخص سے جو مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس شخص نے میرے اہلبیت کی ایذا رسانی کی ہے۔ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

تیسری ایک حدیث شریف صحیحین میں اس طرح پر ہے:۔ عن عائشۃ فقال رسول اللہ صلے علیہ وسلم یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھل بیتی واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا وما کان یدخل علی اھلی الا معی۔ یعنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کرکے بدلہ لیوے اس مرد سے جسکی ایذا اور تکلیف میرے اہلبیت کو یعنی میری گھر والی کو پہنچی سو قسم خدا کی نہیں جانتا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک۔ اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے ایسے مرد کا جسکو میں جانتا ہوں۔ اور نہیں جاتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ۔

ف۔ یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے۔ جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے۔ اور میں آپ کے ساتھ تھی۔ وقت واپسی مدینہ کے قریب قیام تھا پھر شب کو کوچ کی خبر ہوئی۔ اس وقت میں رفع حاجت کیواسطے لشکر کے باہر چلی گئی تھی اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرا گلے کا ہار وہیں گم پڑا ہے۔ میں اس کے ڈھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا۔ اور جو شخص میرے کجاوے اٹھانے پر مقرر تھا اس نے اسے اٹھا کر اونٹ پر کس دیا اور بہ سبب اس کے کہ میں اسوقت پتلی اور دبلی لاغر تھی کچھ اسکو تمیز نہ ہوا کہ اسمیں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا۔ ناچار میں اسی جگہ بیٹھ گئی بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا تو لوگ لینے کو آوینگے۔ پھر صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کیواسطے رہا کرتے تھے اس مقام پر پہنچے اور مجھکو سوتا دیکھا اور پہچانا۔ بدیں سبب کہ نزول آیت حجاب سے قبل انہوں نے مجھکو دیکھا ہوا تھا۔

پھر نہایت افسوس اور تعجب سے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ یہ پیغمبر کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی اور ان کی اور بات میں نے نہیں سنی۔ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور میں سوار ہو گئی وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچی تو تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی الخ (بہت لمبی حدیث ہے) پھر حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حدیث فرمائی۔ اور فرمایا کہ اے گروہ مسلمان کوئی اس منافق سے۔ یعنے عبداللہ بن سلول سے میرا بدلہ لیوے کہ ناحق میرے گھر کے لوگوں کو تہمت لگائی۔ اسوقت سعد بن معاذ رضی عنہ جو قوم اوس کے سردار تھے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کا بدلہ لینے کو تیار ہوں اگر تہمت کرنے والا میری قوم یعنے اس سے ہو تو میں اسکی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم یعنی خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں۔ اسوقت سعد بن عبادہ قوم خزرج کے سردار نے اپنی قوم کی پیچ سے کہا کہ اے ابن معاذ تو زیادہ گوئی کرتا ہے ہماری قوم والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں۔ اور اپنی قوم کی بھی تو حمایت کریگا۔ پھر اسید بن حضیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی نے کہا اے سعد بن عبادہ تو زیادہ گوئی کرتا ہے قسم خدا کی ہم تہمت کرنے والے کو قتل کرینگے۔ کیا تو منافق ہے جو تہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے۔ غرض قریب تھا کہ کشت وخون ہوئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کو چپ کیا۔ الخ ؂

اسکے بعد قرآن شریف میں سورہ نور کا نزول ہے جسمیں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ کی بریت کا ذکر ہے اور افک لگانے والوں کو سزا شرعی دیگئی لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی پاکی کا علم پہلے ہی سے تھا۔ اعتراض وہابیہ غلط اور جھوٹا ہے ؂

اور سنئے اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ تو اس سے علام علمیت غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمایاں ہوتی ہے ؂

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموجب حکم خداوندی شاورھم فی الامر مشورہ صحابہ کرام سے ضرور فرمایا۔ جس سے علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشورہ فرمایا اور صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے مجھکو اور میرے اہلبیت کو ایذا پہنچائی گئی ہے۔ اس شخص سے جسنے یہ افک برپا کیا ہے بدلا لینا چاہیے۔ تب صحابہ میں سخت شور مچ پیدا ہو گئی۔ اور پھر یہ مشورہ بھی کیا گیا کہ افک لگانیوالے کو کیا سزا ملنی چاہیے اور یہ مشورہ بھی اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابہ کرام کو بلایا گیا ہو۔ بلکہ جیسے جیسے۔۔۔۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اُن سے بات چیت ہوتی رہی اور اس بات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی اور علم غیب کی تقویت۔ اگر مشورہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام کے خیالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت اور عصمت پر معلوم نہ ہوتے۔ سُنئے وہ مشورہ جسکا ذکر ہے وہ یوں

(۱) تفسیر مدارک التنزیل روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی اکثر اوقاته فی البیت) فدخل علیه عمر فاستشاره فی تلك الواقعة الحدیث (آسانی اور عام فہم ہونے کے لئے صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے) یعنے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر آئے۔ پس اعلم عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اس واقعہ میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپکے جسد مبارک پر مکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا ہے کیونکہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں۔ اور اسمیں لتھڑ جاتی ہیں۔ پس جبکہ اللہ پاک نے اسقدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیونکر آپ کو محفوظ نہ رکھیگا ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپکا سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھدے یا کہیں زمین ناپاک ہو۔ پس اللہ پاک نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایہ مبارک پر اپنا قدم رکھے تو کیونکر وہ قدرت دے سکتا ہے کسی کو جو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوئے ظن کرے۔ اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپکے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ پس اچانک آپ نے نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دیا۔ پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباع جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا گیا۔ یعنے جب آپنے

نعلین مبارک اتار دو تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لئے اتار دیا۔ یہ سنکر
آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے انکے اتارنے کے لئے کہا
کہ ان میں کمال نظافت نہیں۔ قدرے رینٹ لگی ہوئی ہے۔ پس جب اللہ پاک نے اس امر
پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے نعلین مبارک پر کچھ رینٹھا ہے ان کے اتار دینے کا حکم دیا ان
دونوں کی آلودگی کی وجہ سے۔ تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دیگا جبکہ وہ برائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔
(منیر الدین صفحہ ۱۷۵) ❊

(۲) مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جلد دوم صفحہ ۲۲۱

آنچہ مذکور است در صحیح بخاری ہمیں است کہ از علی و اسامہ و بریرہ (رضی اللہ عنہم) پرسید و ایشاں ایں
جواب گفتند۔ اما بعض علماء سیر قصہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما و مشاورت آں
حضرت علیہ السلام بایشاں و جواب داون ایشاں ذکر کردہ اند و در آنجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق
ایشاں گفتہ اما عمر (رضی اللہ عنہ) گفت یا رسول اللہ مگس بر اندام تو نمی نشیند بجہت آنکہ مگس
بر نجاست و مستقذرات می افتد و پایہائے او آلودہ باں میگردد و خدائی تعالیٰ از آں نگاہ میدارد
پس چگونہ ترا از کسے کہ بہ بد ترین چیزہا آلودہ باشد نگاہ ندارد و عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)
گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبادا بر زمین نجس افتد و حق تعالیٰ چوں صیانت
سایہ تو بدیں مشابہ می کند چگونہ صیانت حرم محترم تو از ناشائستہ نکند و علی مرتضےٰ
(رضی اللہ عنہ) گفت حق تعالیٰ روا نداشت کہ نعلین ملوث در نماز در پائے مبارک تو باشد
و خبر کرد ترا تا بکشی آں را از پائے مبارک خود۔ اگر ایں امر واقع بودے خبر کردے ترا بداں
خاطر جمع دار کہ بحقیقت حال ترا خبر خواہند کرد۔ چوں آنحضرت ایں سخناں را شنید بمسجد رفت
و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت دہد مرا و انتقام کشد الخ بلفظہ۔ منیر الدین صفحہ ۱۷۶ ❊

یہ ہے مشورہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب حال معلوم نہ تھا۔ لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اسکا فیصلہ
احسن وجوہ پر فرمائے گا۔ اور اس پر ان کو یقین کامل تھا۔ اسی واسطے آپ نے خود حکم
نہیں دیا۔ اور حکم ستر ابھی ایسے افک لگانیوالوں کے لئے نازل ہونیوالا تھا۔
جس کے مطابق منافقوں اور یہاں ہیں ہاں ملانیوالوں کے لئے سزا دیجاتی لیکن مسلمانوں میں اسوقت منافق لوگ موجود
ہیں اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو لازم تھا اسی ....
بات کو زبان پر نہ لائے اور اعتراض اور توہین کرنیوالوں کو جو نصرانی خاصیت رکھتے ہیں

اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا جس کا ذکر اس طرح پر ہے۔ سنئے

(۳) ارشاد الساری جلد چہارم صفحہ ۳۸۴ میں امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں

ترجمہ صفدری علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا۔ پس نصرانی نے اثناء گفتگو میں بوجہ کالا دل ہونیکے اور بغض وکینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہونیکے طنزاً اور طعناً یہ کہا کہ اے مسلم کیا صورت تھی تمہارے نبی کی زوجہ عائشہ (علیہا السلام) کی انکی سواری کے پیچھے رہ جانے میں تمہارے نبی کے نزدیک جس حال میں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہ) اپنے ہار کے گم کرنیکا عذر پیش کرتی تھیں۔ پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے اے نصرانی اسکی صورت مریم بنت عمران (سلام اللہ علیہا) کے صورت کے مانند تھی۔ جبکہ وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو اٹھائے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے۔ پس جبکہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں براءت مریم کا تو ہم بھی مثل اسکے اعتقاد رکھتے ہیں اپنے دین میں براءت عائشہ سلام اللہ علیہا کا زوجہ نبی اپنے سے۔ پس خاموش ہوگیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا۔ ختم ہوا ترجمہ منیر الدین صفحہ ۱۷

لیجئے اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر دکھلاتا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت از بہتان کا حال پہلے ہی معلوم تھا۔ وہو ہذا۔

(۴) وسیلہ جلیلہ مصنفہ حضرت مولانا وکیل احمد صاحب صفحہ ۱۶۶

جو تھا شبہ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **علم غیب بالعرض ماکان ومایکون** کا تسلیم کیا گیا تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں آپ کو کیوں تردد رہا۔ جب وحی نازل ہوئی آپ کو اطمینان ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں یہ بڑا شبہ خیال کیا جاتا ہے شاید مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھکر حجت پیش نہ کر سکے۔ مولوی خرم علی (وہابی) نے یہ شبہ پیش کیا ہے نصیحت المسلمین میں ہے۔ اور کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی۔ حضرت کو نہایت رنج ہوا۔ جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو غم کیوں ہوتا۔ فقط

ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناشی ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اصل واقعہ میں سرمو تردد نہیں تھا منافقین کی

شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا اس امر میں وحی کے قبل جو کچھ آپنے تفتیش فرمائی اسمیں محض تشریح منظور تھی۔ وحی سے آپ برات چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بند ہو۔ ایسی صورت میں کہ کفار طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھولے توڑتے ہوں۔ اور ہر زہ سرائی میں مشغول ہوں بدوں تمسک وحی کے مقتضائے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر برات فرماتے چونکہ وحی میں توقف ہوا اور منافقین کی زبان بڑھتی چلی۔ آپ کو زیادہ تردد ہوا۔ اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یاوہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے۔ یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اھلی واللہ ماعلمت علی اھلی الا خیرا یعنے اے گروہ مسلمانان کے کون شخص مجھ سے معذرت کریگا ایسے شخص کی جسنے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی۔ خدا کی قسم ہم کو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔ یہاں علم بمعنے اذعان ہے۔ تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپکو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں اطمینان کلی تھا صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا انتہی۔ بلفظہ۔

اسی طرح اہلسنت وجماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی درج ہے۔ زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ اور خلاصہ یہ ہے:۔

سب سے زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی نبی کے جسم یا ثوب یا اہل یا عیال کسی متعلق میں ایسی بات ہو جو اس نبی سے موجب نفرت ہو اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ باعث ذلت ہو تو تمام انبیا علیہم کا ایسی باتوں سے منزہ ہونا واجب ہے۔ اور ہر نبی قبل از ظہور نبوت بھی بالیقین ان تمام باتوں کو جانتا ہے جو اللہ عز وجل یا انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔ نبی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔ سو یقینًا قطعًا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام المومنین صدیقہ و تمام ازواج مطہرات و بنات مکرمات کی برات وطہارت یقینًا جانتے تھے۔ اور اسمیں شک وشبہ سے مبرا اور منزہ تھے۔

قولہ حنفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو نبی علیہ السلام کو غیب داں اعتقاد کرے۔ فتاوی بزازیہ میں ہے لو تزوج بلا شھود قال خدا ورسول و فرشتگان را گواہ کردم یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب خدا اور رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح

کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ اسنے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب داں جانا۔ اور بحر الرائق میں ہے۔ الخ صفحہ ۲۰ ؀

اقول سفی جی! آپنے فتاویٰ بزازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی وہابیہ رسالہ سے نقل کی ہے مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ دراصل یہ عبارت فتاوےٰ قاضیخاں علیہ الرحمۃ کی ہے جو قطع و برید کرکے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت قاضیخاں علیہ الرحمۃ چھٹی صدی میں ہوئے اور فتوےٰ بزازیہ والے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمۃ نوی صدی میں تین سو سال کے بعد گزرے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں فتاویٰ قاضیخاں سے لکھا گیا جسکی اصل عبارت دو جگہ پر اس طرح ہے:۔

اول۔ فتاویٰ قاضیخاں جلد اول صفحہ ۱۵۷ (فصل فی شرائط النکاح) رجل تزوج امرءۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ کان باطلا لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بشہود وکل نکاح یکون بشہادۃ وبعضہم جعلوا ذالک کفرا لانہ یعتقد ان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو کفر۔ انتہی بلفظہ۔ یعنے ایک آدمی نے ایک عورت کیساتھ نکاح کیا اللہ اور اسکے رسول کی گواہی پر یہ باطل ہے بموجب ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح بغیر شہادت گواہان کے نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک نکاح میں گواہان ہونے چاہئیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اسکو کفر نہیں جانتے) اس لئے کہ اس بات کا اعتقاد کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **خود بخود** علم غیب جانتے تھے۔

دیکھئے اس عبارت میں بعض علماء کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علماء اس کے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں گو نکاح باطل ہو اور آپنے سب حنفیوں کا عقیدہ لکھدیا ؀

دوم۔ فتاویٰ قاضیخاں جلد چہارم صفحہ ۸۶۸ (کتاب السیر باب مایکون کفرا وما لایکون) رجل تزوج امرءۃ بغیر شہود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ماکان یعلم الغیب۔ الخ بلفظہ۔

یعنے ایک شخص نے ایک عورت کیساتھ بلا گواہوں کے نکاح کیا اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گواہ کرتے ہیں کہا بعض فقہانے کہ ایسا

کہنا کفر ہے کیونکہ انہوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا اعتقاد کیا۔
دیکھیے۔ اپنی دیانت کو کہ آپ نے دونوں عبارات کو پورا پورا نقل نہیں کیا۔ بلکہ لفظ بعضہم کو پہلی عبارت سے اور لفظ قالوا کو اُس دوسری عبارت سے نکال ڈالا جو آپ کے خلاف تھا۔ اور یہ لفظ فرشتگان اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمانداری اور فتوے نگاری ہو تو ایسی ہی ہو جزاک اللہ۔
اب میں لفظ قالوا کہ جسکو آپ نے کسی اُستاد کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال ڈالا ہے بتلاتا ہوں اسکا سبب معلوم کیجیے۔ اور یہ بھی کہ خدا اور رسول کے گواہ کرنے میں آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اہلسنت وجماعت کا یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجیے۔

(۱) ردالمختار حاشیہ درمختار جلد پنجم صفحہ ۵۴۴ مقبولہ ومسلمہ عرب وعجم (معروف بہ شامی) الف لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ اھ یعنے لفظ قالوا کا ذکر اسمیں کیا جاتا ہے جسمیں علماء کا باہمی خلاف ہوتا ہے جسکی تصریح کی گئی ہے ۔

(۲) عقود الدریہ بہ تنقیح الحامدیہ جلد دوم صفحہ ۳۶۷ (مصنفہ حضرت محمد امین مشہور با بن عابدین شامی علیہ الرحمۃ (ب)
فائدہ۔ لفظ قالوا یستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایہ فی کتاب الغصب ان فی لفظ قالوا اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔ اھ یعنی فائدہ کرکے لکھا ہے کہ لفظ قالوا کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہے جبکہ مشائخ میں کسی مسئلہ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح نہایہ کی کتاب الغصب میں ہے تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اسمیں ضعف ہے۔ یعنی روایت ضعیف ہے۔

(۳) فوائد البہیہ فی تراجم حنفیہ صفحہ ۱۰۱۔ فائدہ۔ لفظ قالوا یستعمل فیما فیہ اختلاف المشائخ کذا فی النہایہ کتاب الغصب وفی العنایہ والبنایہ فی باب مایفسد الصلوۃ وذکر ابن الھمام فی فتح القدیر فی باب مایوجب القضاء والکفارۃ من کتاب الصوم ..... وکذا ذکر سعد الدین تفتازانی فی حواشی الکشاف ان فی لفظ قالوا اشارۃ الی ضعف ما قالوا۔ اھ یعنے لفظ قالوا کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون میں جسمیں کہ مشائخ کا اختلاف ہوتا ہے اسی طرح نہایہ کی کتاب الغصب میں ہے۔ اور عنایہ والبنایہ کے باب مایفسد الصلوۃ میں ہے۔ اور ذکر کیا ہے ابن ہمام نے فتح القدیر کے باب مایوجب القضاء والکفارۃ کتاب الصوم میں۔ اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین تفتازانی نے حواشی کشاف میں ---- کہ تحقیق لفظ قالوا میں اشارہ ضعف کا ہے

یعنے یہ قول ضعیف ہے ✽

(۴) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صفحہ ۴۰۲ (آخر بحث قنوت) حضرت قاضیخاں علیہ الرحمۃ کی عبارت اس طرح درج ہے۔ وکلام قاضیخاں یشیر الی عدم اختیارہ لحیث قال واذا صلے علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی من الائمۃ الخ بلفظہ۔ یعنی کلام قاضیخاں میں اشارہ ہے۔ اسکے عدم اختیار کرنے کیطرف جیسا کہا ہے اور جسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود وسلام پڑھا جائے۔ قنوت میں کہا انہوں نے (یعنی فقہائے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدہ اخیر میں درود وسلام نہ پڑھا جائے پس اس اسکے قول میں لفظ قالوا عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ یہ بات آئمہ سے مروی نہیں ہے ✽

پس ان تمام روایات کتب معتبرات سے ثابت ہوگیا کہ قاضیخاں علیہ الرحمۃ کی تحریر میں لفظ قالوا درج ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے جسکی بابت درمختار میں لکھا ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع۔ یعنے حکم اور فتویٰ قول مرجوح پر دینا جہل اور اجماع کا توڑنا ہے یعنے خلاف اجماع ہے۔ ردّ ہوگیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے جس نے خدا اور رسول کی شہادت پر نکاح کیا۔"

اچھا کہئیے اور ذرہ سوچکر کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ویکون الرسول علیکم شھیدا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تم پر اے لوگو گواہ ہیں۔ تفسیر عزیزی کی مفصل عبارت پیچھے درج کرچکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نبوت سے سب حالات نیک وبد اور تمہارے سارے اعمال روزمرہ دیکھ رہے ہیں۔ جس پر وہ گواہ ہیں اور گواہی دیں گے۔ اور وہ گواہی مقبول ہے تو کیا اس مرد وعورت کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دینگے۔ جب وہ ان کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں اور ان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ وہ ضرور اور بالضرور شہادت دینگے۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دیں۔ نتیجہ یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ گواہی دیں گے۔ البتہ اس سے انکار کرنیوالا ضرور کافر ہے اس لئے کہ وہ نص کا منکر ہے ✽

اب اور لیجیے۔ اسی نکاح کی بابت کتب فقہ معتبرات کو دیکھیے

(۵) درمختار کتاب النکاح تزوج بشہادۃ اللّٰہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یجز قیل یکفر۔ یعنی اگر نکاح کیا کسی نے اللّٰہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر تو جائز نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اس کا حاشیہ شامی دیکھیے۔

(۶) رد المحتار شامی حاشیہ بالا درمختار جلد دوم صفحہ ۲۷۶ سطر ۲۱ مطبوعہ مجتبائی دہلی (قولہ قیل یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللّٰہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین الخ بلفظہ۔ ترجمہ۔ یعنی یہ قول ضعیف (قیل یکفر) اس واسطے کہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب خود بخود جانتے ہیں۔ کہا فتاویٰ تاتارخانیہ اور حجۃ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ تمام اشیاء آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران علیہم السلام بعض غیب جانتے ہیں جیسے کہ فرمایا اللّٰہ تعالیٰ نے۔ کہ عالم الغیب ہے وہ اللّٰہ تعالیٰ نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو کسی شخص پر لیکن جس کسی نبی یا رسول کو پسند فرماتا ہے۔ اس کو علم غیب عطا فرماتا ہے (حضرت شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں۔ بلکہ کتب عقائد میں لکھا ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے ہے بعض غیب پر اطلاع پانا۔ اور یہ امر معتزلہ فرقہ کا رد ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنز الدقائق کتاب النکاح، والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء اھ یعنی صحیح یہی ہے۔ کہ (خدا اور رسول کی شہادت پر گواہ نکاح میں کرنے والا) وہ کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اور تمام اشیاء اُن کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔

(۸) خزانة الروایات (باب النکاح) وفی المضمرات والصحیح انه لا یکفر لان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیهم الاشیاء فلا یکون کفراً۔ اھ
یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ نکاح کرنیوالا کافر نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام علم غیب جانتے ہیں۔ اور تمام چیزیں اُن کے روبرو پیش کیجاتی ہیں ؛

(۹) مجموعہ خانی جلد ثانی صفحہ ۶۔ در فتاویٰ حجۃ می گوید صحیح آنست کہ آں مرد کافر نمی شود زیراکہ اعمال بندگان بر پیغمبر صلے اللہ علیہ والہ وسلم عرض می کنند۔ پس غیب نباشد ملخصاً لیجئے۔ مفتی جی! ان تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہوگیا کہ جو شخص خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز ہرگز کافر نہیں ہوتا اور یہی صحیح ہے۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اور یہی عقیدہ مذہب اہلسنّت وجماعت احناف کا ہے۔ اور جن علماء یعنی قاضیخاں وبزازی علیہ الرحمۃ نے کفر کا لفظ تحریر کیا ہے۔ وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوح فرمارہے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر اور صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تاکیدی یہ ہے کہ نکاح کیوقت دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں۔ جو شخص اس کے خلاف کریگا یا اس سے انکار کریگا وہ واقعی کافر ہوجائیگا لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب سمجھا۔ دیکھئے اسکی تصدیق یوں ہے۔

(۱۰) طحطاوی حاشیہ درمختار میں اسی مسئلہ کو اسطرح پر لکھا ہے :۔
قوله یکفر لعل وجهه انه حلل ماحرم الله تعالیٰ لان الله تعالیٰ لم یحل الانکاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذالك فقد خالف۔ اھ یعنی یہ قول کہ نکاح کرنیوالا کافر ہوجاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسنے حلال اعتقاد کیا اُس چیز کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک دو گواہ آدمی اُس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں۔ پس جبکہ اُسنے اعتقاد کیا۔ اس بات کا کہ نکاح بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے پس اُسنے مخالفت کی حکم خداوندی کی اسلئے وہ کافر ہوگیا) ؛

ایک بات اور بھی آپنے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السّلام کو عالم الغیب کہے وہ بھی کافر ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانیوالا ہوں۔ تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا۔ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡہَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡہَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ (سورہ بقرہ) یعنے فرشتوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو زمین میں فساد اور خونریزی کریگا۔ فرمایئے یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کہدی۔ اور کہاں سے کہدی۔ یہ خبر ان کو کس نے بتلائی۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی ان سے پوچھا نہیں کہ تم یہ غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔ تم تو کافر ہوگئے تم نے غیب کی بات کہدی۔ اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غیب کی بات کا انکار فرمایا۔ صرف اتنا فرمایا۔ کہ جو جو اسرار آدم علیہ السّلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں۔ وہ تم نہیں جانتے۔ یعنے جو بات تم کہتے ہو۔ وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السّلام کا پیدا کرنا اور آخر دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعٰلمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔ کیا کہئے۔ مولوی جی! یہ فرشتے بھی سبکے سب آپ کے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ العیاذ باللہ

اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرد و عورت کے نکاح کی خبر فرشتوں کو کسطرح ہوئی۔ اور وہ حاضر کیسے ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے تو ضرور ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں۔ یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ۙ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ ۙ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ (سورۃ انفطار) (یعنی تمھارے پر محافظ مقرر ہیں سردار لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ جو تم کرتے ہو) پر بھی ایمان و ایقان نہیں ۞

یہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہا ہے۔ کہ وہ فرشتے جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ پس اس صورت میں نکاح کرنیوالے مرد اور عورت کیساتھ دو دو فرشتے ہر وقت حاضر و ناظر رہتے ہیں اور حاضر تھے بجائے دو گواہاں کے چار گواہ موجود ہوئے۔ تو پھر کیونکر انکا نکاح نہ ہوا۔ آپکا اعتقاد ہے کہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت پر نکاح نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے۔ یا یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب نہیں جانتے جو نکاح کے وقت حاضر ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح کے وقت حاضر نہیں ہوتا یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت حاضر ہو سکے۔ لیکن ہمارا اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہے کہ نکاح کے وقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری میں نکاح نہ ہونے

یا ناجائز ہونیکی وجہ انکی حاضری یا غیر حاضری یا علم غیب کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اسکی وجہ وہی ہے جو میں صفحہ ۱۴۸ کے نمبر ۱ پر عبارت طحطاوی حاشیہ درمختار کی نقل کر چکا ہوں۔ یعنی دو گواہان کا جنس انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر ہونا ضروری ہے تاکہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مرد و عورت میں ناچاقی و شکر رنجی کی صورت پیدا ہو اور اُن میں سے کوئی ایک نکاح سے انکار کرے یا مہر مقررہ سے منکر ہو یا خدانخواستہ کچہری حکام میں مقدمہ دائر ہو جائے تو اُس جگہ یہ دونوں گواہ حاضر ہو سکیں اور شہادت ادا کریں کیونکہ خداوند تعالیٰ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا فرشتگان کو کچہری یا غیر کچہری میں کسی فرد بشر یا حاکم کو طلب کرنیکی مجال اور طاقت اور قدرت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ دو گواہان کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا۔ یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اسباب پر غور ہی نہیں کیا۔ اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھدیں۔ خیر اب بھی اُمید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں۔ غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے ؎

باز گر دیدن ندارد سود جاہل راز جہل قلب ناداں گر کجی صد بار ناداں میشود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے۔ جس کا تعلق علم غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے رد میں لکھی تو میں نے اسکی کتاب ازالہ اوہام کے صفحات ۶۸۹-۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی ملخصاً تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچہری میں نکال کر مرزائیوں کو دی۔ اور انہوں نے کچہری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی موسےٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی الارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب الحدیث بات یہ تھی کہ مسلمانوں نے جب قادیانی پر اعتراضات کئے کہ تمام الہام تمہارے غلط اور جھوٹ ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ اور اسکی تائید میں ازالہ ادھام کے صفحہ ۶۲۹ میں لکھا کہ چار سو نبیوں نے بھی جھوٹ بولا تھا۔ کہ ایک بادشاہ کی فتح کی انہوں نے پیشگوئی کی تھی۔ جو جھوٹی نکلی تھی۔ اور بادشاہ مذکور اسی میدان میں مارا

گیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غلطی کھائی۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے اُسنے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپ کے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو کچہری میں پیش کروایا۔

ترجمہ حدیث شریف کیا جاتا ہے۔ جو کچہری میں نہیں کیا گیا۔ صرف یہ کہا گیا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں۔ وہ یمامہ یا ہجر ہے۔ مگر درصل وہ مدینہ تھا۔ یہ اُنکی اجتہادی غلطی تھی۔

اس پر میں نے کہا۔ کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اسکے معنی اور مطلب بتاتا ہوں۔ لیکن مجوزنے فرمایا۔ کہ جسقدر ملزمان چاہتے ہیں اُسنا ہی لکھا جائیگا۔ جسوقت تمہاری باری آئیگی۔ اُسوقت تم اُس کا مطلب بیان کرنا۔ آخر یہ ہوا۔ کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کرنیکا وقت آیا تو لکھنے سے انکار کردیا۔ جیسے کہ مثل کچہری مقدمہ اور فیصلہ تجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی بدلہ لیگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

چونکہ اس کا جواب بھی اسی باب علم غیب کے متعلق ہے جو ہوجانا ضروری ہے۔ تاکہ آپ اور آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونو بھائی بھائی آپسمیں سمجھ لیں۔ جن کا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔

ترجمہ حدیث شریف بالا کا یہ ہے یعنی ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں ہجرت کررہا ہوں مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پس ناگہاں وہ مدینہ یثرب ہے۔ ترجمہ ختم ہوا

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک وھلی۔ دوسرا فاذا۔ لفظ وھل کے معنی دل کا کسی جگہ جانا۔ جو مراد اُسکی نہ ہو۔ یا دل میں کسی چیز کا بے قصد آنا (دیکھو منتخب اللغات صفحہ ۷۰۹) اور لفظ فاذا یا اذا کے معنی ناگہاں، فوراً اور اسی وقت کے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے جادو چلانے کے وقت اپنے عصا شریف کو بحکم خدا تعالیٰ پھینکا۔ تب فاذا ھی ثعبان مبین پس فوراً ناگہاں اسی وقت وہ عصا شریف

سانپ یا اژدہا بنگیا۔ یا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا تو فاذاھی بیضاء للنظرین پس فوراً اسی وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہوگیا۔ اور یہی الفاظ حدیث شریف کے فاذاھی یعنے اسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہوگیا یہ دھوکا نہیں جو مرزا قادیانی نے دیا۔ اور مطلب نکالا ہے۔ کہ یمامہ اور ہجر مقامات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا۔ اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتہ لگا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔ قرآن شریف میں فاذا۔ اذا کثرت سے آیات میں موجود ہے۔ جسکے معنی فوراً۔ ناگہاں، اسی وقت کے ہیں۔ اور لفظ وھل کے معنے صاف بتلا رہے ہیں۔ کہ یمامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا۔ وہ اصل مقصد نہیں تھا بلکہ مدینہ شریف جو عین خواب ہی میں معلوم ہوگیا تھا۔ وہی تھا۔

غرضیکہ یہ حدیث شریف کلہم خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے اس میں بیداری کا مطلق ذکر نہیں بدمذہبوں کا دھوکا ہے۔

اب باقی یہ بات ہے۔ کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ سو۔

جواب اس کا یہ ہے۔ کہ یہ ان کا کہنا سراسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ جس کا کوئی بھی مسلمان قائل نہیں۔ بوجوہات ذیل:۔

اول۔ اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ تو تمام سلسلہ نبوت اور شریعت ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہوجائیگا۔ جب کوئی بات ہوئی یہ کہدیا۔ کہ یہ انکی اجتہادی غلطی ہوگی۔ اور انکے صدق کلام میں سخت رخنہ ہوگا۔ دیکھو میرے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے:۔

دوم۔ انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے اور اولیاء کرام کی خواب الہام میں داخل ہے۔

سوم۔ انبیاء علیہم السلام کا اجتہاد وحی کے ساتھ مشتمل یقینی ہے اور اولیائے کرام کا اجتہاد ظنی ہے۔

چہارم۔ مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ثانی نمبر ۳۶ صفحہ ۹۰۔ سطر ۸۔ حصہ ششم۔ مطبوعہ امرتسر۔

احکام اجتہادیہ در ثانی الحال احکام منزلہ سماوی گشتہ است زیرا کہ بر خطا مقرر داشتن

انبیاء را جائز نیست علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ پس از احکام اجتہادیہ بعد از ثبوت اجتہاد مستنبطان و اختلاف رائے ایشاں حکمے از نزد حق جلّ و علا نازل می گردد کہ صواب را از خطا جدا کند و امتیاز حق از مبطل نماید۔ پس احکام اجتہادیہ نیز در زمان آنسرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول وحی تمیز صواب از خطا نمود و قطعی الثبوت بودند و احتمال خطا نداشتند۔ الخ بلفظہ ٭

پنجم۔ حجۃ اللہ البالغہ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۱۹۹۔ سطر ۳:۔

اِن علوم میں سے بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا ہے۔ کہ آپ کی رائے خطا پر جم سکے۔ الخ بلفظہ۔

ششم۔ تفسیر عزیزی سورہ بقر شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۷۔ سطر ۱۲ تا تاثیر نور القدس در قوت نظریہ او بوجہے واقع میشود کہ غلط و اشتباہ در معلومات او راہ نمی یابد۔ بلفظہ ٭

ہفتم۔ مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی جلد دوئم صفحہ ۶۹۔ سطر ۸

وصل۔ جان اس بات کو کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدیدۃ ذکر کئے ہیں۔ یعنی کئی وجہ سے اوّل رویا صالحہ ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی حدیث میں آیا ہے۔ اوّل ما بدئ بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الرویاء الصالحہ۔ یعنی اول جس چیز سے کہ ابتداء (وحی) کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ رویا صالحہ ہے (فی روایۃ الصادقۃ فکان لا یریٰ رویا الا جائت مثل فلق الصبح۔ فلق بمعنے شگافت ہونا۔ اور فَلَق یعنی پو پھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک رویا صالحہ ہے۔ لفظ صالحہ کیواسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں وے اوپر اہمال کے اور فساد کے۔ لیکن انبیا کو یہ نہیں بلکہ وہی رویا ہے انبیا کا بمنزلہ وحی ہو۔ اسیواسطے کہا رویائے صالحہ اور بعض روایت میں آیا ہے رویا صادقہ پس نہیں دیکھتا رویا کے تئیں مگر آتی رویا مثل فلق صبح یعنے نور صبح۔ بعضی کتابوں میں واقع ہوا ہے رویا چھ مہینے تک تھا۔ اور ثبوت میں اس مدت کے کلام ہے۔ واللہ اعلم۔ بلفظہ۔ ٭

ہشتم ۔ مناہج النبوت در ترجمہ مدارج النبوت ایضاً صفحہ ۸۶ ۔ سطر ۶ ۔ جلد دوم وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ہے صاحب ما ینطق عن الھویٰ سے مراد پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے یعنی جو کلام کرتا ہے پیغمبر نہیں ہے وہ کلام مگر وحی اپنی طرف سے نہیں ۔ الخ بلفظہٖ ۔

پس ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی الٰہی ہے اسمیں کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں اور مردود ہے کلام قادیانی کا اور ساتھ ہی وہابیہ دیوبندیہ اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھ دیتا ہوں جس پر قادیانی اور وہابیوں کو غلطی کا گمان ہے ۔

مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۳۵ ۔ ۴۳۶ ۔ روایت کرتے ہیں ۔ کہ حدیبیہ کی صلح کے روز صحاب رضی اللہ عنہم نہایت اندوہ ناک اور محزون ہوئے ۔ ایک تو اس جہت سے کہ انہوں کے تصور میں یہ بات آئی تھی ۔ کہ اسی سال میں اس جناب کی خواب کا نتیجہ ظاہر ہو گا ۔ اور مکے کی فتح میسر ہو گی ۔ اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہوں گے ۔

نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک امر عظیم آیا ۔ اور مراجعت کی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی ۔ اور کہا میں نے کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں ۔ فرمایا ہوں ۔ پھر کہا میں نے ۔ کہ ہم برحق نہیں ہیں ۔ اور مخالف باطل پر ۔ فرمایا ۔ ہاں ۔ کہا میں نے پس کس واسطے یہ مذلت اور حقارت کھینچیں ہم ۔ اور اس طور سے صلح کر کے پھریں ہم ۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے بیٹے خطاب کے تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں ۔ اور بے فرمانی اسکی نہیں کرتا ہوں ۔ اور وہ میرا ناصر اور معین ہے ۔ وہ مجھے ضائع نہ چھوڑیگا یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی ۔ نہ رائے اور اجتہاد سے ۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا ۔ کہ جلد ہو کہ مکے میں جاویں ہم ۔ اور بیت اللہ کا طواف بجا لائیں ہم ۔ فرمایا ۔ ہاں ۔ وعدہ کیا میں نے لیکن یہ نہیں کہا کہ اسی برس اے عمر غم نہ کھا کہ تو کعبہ کی زیارت کو پہنچیگا ۔ پس ویسا ہی اندوہگین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سے اٹھا میں ۔ اور ابو بکر صدیق کے نزدیک گیا میں ۔ اور وہی حکایت جو حضرت سے میں نے عرض کی تھی ۔ اس سے بھی کہی میں نے اور وہی جواب جو میں نے حضرت سے سنا تھا صدیق سے بھی سنا میں نے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق

رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ اے مرد جا اور ہاتھ اسکی رکاب میں مار۔ اور کچھ اعتراض مت کر۔ کہ وہ فرستادہ خدا ہے۔ جو کرتا ہے وحی سے یعنے پیغام خدا سے کرتا ہے۔ اور مصلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اس کا۔

اور یہ قول عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ برسبیل استکشاف اور استفسار تھا۔ نہ برسبیل شک وانکار۔ اور ساتھ اسکے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گذری ہے۔ کہ شیطان کے وسواس اور کید نفس سے جو اس روز میری خاطر میں گذرا تھا استغفار کرتا ہوں۔ اور اعمال صالحہ سے صوم وصلوٰۃ اور اور اعتاق وتصدقات سے توسل ڈھونڈتا ہوں۔ تاکہ میری اس جراءت کی کفالت ہو ؛

نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری کر گئے تھے ابتداء بعثت سے حین مصالحت تک۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ نے کہا۔ کوئی فتح اہل اسلام میں حدیبیہ کی کے برابر نہ تھی۔ لیکن ادراک عقل اس معنے پر نہیں پہنچتا۔ وہ ایک سر تھا درمیان اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اس کے پروردگار کے۔ لیکن بندے تعجیل کرتے تھے۔ اور خداوند عزوعلا عجلت یعنی جلدی کرنے سے مبرا اور منزہ ہے یعنی پاک ہے ؛

اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح تب مختلط ہوئے کفار مسلمانوں سے اور آئے مدینہ میں اور مطلع ہوئے احوال شریف پر اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے۔ کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے۔ اور مباحثہ اور مناظرہ کرتے تھے بلا ملاحظہ۔ اور گئے اہل اسلام مکہ میں۔ اور خلوت وجلوت کی انھوں نے اپنے اہل وعیال سے، اور اپنے یاروں سے، اور دوستوں سے، اور نصیحت کی انھوں کے تئیں۔ اور سنا اہل مکہ نے احوال شریف اس جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور معجزات ظاہرہ، اور آثار بینہ۔ یعنی روشن۔ اس جناب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اعلام نبوت۔ اور حسن سیرت یعنی ظاہر کرتا نبوت کا۔ اور نیکی خصلت کی۔ اور جمال طریقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ پس پیدا ہوئی ان کے دلوں میں محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور مائل ہوئے بواطن جمیع باطن کی طرف ایمان کے اور اسکے احکام کے۔ اور یہ وہی لوگ تھے۔ کہ اس کے آگے نہیں سنتے تھے سوا اہل کفر کے افتراؤں کے افترا بکنے بہتان اور طغیان اور مخترعات نفس کے۔ اور شیطان کے

مخترعات اختراع سے آیا ہے بمعنے نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میں اور مکے کی فتح میں بہت لوگ۔ اور حاصل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے۔ یہاں تک کہ طلوع ہوا نور مکے کی فتح کا۔ یعنی مکے کی فتح ہوئی۔ اور ساطع ہوا برہان دین یعنے روشن ہوئی حجت دین کی۔ انتہیٰ

میں کہتا ہوں کہ مدارج النبوت میں بہت مفصل حالات قصہ حدیبیہ کے درج ہیں نتیجہ یہ ہے کہ یہ سفر حدیبیہ بموجب وحی الٰہی تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ سے نافرمان ہونا پڑیگا ان لوگوں کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلطی کرنیکا الزام لگاتے ہیں اور کسر شان اور توہین کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں۔ اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب کسقدر ہے اور اولیاء کرام کو علم غیب کہاں تک ہے۔ تاکہ ان گوں کے شک اور وہم کا ازالہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ سنیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ کو خدا کے برابر کر دیا ہے ؂

اوّل علمِ اللہ تبارک وتعالےٰ

(۱) شرح عقائد علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۷۔ معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع لاتناھیھما۔ اھ یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات مقدورات سے بہت زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں (یعنے معلومات اور مقدورات کی)

(۲) شرح مواقف۔ موقف ثانی علامہ جرجانی علیہ الرحمۃ۔ واعلم ان معلومات اللہ تعالیٰ اکثر من مقدوراتہ مع ان کل واحد منھما غیر متناھیہ۔ اھ یعنی جان تو تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں۔ اسکی تقدیر کئے ہوئے سے۔ باوجود اسکے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے غیر منتہی ہیں ؂

(۳) صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۶۷۱۔ سطر ۴۔ مصری (قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام) فلما رکبا فی السفینۃ جاء عصفور فوقع علےٰ حرف السفینۃ فنقر فی البحر نقرۃ او نقرتین قال لہ الخضر یا موسیٰ ما نقص علمی وعلمک من علم اللہ الا مثل ما نقص ھذا العصفور بمنقارہ من البحر الحدیث بلفظہ یعنے ایک چڑیا کشتی کے کنارہ

پر آکر بیٹھی۔ اور اُسنے اپنی چونچ کو سمندر میں ڈبو دیا۔ پس خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا۔ کہ تمھارا علم اور میرا علم اور سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا ❖

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ حاشیہ بیضاوی میں ہے۔ ان معلومات اللہ تعالی لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہا یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے اور غیب آسمانوں اور زمینوں، اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اسکو اور جو کہ چھپاتے ہیں اسکو ایک قطرہ ہے اس سے ❖

(۵) کیمیائے سعادت امام غزالی علیہ الرحمۃ۔ وہیچ سلیم دل بنود کہ ایں قدر نداند کہ علم فرشتگان وآدمیان در جنب علم حق ناچیز است وہمہ را گفتہ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اھ ❖

دوم علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واولیائے کرام علیہم الرحمۃ

(۱) روح البیان تفسیر۔ (الیلۃ الاسریٰ) وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ علمت ماکان وما سیکون۔ اھ یعنے تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ معراج کی رات کو میرے حلق میں قطرہ ٹپکایا گیا۔ تب جانا میں نے جو کچھ ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ آئندہ ہوگا ❖

(۲) تفسیر حسینی باب معراج۔ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان ۔۔۔۔ وما سیکون۔ اھ بلفظہ ❖

(۳) تفسیر روح البیان صفحہ ۳۷۵ قال شیخنا العلامۃ ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ البحر وعلم الانبیاء من نبینا محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ۔ اھ وفی قصیدۃ البردۃ ہ

وکلھم من رسول اللہ ملتمس　　غرفا من البحر او رشفا من الدیم

وواقفون لدیہ عند حدہم من نقطۃ العلم او من شکلۃ الحکم
حاصلہ ان علوم الکائنات وان کثرت بالنسبۃ الی علم اللہ تعالیٰ بمنزلۃ نقطۃ او شکلۃ ومشربہا بحر روحانیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکل نبی ورسول وولی اخذون بقدر القابلیۃ والاستعداد مما لدیہ ولیس لاحد ان یجاوزہ او یتقدم علیہ انتہی ۔ یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالیٰ اُس کو ساتھ سلامتی کے اپنے رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیہ میں ۔ علم اولیا کا انبیا علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے ۔ اور علم تمام انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسا ہی ہے اور علم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم الٰہی سبحانہٗ تعالیٰ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے ۔

اور قصیدہ بردہ میں ہے (اور تمام انبیائے کرام سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اُمید رکھنے والے ہیں ۔ کہ چلّو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارشِ جود سے ملے ۔ اور کھڑے ہوئے ہیں دربار مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تاکہ ملجاوے ایک نقطہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۔ یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے) ۔

حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں ۔ مگر علم الٰہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے ۔ اور اس علم حاصل کرنیکی جگہ سمندر ہے روحانیت محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ۔ پس ہر رسول ونبی وولی اس دریا سے اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے موافق پاتے ہیں ۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اُسکی برابری کرے ۔ یا اُس سے بڑھ جائے ۔

کما فی الابریز صفحہ ۲۶۲ ۔ لو عاش جبرئیل مائۃ الف عام الی مائۃ الف عام الی ما لا نہایۃ لہ ما ادرک ربعًا من معرفۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ولا من علمہ بربہ تعالیٰ وکیف یمکن ان یکون سیدنا جبرئیل اعلم وھو انما خلق من نورہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ وقد کان الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم مع حبیبہ عز وجل حیث لا جبرئیل ولا غیرہ واستمد صلی اللہ علیہ وسلم من ربہ تعالیٰ اخذ الا ما یلیق بعطیۃ الکریم وجلالہ وعظمتہ مع حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اخر ما افاد واجاد فلینظر ثمہ من اراد ۔ یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں جبرائیل علیہ السلام ایک لاکھ برس ۔ دوسرے لاکھ برس تک ۔ یا اسقدر زندہ رہیں کہ جسکی حد وعد نہیں ۔ تو بھی معرفت

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اور نہ ان کے علم سے جو اُن کو اُن کے رب جل مجدہ نے عطا فرمایا ہے چوتھا حصہ" بھی نہیں پائیں گے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام تو انہیں کے نورِ مبارک سے بنائے گئے ہیں (منیر الدین) ؎

(۴) درر الغواص عن فتاوی علی الخواص حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۰۔ قال ولما لقن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ وخلع علیہ ذالک صار یقول عندی من العلم الذی اسرہ الی رسول اللہ علیہ ما لیس عند جبرئیل ولا میکائیل فقال لہ ابن عباس کیف ذالک یا امیر المومنین فقال ان جبرئیل علیہ السلام تخلف عن رسول صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء وقال ما منا الا لہ مقام معلوم فلا یدری ما وقع بعد ذالک لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اھ یعنی کہا اور جب تعلیم کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت علی پر اس تلقین کو پیش کیا۔ تو حضرت علی کہنے لگے۔ کہ میرے پاس اس علم میں سے جسکو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا وہ علم بھی ہے جو جبرائیل ومیکائیل جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس بات پر ابن عباس نے آپ سے سوال کیا۔ کسطرح ہے یہ یعنی اسکا کیا مطلب ہے یا امیر المومنین۔ پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ تحقیق جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے جدا ہو گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شب معراج میں۔ اور کہا جبرائیل نے کہ ہم میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے۔ جسکے لئے ایک خاص حد نہ ہو۔ بلکہ ہر ایک کے لئے ایک مقرر مقام ہے۔ کہ وہ اُس سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ پس نہیں جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ واقعہ ہوا بعد اس کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ؎

(۵) تفسیر نیشاپوری زیر آیت فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی، والظاہر انہا اسرار دقائق ومعارف لا یعلمہا الا اللہ ورسولہ۔ بلفظہ۔ یعنی آیت شریف پس وحی کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ وحی کی" اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ تمام چھپے بھید اور حقائق اور معارف ہیں۔ کوئی چیز بھی چھپی نہیں رہی (سب کچھ بتلا دیا)

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ (سورہ نحل) اُتاری ہم نے تم پر کتاب۔ جسمیں ہر چیز کا روشن طور بیان ہے

اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور ہدایت کی خوشخبری ہے ❖

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَاکَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْئٍ (سورہ یوسف) یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترا بنایا جائے۔ بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے ❖

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْئٍ (سورہ انعام) ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی۔ یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے ❖

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (سورہ انعام) کوئی دانہ نہیں ہے زمین کی اندھیریوں میں۔ اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک، مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے ❖

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَکُلَّ شَیْئٍ اَحْصَیْنٰہُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (سورہ یٰسین) یعنے ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے۔ یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے ❖

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ (سورہ قمر) یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہونیوالا ہے۔ درج کر دیا ہے۔ دیکھئے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ صاف صاف کل کے لفظ سے فرما رہا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا۔ کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اور لوح محفوظ میں جو کچھ درج ہے۔ ان سب کا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور لوح محفوظ کا علم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔ جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ خادمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اولیاء کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے جیسے مولانا روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء ... از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر قرآن شریف اور احادیث شریف کے ہیں۔ اور اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ اکفر ہیں۔ نتیجہ کامل آخیر بحث پر درج ہوگا ❖

اب میں چند عقائد آپکے امام الطائفہ کے انکی صراط مستقیم سے دکھلاتا ہوں۔

تاکہ اُن کی نسبت بھی فتویٰ کفر عائد ہو۔

(دیکھو صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی)

(الف) وہمچنیں اصحاب ایں مراتب عالیہ وارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وشہادت می باشند۔ ابن کبار اولی الایدی والابصار رامیرسد۔ کہ تمامی کلیات رابسوئے خود نسبت نمایند۔ مثلاً ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۱۔ سطر ۲۔ ✿

(ب) افادہ ۱۔ برائے انکشاف حالات سموات وملاقات ارواح وملائکہ وجنت ونار واطلاع برحقائق آں مقام ودریافت امکنۂ آنجا وانکشاف امرے لوح محفوظ ذکر یاحیّ یاقیوم است۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۱۳۔ سطر ۷ ✿

(ج) افادہ ۲ برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنۂ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔ وطریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱۷ سطر ۸ ✿

لیجئے اپنے امام الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجئے کہ اولیار کرام علیہ الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں۔ اور تمام آسمانوں زمینوں کے حالات اور دوزخ وبہشت کے سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع پانا اُن کا ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی استحقاق لکھتے ہیں۔ کہ اُن کو جائز ہے۔ کہ وہ یہ بات بھی صاف کہدیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔ اور وظیفہ بھی یا حیّ یا قیوم کا بتلارہے ہیں ✿

دیکھو اجب اولیار کرام کا تمام جہانوں پر تصرف اور علم غیب لوح محفوظ پر اطلاع ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے۔ تو پھر ان کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کرسکتا ہے اللہ غنی!! ✿

اب میں ایک فتوائے علمار کرام ہندوستان کا علم غیب پر لکھتا ہوں اسکو بغور پڑھیئے (از کتاب انبیار المصطفےٰ بحال سترواخفا (فاضل بریلوی)

مسئلہ استفتاء

از دہلی چاندنی چوک موتی بازار مرسلہ بعض علمار اہلسنت ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

حضرات علمار کرام اہلسنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید[1] دعوے کرتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا۔ حتی کہ بدر الخلق سے لے کر دوزخ وجنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی اُمت کا خیر وشر بالتفصیل جانتے ہیں۔ اور جمیع اوّلین وآخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنی کفِ دست مبارک کو اور اس دعوے کے ثبوت میں آیات واحادیث واقوال علمار پیش کرتا ہے۔ بکر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے اور بکمال درشتی دعوے کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں جانتے۔ حتی کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں **تقویۃ الایمان** کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا۔ خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا۔ دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمار ربانی کی جناب میں التماس ہے۔ کہ ان دونوں میں کون بر سر حق موافق عقیدہ سلف صالحین، اور کون بدمذہب جہنمی ہے۔ عمرو کا دعویٰ ہے۔ کہ شیطان کا علم (معاذ اللہ) حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اُس نے گنگوہی مرشد کی اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر اس کا بیان یوں لکھا ہے "کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے" اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

اللھم لک الحمد سرمدا صلی وسلم وبارک علی من علمتہ الغیب ونزھتہ

[1] زید سے مراد مولوی ہدایت الرسول صاحب لکھنوی ہیں۔ الصحیح بہاری عفی عنہ۔ منیر الدین صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ ۱۳۳۲ھ بار ثانی۔

من کل عیب وعلی آلہٖ وصحبہ ابداً رب انی اعوذبک من ھمزات الشیطٰن واعوذبک رب ان یحضرون ٥ زید کا قول حق وصحیح۔ اور بکر کا زعم مردود وقبیح ہے۔ بیشک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی اوّلین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب۔ عرش تا فرش سب انھیں دکھایا ملکوت السمٰوات والارض کا شاہد بنایا۔ روز اول سے آخر تک کا سب ماکان وما یکون انھیں بتایا اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس، جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا۔ ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بیحد وبے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جنکی حقیقت وہ جانیں۔ یا اُن کا عطا کرنے والا۔ اُن کا مالک ومولیٰ جل وعلا والحمد للہ العلی الاعلیٰ کتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم وحدیث ہیں اسکے دلائل کا بسط شافی وبیان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہو۔ تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل وحکم فصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ونزلنا علیک الکتٰب تبیاناً لکل شیئ وھدیً ورحمۃ وبشریٰ للمسلمین۔ اُتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے ہدایت ورحمت وبشارت۔ وقال اللہ تعالیٰ ماکان حدیثاً یفتریٰ ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیئ۔ قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے۔ بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے۔ اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان۔ وقال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتٰب من شیئ۔ ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی۔ الخ بلفظہ۔ کتاب منیر الدین مصنفہ مولانا بشیر الدین۔ صفحہ ۲۶۱ ٭

اس کے آگے اس فتوے میں قرآن شریف واحادیث شریف وتفاسیر وکتب سیر واقوال علماء درج کر کے زید کے دعوے کو کامل واکمل طور سے ثابت کیا ہے۔ اور دعوے بکر وعمر کو مردود ظاہر کیا ہے ٭

تعداد علما جن کی اس فتوے پر تقاریظ و مواہیر و دستخط ہیں

(۱)	علمائے کرام بریلی شریف	۵	(۲)	علمائے کرام بدایوں شریف	۳
(۳)	″ سورت	۴	(۴)	″ حیدر آباد دکن	۱۷
(۵)	″ مدراس	۳	(۶)	″ احمد آباد گجرات	۴
(۷)	″ بمبئی	۹	(۸)	″ بنگلور	۷
(۹)	″ دہلی	۱	(۱۰)	″ علیگڑھ	۱
(۱۱)	″ کانپور	۱		(میزان کل)	۵۵ ۔ علماء

دوسرا فتویٰ علماءِ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً

جن کے دستخط کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ مصنفہ حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر ہیں جو ۱۳۰۷ھ میں مولانا نے خود کروائے۔

(۱) محمد صالح کمال صاحب مفتی الحنفیہ (۲) محمد سعید بابصیل صاحب مفتی شافعیہ
(۳) محمد عابد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ (۴) خلف ابن ابراہیم صاحب مفتی حنابلہ۔
(۵) شیخ الدلائل محمد عبد الحق صاحب الٰہ آبادی مہاجر مکی (۶) عبد اللہ سندھی صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ
(۷) امام الدین صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ (۸) محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ۔
(۹) سید اعظم حسین صاحب (۱۰) عظمت علی صاحب۔
(۱۱) محمد رحمت اللہ صاحب بانیٔ حرمین شریفین مہاجر مکی۔
(۱۲) حضرت نور صاحب (۱۳) عبد السبحان صاحب۔

نام علمائے مدینہ منورہ

(۱) عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی حنفیہ
(۲) سید محمد علی بن طاہر۔ مدرس اعلیٰ۔

لیجئے مولوی جی! علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات واحادیث وتفاسیر وکتب سیر واحوال واقوال علمائے متقدمین ومتاخرین سے کامل طور پر ثابت کردیا گیا۔ اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکہ دہی سے کئے گئے تھے۔ اُن کا بھی دنداں شکن جواب ہوچکا۔ اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار ہیں۔ جبتک خداوند تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو۔ تب تک کچھ نہیں بنتا مگر ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم صراط مستقیم عطا کرے۔ اب علم غیب کو مختصر آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں۔ وہ نتیجہ قرآن شریف سے اس طرح پر ہے۔

نتیجہ اخیر علم غیب کا

یہ ہے۔ کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوندی منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح پر:۔

اگرچہ اصولاً یا بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اور احادیث شریف کا استہزا کرے، یا انکار کرے۔ وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً یا استہزاءً انکار کرے وہ بموجب حکم خداوند تعالیٰ۔ منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح پر:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۵ لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (سورہ توبہ)

ترجمہ۔ اگر تم اُن سے (منافقین سے) پوچھو۔ تو وہ (منافقین) ضرور کہیں گے۔ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے (اے میرے حبیب) آپ فرما دیجئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اُسکی آیتوں اور اُسکے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ بس بہانے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوچکے (یعنی مرتد)۔

(۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مطبوعہ مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵۔

(۲) تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جلد سوم صفحہ ۲۵۴ ؎۱

حضرت ابن شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا

؎۱ تفسیر بیضاوی جلد اول سورۂ توبہ صفحہ ۳۳۹۔ سطر ۲۸ ؛ اور تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۹۹ سطر ۱۳۔ ۱۲۔ منہ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت شریف کا یوں فرماتے ہیں
انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سئلتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب الآیۃ قال رجل
من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدریہ بالغیب۔ کہا امام
مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر ہیں "اور اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو تو وہ (منافقین
کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی اور کھیل کرتے جاتے تھے (آخر آیت تک) (وہ منافقین استہزاً یہ کہتے جاتے
تھے) جبکہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ فلاں شخص
کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا۔ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)
بتاتے ہیں۔ کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے
یہ آیت شریف اتاری کہ تم اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے مت
بناؤ۔ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کو کیا جانیں) کے
کہنے سے کافر ہوگئے ۞

دیکھئے۔ اس وقت کے منافقین کی مطابقت اس وقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے
وہ کہتے تھے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کیا جانیں اور اسوقت بھی
منافقین کا یہی قول ہے کہ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے۔ رسول کو کیا خبر" بلفظہ تقویۃ الایمان
صفحہ ۵۸ سطر ۳" فرق اس قدر ہے کہ اسوقت کے منافقین اس عقیدہ علم غیب کو کفر نہیں
کہتے تھے۔ یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ لیکن اس وقت اور اس زمانہ
کے ان کے سگے بھائی مسلمانوں کو جو قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔ بڑے زور سے
علی الاعلان کافر کہتے اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں کافر لکھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا
یہ ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ ۞

نکتہ منکرین علم غیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو دلائل سے منافق اور
کافر ہیں۔ ایک تو یہی آیت شریف ظاہرہ قد کفرتم بعد ایمانکم ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے
قد کفرتم بعد ایمانکم یعنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا
کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ صریح طور پر یوں ہے۔ کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل
ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ اور ادھر جملہ یا فقرہ۔ برآمدہ یعنی فرقہ زنادقہ نجدیہ اسمٰعیلیہ
وہابیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل ایکہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ گویا خداوند کریم نے پہلے

ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنادقہ کو داخل کر دیا۔ علاوہ اسکے اگرچہ اعداد جمل الفاظ بلیغی اور اغلامی کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں۔ لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ❖
لیجئے مولوی جی! علم غیب کی بحث مختصراً لیکن مسکتاً ختم ہوئی۔ زیادہ لکھنا طوالت ہیں ہے۔

باب ھفتم

عقیدہ نمبر ۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰۔ ۴۰ ❖

عقیدہ نمبر ۱۱۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً۔ تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۔ ۴۱۔ ۴۳ ❖

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۲ بر عقیدہ نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ آپ نے تقویۃ کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے روزہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے اور عقیدہ نمبر ۱۱ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کیلئے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ساری تقویت کے تلاش کرنے کے بعد یہی واضح ہوا۔ کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افترا ہونے کے کوئی اصلیت نہیں رکھتی بلفظہ صفحہ ۲۰ ❖

اقول مفتی جی! معلوم ہو گیا ــــ ہے۔ کہ آپ کو اردو عبارات کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ میری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں۔ کہ یہ عبارات بلفظہ ہی ہیں۔ بلکہ لفظ ملخصاً لکھکر تقویت کے صفحات ۱۰۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۳ کا حوالہ دیا ہوا ہے۔ آپ ان صفحات کو پڑھتے نہیں۔ اور کہدیتے ہیں کہ ساری تقویۃ میں یہ مضمون ہی نہیں۔ اور بہتان وافترا کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اسی طرح کرتے چلے آتے ہیں۔ اور اسپر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اسکا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندۂ خدا اگر وہ عبارت یا مضمون تقویۃ میں نہیں ہے۔ تو پھر اسکی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا۔ کہ یہ مضمون ہی تقویت میں نہیں ہے۔ اس لئے اس کا جواب ہی نہیں ہے۔ واہ عجب۔ لیجئے میں ان عبارات کو پورے طور پر لکھتا ہوں۔ جو آپ کو نظر نہیں آتیں۔ جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وہو ہذا:۔
(الف) تیسری بات یہ ہے۔ کہ بعضے کام اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھکر کھڑے ہونا۔ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے

قصد کرکے سفر کرنا الخ۔ بلفظ صفحہ ۱۰۔ تقویۃ الایمان۔

(ب) پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو، یا کسی کے مکان کو یا کسی تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اسکے نام کا روزہ رکھے، یا ہاتھ باندھکر کھڑا ہووے، یا جانور چھڑاوے، یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے اُن کے نام کی چھڑی کھڑی کرکے رخصت ہوتے اُلٹے پاؤں چلے، یا اُن کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے، اور اُس پر شامیانہ کھڑا کرے یا ہاتھ باندھکر التجا کرے، دعا مانگے، مجاور بنکر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرے ایسی قسم کی باتیں کرے۔ سو اُسپر شرک ثابت ہوتا ہے بلفظ تقویۃ الایمان ۔صنا

(ج) اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ ادب سے کھڑا ہونا اور اُس کو پکارنا، اور اُس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں۔ اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۰ ؎

(د) اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج اور تکلیف اُٹھا کر، وہاں پہنچنا، یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظ صفحہ ۴۱ ؎

(ھ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبروئے ادب سے کھڑا رہنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لئے ٹھہرائے ہیں۔ سو اور کسی کے لئے نہ کیا جاوے بلفظ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳ ؎

دیکھئے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویۃ الایمان میں موجود ہیں۔ جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے۔ جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دور دور سے قصد کرکے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے نہیں جاتے۔ اور حاضر ہو کر ہاتھ باندھکر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے۔ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نہیں پکارتے۔ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بموجب حکم خداوند تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیہ نہیں مانگتے ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کرینگے، اور تا قیامت کرتے رہیں گے۔ اس لئے کہ ایسا کرنا خدا وند کریم، اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے۔ العیاذ باللہ۔

قولہ۔ البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے، بعضے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لئے

خاص کئے ہیں۔ اُن کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ کرنا۔ رکوع اور ہاتھ باندھکر کھڑا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۔ سطر ۲۱ ؎

اقول۔ مفتی جی! شاباش اور آفریں یا تو ایسی سختی سے انکار تھا۔ کہ ساری تقویت ہیں دیکھا۔ یہ عبارات ہی نہیں۔ نرا افترا اور بہتان ہے۔ یا یہ کہ اسی وقت اعلیٰ حیا سے فوراً اقرار بھی کرلیا۔ اور البتہ کرکے یوں لکھدیا۔ البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے۔ سبحان اللہ بجدہ۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھکر بولے ؎

اچھا فرمایئے! یہ کام جو آپکے امام الطائفہ نے خاص خدا کے لئے مقرر کئے ہیں صحیح ہیں۔ اور اُنکی صحت پر کیا دلائل ہیں۔ وہ کام یہ ہیں:۔

وہ کام جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خاص خدا کیلئے مقرر کئے ہیں	اُن کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہلسنت:۔
(۱) ہاتھ باندھکر کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔	(۱) یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں ایسے ہی وہاں تعظیم کیلئے کھڑا ہونا کتب دینیہ اور تعامل صحابہ و سلمین سے ثابت ہے:۔
(۲) کسی کی قبر کی طرف دُور دُور سے قصد کرکے سفر کرنا۔	(۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لئے نہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے۔ جسکے لئے دُور دُور سے قصد کرکے سفر کرنا چاہیے۔ ہاں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزہ منورہ ہے۔ جسکی زیارت کے لئے دُور دُور سے قصداً لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاتے ہیں۔ اور احادیث شریف میں درج ہے کہ جسنے حج بیت اللہ کا کیا۔ اور میری زیارت کو نہ آیا اسنے میرے پر ظلم کیا۔ جسنے زیارت کی میری قبر کی اسکی شفاعت میرے پر واجب ہوگئی۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی۔ العیاذ باللہ۔
(۳) اُس پر غلاف ڈالنا۔	(۳) کیا کوئی غلاف خدا پر ڈالا جاتا ہے۔ یا کوئی نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی قبر ہے۔ جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے یہ کام کیونکر اللہ تعالیٰ کے لئے

	خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت قیمتی زربار غلاف موجود ہے جو جائز ہے ٭
(۴) اسکی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر پکارنا یا دعا مانگنا۔	(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہئے یہ کام خدا کے لئے کیونکر ہوا ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے۔ اور دعائے مغفرت بھی مانگی جاتی ہے۔ جو حضور کے لئے خاص ہے ٭
(۵) اسکے گرد روشنی کرنی۔	(۵) کیا خداوند تعالیٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے۔ یہ کام خدا کے لئے کیسے خاص ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی وہابیہ سوز کی جاتی ہے جس سے وہابیہ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اس لئے وہاں جاتے ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے ٭
(۶) فرش بچھانا	(۶) کیا کوئی فرش بھی نعوذ باللہ منہا خدا کے بیٹھنے کے لئے بچھایا جاتا ہے یہ کام خاص خدا کے لئے کیسا ہوا۔ ہاں روضہ مطہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت عمدہ عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی ہیں۔ کافی زینت بغرض تعظیم حضور انور کے ہے قل من حرم زینۃ اللہ الآیہ حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ وہابیہ! جلو، بھنو۔ مگر کسی کی مت سنو! ٭
(۷) پانی پلانا۔	(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہیئے۔ ورنہ شرک ہے اگر اور کسی کو پلا دیا۔ یہ بھی خاصہ خدا ہے۔ العیاذ باللہ ٭
(۸) وضو اور غسل کا لوگوں کے لئے سامان کرنا۔	(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ خدا کو بھی غسل اور وضو کی ضرورت ہے۔ شاباش۔ یا آپ کے امام الطائفہ یہ چاہتے ہیں۔ سب لوگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں۔ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں کے لئے یہ سامان کیا وہ مشرک ہے۔ العیاذ باللہ۔
(۹) اور اسکے کنوئیں کا پانی	(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیونکر ہے۔ کیا کوئی کنواں بھی خداوند تعالیٰ کا

تبرک سمجھکر پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لئے لیجانا۔

ہے۔ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا۔ اور آب کوثر مدینہ شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہ مبارک کا پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لئے لیجانا شرک ہوا اور اس پانی کے لیجانیوالا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ۔

(۱۰) رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اسکے گردو پیش جنگل کا ادب کرنا۔

(۱۰) یہ کام کبھی خاص خدا کے لئے کیونکر ہوا۔ خدا سے بھی کوئی رخصت ہو کر سیدھے پاؤں چلنا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے۔ کیا وہابیوں کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی کی طرف پشت کر کے چلنا چاہیئے حالانکہ روزہ مطہرہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونیکا حکم ہے اور کعبہ کی طرف پشت کرنیکا حکم ہے اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح حرم ہے۔ ان سب کا اثبات آگے ہوگا۔

(۱۱) اُن کی قبر کو بوسہ دے

(۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالی کے لئے خاص کیونکر ہوا۔ کیا اللہ تعالی کی بھی کوئی نعوذ باللہ قبر ہے۔ جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے۔ عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے۔ تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو بوسہ دیا۔ تو وہ مشرک کیسے ہوگیا۔ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ تو کیا وہ مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ منہا۔

(۱۲) مورچھل جھلے

(۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالی کو کیونکر خاص ہے۔ کیا کوئی مورچھل اللہ تعالے کو بھی جھلا جاتا ہے گویا خدا کو مورچھل جھلنا چاہیئے۔

(۱۳) اُس پر شامیانہ کھڑا کرے

(۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہیئے ورنہ شرک ہے

(۱۴) مجاور بنکر بیٹھ رہے۔

(۱۴) چونکہ یہ کام بھی خاص خدا کے لئے ہے۔ تو خدا کی قبر (نعوذ باللہ) پر مجاور بنکر بیٹھے۔ اور بقول اُن کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سب مجاور مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ۔

لیجئے مفتی جی! یہ چودہ کام جو آپنے اپنے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان سے اپنے رسالہ کے

صفحہ ۲۱-۲۲ میں سے نقل کئے ہیں۔ پیش کر کے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دیدیا ہے۔ اب آپ فرمایئے اور اپنے اماموں سے پوچھکر جواب دیجیئے۔ کہ یہ کن کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں۔ اُن کو پیش کیجئے ورنہ سخت متعصب وہابی ہونا قبول کیجئے جبکی آپ کو بظاہر بڑی چڑ ہے۔ اور میں انشاءاللہ تعالیٰ وہابیوں کی تعریف جداگانہ باب میں لکھونگا۔ انتظار کریں۔

فصل اوّل

اب میں چند آیات و احادیث و دیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصراً آپکے اطمینان کے لئے نقل کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوگا۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے دُور دُور سے قصد کرکے سفر کرنا قریب واجب ہے۔ نیز مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ اسی واسطے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ دونوں کو حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اور قبر کو بوسہ دینا، غلاف چڑھانا شامیانہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہے ۞

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (سورہ النساء) یعنے جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنے گناہ کریں تیرے (اے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاس آویں۔ اور اللہ سے معافی مانگیں۔ اور معافی مانگے اُن کے واسطے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو البتہ وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحیم پاویں گے یعنے گناہ بخشے جاویں گے ۞

(۲) مواہب اللدنیہ جلد ثانی مصری صفحہ ۳۸۳ سطر ۲۸۔

(الفصل فی زیارۃ قبرہ الشریف و مسجد المنیف) عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زارنی محتسبا الی المدینۃ کان فی جواری یوم القیمۃ رواہ البیہقی۔ ایضاً قال العلامۃ زین الدین بن الحسین المراغی و ینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی علیہ وسلم قربۃ للاحادیث الواردۃ فی ذالک ولقولہ تعالےٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول الآیۃ الخ۔ یعنی فرمایا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ جو کوئی شخص (مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کے لئے آیا۔ وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پڑوس میں ہوگا۔ اور علامہ زین الدین بن حسین مراغی نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو باعث قربت الٰہیہ کا اعتقاد رکھے۔ کیونکہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اور بموجب قول اللہ تعالےٰ کے کہ "اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں۔ اور تیرے پاس آویں اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کے لئے بخشش مانگیں (تو اللہ اُن کو بخشدیگا) اور تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منقطع ہونا یہ اسلئے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وہ اُن کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ۔ حیات و ممات برابر ہیں ؀

(۳) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۸۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔ اور وہ فضیلت ہے جس میں کی رغبت ہے۔ اور بعض علماء اسکو واجب کہتے ہیں۔ اور دوسرے اس قول کی تاویل سنن واجبہ کی کرتے ہیں۔ اور گویا کہ مراد سنن واجب سے سنت مؤکدہ نہایت تاکید کرے۔ بلفظہٖ۔

(۴) ایضاً حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے۔ اور سارے مستحبات سے مؤکدہ قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۱۴ ؀

(۵) ایضاً بعضے کہتے ہیں۔ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پڑے تو اولیٰ یہ ہے۔ کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے۔ اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے بلفظہٖ صفحہ ۲۱۴۔

(۶) ایضاً۔ اور تاج الدین سبکی نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ بیان کیا ہے چنانچہ کتاب اللہ پس حق تعالیٰ کے قول سے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیۃ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے۔ درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس بات کی ترغیب کہ اُس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ استغفار مانگیں اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونیوالا نہیں۔ اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۱۴ ؀

(۷) ایضاً۔ سارے علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا

برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھکر آداب زیارت میں حکم دیا۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۴ ؁

(۸) ایضاً ائمہ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے۔ کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہ شریف میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی کی۔ اور عرض کیا۔ کہ یا خیر الرسل حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اتاری ہے۔ اور اس میں فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ الآیہ اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔ اپنے گناہوں استغفار مانگتا ہوں۔ اور آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔ پھر اعرابی نے رو کر بیت پڑھے، پھر وہ اعرابی چلا گیا۔ بعد اس کے جانے کے میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا۔ اور اسکو بشارت دے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اسکی مغفرت کی۔ اور اس کے گناہونکو بخشدیا۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۱۵۔

(۹) ایضاً حافظ ابو عبداللہ۔ مصباح الظلام میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بعد تین دن کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئیں قبر شریف پر گرا دیا۔ اور خاک میں لوٹنے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپنے خدا سے سُنا ہے وہ ہم نے آپ سے سُنا ہے اور جو کچھ آپنے خدائے تعالیٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور از جملہ اس کے کہ آپ پر اُترا ہے۔ یہ آیت ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ؕ میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔ اور آپ کی جناب میں آیا ہوں۔ کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجئے۔ قبر میں سے آواز آئی قد غفر لک و رتحقیق تیرے گناہ بخشے گئے بلفظہٖ صفحہ ۲۱۵ ؁

فصل دوم احادیث در زیارت روضہ مطہرہ

(۱) حدیث شریف۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ یعنی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی۔ اُس کے واسطے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ ترجمہ جذب القلوب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۹۶ سطر ۳ ؁

(۲) حدیث شریف من زار قبری حلّت لہ شفاعتی۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی مسلمان نے زیارت کی میری قبر کی۔ اُس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ ترجمہ جذب القلوب شیخ عبد الحق محدث صفحہ ۱۹۶۔ سطر ۱۴ ٭

(۳) حدیث شریف من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔ بلفظہ یعنی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کسی نے حج کیا۔ اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ تو گویا اُسنے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۹ ٭

(۴) حدیث شریف۔ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا۔ اور اسنے میری زیارت نہ کی۔ پس تحقیق اسنے میرے پر ظلم کیا جذب القلوب کا ترجمہ اُردو صفحہ ۱۹۷ سطر ۶۔

(۵) حدیث شریف من زار قبری کنت لہٗ شفیعًا و شہیدًا بلفظہ۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے زیارت کی میری قبر کی۔ تو میں اُسکا شفیع اور گواہ ہونگا۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۷۔ سطر ۱۰۔

(۶) حدیث۔ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں من زار قبری بعد موتی فکانّما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی۔ یعنی فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے میرے انتقال دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ پس گویا اُسنے میری زیارت میری زندگی میں کی اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی۔ پس تحقیق اُسنے مجھپر ظلم کیا۔ ترجمہ جذب القلوب صفحہ ۱۹۸۔ سطر ۳ ٭

دیکھئے۔ یہ چند احادیث ایسی ہیں۔ جن میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کے لئے فرمایا ہے۔ اگرچہ اور بھی احادیث موجود ہیں۔ لیکن قبول کرنے والے کیلئے یہی کافی سے زیادہ ہیں۔ اور نہ ماننے والے کے لئے قرآن شریف بھی ناکافی ہے۔ ان میں یہ بھی وعید موجود ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نکریگا تو اُس نے فی الواقعہ مجھپر ظلم کیا۔ پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے ظالم ہے۔ ظالم بھی ایسا ظالم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنیوالا۔ اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھکر کون ہوسکتا ہے۔ العیاذ باللہ جسکی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا لعنت اللہ علی الظلمین۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی لعنت ظالموں پر ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے والکٰفرون ھم الظلمون۔۔۔۔۔

(سورہ بقرہ) یعنے جو لوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔ پس کیا حال ہے اُن اشد ظالموں کا۔ کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کرنیکو علی الاعلان شرک کا فتوٰی دے رہے ہیں۔ اور زیارت کرنیوالے مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ جو تمام دنیا پر ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

فصل سوم آداب زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں

(کتب سیر و فقہ)

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول صفحہ ۶۲۳ سطر ۴ (کتاب الحج)۔

(الف) فصل ثانی قبر شریف کے آداب زیارت میں: سنن ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کوئی ایسا نہیں جو سلام کرے مجھکو۔ مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھیر دیتا ہے۔ تا اینکہ میں اسکو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ بجز سلام کرنے کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سلام کے جواب دینے کیواسطے۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو درود پڑھیگا میری قبر کے پاس میں اسکو سنتا ہوں۔ اور جو درود پڑھتا ہے دور تو مجھکو پہنچتا ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔ دار قطنی اور ابوبکر بزار نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کریگا۔ میری شفاعت اُس کے واسطے واجب ہو گئی۔ یعنے بالضرور ثابت ہو گئی مخبر صادق کے وعدہ صادقہ سے۔ اور دار قطنی نے امالی میں، اور ابوبکر مقری نے اپنے معجم میں اور طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بسند معتمد عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جو میری زیارت کرنے کو آویگا اس طرح کہ اُس کا کچھ مطلب اور حاجت نہ ہو سوا میری زیارت کے۔ تو مجھپر یہ لازم ہے۔ کہ میں اُس کا شفیع ہونگا قیامت کے دن۔ ہم حضرت کی زیارت عام ہے حیات میں یا بعد ممات کے۔ چنانچہ اگلی حدیث میں مصرح ہے۔ دار قطنی اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی بعد میری وفات کے تو گویا اس نے میری زیارت کی میری حیات میں۔ اور دار قطنی اور ابن عدی نے روایت کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ستم کیا۔ اور حافظ ابن عساکر نے یہ مضمون انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کا کچھ عذر نہیں جسکو وسعت اور مقدور ہو میری امت سے اور میری زیارت نہ کرے۔ کذا فی المنح وتاریخ المدینہ للسید السمہودی۔ اور حافظ منذری نے روایت کیا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم میرا بعد وفات کے ایسا ہے جیسا علم میرا حیات میں ہے۔ اور ابن عدی اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا زندہ ہیں اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۶۲۳ - (ب) جب قبہ شریف پر نظر آوے تو اسکی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرے کہ یہ وہ مکان ہے جسکو حقتعالی نے اپنے حبیب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے پسند فرمایا۔ ہو کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے پھر جب مدینہ شریف داخل ہو تو یوں کہے۔ بسم اللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق الخ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر ۵ (ج) اور لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کی کو دیکھتے ہوئے درود پڑھتا داخل ہو اور یہ تصور کرے۔ کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنے سے شرف حاصل ہوا ہے الخ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر [illegible]

(د) پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز وانکساری سے آنکھیں جھکائے متوجہ ہو۔ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر ۱۸

(ہ) بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کے واسطے کھڑا ہو......

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت سے آوے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر کی طرف منہ کرے۔ پھر کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انتہی کلامہ۔ اور یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا۔ الحاصل زیارت کے وقت مؤدب بطور نماز کھڑے ہو کر صورت مقدسہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے۔ گویا حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم لحد مبارک میں آرام فرماتے ہیں۔ اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں۔ اور میرا کلام سنتے ہیں۔ اسی واسطے کہ حضرت کی حیات اور سماعت حدیث میں منصوص ہے۔

پھر کمال حیا اور ادب سے یوں عرض کرے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تین بار السلام علیک یا رسول رب العلمین السلام علیک یا خیر الخلائق اجمعین السلام علیک یا سید المرسلین وخاتم النبیین۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۶۲۴ سطر ۲۱

(۲) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب الی دیار المحبوب شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۴۱۔۲۴۲۔ اور جسقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں خضوع و خشوع عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نہ کرے۔۔۔۔ اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ کرمانی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرلے۔ بلفظہٖ۔ بہرحال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور، ادب کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور یقین رکھے اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اسکے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں۔ اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو اور نہ بہت پست، بہ صفت حیاو وقار سلام عرض کرے السّلام علیك یا ایّھا النّبیّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر تین بار کہے السلام علیك یارسول اللہ۔ السلام علیك یا نبی اللہ۔ السلام علیك یا سید المرسلین۔ السلام علیك یا خاتم النبیین۔ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۴۱ سے ۲۴۲ تک ؂

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی باب زیارت روضہ مطہرہ فالاولیٰ لہ وضع یمینہ علیٰ یسارہ کالصلٰوۃ الخ بلفظہٖ یعنی زیارت روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں ؂

(۴) فتاویٰ عالمگیر باب زیارت قبر شریف ویقف کما یقف فی الصّلوٰۃ۔ یعنے زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے ؂

(۵) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۳ سطر ۱، مطبوعہ مصر۔ اعلم ان زیارت قبرہ الشریف من اعظم الایات وارجی الطاعات والسّبیل الیٰ اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ھذا فقد انخلع من ربقۃ الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعۃ العلماء الاعلام بلفظہٖ یعنی جان لے کہ زیارت قبر مطہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عظیم آیات سے ہے۔ اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ دلانے والی اور اعلیٰ درجات کی طرف راستہ ہے۔ اور جو کوئی اسکے خلاف عقیدہ رکھے (یعنے زیارت کرنیکا منع ہو) اُسنے اپنی گردن پرسے اسلام کا قلادہ اتار ڈالا۔ (یعنے اسلام سے نکل گیا) اور

اس نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ اور ایک جماعت علمائے اسلام کی (العیاذ باللہ)

(۶) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۷ سطر ۶ مصری وینبغی ان یقف عند محاذات اربع اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما ھو فی حال حیاتہ اذلا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدۃ الامۃ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ۔ بلفظہ یعنے (زیارت کرنیوالے کو) لازم ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اور لازم کرلے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کئے ہوئے ہیبت از قسم جیسے کہ اُن کی حیات میں کرتا۔ اور یقین جانے اپنے دل میں یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اور میرے سلام کو سنتے ہیں جیسے کہ زندگی کی حالت میں۔ کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اور حیات میں بالکل فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور سب کو پہچانتے ہیں۔ اُن کے حالات اور اُن کے دلوں کی نیتیں اور اُن کے مقاصد ومرادات اور اُن کے دلوں کے بھید سب کچھ اُن کے سامنے روشن ہیں۔ اُن سے کچھ بھی چھپا نہیں

(۷) مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۸۷ سطر ۱۸۔ مصری ثم یقول الزائر بحضور قلب وغض طرف وصوت وسکون جوارح واطراق۔ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ۔ الخ بلفظہ یعنے زیارت کرنیوالا روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے دل کو حاضر کرے۔ اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے .... اور آواز کو نرم کرے۔ اور تمام اعضا کو ساکن کرے۔ اور سر کو جھکا کر یوں کہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر سلام۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ پر سلام۔ اسی طرح آخر تک

لیکچے مفتی جی! اسی قدر کافی ہے۔ اور تمام اہلسنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے اس سے ظاہر و باہر ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور روضہ مطہرہ کی زیارت کے لئے دُور دُور سے سفر کرکے جانا واجبات سے ہے۔ مسلمانوں کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ہاتھ باندھکر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوتے ہیں نہایت عجز و انکساری خشوع اور خضوع سے کھڑا ہونا چاہیے اور ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہیے۔ اور ایّھا النبیّ اور یا رسول اللہ یا نبیّ اللہ پکارنا چاہیے ایسا کر بتوا لاعین مسلمان اور پکا دیندار دوست خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے اس کو مشرک کہنے والا خود ڈبل مشرک ہے۔ مبارک ہو ؂

فصل چہارم مدینہ منوّرہ بھی مکّہ معظّمہ کی طرح حرم ہے

پہلے صحیح بخاری سے دو ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ جس کو وہابیہ بعض مسائل میں قرآن شریف سے بھی مرجح سمجھتے ہیں۔ یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد یہی کتاب ان کے نزدیک صحیح اور قابل عمل اور دوسری صحیح مسلم ؂

(۱) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۳۵ سطر ۱۸ مصری (باب حرم المدینۃ) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال المدینۃ حرم من کذا الی کذا لا یقطع شجرھا ولا یحدث فیھا حدث من احدث فیھا حدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والنّاس اجمعین۔ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے۔ کہ مدینہ منوّرہ حرم ہے اس جگہ سے لیکر اُس جگہ تک اُسمیں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے۔ اور نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جاوے۔ اور جو کوئی شخص ایسا کرے۔ اُس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے ؂

(۲) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۳۵ سطر ۲۸ مصری۔ عن علی رضی اللہ عنہ عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیھا حدثا اَو اٰوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین الحدیث۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا (رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے) کہ مدینہ منوّرہ حرم ہے۔ درمیان عائر (پہاڑ جگہ ہے) کے اس جگہ تک جو کوئی شخص اُسمیں نئی بات خلاف شرع کرے یا اُس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اُس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں و تمام انسانوں کی لعنت ہے ؂

(۳) صحیح بخاری جلد اول مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۱۹۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب الٰہی میں دعا کی اللھم انی احرم ما بین جبلیھا مثل ما حرم بہ ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکۃ۔ یعنی الٰہی میں دونوں پہاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرم کرتا ہوں مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے انہوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۴۱۔ سطر ۶۔ مطابق حدیث بالا صحیح بخاری کی ہے۔

(۵) صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۴۰۔ سطر ۱۲۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا لا یقطع عضاھھا ولا یصاد صیدھا۔ بالفظہ۔ یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا۔ اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور نہ اس میں شکار کیا جائے ؀

دیکھئے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے۔ کیسی سخت تاکیدی احادیث ہیں۔ آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ اسکے گردو پیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۰۔۱۱ کا رد پورے طور سے کافی ہو چکا ہے۔ یعنی دور دور سے قصد کر کے روضۂ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جانا۔ اور روضہ منورہ کے آگے کھڑے ہونا۔ اور نہایت تعظیم اور خشوع اور خضوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونوں ہاتھ باندھکر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں کھڑے ہونا۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا رسول اللہ کہکر پکارنا۔ ان سے نجات مانگنا، استغفار کرنا، دعا مانگنا۔ اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اسکے گردو پیش جنگل کا ادب کرنا، درختوں کو نہ کاٹنا۔ شکار نکرنا آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے۔ مثلاً غلاف ڈالنا۔ اسکے گرد روشنی کرنا۔ فرش بچھانا۔ پانی پلانا۔ وضو و غسل کا لوگوں کے لئے سامان کرنا۔ کوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا، یا غائبوں کے لئے لیجانا۔ قبر کو بوسہ دینا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ مجاور بنکر بیٹھنا وغیرہ یہ سب افعال اہل سنت و جماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل

آیت اور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے۔ یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں۔ اس لئے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا۔ یہ سب عقاید وہابیہ کے ہیں۔ جو اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں۔ اور بس

لیجئے آپ کے سب مطالبے جو اس بحث کے نیچے تھے گاؤ خورد ہو گئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے۔ جو میری بحث سے خارج ہے۔ اور آپ کا نیا سوال ہے جس کا جواب دینا میرے لئے ضروری نہیں۔ مگر چونکہ آپ سائل ہیں۔ اسلئے جواب دیا جانا مناسب ہے اس خیال سے بھی کہ شرک مسئولہ آپکے گھروں میں بہت پھیلا ہوا ہے جسکو وہابیہ نے سمجھا ہی نہیں کہ شرک کیا چیز ہے سمجھئے میں بتاتا ہوں ہاں آپکا سوال لکھ دوں وہ یہ ہے

قولہ ۔ مطالبہ۔ سن مطالبہ نمبر ۷۔ شرک کسے کہتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۲۳۔ سطر ۳۔

اقول ۔ شرک کے لغوی معنے شریک کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی کو مخلوق میں سے شریک کرنا۔ ساجھی، برابر بنانا ہے۔ عبارت ایک کتاب معتبر لغت درج کیجاتی ہے:۔

منتخب اللغات صفحہ ۲۴۹ ۔ شرک بالکسر انباز شدن واعتقاد انباز بخدائے بے نیاز نعوذ باللہ۔ وشریک باکسے ۔ بلفظہ۔ یعنی لفظ شرک شین کی زیر سے شرک کرنا۔ ہمتا۔ برابر کا ساتھی۔ اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا خدا پناہ دے اور کسی کے ساتھ شریک یا ساجھی

علم عقاید کی کتاب شرح عقاید نسفی میں اس طرح لکھا ہے جس کا ترجمہ یوں ہے

(شرک کے معنی) شرک اسکو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھنا۔ یا جیسے خدا تعالیٰ کو مستحق عبادت جانتے ہیں۔ کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا۔ انتہی ترجمہ ختم ہوا۔ یہ شرک ہے یاد رکھئے۔ لیکن آپ اور آپکے امام الطائفہ یا جماعت وہابیہ نے شرک کو یوں سمجھکر سستا کر دیا ہے:۔

(۱) اگر کسی نے مولود شریف کیا۔ وہ مشرک ہو گیا ۔

(۲) اگر کسی نے مولود شریف میں تعظیم کی، ذکر ولادت پر اٹھکے قیام کر دیا تو مشرک ہو گیا

(۳) اگر کسی نے فاتحہ خوانی کسی بزرگ یا فوت شدگان اقرباکی کی تو وہ مشرک ہو گیا ۔

(۴) اگر کسی نے طعام وآب وشیرینی سامنے رکھکر قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ پڑھی مشرک ہو گیا ۔

(۵) اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر اذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی ۔ تو وہ بھی مشرک ہو گیا

(۶) اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا للہ پڑھا وہ مشرک ہوگیا ٭

(۷) اگر کسی نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا وہ مشرک ہوگیا ٭

(۸) اگر کسی نے درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا وہ بھی مشرک ہوگیا

(۹) اگر کسی نے درود تاج پڑھا وہ بھی مشرک ہوگیا ٭

(۱۰) اگر کسی نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا۔ مشرک ہوگیا ٭

(۱۱) اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شفیع جانا تو وہ بھی مشرک ہوگیا ٭

(۱۲) اگر کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی کہا تو مشرک ہوگیا ٭

(۱۳) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں مشرک ہوگیا ٭

(۱۴) اگر کسی امتی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک ہوگیا۔

(۱۵) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہوسکتا تو مشرک ہوگیا ٭

(۱۶) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو مکان وجہت سے منزہ سمجھا۔ تو وہ بدعتی ہوگیا بلکہ حقیقی بدعتی

(۱۷) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا توہین ہے تو وہ خلاف نص کہہ کے مشرک ہوگیا ٭

(۱۸) اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے جنم کے ساتھ دینا توہین ہے تو وہ مشرک ہوگیا ٭

(۱۹) اگر کسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیطان سے کم علم کہنا توہین ہے تو خلاف نص کہہ کر مشرک ہوگیا ٭

(۲۰) اگر کسی نے کہا کہ اللہ اپنے وعدہ میں سچا ہے کذب کا بہتان لگانا کفر ہے تو وہ مشرک ہوگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیجیے۔ آپ کے شرک کی تعریف پوری ہوگئی مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور وہابیہ کا شرک جدا جدا معلوم ہوا ٭

باب ہشتم

عقیدہ نمبر ۱۲ - وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲ - آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد - یا رسول اللہ کہنا شرک ہے - ملخصاً - تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳

قولہ - توضیح مطالبہ نمبر ۸ - بر عقیدہ نمبر ۱۲ - آپنے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۲ یہ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول کہنا شرک ہے۔ یہ عبارت بعینہ تقویت میں کہیں نہیں - لیکن یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اہلسنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر - جو کہے بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں - اور ہمارے حالات جانتے ہیں ہر وقت کافر ہو جاتا ہے - بلفظہ صفحہ ۲۳ - سطر ۸ ❊

اقول مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت ملخصاً لکھی ہوئی کا ضرور انکار کرینگے صفحہ محولہ پر نظر نہیں کرتے - یا کرتے ہیں تب اسکی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپکی تقویت میں بعینہ لکھی ہوئی ہے - جب یہ بات نہیں ہے - تو پھر آپ عبارت بعینہ کیوں تلاش کرتے ہیں - اور جب صریحاً لفظ ملخصاً لکھا ہوا موجود ہے، تو پھر یہ اغماض کیوں ہے - لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کو قبول کر کے لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے - عجب حالت ہے - انکار بھی ہے اور ساتھ ہی اقرار بھی آپ لکھتے ہیں - کہ "اہل سنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں" یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے - کیا کراماً کاتبین فرشتگان ہر وقت ہر انسان کے پاس حاضر و ناظر نہیں یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں، یا چاند اور سورج ہر وقت حاضر و ناظر نہیں۔ تم اگر آپکا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر و ناظر ہیں تو آپ خود مشرک ہیں کیونکہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر و ناظر سمجھا - اور اگر آپکا ایمان یہ نہیں کہ ہر وقت ہر آن اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے چلتے پھرتے کسی وقت بھی کراماً کاتبین ہمارے پاس حاضر و ناظر نہیں - تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کرکے کافر ہوتے ہیں - اب تو آپ کے لئے کوئی راستہ نہیں نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن - یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے ❊

آپ نے یہ عبارت فتاویٰ بزازیہ کو کسی وہابیہ کے رسالہ سے غلط نقل کر دیا - اور اسکے

معنوں میں بھی آپ نے تحریف کی ہے یعنی الفاظ ناظر بھائے حالات ہیروقت فتاوٰی بزازیہ کے جوت الفاظ کا ترجمہ جو آپ نے لکھ دیئے ہیں۔ دیکھئے اصل عبارت فتاوٰی بزازیہ کی اس طرح یہ ہے من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر بلفظہ۔

"یعنے جو شخص یہ بات کہے کہ تحقیق ارواح مشائخ حاضر ہیں جانتے ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔"

مراد اس عبارت کی یہ ہے۔ کہ جس کا اعتقاد یہ ہو کہ مشائخ کی ارواح بلا حکم و قدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود استقلالاً حاضر ہیں۔ جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔" تو ضرور کافر ہو جاتا ہے۔ اور جس کسی کا یہ اعتقاد نہیں وہ کافر نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ارواح انبیا علیہم السلام و اولیا علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویکون الرسول علیکم شہیدا" یعنے تم سب پر رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم گواہ اور حاضر ہیں۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی نے جو تمام وہابیہ دیوبندیہ کے دادا پیر ہیں اپنی تفسیر فتح العزیز میں مفصل فرمائی ہے جسکو میں علم غیب کی بحث باب ششم کے فصل دوم کے نمبر ۱۷ صفحہ ۱۲۴ پر درج کر چکا ہوں ۔

فصل اوّل یا محمد اور یا رسول اللہ کے کہنے کے جواز کے اثبات میں

اور اُن کا حاضر و ناظر ہونا

(۱) حدیث شریف مواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۹۲ - سطر ۱۔

(مطبوعہ مصر) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ بلفظہ یعنے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی تمام دنیا میرے ملاحظہ کیو اسطے۔ پس میں دیکھتا ہوں اُس کی طرف اور تمام اُن چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونیوالی ہیں۔ میں اُن کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحکم خدا حاضر و ناظر ہیں ۔

(۲) شفاء حضرت قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔ صفحہ ۱۱۷۔ جلد ثانی۔ ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام یعنی (اگر کسی مسلمان کی ملاقات کو جاؤ) وہ گھر میں موجود نہ ہو تو کہو کہ میرا اسلام و رحمت و برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ یہ اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر رہتی ہے۔ اس سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔

(۳) شفا قاضی عیاض علیہ الرحمۃ۔ ان عبد اللہ بن عمر خدرت رجلہ۔ فقیل اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمد اہ بلفظہ شرح ملا علی قاری۔ ای فنادی یا علی صوتہ سوکا نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ یعنی تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا۔ اُن کو کہا گیا۔ کہ یاد کرو آدمیوں میں سے اُس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو۔ تب انھوں نے زور سے پکارا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے شارح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اظہار محبت کا قصد کرکے استغاثہ یا دفریاد کے ضمن سے پکارا تھا۔

(۴) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جلد اوّل صفحہ ۳۰۴۔ سطر ۱۴ روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا پاؤں سن ہوگیا تھا۔ لوگوں اُن کو کہا یاد کرو اُسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے تاکہ یہ آفت جاتی رہے۔ تب انہوں نے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کرکے پکارا۔ پاؤں اُن کا اچھا ہوگیا۔ بلفظہ ﷺ

(۵) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ ناجی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ صفحہ ۱۰۱ سطر ۲۸۔ (اور جب سو جائے پاؤں) واذا خدرت رجلہ فلیذکر احب الناس الیہ۔ اور جب سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہئے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے نقل کی یہ حدیث موقوفاً ابن سنی نے فنا یاد کرے محبوب کو تاکہ حاصل ہو خوشی نزدیک اس کے پس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلفظہ (یہ حدیث شریف بہت

مشہور ہے۔ اور اکثر کتب معتبرات میں مسطور ہے) ؞

(۶) ایضاً عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسطرح روایت ہے۔ ان الانسان اذا خدرت رجلہ فلیناد یا محمد فان الخدر یذھب عنہ بلفظہٖ یعنے جب کسی آدمی کا پاؤں سو جائے۔ تو اُسکو چاہیے کہ وہ پکارے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو اُس کے پاؤں کا سو جانا جاتا رہیگا بلفظہٖ صفحہ ۱۰۱ ؞

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا۔ اور بالخصوص غزوات میں یا رسول اللہ یا نبی اللہ پکارتے تھے۔ اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکی سخت مشکلات میں اعانت اور امداد فرماتے تھے۔ خصوصاً حاجت روائی اور مشکلکشائی مصیبت اور آفتوں کے وقت خاص نام نامی حضور سید ولد آدم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لیکر ندا کرتے تھے۔ اسی طرح تابعین و تبع تابعین۔ و دیگر بزرگان دین آج تک کرتے آئے ہیں، اور کرتے جائیں گے جو وہابیوں نجدیوں، دیوبندیوں کے نزدیک سب مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ من ہذہ الخرافات والخزعبیلات ؞

(۷) تاریخ ابن جریر طبری میں حضرت ابن اثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ان الصحابۃ بعد موت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان شعارھم فی الحروب یا محمد اسی طرح غزوہ یرموک میں جب دھاوا ہوا ہزار ہا صحابی رضی اللہ عنہم یا محمد امت امت کا آوازہ کرتے اور نعرے مارتے تھے ؞

(۸) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل یکشنبہ صفحہ ۷۵۔ سطر ۲۹۔ واذا انفلتت دابتہ فلیناد اعینونی عباد اللہ رحمکم اللہ ہو۔ مص جب بھاگ جائے جانور کسی کا تو چاہیے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے نقل کی بزار نے ابن عباس سے۔۔۔ ف مراد بندوں سے رجال الغیب ہیں۔ یعنے ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعود نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں چاہیے کہ کہے یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوا۔ یعنے اے بندگان خدا اسکو روکو۔ پس اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روک لیتے ہیں اسکو۔ پس

ایک بزرگ سے منقول ہے۔ کہ جانور اُس کا بھاگ گیا۔ اور وہ یہ حدیث جانتے تھے۔ انہوں نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور اُس کا پھیر لایا۔ بلفظہ ٭

(۹) ایضاً صفحہ ۷۵ سطر ۳۳۔ وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی ط جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی حاجت کسی امر میں پس چاہیئے۔ کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ بلفظہ نقل کیا یہ طبرانی نے وقد جرب ذالك ۔ ط۔ تحقیق یہ امر آزمایا گیا ہے نقل کی طبرانی نے۔

مفتی جی ! ذرہ سمجھکر فتویٰ اپنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دینا۔ نعوذ باللہ منہا دیکھیے رسول خدا (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وہابیت کی کیسی قطع الوتین کی ہے۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی چھوڑ دیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی تعلیم فرمائی یا عباد اللہ اعینونی تین بار کہکر فرمایا کہ اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔ کیا یہ تعلیم نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ اے اللہ میری مدد کر پس اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ خدا کے بندوں سے امداد مانگنا۔ اور اُن کو یا کے لفظ سے حاضر و ناظر جان کر پکارنا عین سنت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت اس حکم کے عامل ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے مسلمہ علماء نواب قطب الدین خاں صاحب اور شاہ عبد العزیز و شاہ ولی اللہ علیہم الرحمۃ خاندان محدثین دہلوی اس کے عامل ہیں ٭

سلسلہ اجازت اس طرح ہے۔ یعنی مؤلف کتاب حصن حصین حضرت ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد الجزری الشافعی علیہ الرحمۃ ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان سے ...... اس کتاب حصن حصین کے پڑھنے کی اجازت خاندان محدثین دہلی کو ہوئی ...... (دیکھو نفع جلیل ترجمہ حصن حصین کا دیباچہ صفحہ ۴) پس آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین اور اکابر بزرگان دین معہ حضرت مؤلف کتاب اور تمام خاندان بزرگان دہلی اور آج تک تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت سب کے سب نعوذ باللہ مشرک ہوئے۔ تو موحد کون؟ یہ

اس وقت کے چند وہابی دیوبندی۔ آفرین ہے مفتی جی! آپ کو شاید آپ کو وہ حدیث یاد نہیں کہ جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے۔ وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا ہار ہوتا ہے۔ اور جو شخص تمام مسلمانان کو ابتداء سے آخیر تک حتی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ چھوڑے اس کا کیا حال۔ اسکے گلے میں کتنے کفر کے ہار پڑنے چاہئیں۔ اچھا اسکو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہرہ شریعت یا علماء کرام ابقاہم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتویٰ صادر فرمائیں گے وہ آخیر پر ظاہر ہو جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہاں! ایک بات یاد آگئی۔ وہ یہ کہ حصن حصین کے اس ترجمہ ظفر جلیل کے وقت اس حدیث مندرجہ بالا کے لکھتے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹ پٹائے۔ اور وہابیت کے رنگ میں آکے۔ اور یہ بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاقا لائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مولفہ نواب قطب الدین صاحب دہلوی کا صفحہ ۷۵) مگر افسوس انہوں نے اسی کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا۔ ورنہ اس الحاق کرنیکا موقعہ نہ ملتا۔ اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی۔ کیونکہ حضرت مؤلف حصن حصین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ جو احادیث اس کتاب میں جمع کیگئی ہیں، وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے۔ اسمیں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے۔ اور یہ الحاقی وہابی کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھئے حضرت مولف علیہ الرحمۃ شروع میں اس طرح ہیں ہے ع۔ واخرجتہ من الاحادیث الصحیحۃ ابرزتہ۔

عدۃ عند کل شدۃ وجرد تہ جنۃ تقی من شرالناس والجنۃ۔ یعنی اور نکالا میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے۔ ظاہر کیا میں نے اسکو در حالیکہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے۔ اور خالص کیا میں نے اسکو در حالیکہ سپر (ڈھال) ہے۔ کہ بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظہ ؂

دیکھئے مؤلف علیہ الرحمۃ فرما رہے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سب احادیث صحیح درج کی ہیں۔ کوئی ضعیف حدیث اسمیں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں۔ کہ یہ حدیث استمدادی یا عباد اللہ اعینونی ضعیف ہے اس شخص نے نہ تو مولف علامہ اور بزرگ فہامہ کے کلام کو دیکھا۔ اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا۔ اور نہ ان کے اساتذہ

کی اجازت پر خیال کیا۔ اور ضعیف لکھدیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ چلئے اسی کتاب سے ایک اور سیف المسلول کو دیکھیے۔ ؎

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل دوشنبہ صفحہ ۹۰۔ سطر ۳۔

ومن کانت لہ ضرورۃ فلیتوضأ فیحسن وضوءہ ت۔ س۔ ق۔ مس ویصلی رکعتین ثم یدعو اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی، اللھم فشفعہ فی ت۔ س۔ ق۔ مس۔ اور جس کو ہووے کوئی ضرورت یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف پس وضو کرے۔ اور اچھا کرے وضو اپنا۔ نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے اور پڑھے دو رکعتیں نقل کی یہ نسائی نے۔ فقط نسائی کی روایت میں ہے۔ اور باقی سب متفق ہیں۔ پھر دعا کرے یہ اللہ تحقیق مانگتا ہوں تجھسے حاجت اپنی۔ اور متوجہ ہوتا ہوں میں طرف تیری ساتھ وسیلے نبی تیرے کے۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی رحمت ہیں۔ اے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں۔ ساتھ وسیلے تیرے کے طرف پروردگار اپنے کے بیچ اس حاجت اپنی کے۔ تو کہ روا کی جاوے حاجت واسطے میرے۔ یا اللہ پس شفاعت قبول کر میرے حق میں نقل کی یہ ترمذی۔ نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے۔ ف حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض کی۔ یا رسول اللہ دعا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ مجھکو عافیت دے اس مرض سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر چاہے تو، تو دعا کروں میں۔ اور چاہے تو صبر کر یہ بہتر ہے تیرے لئے۔ اسنے عرض کیا کہ دعا ہی کیجئے۔ پس اسکو وضو کے لئے حکم فرمایا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ دعا پڑھے۔ پس اسنے پڑھی۔ اور سو انکھا ہوا[ل] کذا فی المشکوۃ۔ بلفظہ ؎

فرمائیے! تسلی ہوئی یا نہیں، یا آپ کا فتویٰ جاری ہے۔ اور دیکھیے۔

(۱۱) فتوح شام صفحہ ۲۹۸۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے قنسرین سے کعب بن ضمرہ کو بارادہ حرب روانہ کیا۔ ایک ہزار سوار دیکر۔ اور کعب بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سے پڑی۔ اسکے پانچہزار سپاہی تھے۔ اور یہ لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ پانچہزار سپاہ یوقنا کی اور دو مہرہ کی طرف سے

ل سنہدی لفظ ہے یعنی وہ نابینا بینا ہو گیا۔

مسلمانوں پر آ پڑی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے۔ غرضیکہ وہ سہ ہزار کا مقابلہ ٹھیر گیا۔ مسلمان جانبازیاں کر رہے تھے۔ اور کعب بن ضمرہ نہایت بے آرام اور بیچین گرد نا دیتے تھے۔ اور پکارتے تھے یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل۔ اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے۔ یا معاشر المسلمین اثبتوا الھم فانماھی ساعۃ وانتم الاعلون بلفظہٖ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اے اللہ تعالیٰ کی مدد آ نزول فرما اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدمی دکھلاؤ۔ پس جان لو یہی گھڑی ہے اور تم غالب ہونیوالے ہو۔

(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ متوفی ۶۹۱ھ ولی کامل۔ جنکی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ کتاب بوستان میں فرماتے ہیں ؎

چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے ز قدر رفیعت بدرگاہ حے

کہ باشند مشتے گدایان خیل بمہمان دار السلام طفیل

چہ وصفت کند سعدیِ ناتمام علیک الصلوۃ اے نبی والسلام

(۱۳) حضرت شمس تبریز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

نازنین حضرتِ حق صدر بدر کائنات نور چشم انبیاء چشم و چراغِ ما توئی

در شب معراج بودت جبرئیل الصدر کا پا نہادہ بر سر گنبدِ خضرا توئی

یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجزند عاجزاں را رہنما و جملہ را ما وائے توئی

شمس تبریزی چہ دم در نعت مولائے زند مصطفےٰ و مجتبےٰ و سید اعلےٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا تھانیسری علیہ الرحمۃ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل اور بزرگ گذرے ہیں۔ اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

یا حیلتی ویا دوحی ویا جدی ویا فوادی ویا ظھری ویا عضدی

مالی الیک بقطع البین او من قبل ولیس لی باصطبار عنک من مددی

(۱۵) حضرت مولانا عبد الرحمن ابن احمد جامی علیہ الرحمۃ متوفی ۸۹۸ھ۔

---

۵۱ سمجھا ہوا۔ ہندی لفظ ہے۔ یعنی وہ نابینا بینا ہو گیا ۱۲ منہ۔

صاحب شرح کافیہ وشرح فصوص الحکم وشرح عقاید وشرح لمعات وغیرہ کتب۔ اس طرح لکھتے ہیں ؎

زمہجوری برآمد جان عالم، ترحّم یا نبی اللہ ترحّم،
نہ آخر رحمۃ للعالمینی، زمہجوراں چرا فارغ نشینی،
شب اندوہ مارا روز گرداں زروئت روزِ ما فیروز گرداں
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کنی بر حالِ لب خشکاں نگاہے

(۱۶) شیخ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صوفی کامل محدث فقیہ حنفی۔ جن کی ایک سو بتیس[۱۲] کتابیں عربی فارسی کی تصنیف ہیں۔ تاریخ ولادت آپ کی شیخ اولیاء ۹۵۸ھ اور تاریخ وفات فخر عالم ۱۰۵۲ھ ہے۔ اپنی کتاب اخبار الاخیار میں یوں قصیدہ لکھتے ہیں ؎

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن
محبِ آل و اصحابِ توام کارِ من حیراں بلطفِ خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن

(۱۷) حضرت شاہ ابو المعالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

گر نبودے یا رسول اللہ ذاتِ پاک تو ہیچ پیغمبر نبردے دولتِ پیغمبری

(۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنے قصیدہ عرف اطیب النغم میں لکھتے ہیں ؎

وصلّی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر مامول ویا خیر واھب
ویا من یرجی للکشف رزیۃ ومن جودہ قد فاق جود السحاب

ترجمہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے، اے سب خلقت سے اچھے اور اچھے امیدگاہ اور اچھے بخشش کرنیوالے، اور اچھے امید کیے گئے واسطے کشف مصیبت اور بخشش آپ کی فائق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے

(۱۹) حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ متوفی ۵۹۲ھ اس طرح خطاب کرتے ہیں ؎

من از کمترین امتان خاک تو، بدیں لاغری صید فتراک تو،،

نظامی کہ در گنجہ شد پائے بند | مباداز سلام تو نا بہرہ مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداداللہ علیہ الرحمۃ
تمام دیوبندیوں کے پیرومرشد اپنی نظم نعتیہ میں کیا اچھی غزل دہابیہ سوز رقم فرماتے ہیں۔

ذرہ چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یارسول اللہ | مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی | مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمھارا ہو چکا ہوں میں | بس اب جاہو منا ؤ یا دلاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہوں طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر | میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یارسول اللہ
اگرچہ ہوں ناقابل وہاں کے پرامید ہے تم سے | کہ جیسر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یارسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو | بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

(۲۱) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی صفحہ ۱۲ جلد اوّل۔ اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے۔

کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے۔ کہ شش جہت داہنے، بائیں، آگے پیچھے، اوپر نیچے۔ اوپر آپ کے سامنے ایک ہی جہت ہے۔ اور وہ اپنے سامنے ہر ایک چیز کو برابر دیکھ رہے ہیں۔ اور سب پر محیط ہیں وھواذا ؟ یعنے نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرور کے دل مبارک کو ایک احاطہ اور کشائش دریافت میں اور جاننے میں معقولات کے ارزانی رکھا۔ اسی طرح اس جناب کے حواس لطیفہ کے تئیں حکم میں ایک جہت کے گردانا واللہ اعلم یعنی چھ طرفین جن کو فوق تحت یمین یسار شمال۔ قبل۔ بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا۔

قطعہ۔ اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا | خالق نے شش جہت کو تیرے لئے بنایا
تیرا مقام بالا ہے شش جہت سے اعلیٰ | سوئے نصیب بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھ کو امثال ایزدی سے | تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

(۲۲) درمختار مقبول عرب وعجم کے باب اذان میں لکھا ہے۔

مسئلہ فقہی

سونے سے بہتر ہے۔ تو سامعین کو چاہئے کہ اسکا جواب اسطرح دیں صَدَقتَ وَبَرَرتَ یعنی تو نے سچ کہا۔ اور اچھی بات کہی۔ اس پر علامہ شامی علیہ الرحمۃ حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں۔ کہ حدیث میں آیا ہے ٭

دیکھئے مؤذن مسجد میں اذان کہہ رہا ہے۔ اور اذان سننے والا اذان کا جواب اپنے گھر میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے۔ اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ جیسے صاحب درمختار اور ردالمحتار فرما رہے ہیں اگر آپ ان کو نہیں مانتے۔ تو لیجئے آپ کے بزرگ اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھ چکے ہیں اس پر ہی ایمان لائیے۔ اب تو کچھ عذر نہیں ہونا چاہئے۔ وہ یوں لکھتے ہیں:-

سوال ستر ھواں صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب یہ کہنا چاہئے ثابت ہے۔ بلفظہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۸ سطر ۸ ٭ یہاں پر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر جاننے کی زیادہ تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰ میں لکھی جائیگی۔ انتظار کیجئے۔ ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا۔ انکے کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے جیسے وہ کہتے ہیں۔ کہ یا جب محمد بھگت جائیں۔ یعنی بغیر تابعداری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے۔ اگرچہ بظاہر ان کا اسلام لانا ثابت نہیں کون ہیں وہ؟ گورو نانک صاحب ہیں۔ جو ملک پنجاب ضلع گورداسپور میں ساڑھے چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ جو راقم حروف کا وطن اور ضلع ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے الہام سے (اپنے حسن عقیدت سے) ہر ایک چیز میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں۔ یعنی ہر ایک چیز میں نام "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ان کا کلام ایک رباعی میں انکی زبان[1] میں درج ہے وہ یوں ہے۔ رباعی گورونانک صاحب بانئے مذہب سکھی:-

[1] ان کی زبان۔ یعنے پنجابی بھاشا ٭

عدد گنو ناؤں انچھر کے کرو چوگنے تا دس ملاؤ پنج گن کیجو کاٹو بیس بنا
باقی بچے سو نو گن کیجو دو امہیں اور ملا نانک ہر کے بچن رے محمد نام بنا

ترجمہ۔ عدد گنو۔ ناؤں نام۔ انچھر، حروف۔ یعنی کسی نام کے حروف کے اعداد جمل نکالو۔ چوگنے، اسکو چار میں ضرب دو۔ حاصل ضرب میں دس عدد ملاؤ۔ پھر ان سب کو پانچ میں ضرب دو۔ - - - - - - - - - - - - - - - - - - - اس حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کرو۔ تقسیم کرتے پر جو باقی بچ جائے اسکو نو سے ضرب دو اور حاصل ضرب میں دو عدد اور ملاؤ۔ تب گورو نانک صاحب کہتے ہیں۔ کہ خدا کے علم سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نام مبارک بنجائیگا ✣

طریقہ تمثیلاً

نام "لوح" کو لو۔ یہ وہ چیز ہے جس میں بحکم خداوند کریم ابتدا سے آخیر تک جو کچھ ہونیوالا ہے سب کچھ درج ہے۔ اس نام لوح کے اعداد جمل ۴۴ ہیں۔ ان کو چار میں ضرب دیا۔ تو ۱۷۶ ہوئے اس میں دس ملائے تو ۱۸۶ ہوئے ان کو پانچ میں ضرب دیا۔ تو ۹۳۰ ہوئے ان کو بیس پر تقسیم کیا۔ تو دس باقی بچے۔ پھر ان دس عدد کو نو سے ضرب دیا۔ تو ۹۰ ہوئے اسمیں دو عدد اور ملائے۔ تو ۹۲ ہوئے۔ بس ۹۲ عدد نام محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہیں۔ اسی طرح جس چیز کے عدد نکالو گے اسمیں نام محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم برآمد ہوگا ✣

آپ کے اعتقاد کے مطابق تمام دنیا کے چورانوے کروڑ مسلمان ہر پانچ وقت روزمرہ کافر اور مشرک ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر نماز میں تشہد کے وقت التحیات للہ میں ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھتے ہیں۔ اور پڑھنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر وناظر جانتے ہیں۔ اگر ایسا نہ جانیں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ بس اب وہابیوں کو نماز ہی سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ اسکی زیادہ تحقیق اور تشریح آپکے عقیدہ نمبر ۲۰ میں ہوگی۔ وہاں دیکھیں

ل طریقہ تمثیلاً۔ الخ اس طریقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طریقہ سے اور نام بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ مگر اسمیں گورو نانک صاحب نے اپنے حسن عقیدہ سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کا اسم مبارک پیش کیا۔ الاعمال بالنیات حدیث صحیح ہے۔ منہ ✣

اس تمام تحقیق میں آپ کے لئے کوئی راہ نہیں ؂

قولہ۔ توشیح میں ہے الذین یدعون الانبیاء والاولیاء عند الحوائج ذالک شئی ان قبیح وجھل صریح۔ ترجمہ وہ لوگ جو پکارتے ہیں انبیا اور اولیا کو اپنی حاجتوں کے وقت یہ شرک ہے بُرا۔ اور جہل ہے کھلم کھلا بلفظ صفحہ ۳۳ سطر ۱۴۔ ؂

اقول آپنے عبارت توشیح کی اور اس کا غلط ترجمہ دھوکہ دہی کے لئے لکھدیا ہے۔ اسمیں آپنے لفظ یدعون کا ترجمہ پکارنے کا کیا ہے جو غلط ہے۔ یدعون کے معنے عبادت کرنیکے ہیں۔ یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت انبیا اور اولیاء کی عبادت کرتے ہیں اور اُن کو پوجتے ہیں۔ وہ شرک ہے۔ اور ضرور شرک ہے۔ لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ ثبوت دے چکا ہوں اسمیں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل یا محمد یا محمداہ یا عباد اللہ اعینونی یہ تعلیم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہے۔ اسکے اثبات میں قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں۔ جن میں یدعوا یا یدعون کے معنی یعبد کے آئے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ الآیہ یعنی اور گالیاں مت دو اُن کو جنہیں وہ پوجتے یا عبادت کرتے ہیں خدا کے سوا۔ اسی طرح اللہ فرماتا ہے ومن اضل ممن تدعوا من دون اللہ الآیہ یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گمراہی ہے۔ یا ایسا کرنے والا بہت گمراہ ہے۔ چنانچہ تفاسیر جلالین۔ خازن۔ معالم التنزیل۔ مدارک۔ نیشاپوری وغیرہ میں یدعوا کے معنی یعبد کے لکھے ہیں عبادت کا لکھنا بوجہ اطناب ترک کیا گیا۔ خود نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحیح حدیث میں فرماتے ہیں الدعاء ھو العبادۃ دعا بمعنی عبادت ہے۔ پکارنے کے معنے کرنا سوائے اہل سنت وجماعت کے وہابیہ کا ہی اُلٹا اوندھا کام ہے۔ جو دیو نجد اور دیو بند جن کے اعداد جمل بھی نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے دھتا برابر ہیں۔ یعنی دیو نجد کے ۷۷ دیو بند کے ۷۶ ہیں۔ قدرتی ارتباط واتحاد ہے مبارک ہو ؂

باب نہم

عقیدہ نمبر ۱۲۳ وہابیہ دیو بندیہ

لہ ومن اضل الآیۃ اور مفصل حال باب نہم میں لکھا جا چکا ہے ؂

عقیدہ نمبر ۱۳۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصًا۔ تقویتہ الایمان صفحہ نمبر ۱۳۔

قولہ توضیح مطالبہ نمبر ۸۔ بر عقیدہ نمبر ۱۳۔ آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے۔ کہ انہیں لکھا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ بعینہٖ یہ عبارت تقویت میں نہیں۔ غالبًا آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے۔ اُس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے۔ کہ ایک آن میں ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلعم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اُسکی جگہ قائم کر دے۔ اُس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے بلفظہٖ صفحہ ۴۸۔ سطر اول ٭

اقول۔ آپ کی عادت مستمرہ یہ ہے۔ کہ پہلے میرے اشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا۔ اور پھر خود ہی اقرار کر کے اُس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا۔ اور پھر اپنے امام الطائفہ کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا۔ جواب کیا دیا۔ وہ یہ کہ کیا خدا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا کرنے یہ یا اُن کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ یا اب اُسکی قدرت سلب ہو گئی ہے۔ حضرت شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ اگر خواہد کا بھی درج ہے لکھ دیں۔ جن کا جواب باب اوّل عقیدہ نمبر اول میں پورے طور پر ہو چکا ہے ٭

اوّل تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں۔ کہ مولانا اسمٰعیل دہلوی نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے۔ فرمائیے یہ عبارت جو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۳ پر ہے جسکی آپ نے نقل کی ہے کس آیت قرآنی کی ترجمانی ہے۔ یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ ذرا اسکا پتہ تو دیجئے کہ آپ کی علمیت کا اندازہ ہو جائے بات یہ ہے کہ گستاخی بھری طبیعت ہے۔ جو چاہا جو دل میں آیا، لکھ مارا۔ خوف خدا تعالےٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے۔ یوں تو علما قدس سرہم و رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مریدوں کی طرف سے عنایت و عطا شدہ

ہیں۔ مگر حبیب اللہ تعالیٰ کے فرمان انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰوٴ کی بو تک بھی نہیں۔ تو یہ درجے اور رتبے اور القاب کیسے ❖

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتاب تفویۃ الایمان میں ایسے ہی اناپ شناپ باتیں فتنہ اور فساد کی لکھکر بھری پڑی ہیں۔ توہین انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے یہ کتاب مملوء ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاوی کفر کتاب اور موٴلف کتاب پر ہو چکے ہوئے موجود ہیں۔ لیکن وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ اسکو صحیفہ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشانی جانتے ہیں۔ اس کا حال بھی انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا ❖

آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ و تمام جماعت وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ اور اپنے حکم اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو۔ اور اب اسپر عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ جب گروہ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کردیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر بھی خاتم اور نبی ہو سکتے ہیں۔ تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو نبی بنا کر بلکہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر اپنے آپ کو پیش کردیا۔ تب آنکی آنکھیں کھلیں۔ کہ ہم تو ابھی تجاویز سوچ ہی رہے تھے۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بازی لے گیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور اضغاث احلام کے ذریعہ رسالت کا دعویٰ کر کے بجائے کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ نعوذ باللہ منہا گھڑ لیا۔ اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا گھڑ لیا۔ لاحول ولا قوۃ۔ جسکو رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں درج کر کے شائع بھی کر دیا۔ وانا الیہ راجعون ❖

فصل اوّل در بیان عدم نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آیات قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ

وخاتم النبیین الآیہ - یعنے نہیں ہیں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) باپ کسی مرد کے تم میں سے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ اور ختم کرنے والے تمام پیغمبروں کے ہیں - تمام اہل اسلام کا اجماع واتفاق ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنیوالے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کے اُن کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا - اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل ومکمل واٹل حکم ہے - اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کریگا - پھر نظیر کیسے ہوسکتا ہے - ہمارا خدا وہابیوں کا خدا نہیں ہے - جو جھوٹ بولے - یا وعدہ خلافی کرے - اسکی بحث باب اول میں کامل ہوچکی ہے - زیادہ ضرورت نہیں ؂

(۲) آیت شریف قل یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا - (سورہ اعراف) آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہاں کے لوگوں کو کہدیجئے - کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں - اور تم سب کی طرف قیامت تک کیواسطے بھیجا گیا ہوں -

کیا خداوند کریم کسی اور کسی اور کو بھی کبھی ایسا رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی طرح پیدا کریگا - ہرگز نہیں - اگر پیدا کرے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام آدمیوں کیطرف رسول کب ہوئے - اور اگر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس نئے نبی کی طرف بھی رسول ہوں - اور وہ حضور کا اُمتی ہو - تو وہ حضور کا نظیر کب ہوا - اُمتی حضور کا نظیر کب ہوسکتا ہے - اگر یہ کہو کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ اُن میں فرض کردہ نبی بھی داخل ہے - اور وہ فرض کردہ نبی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے - جن میں حضور بھی داخل ہیں - تو وہ حضور کا اُمتی ہوا - اور حضور معاذاللہ اسکے اُمتی ہوئے - اور یہ قطعاً محال ہے - لہٰذا حضور کا نظیر ہونا محال ہی

(۳) آیت شریف - وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا - (سورہ سبا) یعنی اور نہیں رسول بناکر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہاں کے لوگوں کے لئے قیامت تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرانے والا عذاب، دوزخ سے ؂

(۴) آیت شریف وارسلنٰک للناس رسولًا (سورۃ النساء) یعنی ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بناکر بھیجا ہے ؂

(۵) آیت شریف - الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الآیہ (سورہ مائدہ)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ آج کامل کر دیا۔ ہم نے تمھارے لئے دین تمھارا (کبھی منسوخ نہ ہوگا) اور تمام کر دی ہیں نے اوپر تمھارے اپنی نعمت ؛

کیا خداوند تعالیٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقص کریگا۔ اور اپنی نعمت کو پھر نا تمام کریگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر کہو کہ مانا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریگا مگر قادر تو ہے۔ اور ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیر تو قرآن میں موجود ہے۔ اس کا جواب عقیدہ نمبر اوّل میں کافی وافی ہو چکا ہے۔

فصل دوم عدم نظیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبات احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲۔ سطر ۲۳۔ مصری

عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنی دارا فاکملها واحسنها الا موضع لبنة فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون ویقولون لولا موضع اللبنة۔ بلفظہ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثل اور انبیا کی مثل ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اسکو اچھی طرح مکمل کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پھر اسمیں آدمی داخل ہوئے۔ انہوں نے تعجب سے کہا۔ کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی۔ یعنے یہ اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ جسنے گھر کو مکمل کر دیا۔ کیا خداوند تعالیٰ اب اس گھر میں ایک فالتو اینٹ یا کئی اینٹیں یوں ہی ڈالدیگا۔ ہرگز نہیں۔

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۹۲۔ سطر ۲۷۔

(باب ختم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین بلفظہ۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میری مثال اور انبیا کی مثال جو مجھ سے پہلے گذرے ہیں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور

اسکو اچھی طرح خوب سجایا۔ مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اُس کے گرد پھرتے اور تعجب کرتے تھے۔ کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنیوالا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۴۹۔ سطر ۲۸۔ مصری۔

عن ابی هریرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیاء الصالحة بلفظ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے نبوت ختم ہوگئی۔ نہیں کچھ باقی نہیں رہا۔ مگر صرف مبشرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی مبشرات کیا ہیں فرمایا نیک خواب

(۴) صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۲۴۸۔ سطر ۱۱ تا ۲۰ مطابق صحیح بخاری کے ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۰

(۵) جامع ترمذی جلد دوم ترجمہ اردو صفحہ ۴۸۱ روایت ہے ابی بن کعب سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک محل بہت خوبصورت اور اچھا اور پورا بنایا اور اسمیں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ اور لوگ اُس میں پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے اسکی خوبی کو دیکھکر اور کہتے تھے کاش کہ یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہو جاتی۔ پس پیغمبروں میں ایسا ہوں اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہونگا پیغمبروں کا اور خطیب ہونگا اُن کا۔ اور صاحب شفاعت ہونگا انھی کا۔ الخ بلفظہ۔

ان تمام احادیث صحیحین وجامع ترمذی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا خاتم النبیین اور خطیب الانبیاء اور صاحب شفاعت الانبیا علیہم السلام بموجب آیات قرآنی کے ثابت ہے۔ علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں جن پر تمام اہل اسلام کا اجماع قائم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ کوئی نبی انکے بعد قیامت تک پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین کا حکم اور اس پر

سیّد المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ اقویٰ ہے۔ کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہو سکتا اور نہ ہوگا۔ اور اگر بقول وہابیہ اور مرزائیہ ایسا ہو تو اللہ تعالےٰ اور اس کا حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں نعوذ باللہ کاذب ٹھیرتے ہیں۔ اور یہ بات آن کے شان کے سخت خلاف ہے۔ اور محال ہے۔ اور کہنے والا دجال ہے۔

فصل سوم اقوال علمائے اعلام سے ثبوت اور وہابیہ کی تردید

(۱) المعتمد فی المعتقد حضرت علامۃ العلماء تورپشتی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۰ مطبوعہ مدراس۔ یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں لکھی گئی تھی۔ لکھتے ہیں:۔ اگر کوئی شخص قائل ہو مثل یا نظیر حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا وہ کافر ہے تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ ۶۶۔ اور کتاب بوارق لامعہ صفحہ ۵۸۔ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمۃ کی یہ ہے:۔ کہ وے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باز پسیں ہمہ پیغمبران است۔ در زمان وے تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نہ باشد۔ وہر کہ دریں بشک باشد دراں نیز بشک باشد وآنکس کہ گوئید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود۔ وآنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وذریاتہ انتھیٰ ولنعم ما قال وصل ؎

ربنا اللہ لا عدیل لہ (بلفظہ) حبہ کیف لا مثیل لہٗ

(۲) تفسیر روح البیان۔ بوارق لامعہ صفحہ ۵۸ مسئلہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اُس نے لوگوں سے کہا۔ کہ مجھکو مہلت دو۔ کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا۔ جو شخص اس سے نشان نبوت اور معجزہ طلب کریگا وہ اُسی وقت کافر ہو جائیگا۔ اس لئے کہ جو شخص اُس سے معجزہ طلب کریگا یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے رصلے اللہ علیہ وسلم، ممکن الوقوع سمجھتا ہے حالانکہ

آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرما چکے ہیں لا نبی بعدی۔ بلفظہٖ ؁

(۳) تمہید یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے۔ جسکو حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ نے بھی پڑھا ہے۔ قدما میں درسی کتاب تھی بوارق لامہ صفحہ ۵۸ من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنی جو کوئی دعوی نبوت کا کرے ہمارے زمانہ میں کافر ہو جائیگا۔ اور جو کوئی اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ اسنے نص (آیت وحدیث) میں شک کیا ؁

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر صفحہ ۶۳۰۔ مصری۔ واما الایمان بسیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا امن بانہ رسول ولم یومن بانہ خاتم الانبیاء لا یکون مومنا۔ بلفظہٖ یعنی اور ایمان لانا ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یوں واجب ہے۔ کہ تحقیق وہ اب بھی ہمارے رسول ہیں۔ اور یہ کہ وہ انبیا علیہم السلام کے خاتم ہیں۔ جو ایمان لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں۔ لیکن اس بات پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیا ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ دیکھئے۔ اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیاء اور رسل نہیں تو وہ کافر ہے۔ یہی ایمان وہابیہ اور مرزائیہ کا ہے ؁

فیصلہ شدہ کہ دونوں گروہ کافر ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کا یہی عقیدہ ہے

(۵) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور صفحہ ۹۵ حاشیہ ؁

انت موج اول الامواج فی بحر القدیم ؁ لیس مثلک عکننا فی الکائنات یا رسول

یعنی اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سب سے پہلے بحر القدیم کی موج ہیں۔ آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہونا ممکن ہی نہیں ؁

(۶) مظہر الحق و بہار جنت عقاید میں دونوں کتابیں جو ۱۲۸۴ھ میں تالیف ہوئیں ؁

نبی بعد حضرت نہ ہوگا کوئی ۔ سمجھ خاتم الانبیاء ہیں۔ وہی
نہیں شرع میں مصطفےٰ کے سوا ۔ کسی کا لقب خاتم الانبیاء
نبی ایسا بھیجا بشیر و نذیر ۔ ہوا ہے نہ ہوسی کا ہرگز نظیر

(۷) وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد مؤلفہ مولٰنا مولوی محمد عبد اللہ ڈھاکوی مطبوعہ تاجی لکھنؤ سنہ ۱۳۰۳ھ صفحہ ۴۸۔ نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ظہور نور احمد سے ہوا کون ومکاں پیدا ملک پیدا فلک پیدا زمین پیدا زماں پیدا

کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکاں پیدا ہوئے ہیں جسکے باعث سے زمین آسماں پیدا

ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغ نور احمد سے ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا

بنایا عرش خالق نے انھیں کے نور انور سے کیا لوح وقلم ظاہر ہوئے کرو بیاں پیدا

رسول پاک کے باعث شہ لولاک کے باعث ہوئے دونوں جہاں پیدا ہوئے سب انس وجاں پیدا

نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھسا ہے نہ ہوئیگا

نہ نوری میں وہاں پیدا نہ خاکی میں یہاں پیدا

پس ہمارا اہل سنت وجماعت کا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر یا مانند یا مثل نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ جیسے اللہ تبارک وتعالی اپنی شان الوہیت میں واحد وبے نظیر ہے اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شان نبوت ورسالت وعبودیت میں واحد اور بے نظیر ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی ہو یا مرزائی کہ اُن کی طرح اُن کی نظیر یا مانند اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں وہ قرآن شریف واحادیث واقوال علماء اعلام کا منکر بلکہ مکذب ہے۔ اور بس ۔

قول۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت کے صفحہ ۳۶۵ پر لکھتے ہیں۔ کہ آسمان وزمین وہرچہ درمیان آنست الخ ۔ وہفت آسمان وزمین در قبضہ قدرت ولیست الخ وشیخ شرف الدین احمد یحیٰی منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے صفحہ ۵۷ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ ہزار ہزار آدم وعالم بیافریند الخ اور صفحہ ۹۶ پر ہے۔ اگر خواہد در لحظہ صد ہزار الخ۔ بلفظہ صفحہ ۲۱۳

اقول۔ مفتی جی! اِن عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اور بھی کروڑوں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بات خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن شریف واحادیث شریف سے بھی دکھلا سکتے ہیں۔ یا کہیں انکی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں کیونکہ آپ کو تو قرآن

اور حدیث سے سند لانا چاہئے۔ جو وہابیہ کا بظاہر بڑا اصول ہے۔ یا بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے قول کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ بظاہر نص کے خلاف ہی ہوں۔ ان تحریرات عبارت کا جو مطلب آپ سمجھے بیٹھے ہیں وہ غلط اور محض غلط ہے۔ حالانکہ وہ بزرگان لفظ اگر خواہد کا ساتھ ہی فرما رہے ہیں۔ جس کا جواب پہلے ہو چکا ہے ؀

قولہ مطالبہ نمبر ۵۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو انہیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی۔ اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر پر کیا اعتراض ہے۔ الخ بلفظہٖ صفحہ ۲۴ ؀

اقول۔ مفتی جی! یہ عجیب آپ کی منطق ہے۔ کہ جس کا صغرائے اور کبرائے آپ کے ذہن ماؤف میں ہے۔ یہ کسنے کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہو گئی۔ ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرنا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے۔ جو ہر ہیچ و پیچ سے اللہ تعالیٰ پر عجز کا الزام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دوبارہ پیدا نہ کرے۔ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کو پیدا نہ کرے تو اس سے اسکی قدرت سلب شدہ تصور ہو گی۔ جو آپ فرماتے کہ وہ قدرت جو انہیں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی۔ اب سلب ہو گئی۔ واہ سبحان اللہ آپ کی دلیل۔ کہئے آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم خاتم النبیین کے پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اقرار کر لیا تھا۔ کہ میں نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ لیکن میں اپنا حکم اور عہد کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کرونگا۔ یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرفعلی تھانوی کو تو ضرور نبی بنا دونگا تاکہ وہابیہ فرقہ یا مرزائیہ کو یہ گمان نہ گذرے۔ کہ میری قدرت سلب ہو گئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلائیے۔ ورنہ ایسے ایسے بیہودہ دلائل کو علماء کے روبرو پیش کرنے کی جرات نہ کیجئے۔ اچھا کہئے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کبھی اپنی اولاد کے پیدا کرنیکی بھی قدرت تھی۔ اگر تھی تو کتنے لڑکے لڑکیاں نعوذ باللہ پیدا کئے اگر نہ تھی تو کیوں؟ اور اب بھی یہ قدرت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا یا آپکے خیال اور عقیدہ کیمطابق وہ قدرت اب سلب ہو گئی ہے۔ آپکے اپنے مولانا کی روح سے دریافت کرکے اس کا جواب دیجئے۔ بشرطیکہ وہ

روح مدد دینے کے قابل ہو۔ ورنہ اپنے مولانا کی تحریر کو غتربود سمجھئے۔ اور باقی مطالبات
کو بھی اسی خیال میں رکھیئے ؛

باب دہم

عقیدہ نمبر ۱۴۔ وہابیہ دیوبندیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں،،

بلفظہٖ براہین قاطعہ صفحہ ۳۔ مولوی خلیل احمد انبہٹوی

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۴۔ آپ نے براہین قاطعہ کے حوالہ پر وہابیہ کا عقیدہ
نمبر ۱۴ یہ لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ صاحبان الکل
آپ بنی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں بلفظہٖ صفحہ ۲۵ سطر ۱۵ ؛

اقول۔ مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت محررہ براہین قاطعہ کا حسب عادت توڑ
نہیں کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی علیہ السلام بار بار لکھنا آپکی دینی معلو
کا نمونہ ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت شریف یا ایھا الذین آمنو صلو علیہ و
تسلیماہ کے برخلاف ہے۔ جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں ا
یوں مفتی ہیں ؛

ہمنے کہاں کہا یا لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم خدا کے برابر ہیں۔ یا حسب
عادت بہتان لگاتے ہیں۔ ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہیں گے۔ کہ ع۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہیئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے برابر
ہے۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی ہے تو اس کا پتہ دیجئے اور نام بتلایئے۔ ہاں آپ کے اعتقاد
میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یا تو بقول آپکے امام ال
کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یا یہ تفریط

بھی بڑھ گئے۔ کہ جملہ بنی آدم کے برابر کر دیا۔ انہیں مسلم۔ کافر۔ مشرک۔ منافق۔ چوہڑے۔ چمار کی بھی کوئی تمیز نہ رہی۔ ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسمٰعیل ایک چوہڑے کے برابر ہیں یا مولوی رشید احمد ایک چمار کے برابر ہیں۔ یا یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد ایک کنجر[۵۱] کے برابر ہیں یا مولوی اشرف علی ایک ڈوم کے برابر ہیں۔ تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہوں گے۔ اور توہین انکی نہیں سمجھیں گے۔ جبکہ آپ کے اعتقاد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ تو آپ کے بزرگوں کو ایسے مماثلت سے کیا عذر ہوگا۔ خواہ لفظ بشریت بھی ان شامل کرلیں ✤

ہمارا ایمان ہے۔ کہ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل ھو اللہ احد ای فی الالوھیت اسی طرح ہم کہتے ہیں قل ھو محمد احد صلے اللہ علیہ والہ وسلم ای فی العبودیت و المحبوبیت۔ یعنے جیسے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں احد اکیلا ہے۔ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبودیت ونبوت ورسالت محبوبیت میں احد یکتا ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں۔ بس ✤

قولہ۔ نصوص قرآنیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفس بشریت میں بنی آدم کے برابر بتلاتی ہیں۔ جو کہ قل انما انا بشر مثلکم ترجمہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ والہ وسلم لوگوں سے کہدو۔ کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہ صفحہ ۲۵ سطر ۱۷۔

اقول مفتی جی! آپ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جملہ بنی آدم کے برابر بناتے ہیں ایسے منہمک ہیں۔ کہ آیت قرآنی سے لفظ یوحی الی کو بھی چھوڑ گئے۔ اور تحریف قرآنی کا بھی خوف نہ کیا۔ مراد اس سے یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی کسی طرح بھی کوئی فضیلت ظاہر نہ ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلے گا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح ہماری مثل یا مانند بشر تھے۔ البتہ کفار نابہنجار کا قول تھا۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر پیغمبران علیہم السلام ہماری طرح آدمی اور بشر تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اسکی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے ✤

---

۵۱ کنجر۔ ایک قوم جرائم پیشہ ہے۔ جو دہلی پہاڑ گنج میں رہتے ہیں ✤

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نرٰیک الا بشراً مثلنا۔ (سورہ ھود) یعنی پس کہا رئیس گوں نے جو کافر تھے۔ قوم (حضرت نوح علیہ السلام) میں سے کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے، مگر اپنی طرح ایک آدمی ۞

(۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما ھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم (سورۂ المؤمنون) پھر کہا اُن بڑے آدمیوں نے جو کافر ہوئے تھے اُسکی قوم (حضرت نوح) سے نہیں ہے یہ شخص، مگر ہماری طرح ایک آدمی چاہتا ہے تمھارے پر اپنی بڑائی ۞

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقال الملاء من قومہ الذین کفروا وکذبوا بلقاء الاٰخرۃ واترفنٰھم فی الحیٰوۃ الدنیا ما ھذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون ۝ ولئن اطعتم بشراً مثلکم اذا لخٰسرون ۝ (سورہ المومنون) یعنی اور کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس (رسول) کی قوم میں سے جو ایمان نہیں لائے۔ (یعنی کافر لوگوں نے) اور جھوٹ سمجھا اُنہوں نے روز قیامت کو۔ اور نعمت دی تھی ہم نے اُن کو زندگی دنیا میں (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے، کھاتا ہے اُنہیں جیسے سے کہ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اُنہیں جیسے سے کہ تم پیتے ہو۔ اور اگر تم فرمانبرداری کروگے۔ ایک آدمی کی جو تمہاری مانند ہے تو بیشک تم اُسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانے والے ہو ۞

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا ان انتم الا بشر مثلنا (سورہ ابراہیم) یعنی کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین ظلموا ھل ھذا الا بشر مثلکم (سورہ الانبیاء) یعنی ظالموں کافروں نے کہا کہ یہ (محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھاری ہی طرح ایک آدمی ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما انت الا بشر مثلنا (سورۃ الشعراء) (کہا کافروں نے) نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند ۞

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قالوا ما انتم الا بشر مثلنا (سورہ یٰسین) یعنی کہا کافروں نے (رسولوں سے) نہیں ہو تم مگر ہماری مانند آدمی ۞

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فقالوا ابشر یھدوننا فکفروا سورۃ تغابن کہا انہوں نے آیا آدمی ہدایت کرینگے پس وہ کافر ہوئے۔

علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ کافر لوگ پیغمبران علیہم السلام کو کہا کرتے تھے۔ کہ تم ہماری مانند یا مثل آدمی ہی ہو اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو۔

یہی حال وہابیہ کا ہے۔ ذرہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اسکو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ بلکہ بڑے زور اور تعلی سے کہتے ہیں۔ کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں۔ اور جو نص قل انما انا بشر مثلکم تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو۔ وہ تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔ اور تمکو اس طرف سے ذہول ہے۔ اور ذہن انکا مجہول اور مجہول ہے۔ اسمیں اللہ تعالیٰ کا حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ کہ آپ تواضعاً کہدیجئے کہ میں بھی بشر ہوں۔ یعنے خدا نہیں خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس تمہارے میں نہیں آتی۔ اس کی تصدیق میں صرف دو کتابوں معتبرہ سے نقل کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔

(۱) تفسیر کبیر جلد خامس صفحہ ۵۱۱۔ سطر ۵۔ مصری واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللہ امر محمداً صلے اللہ علیہ وسلم بان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم۔ بلفظہٖ یعنے اور جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کمال کلام الٰہی کا بیان کیا تو حکم دیا۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ طریقہ تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں۔ پس فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ اے رسول تمہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہدیجئے کہ میں بھی تمہاری آدمی ہوں۔

(۲) مجمع البحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۰۔ سطر ۱۶۔ لغت وشرح احادیث شریف اعبدوا اللہ ربکم واکرموا اخاکم۔ اراد نفسہ صلے اللہ علیہ وسلم ھضماً لنفسہ ای اکرموا من ھو بشر مثلکم لما اکرم اللہ تعالیٰ بالوحی۔ بلفظہٖ۔ یعنے اس حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ اپنے رب کی۔ اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنے اس کہنے میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا ارادہ اور منشا کسر نفسی ہے۔ یعنی تعظیم اور عزت کرو اسکی جو تمھاری طرح آدمی ہے۔ جبکہ اُسکو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجکر معزز فرمایا ہے ٭
دیکھیے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا ایسا فرمانا محض کسر نفسی اور تواضع کا منشا اور مطلب ہے نہ واقعی وہ کسی آدمی کے بھائی ہیں۔ جیسے وہابیہ سمجھ رہے ہیں ٭

قولہ لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسھم۔ ترجمہ اللہ نے مسلمانوں بڑا ہی فضل کیا۔ کہ اُن میں اُن ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۱ سطر ۹

اقول۔ مطلب آپ کا اس آیت شریف کے لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سُنی لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو خدا سمجھے ہوئے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں۔ یا آپ کو بھی یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ اُن کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں۔ باوجودیکہ اس آیت میں لفظ رسول موجود ہے۔ اور وہ کر لوگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے۔ تو کیا جملہ بنی آدم مع آپکے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ٭

اچھا اگر آپ کے امام الطائفہ یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں داخل ہیں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے لئے لفظ یا جملہ آیت شریف لقد من اللہ علی المومنین قرآن شریف میں آیا ہے۔ تو کسی اور کے لئے بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو دکھلائیے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجئے۔ ورنہ ایسی گستاخی سے باز آئیے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا اور لکھنا سخت توہین اور خلاف قرآن شریف و احادیث شریف و اجماع اُمت ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) فمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوٗن (سورہ سجدہ) یعنے کیا مومن اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں ٭

(۲) قل لایستوی الخبیث والطیب (سورہ مائدہ) یعنے اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہدیجئے۔ کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں ؂

(۳) لا یستوی اصحٰب النار واصحٰب الجنۃ (سورہ حشر) یعنے دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں ؂

(۴) وما یستوی الاعمیٰ والبصیر (سورہ مومن) یعنے اندھا اور سوانکھا برابر نہیں ؂ (سنی اور وہابی برابر نہیں) ؂

(۵) قل ھل یستوی الذی یعلمون والذین لایعلمون (سورہ زمر) یعنے عالم اور جاہل برابر نہیں آپ فرما دیجئے ؂

(۶) افنجعل المسلمین کالمجرمین (سورہ قلم) کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بنلتے ہیں۔ (یعنے نہیں بناتے)

دیکھئے اور ہوش سے سوچئے۔ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ کیوں کفر کی دلدل میں پھنسے ہو؟

فصل اوّل میں تفاسیر قرآنی سے ثبوت کافی کہ جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی صفحہ ۴۴ سطر ۲۲ مصری زیر آیت ان اللہ اصطفیٰ آدم الآیہ۔ واعلم ان تمام الکلام --- فی ھذا الباب ان النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیتھا سائر النفوس اھ بلفظ (یعنی نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے ؂

(۲) تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۶ سطر ۱۳ مصری زیر آیت سورہ کہف وعلمناہ من لدنا علماً۔ فنقول جواھر النفس الناطقۃ مختلفۃ بالماھیۃ بلفظ۔ یعنی جواہر نفوس مختلف الماہیت ہیں۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفس مطہرہ کی ماہیت

تمام انسانوں کی ماہیت سے جداگانہ ہے۔ اس لئے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔ ؂

تصحیح الایمان میں فتاوی سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے عیب لگایا حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ بال آپ کے چھوٹے تھے یا چادر آپکی میلی تھی یا آپ بھی ایک آدمیوں میں سے تھے یا پیغمبر کسی کو کیا بخشوائیں ہم اپنی عبادت میں بخشے جائیں گے یہ سب توہین میں داخل ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً تو بہ اسکی قبول نہیں اور ہمیشہ دوزخ ہے اسکو اور وہ کافر ہے۔ واجب ہے قتل اسکا اور جو راضی ہو قتل پر اسکے وہ بھی اس کفر میں داخل ہے ؂

(۳) تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۴۳۹، ۴۴۰ سطر ۳۵ مصری اعلم حیث یجعل رسالته وذکر الحلیمی فی کتاب المنهاج ان الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام لابدان یکونوا مخالفین لغیرهم فی القوی الجسمانیة والقوی الروحانیة ـ وقوله صلے الله علیه وسلم زویت لی الارض فاریت مشارقها ومغاربها ـ وقوله صلے الله علیه وسلم اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم من وراء ظهری ـ بلفظہ ـ یعنی جانو کہ رسالت کہاں رکھی جاتی ہے۔ اور حلیمی نے کتاب منہاج میں ذکر کیا ہے۔ کہ تحقیق انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ دوسرے لوگوں سے قوی بدنی اور قوی روحانی میں جدا ہوں اور فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے لئے زمین کو سمیٹا گیا۔ پس میں نے اسکے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قائم اور سیدھی کرو نماز میں اپنی صفوں کو مل کر کھڑے ہو۔ پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی۔ ؂

(۴) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پارہ عم صفحہ ۲۱۸ سطر ۱۰۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات ؎ از خصوصیاتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را در بدن مبارک گنش دادہ بود:۔

(۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس پشت می دیدند۔ چنانچہ از پیش روئے

خود می دیدند ❖

(۲) ودر شب ودر تاریکی چناں میدیدند کہ بروز در روشنی ❖

(۳) وآب دہن ایشاں آبہائے شور را شیریں میکرد ❖

(۴) وباطفال شیر خوارہ یک قطرہ از آب دہن بچشانیدند آں اطفال تمام روز شکم سیر می ماندند۔ وطلب شیر نمے کردند۔ چنانچہ در روز عاشورہ باطفال اہلبیت تجربہ شدہ۔

(۵) وبغل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید رنگ براق بود واصلا موئے نداشت

(۶) وآواز ایشاں جائے میرسد کہ آواز دیگران بشر عشیر آں نمیرسد واز دورے شنیدند کہ دیگراں ازاں مسافت نمے تواند شنید ❖

(۷) ودر خواب چشم ایشاں خواب آلود می شد ودل خبردار می ماند ❖

(۸) وفازہ دہن ہرگز ایشاں در تمام عمر اتفاق نہ افتاد ❖

(۹) واحتلام ہرگز واقع نشد ❖

(۱۰) عرق مبارک ایشاں خوشبوتر از مشک بود۔ بحدیکہ اگر در کوچہ می گذشتند مردم بسبب بوئے خوش عرق ایشاں کہ در ہوا سرائت کردہ می ماند پے می بردند کہ ازیں کوچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گذشتند ❖

(۱۱) ہیچ کس اثر فضلہ ایشاں بر روئے زمین ندیدہ زمین می شگافت فرو می برد واز آں مکاں بوئے مشک می شمیدند ❖

(۱۲) ودر وقت تولد مختون پیدا شدند ❖

(۱۳) وناف بریدہ وپاک وصاف ہرگز لوث بنجاست بر بدن ایشاں نبود ❖

(۱۴) چوں بر زمین افتادند سجدہ کناں وانگشت خود را سوئے آسمان برداشتند۔

(۱۵) ودر وقت تولد ایشاں نورے متشعشع شد کہ سبب آں شہرہائے شام مادر ایشاں را نمودار شد ❖

(۱۶) ومہد ایشاں ملائکہ می جنبانیدند ❖

(۱۷) وماہتاب بایشاں درحالت طفولیت کہ در گہوارہ بودند حرف میزد ❖

(۱۸) ہرگاہ اشارہ بوئے می فرمودند بسوئے ایشاں مایل می شد ٭

(۱۹) وبارہا درحالت گہوارہ تکلم می فرمودند ٭

(۲۰) ہمیشہ بروز وقت تمازت گرما ابر بر ایشاں سایہ میداشت ٭

(۲۱) اگر زیر درختے می آمدند سایہ درخت بسمت ایشاں متوجہ می شد -

(۲۲) وسایہ ایشاں بر زمین نمی افتاد ٭

(۲۳) برجامہائے ایشاں مگس نمی نشست ٭

(۲۴) وسپش ایشاں را ایذا نمی داد ٭

(۲۵) اگر برجانورے سوار میشدند آں جانور تامدت سواری ایشاں بول وبراز نمے کرد

(۲۶) درعالم ارواح اول کسے کہ پیدا شد ایشاں بودند ٭

(۲۷) اول کسے کہ درجواب الست بربکم - بلیٰ گفت نیز ایشاں بودند ٭

(۲۸) وسیر معراج مخصوص بایشاں است ٭

(۲۹) وسواری براق نیز مخصوص بایشاں

(۳۰) وبالائے آسمان رفتن وبحد قاب قوسین رسیدن وبہ دیدار الٰہی مشرف شدن ٭

(۳۱) وملائکہ را فوج وحشم ایشاں ساختن ہمراہ ایشاں مانند لشکریاں جنگ وقتال کردن نیز خاصہ ایشاں است ٭

(۳۲) وشق القمر ودیگر معجزات عجیبہ وغریبہ نیز مخصوص بایشاں است ٭

(۳۳) وروز قیامت آنچہ ایشاں را دہند ہیچ کس را نہ دہند ٭

(۳۴) اول کسیکہ از قبر سر برآرد ایشاں باشند ٭

(۳۵) واوّل کسیکہ از بیہوشی افاقہ کند ایشاں باشند ٭

(۳۶) ایشاں را بر براق حشر نمایند ٭

(۳۷) وہفتاد ہزار فرشتہ گرداگرد ایشاں جلودار باشند ٭

(۳۸) وبجانب راست عرش بالائے کرسی ایشاں را جادہند ٭

(۳۹) و مقام محمود مشرف سازند ❖

(۴۰) و در دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشند ❖

(۴۱) و ہمہ انبیا با متیان خود پس روئے ایشاں شوند ❖

(۴۲) و در دیدار خدا اول با ایشاں شروع کنند ❖

(۴۳) و بشفاعت عظمیٰ ایشاں را مخصوص سازند ❖

(۴۴) و اول کسے کہ بر پلصراط بگذرد ایشاں باشند و تمام خلائق حشر را حکم شود کہ چشمہائے خود را فرو بندید تا دختر ایشاں فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا بر پلصراط بگذرد ❖

(۴۵) اول کسے در جنت را بکشاید ایشاں باشند ❖

(۴۶) در روز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند و آں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ ❖

(۴۷) و حقیقت آں است کہ ایشاں دراں روز از جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند ❖

و آنچہ در شرائع باں مخصوص اند چیز ہائے بسیار است کہ تعداد آں موجب تطویل است ۔ الخ ۔ بلفظہ ❖

دیکھئے ۔ ان خصائل و فضائل و خصائص کو کوئی فرد بشر حتےٰ کہ انبیاء علیہم السلام میں بھی کوئی نہیں ہے ۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا ۔ لعنت خدا اس شخص پر ہو ۔ جس کا یہ قول ہو ،، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں ۔ یا وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں ،، ۔ اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو ۔ جس کا قول یہ ہو ،، کہ وہ چوہڑے اور چمار سے بھی ذلیل ہیں ❖

(۵) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۴۶۰ ۔ سطر ۱۰ ۔ سورہ ہود ❖

فقال الملاء پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے الذین کفروا وہ لوگ کہ کافر تھے من قومہ قوم نوح علیہ السلام میں سے کہ ما نراک نہیں دیکھتے ہیں تجھے الا بشرا مثلنا مگر بشر

مثل اپنے۔ یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے جس کے سبب سے نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو۔ اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو۔ انہوں نے بشر کی صورت دیکھی۔ اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظہ

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ دفتر اول صفحہ ۱۱۔ مطبوعہ بمبئی۔

حکایت مرد بقال

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

شیر آں باشد کہ مردم را درد
شیر آں باشد کہ مردم می خورد

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

کافراں را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

ہمسری با انبیا برداشتند
اولیا را ہمچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ایں ندانستند ایشاں از عمے
ہست فرقے درمیاں بے منتہے

ہر دو گوں زنبور خوردا ز یک محل
از یکے سرگیں شد از ا، دیگر عسل

ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب
از یکے سرگیں شد و ز اں مشک ناف

آں دو نے خوردند از یک آب خور
آں یکے خالی و دیگر پر شکر

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں
فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

دیکھئے مولانا روم علیہ الرحمۃ مطابق قرآن شریف و تفاسیر کے کیا حسب ذیل منکرین کے فرماتے ہیں۔ کہ یہ قول کفار نابکار کا تھا کہ پیغمبران علیہم السّلام ہماری مانند ہیں۔ اور ان کے ساتھ دعویٰ ہمسری کرتے تھے۔ اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں۔ ایسے ہی پیغمبران علیہم السّلام ہیں۔ جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ مگر یہ اُنکی نابینائی چشم تھی۔ ورنہ ہم میں اور اُن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ دو قسم کے زنبور ہیں۔ اُن کی خوراک ایک ہی چیز ہے۔ مگر ایک میں زہر دار نیش ہے اور دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے۔ جس کی

تعریف قرآن شریف میں ہے۔ پھر دو ہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں۔ مگر ایک مینگنی کرتا ہے اور دوسرے سے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح دو نے (نرسل) ایک ہی پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ لیکن ایک ویسا ہی پھیکا ہوتا ہے۔ اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور مصری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں، نظریں، صورتیں موجود ہیں کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے۔ جس کا اندازہ نہیں۔ اور یہاں آپ جملہ بنی آدم کے برابر کہ رہے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ ؂

(۷) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۹۰۸ سطر ۱ سورہ قمر) عند ملیک ایسے بادشاہ کے پاس مقتدر کا قادر ہے۔ سب چیزوں پر۔ صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے مقعد صدق وحدت قربت کا مقام ہے کہ عندیت کے مرتبہ میں متحقق ہوتا ہے۔ اور کشف الاسرار میں لکھا ہے۔ کہ عند کا کلمہ تقریب اور تخصیص کی علامت رکھتا ہے۔ یعنی اہل قرب کل اس گھر میں اس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ ابیت عند ربی ویطعمنی ویسقینی اور یہ سبب وہ مرتبہ جس کے سبب سے خاص لوگ کل کو ناز کریں گے آج آپ کا ادنیٰ رتبہ تھا تو کل قیامت میں جو مرتبہ اعلےٰ آپ کو حاصل ہوگا اس کا نشان کون دے سکتا ہے۔ نظم

اے محرم سر لا یسعنی ال	مرائت جمال ذوالجلال
مہمان ابیت عند ربی	صاحب دل لاینام قلبی
از قربت حضرت الٰہی	ہستی بمشابہ کہ خواہی
قربے کہ عبارتش نہ سنجد	در حوصلہ خرد نہ گنجد
گم گشتہ بود عبارت آنجا	بلکہ نہ رسد اشارت آنجا۔ بلفظہ

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ پارہ عم صفحہ ۲۳۳ سطر ۷ ورفعنا لک ذکرک یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا۔ باین مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد۔ کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی۔ باین جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول دانا تر است۔

و در سول چنین فرمودہ کہ واجب لاطاعت است و علیٰ ہٰذا القیاس۔ و در حدیث شریف دارد ست
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرائیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمود
اند۔ حضرت جبرائیل گفت علیہ السلام کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و التحیات
و اقامت، و خطبہ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعو اللہ
و اطیعوا الرسول و در حرمت معصیت کہ من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خلدین
فیھا ابدا پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آنست الخ بلفظہ ؂

فصل دوم احادیث سے ثبوت کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۶ سطر ۳۵۔ مصری
(باب الوصال) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا تواصلوا
قالوا انک تواصل قال لست کاحد منکم انی اطعم واسقی اوانی ابیت اطعم و
اسقیٰ۔ بلفظہ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ وصل نہ کرو۔ یعنی روزہ وصل نہ رکھو
عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی روزہ وصل رکھیں گے
اس پر فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمھارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں۔
کہ مجھکو کھانا پینا دیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ مجھکو رات کو کھانا دیا جاتا اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۴۶۔ سطر ۳۷۔ مصری عن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الوصال قالوا
انک تواصل قال انی لست مثلکم انی اطعم واسقی یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت ہے۔ کہ منع فرمایا، رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے (یعنی روزہ
وصال سے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ کہ آپ جو وصال کرتے ہیں۔ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ تحقیق میں تمھاری مثل یا مانند نہیں ہوں۔ مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے

(۳) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۴۷ ۔ سطر ۲ ۔ مصری عن ابی سعید رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا تواصلوا فایکم اذا اراد ان یواصل فلیواصل حتی السحر قالوا فانک تواصل یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انی لست کھئیتکم انی ابیت لی مطعم یطعمنی وساق یسقینی یعنے حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ تحقیق میں نے سنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ۔ فرمایا مت وصل کرو ۔ اور اگر وصل کرنیکا ارادہ کرو ۔ تو سحری تک وصل کرو ۔ عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ۔ کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں تمہاری صورت وشکل وہیت کی مانند نہیں ہوں ۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلانیوالا کھلاتا ہے ، اور پلانیوالا پلاتا ہے

(۴) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۴۶ ۔ سطر ۵ ۔ مصری عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ لھم قالوا انک تواصل قال انی لست کھئیتکم انی یطعمنی ربی ویسقین ۔ بلفظہ ۔ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ فرمایا ۔ منع فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بطریق رحمت اُن کے لئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ۔ کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں ۔ تب فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ۔ کہ میں تمہاری شکل وصورت اور خوخصلت کی مانند نہیں ہوں ، مجھکو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے ؛

(۵) صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ ۲۴۶ ۔ سطر ۹ ۔ مصری ان اباھریرۃ رضی اللہ عنہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصوم فقال لہ رجل من المسلمین انک تواصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقین ، الحدیث ۔ بلفظہ ؛ یعنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا منع فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ میں وصل کرنے سے اپنے ہر ایک صحابی نے کہ حضور جو خود وصال کرتے ۔ تب فرمایا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کون ہے تمھارے بیچ میرے مانند (یعنے تمھارے میں) بالتحقیق مانند کوئی نہیں ہے

مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے، اور پلاتا ہے۔ الحدیث ❊

اسی قسم کی دو اور احادیث اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کیگئی ہیں۔ ایمان لانیوالے کے لئے پانچ احادیث کم نہیں۔ بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے۔ اور نہ ایمان لانیوالے کے لئے قرآن شریف بھی کافی نہیں ❊

(۶) صحیح مسلم جلد اوّل صفحہ ۳۵۱، ۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں۔ اُن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اُن کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

(ا) لست کاحد منکم، میں تمھارے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں ❊

(ب) انی لست مثلکم تحقیق میں تمھاری مثل نہیں ہوں ❊

(ج) انی لست کھیئتکم تحقیق میں تمھاری خو خصلت و شکل و مثل و صورت کا نہیں ہوں ❊

(د) وایکم مثلی اور کون ہے تمھارے میں میری مثل؟ (یعنی کوئی بھی میری مثل نہیں ہے)

دیکھئے۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کیا ارشادات فرمارہے ہیں۔ اور تعجب اور افسوس ہے جماعت وہابیہ پر کہ وہ علی الاعلان منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل ہیں اس پر بھی بس نہیں بلکہ یہ کہکر کتابوں میں شائع کر رہے ہیں۔ کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں! العیاذ باللہ

ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بے مثل ہے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات و صفات عبدیت و نبوت و رسالت میں بے مثل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا ثانی محال ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی محال ہے۔ اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے ان پر خدا کی طرف سے نکال و وبال ہے۔

(۷) شفا قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما میں۔ ان احادیث بالا کی شرح یوں ہے قال ای فیما رواہ شیخان عن ابن عمر وابی ھریرۃ وانس وعائشۃ

(رضی اللہ عنہم) جواباً القول بھا انک تواصل فکیف تنھانا قال انی لست کھیئتکم ای علی صفتکم وماھیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی ۔ بلفظہ ؛ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا ۔ کہ تم میں کون ہے میری مثل ۔ جیسے روایت کیا حضرت شیخین (ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما) نے اور ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم نے ان کے جواب میں کہ آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو روزہ وصل رکھتے ہیں ۔ پھر ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں ۔ اس پر فرمایا حضرت صلے علیہ وآلہ وسلم - - - - - - - نے تحقیق میں تمہاری ہیئت کا نہیں ہوں ۔ یعنی تمہاری صفت اور ماہیت خو خصلت شکل اور مثل کا نہیں ہوں ۔ مجھکو میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ؛

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ثانی شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۸۶ سطر ۶ عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الوصال فی الصوم نہی کردہ است آنحضرت از وصال یعنے روزہ داشتن دو روز زیادہ بے اکل وشرب در میان آں فقال لہٗ رجل پس گفت مر آنحضرت را مردے از اصحاب انک تواصل بدرستیکہ تو وصال میکنی یا رسول اللہ پس مرا چرا منع کنی از آں وصال حالانکہ تو میخواہی مارا دائم باتباع خود قال گفت آنحضرت وایکم مثلی وکدام یکے از شما مانند من است انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی بدرستیکہ من شب میکنم درحالیکہ طعام میدہد مرا آنکہ پرورندہ وتربیت کنندۂ من است وآب میدہد مرا ۔ متفق علیہ ؛

بدانکہ علماء را دریں طعام وشراب چند قول است یکے آنکہ طعام وشراب محسوس بود کہ برائے آنحضرت ہر شب از نزد پروردگار مے آید وحجرہ وے ومی نوشید ۔ وایں کرامت بود از خدائے تعالیٰ مخصوص بوے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ وایں منافی وصال وموجب بطلان صوم بنود ۔ اگرچہ خود روزانہ نیز فرض کنند ۔ چنانچہ در روایت دیگر آمدہ است اظل عند ربی یطعمنی ویسقینی روز میکنم نزد پروردگار خود طعام وشراب میدہد مرا چہ آنچہ موجب افطار است شرعاً طعام وشراب معتاد است ۔ اما آنچہ بطریق خرق عادت از بہشت واز پیش پروردگار آمدہ باشد مبطل صوم بنود ۔ الخ بلفظہ ؛

(۹) مدارج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۲۳۶ و ۲۴۲ و ۲۴۳ سطر ۶

وصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں بعضی راتوں میں وصال فرماتے تھے۔ یعنی برابر روزہ رکھتے تھے۔ نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ افطار فرماتے تھے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دور اندیشی کے اُس سے ممانعت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے اُس روزہ رکھنے کو منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم آپ جو روزہ وصال رکھتے ہیں ہم کو کیوں اسکی ممانعت فرماتے ہیں۔ باوجود اسبات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کیلئے فرماتے ہیں لست کاحد منکم یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں اور ایک روایت میں فرمایا ہے ایکم مثلی یعنی کون تم میں سے میری مثل ہے انی ابیت عند ربی۔۔۔۔
۔۔۔ بیشک میں اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پالنے والا ہے تربیت دینے والا ہے، رات کو رہتا ہوں یطعمنی ویسقینی وہ مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ میرا ایک کھلانیوالا پلانیوالا ہے مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے ؞

اور عالموں کے اس کھلانے اور پینے میں بہت سے قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں۔ اس سے مراد طعام و شراب محسوس ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے ہر شب کو طعام و شراب بہشت سے آتے تھے۔ آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے۔ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ اجل شانہ کی ایک کرامت مخصوص تھی۔ اور خلاف وصال کے اور روزہ کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا۔ کیونکہ جو چیز شرعاً افطار کا سبب ہوتی ہے وہ کھانا معمولی دنیا کا ہے۔ لیکن جو بطریق معجزے کے پروردگار کی طرف سے بہشت سے آئے وہ روزے کے افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہ ہوگا ؞

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گیارہ روز تک سطے کا روزہ رکھتے تھے۔ اور ابراہیم تیمی سے جو تابعین میں سے ہیں منقول ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم چالیس دن میں ایک انگور یا کئی دانے انگور کے نوش فرماتے تھے۔ اور نقل کیا ہے بعضوں نے اپنی قوت اور توانائی سے سطے کا روزہ چالیس دن کا رکھا ہے۔ الخ بلفظہ ؞

(۱۰) مواہب اللدنیہ للشیخ قسطلانی علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۴۸ مقصد ثالث

سطر ۲۳۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلے اللہ علیہ وسلم الایمان باللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علیٰ وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہٗ خلق آدمی مثلہ الخ بلفظہ۔ یعنی خوب جان لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے اللہ تعالیٰ پر کہ اُس نے پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف کو ایسی صورت پر کہ اُن کے برابر نہ کوئی پہلے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ اُن کے بعد پیدا ہوگا یعنی آپکی مثل یا نظیر کوئی نہیں ہوگا ❁

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جلد سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ ترجمہ اردو۔ جاننا چاہیئے۔ کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کیساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلقت من نور اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔ دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ اس دقیقہ کا بیان یہ ہے۔ کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ حضرت واجب الوجود جل شانہٗ کے صفات ثمانیہ حقیقیہ اگرچہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں۔ لیکن اس احتیاج کے باعث جو اُن کو حضرت ذات تعالیٰ کے ساتھ ہے، ان میں امکان کی بو پائی جاتی ہے۔ اور جب صفات حقیقیہ قدیمیہ میں امکان کی بو پائی جاتی ہے موجود ہے۔ تو حضرت واجب الوجود جل شانہٗ کے صفات اضافیہ میں بطریق اولیٰ امکان ثابت ہوگا۔ اور اُن کا قدیم نہ ہونا اُن کے امکان پر بہلی دلیل ہوگا۔

کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے۔ جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اُس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ اُن کی خلقت کو امکان کا نشا عالم ممکنات میں سے ہی نہیں۔ کیونکہ اس عالم سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انکا سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اُس کے وجود کی نسبت زیادہ

لطیف ہوتا ہے۔ جب جہاں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر اُن کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ بلفظہ ؁

(۱۲) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ مطبوعہ لاہور مطبع فخر الدین صفحہ ۵۹۔ نظم وہابیہ کش ؎

السلام علیک منّی والصلوٰۃ یا رسول
لیس لی حسن العمل کیف النجات یا رسول

ما اقول کیف حالی حیث لا یخفی علیک
انت تعلم ما مضیٰ ما سیأتی یا رسول

انت موج اول الامواج فی البحر القدیم
لیس مثلک ممکنًا فی الکائنات یا رسول

انت خیر الخلق خیر الانبیا خیر الرسل
مصدر الخیرات محمود الصفات یا رسول

انت جواد کریم نحن قوم سائلون
من نصاب الفضل شیٔ فی الزکوٰۃ یا رسول

ان فی هجرک عذابا فی عذاب لا یطاق
ان فی وصلک حیاتًا فی حیات یا رسول

کنت کنزا مخفیًا فی کنت کنزا مخفیًا
اختفاء النخل فی عین النواۃ یا رسول

سلم اللّٰہ علیٰ روحک وصلّی دائمًا
کل ساعات النہار والبیات یا رسول

یہ نظم قطع الوتین وہابیہ ہے۔ عربی آسان ہے۔ اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں ؁

باب یازدہم

عقیدہ نمبر ۱۵

عقیدہ نمبر ۱۵۔ وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصًا براہین قاطعہ صفحہ ۵۱

قولہ۔ توضیح مطالعہ نمبر ۱۱۔ بر عقیدہ نمبر ۱۵۔ آپنے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ براہین کے صفحہ ۵۱ پر یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ مشتہرہ و مصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہٖ کتاب مذکور میں دکھلا دیں۔ تو آپ

کو پھولوں کا ہار ووں۔ ورنہ گلا۔۔۔ کے لئے تیار رکھئے۔ بلفظہ صفحہ ۲۶۔ سطر ۱۰ ؎

اقول ۔ مفتی جی! حسب عادت مستمرہ آپ نے عبارت براہین سے قطعی انکار کردیا۔ کیا میں نے اشتہار میں بلفظہ یا بعینہ کا لفظ لکھا ہے۔ یا ملخصاً کا لفظ اسمیں موجود ہے۔ آپ نے صفحہ ۵۱ کو بھی دیکھا ہے یا یونہی لکھدیا ہے مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اُردو عبارت کا بھی مطلب نہیں سمجھا۔ اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں لیجئے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ کی ذیل میں لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آجائے۔ اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی ملکہ حاصل ہو۔ وہو ہذا ؎

الحاصل غور کرنا چاہئے شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے بلفظہ صفحہ ۵۱ براہین دیکھئے۔ یہ عبارت براہین کی ہے۔ جسکا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے اور آپ کو صفحہ ۵۱ پر نظر نہ آیا۔ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ مولوی محمد عبد السمیع مرحوم نے اپنی کتاب انوار ساطعہ میں کیا لکھا تھا۔ وہ مضمون یہ ہے :۔

جب ملک الموت ہر جگہ موجود ہے۔ تو اسکو شرک کہنا جائز ہے وہ تو مقربین ملائک ہیں ہے شیطان لعین کو دیکھو۔ کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے۔ پھر شرک کیسے ہوا۔ اور اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو تمام مخلوق ملائک وغیرہ سے افضل ہیں۔ تو ان کے ہر جگہ فیض رساں ہونے میں کیونکہ شرک ہوگا۔ الخ۔

اس پر مولوی خلیل احمد آپکے بزرگ یہ دُر فشانی فرماتے ہیں۔ کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں۔ اسلئے شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے۔ اگر کوئی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائیگا۔ تو مشرک ہوگا۔ اب سمجھے یا نہیں، اگر نہیں سمجھے تو آپکے خدا سمجھے ؎

علم کی بحث جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضور کے علم کی تھاہ یا حد نہیں۔ حتی کہ لوح محفوظ کا تمام علم اُن کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔ مخلوق الہیٰ میں سے کوئی فرشتہ، یا جن وانس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سخت کفر کی گستاخی

قولہ ۔ مطالبہ نمبر ۱۱ ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۰ تلاش کرنیکے بعد یہ لکھا ہے۔ کہ اسمیں یہ عبارت نہیں ہے، جب یہ عبارت اسمیں نہیں۔ تو کیوں یہ عقیدہ آپکا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمر۔ کلام الفواد یدل علی اللسان۔ اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپ کو آیت علی الکاذبین کا مصداق نہ قرار دیا جائے (کسی کو خواہ مخواہ وہابی کہنے کی سزا ہے) بلفظہ صفحہ ۲۶ سطر ۱۴ ؎

اقول ۔ مفتی جی! آپنے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی۔ اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو بھول کر ڈھونڈتے۔ تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں۔ ملجاتی۔ اور ایسی ندامت اُٹھانی نہ پڑتی۔ اب بھی آنکھ آپکی نہیں کھلی۔ اس سہ سطرہ عبارت میں تین غلطیاں کیں۔ اول عقیدہ نمبر ۱۵ کو عقیدہ نمبر ۱۰ لکھدیا۔ دوم آیت شریف علی الکاذبین کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا۔ اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں۔ ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں۔ اور جو آپ جملہ آیت شریف علی الکاذبین کا مجھے مصداق لکھتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ اسکے مصداق آپ ہی موزون ہیں جنکا خدا بھی ہمیشہ مطعون ہے۔ تصدیق اسکی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے جملہ علی الکاذبین کے اعداد جمل سو تیئس (۹۲۳) ہیں۔ اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی

عبداللہ، اور نالائق ابد مفتی عبداللہ و حزب وہابیہ، کے بھی وہی اعداد نوسوتئیس (۹۲۳) ہی ہیں :-

یہ اس لئے کہ آپ خالص سُنی حنفی سلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے ہی ہوں۔ بدعتی۔ کافر۔ مشرک کہتے ہیں۔ یہ اسکی سزا ہے۔ مگر اسکی آپ کو کیا پرواہ ہے۔ جبکہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے ۞

باب دوازدہم

عقیدہ نمبر ۱۶۔

یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمِ غیب کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(بلفظہ۔ حفظ الایمان، اشرف علی صفحہ ۷)

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۲۔ بر عقیدہ نمبر ۱۶۔ آپ کے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ لکھا ہے کہ حفظ الایمان میں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم زید و بکر و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ آپ نے اس عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا ہے۔ عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر دیکھنے والوں کو اپنے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے۔ یہ کام اسی سے ہو سکتا ہے۔ جسے ایمان کی خواہش اور عاقبت کا خوف نہ ہو۔ پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کیجاتی ہے:

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید یہ صحیح ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔ علم اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور ہی کی تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی

مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے، جو دوسرے شخص سے مخفی ہے"۔ بلفظہ صفحہ ۲۶- سطر ۱۸ ؎

اقول۔ مفتی جی! شکر ہے۔ کہ اس عبارت کے موجود ہونیکا آپ نے اقرار کرلیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی لکھدیا۔ کہ عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا۔ عبارت کا اوّل وآخر چھوڑکر مخلوق کو خوب مغالطہ میں ڈالا۔ مگر افسوس یار عیار یہ کہ اس چالاکی یا یا مغالطہ کو تحریر نہیں کیا۔ کہ جو عبارت میں نے نقل کی۔ اُس میں کیا چالاکی تھی۔ اور مخلوق کو کیا مغالطہ ہوا۔ اور آپنے اسکی عبارت اتمام حجت کے لئے جو نقل کی اُسنے کیا صفائی کی اور کس چالاکی اور مغالطہ کا دفعیہ کیا۔ بالبس یونہی عبارت لکھدی۔ اور اپنی زبان سے بکواس کردیا۔ اور اس عبارت کے نقل کرنے میں بھی چند غلطیاں کیں۔ مثلاً میری عبارت میں صرف زید وعمر لکھا ہے۔ اور آپنے زید وبکر وعمر لکھدیا۔ گویا بکر کا لفظ اپنے پاس سے ڈالدیا۔ اصل عبارت میں "حضور کی کیا تخصیص ہے" لیکن آپنے حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ میں لفظ "ہی" کو اپنی طرف سے لکھدیا۔ اور اصل عبارت میں ہر صبی ومجنون" درج ہے۔ لیکن آپنے ہر صبی۔ مجنون لکھدیا ہے، خوب چالاکی اسکو کہتے ہیں۔ جو صریح غلطیاں کی ہیں ؎

میں نے عبارت کو مختصراً نقل کیا تھا۔ لیکن آپ نے پوری عبارت نقل کرکے میرے مضمون کو اور بھی واضح کردیا۔ اور اس پر اور واضح کیا جاتا ہے۔ دیکھو رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات ہیں۔ اور اُن کے جوابات ہیں۔ تیسرا سوال وہ ہے جس کا جواب مولوی اشرفعلی صاحب نے مندرجہ بالا دیا۔ جسکو آپنے بھی پورا نقل کردیا ہے اصل سوال یہ ہے :-

اور زید کہتا ہے۔ کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات اسکے معنے کہ عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ اور بواسطہ اس معنے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا یہ استدلال اور عقیدہ کیسا ہے۔

بینوا توجروا۔ بلفظہ صفحہ اول رسالہ حفظ الایمان سطر ۶ ؎

میں کہتا ہوں۔ کہ اس سوال میں صاف لکھا ہے۔ علم الغیب دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک بالذات جو خاصہ خدا ہے۔ دوسرا اس میں شریک نہیں۔ جب تک خداوند تعالیٰ خود م

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ما کان وما یکون کا عطا فرما دیا۔ اس کا جواب مولوی اشرفعلی صاحب یوں دیتے ہیں :۔

اور جو علم بواسطہ ہو اُس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے۔ تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا۔ اس لئے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ بلفظہ صفحہ ،

اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا۔ تو غصہ وغیظ وغضب میں اس طرح پر رسالہ حفظ الایمان برائے نام میں نکل گیا

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا ۔۔۔ کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے۔ جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷ - ۸ - حفظ الایمان مولوی اشرف علی

دیکھئے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشمس ہو گیا۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں۔ ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر لڑکے اور پاگل اور جانوروں چارپایوں اور ڈنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ہے۔ نعوذ باللہ منہا من ہذہ الخرافات والخزعبلات۔ یہ ہے آپ کے امام یا بزرگ مولوی اشرفعلی اور آپ کا عقیدہ۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عرب و عجم کے فتاویٰ کفر لگے ہوئے ہیں

قولہ مطالبہ نمبر ۱۲۔ آپ کے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلایئے کل غیب کے جاننے والے جانتے ہیں۔ یا بعض کے۔ اگر کل کے جانتے ہیں۔ تو آیہ لا یعلم الغیب الا اللہ وعندہ مفاتح الغیب وغیرہا کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں۔ تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ ایسی نہیں جو دوسروں کو معلوم ہوں۔ اور آپ کو معلوم نہ ہوں۔ یا اس کے برعکس تو اس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی خصوصیت ثابت فرمایئے۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۷۔ سطر ۳۔

اقول ۔ مفتی جی! ہمارا اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کو اللہ تعالیٰ نے علوم ما کان وما سیکون کے عطا فرما دیئے ہیں۔ اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخشدیئے ہوئے ہیں ۔ حتےکہ ایک ذرہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں ۔

مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸-۹ میں گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ۔

لیکن یہ بتلایئے۔ کہ مولوی اشرفعلی آپ کے پیغمبر نے جو عبارت اور اپنا عقیدہ لکھا ہے ۔ کہ ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔ کس آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے۔ یا کسی کتاب سلف وخلف میں ایسا لکھا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ بات نہ آیت میں ہے۔ نہ حدیث میں۔ نہ کسی بزرگ دین کی کتاب میں۔ ہاں مولوی اشرفعلی کے قرآن میں ہو تو اس سے نکال کر پیش کیجئے ۔ یہ سب افترا اور توہین اُن کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں۔ جن کا تمغہ اُن کو مل چکا ہے ۔

اَلعِیَاذُ بِاللّٰہِ الرَّحِیْمِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

باب سیزدہم

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸

عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ع

باخدا داریم کار و باخلائق کار نیست ۔ بلفظہٖ۔ بسط البنان صفحہ ۷۔

عقیدہ نمبر ۱۸۔ حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگمراہی ہے۔ ملخصًا۔ ایضاح الحق مولوی اسمٰعیل امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ ودیوبندیہ صفحہ ۳۵-۳۶۔

قولہ ۔عقیدہ نمبر ۱۷ اور ۱۸۔ آپ نے بسط البنان وایضاح الحق کے حوالہ سے لکھے ہیں۔ چونکہ یہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ ان عقاید کے متعلق جو کہ سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں۔ کتابوں کے ملنے پر لکھا جائیگا۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۔ سطر ۸

اقول ۔مفتی جی! نہایت افسوس ہے۔ آپ کی عقل ودانش پر۔ درالحالیکہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں۔ اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ اور نہ آپنے دیوبند یا سہارنپور سے منگوا کر دیکھیں۔ بلا دیکھے۔ افترا لکھدیا۔ اور لفظ سراسر بھی قلمبند فرمادیا۔ آنحضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیاں ہوں۔ اور برے برے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور شرک وکفر لگایا جاتا ہے۔ مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہے۔ کہ "سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں"۔ کہیے کیونکر معلوم ہوا۔ کہ (جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور اُن کے صفحے لکھے ہیں۔ اور وہ آپ نے دیکھے بھی نہیں ہیں) وہ سراسر افترا ہیں۔ کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں۔ حالانکہ برابر عبارات لکھتا ہوا چلا آرہا ہوں۔ مگر بے شرمی کا کیا علاج جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں۔

کتاب رسالہ بسط البنان کی عبارت تو بلفظہ صفحہ ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کرچکا ہوں جس کا خلاصہ نمبر ۱۷ ہے۔ مگر اس کو بھی آپنے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے۔ ع

باخدا داریم کار ے باخلائق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے۔ شاید آپنے سمجھا نہ ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں:۔

کہ ہم کو خدا سے کام ہے اور کسی شخص سے جو مخلوق میں ہے اس سے کام نہیں چونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خلائق میں سے ہیں۔ اسلئے اُن سے بھی کچھ کام نہیں۔ بس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ وہابیہ کا یہ ہوا۔ کہ "خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں"۔

یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو بسط البنان میں ہے وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے وہ یوں ہے:۔ **(اصل عبارات تقویۃ الایمان)**

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹۔ سطر ۲۲

(ب) سو جان رکھو کہ بیشک بات یوں ہے۔ کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میسح کے اور کوئی مالک سوائے میسح کے۔ بلفظہ صفحہ ۱۶۔ سطر ۶ ❊

(ج) خدا نے قول و قرار لیا (میسح) کے سوائے کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو۔ اور کسی کو میسح کے سوائے نہ مانیو۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۔ سطر ۱ ❊

(د) اللہ کے سوائے اور کسی کو نہ مان (یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ مان) بلفظہ صفحہ ۱۸۔ سطر ۲ ❊

اب میں اس عقیدہ نمبر ۱۷ کی تردید قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں۔

فصل اوّل آیات قرآن شریف سے تردید

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَا اِلَی الْحُکَّامِ (سورہ بقرہ) یعنے مت کھاؤ آپس میں کے مال ناحق یا فریب سے۔ اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس ❊

کہئیے یہ خدا کے سوائے کون حاکم ہیں؟

(۲) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیہ یعنے کہہ دے (اے رسول من) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا ❊

کہئیے یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ماننے کو فرماتا ہے ❊

(۳) اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (سورۃ النساء) یعنے جب تم حکم کرو لوگوں میں۔ تو انصاف اور عدل سے حکم کرو ❊

کہئیے خدا کے سوا کون حاکم ہیں۔ جن کو عدل کرنیکا حکم ہو رہا ہے ❊

(۴) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیہ (سورہ النساء) یعنے اے لوگو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور حکم مانو بادشاہان اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں ❊

کہئیے خدا کے رسول اور اسکے تابعدار ان مجتہدین اور بادشاہان اسلام کے حکم

ماننے کا حکم ہو رہا ہے ابھی ماں باپ، استاد، مرشد باقی ہیں اور مولوی اسمٰعیل کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ❖ وہابیہ کا عملدرآمد یہاں قرآنی آیت پر نہیں بلکہ تقویۃ الایمان پر ہے ❖

(۵) من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (سورہ النساء) جس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یا حکم مانا۔ اُس نے تحقیق اللہ کی اطاعت کی اور حکم مانا۔

دیکھئے یہاں اللہ تعالیٰ نے خود رسول کا اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنے جیسا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے ویسا ہی حکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ❖

(۶) فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم الآیہ (سورہ النساء) یعنے پس قسم ہے پروردگار تیرے کی۔ کہ نہیں ایمان لاوینگے۔ جبتک کہ حاکم بنا دیں تجھکو بیچ اُس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان اُن کے ❖

دیکھئے یہاں پر اللہ تعالیٰ قسم کے ساتھ فرماتا ہے۔ کہ جب تک لوگ تم کو اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنا حاکم اور منصف نہ بنالیں گے۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور آپکے امام الطائفہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ خدا کے سوائے کسی کو مانو ہی مت۔ اور نہ کسی کو حاکم جانو۔ فرمایئے یہ کن آیات کا ترجمہ ہے یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں ❖

فصل دوم چند احادیث سے تردید

(۱) حدیث شریف لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین۔ یعنے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے میں کوئی بھی مسلمان مومن نہ ہوگا۔ جب تک کہ وہ شخص اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے مجھسے زیادہ محبت نہ کرے۔ متفق علیہ ❖

(۲) حدیث شریف۔ فرمایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی۔ یعنے جسنے میرا حکم مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جسنے میرا حکم نہ مانا اس نے میرا انکار کیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ صحیح بخاری۔

(۳) حدیث شریف۔ طویل۔ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فمن اطاع محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم فقد عصی اللہ۔ یعنے پس جس کسی نے حکم مانا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا پس تحقیق حکم مانا اسنے اللہ تعالیٰ کا اور جسنے نافرمانی کی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وآلہ وسلم کی تو اسنے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی۔

دیکھیئے۔ یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ یہ بات سب سچ ہے۔ کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو کوئی نہ مانے۔ خدا تعالیٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہی خدا نما ہیں۔ اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں۔ بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں ؎

فصل سوم عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت ایضاح الحق الصریح فی احکام المیّت والضریح مترجم مطبع فاروقی دہلی

جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے:۔

فائدہ اولیٰ در بیان آنچہ در بدعت حقیقہ داخل است وآں مشتمل بر چند مسائل است بمسئلہ اولیٰ باید دانست کہ مسئلہ در وحدت وجود وشہود ومبحث تنزلات خمسہ وصادر اول وتجدد امثال وکمون وبروز وامثال آں از مباحث تصوف وہمچنیں مسئلہ تجرد واجب وبساطت او تعالیٰ بحسب ذہن یعنے تنزیہ او تعالیٰ از زمان ومکان وجہت وماہیت وترکیب عقلی ومبحث عینیت وزیادت صفات وتاویل متشابہات واثبات رؤیت بلا جہت ومحاذات واثبات جوہر فرد وابطال ہیولےٰ وصورت ونفوس وعقول یا بالعکس وکلام در مسئلہ تقدیر وکلام وقول بصدور عالم بر سبیل ایجاب یا اثبات قدم عالم وامثال آں از مباحث وفن کلام والہیات وشاہدہم از قبیل بدعات حقیقیہ است۔ اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد داخل دریں جز وزمان در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است۔ چہ سعی در ادراک حقیقیہ آں واہتمام بنفیس وسعت شدن صاحب آں در زمرہ علماء دین وحکماء ربانیین وتمدح باں در مقام

ذکر کمالات دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم دائر و سائر است۔ بلفظہ صفحہ ۳۵ - ۳۶ ۔
خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ فائدہ اولی اس بیان میں ہے جو باتیں بدعت حقیقیہ میں داخل ہیں۔ اسمیں کئی مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ ہے کہ مسئلہ وحدت وجود کا اور شہود اور بروز اور کمون اور تصوف کی باتیں خدا تعالی کا مجرد یا بسیط (واحد) ہونا یا اللہ تعالی کے تجرد اور بساطت پر اعتقاد رکھنا یعنی اللہ تعالی کو زمان اور مکان اور ظرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا وغیرہ وغیرہ بدعات حقیقیہ کی قسم سے ہیں۔ اگر یہ اعتقادات شیعی سنی گنے جاتے ہیں ورنہ اس زمانہ میں بدعات حکمیہ کی قسم میں داخل ہیں۔ الخ
اس تمام عبارت کا مع الخلاصہ مضمون صرف یہ ہے کہ حق تعالی کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے اگر اب بھی آپ کو میری طرف سے افترا ہی نظر آتا ہے۔ تو بس معلوم ہو گیا۔ کہ آپکی نظر ہی نہیں۔ اور آپ کورے ہیں۔
دیکھئے آپکے امام الطائفہ نے خداوند تعالی کو مجرد اور بسیط اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں داخل کر دیا ہے اور زمان و مکان اور جہت یا ظرف و ماہیت و ترکیب سے پاک و منزہ اعتقاد کرنا بھی بدعات حقیقیہ میں شمار کیا ہے اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی سنت یوں ہے۔ کہ اللہ تعالی کا ایک زمانہ میں ہونا۔ ایک خاص مکان میں رہنا۔ اور ایک طرف خاص مشرق یا مغرب شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا اسکی صورت و شکل خاص کا ہونا اور اسکے ساتھ اسکی بیوی اور بچوں کا اعتقاد کیا جاوے بالعیاذ باللہ۔ اس عقیدہ کی تردید میں اہلسنت کا مذہب کو دیکھئے

فصل چہارم تردید عقیدہ نمبر ۱۸ از کتب معتبرات سے

(۱) تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۱۹ - سطر ۱۱ - عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالی را مکان نیست و او را جہتے از فوق و تحت متصور نیست ۔ وہمیں است مذہب اہل سنّت و جماعت ۔ بلفظہ ؎

(۲) مکتوبات امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اوّل ۔ حصہ چہارم صفحہ ۱۱۰ ۔ سطر ۱۵ ۔ امرتسری مکتوب نمبر ۲۶۶ (اللہ تعالی) جسم و جسمانی نیست و مکانی و زمانی نہ ۔ بلفظہ ۔

(۳) عقاید شمسی ترجمہ عقاید نسفی صفحہ ۳۲ ۔ سطر ۱۷ نہ وہ (خداوند تعالی) متمکن کسی مکان میں ہے ۔ بلفظہ صفحہ ۳۲ ۔ سطر ۱۷ ۔ ؎
خداوند عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوتا ۔ یعنے وہ ذات زمانی نہیں ہے ۔ بلفظہ صفحہ ۳۳ سطر ۹

(۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۶ ۔ سطر ۱۹ ۔ ولا فی جہۃ ولا فی مکان ولا فی زمان پروردگار عالم نہ کسو طرف ہے نہ کسو مکان میں ہے نہ کسو وقت میں بلفظہ ؎

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر مصری صفحہ ۶۲۹ سطر ۱۰ و باثبات المکان للہ تعالی فان قال اللہ فی السماء فان قصد حکایۃ ما جاء فی ظاہر الاخبار

او یکفر واذا اراد به المکان کفر وان لم تکن له نیة یکفر عند اکثرهم وعلیه الفتوی کما فی البحر۔ بلفظہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے) پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔ اگر اس کا قصد بطور حکایت کے ہو۔ جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا ہے تو کافر نہیں ہوتا۔ اور جب ارادہ کرے اور قصداً کہے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے۔ تو وہ ضرور کافر ہو جائیگا خواہ اسکی نیّت نہ ہو۔ اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا۔ اور اسی پر فتوےٰ ہے۔ جیسا کہ بحر میں ہے ؏

(۶) فتاوےٰ عالمگیری ترجمہ اُردو جلد دوم صفحہ ۸۳۶-۸۳۷۔ اگر کسی نے اللہ تعالےٰ کے لئے جہت و مکان ثابت کیا وہ کافر ہے۔ بلفظہ ؏

اسی طرح تمام کتب اہلسنّت وجماعت میں درج ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مکان و زمان وجہت ثابت کر کے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے۔ مگر آپکے امام الطائفہ اس پر بڑے شدومد اور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص مکان بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے۔ وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؏

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علماء دیوبند کا لکھتا ہوں ؏

(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشہرہ محمد عبد الغنی رامپوری مورخہ ۱۸۔ صفر مظفر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہل سنّت وجماعت بریلی ؛۔

علماء دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پر

سوال۔ کیا ارشاد ہے علماء دین کا اُس شخص کے بارہ میں۔ جو یہ کہے۔ کہ جناب باری تعالےٰ عزاسمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا۔ اور اُس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔ ؏

الجواب(۱)۔ یہ شخص عقاید اہلسنّت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔ اور یہ اعتقاد اور مقولہ بیہودہ مندرجہ سوال ہے **کفر ہے** نعوذ باللہ منہ حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا مذہب یہی ہے اور یہی احادیث

صحیحہ وکلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے۔ کہ حق تعالےٰ جل شانہٗ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے۔ اور دیدار اُسکا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقاید اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم

مہر [رشید احمد ۱۳۰۱] گنگوہی

الجواب (۲) - الجواب صحیح - اشرف علی عفی عنہ ٭

الجواب (۳) اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائیگا۔ تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آویگا۔ حالانکہ حق تبارک و تعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لایزال اسکی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شیئٌ قال تعالیٰ کل شیئٍ ھالک الا وجہہ وقال تعالےٰ لیس کمثلہ شیئٌ وھو السمیع البصیر۔ الغرض حق تعالےٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔ اور دیدار حق تعالےٰ جو آخرت کو ہوگا مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بد دین اور ملحد ہے۔

کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند (وتوکلی علی العزیز الرحمٰن)

الجواب (۴) الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند ٭

الجواب (۵) الجواب صحیح - محمود حسن عفی عنہ۔

الجواب (۶) الجواب صحیحٌ - غلام رسول عفی عنہ ٭

الجواب (۷) زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث وخواص امکان ہیں۔ واجب تعالیٰ سبحانہٗ ان سب سے بری ہے۔ چنانچہ شرح عقاید نسفی میں جو ایک متداول کتاب ہے لکھاہے۔ الخ۔

حررہ المسکین محمد عبد الحق عفی عنہ۔

الجواب (۸) الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مرادآباد۔

الجواب (۹) ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

ابو الوفا ثناء اللہ۔ مہر [ثناء اللہ ۱۳۱۵] بلفظہٖ فتویٰ ختم ہوا ٭

اس فتوے سے ظاہر ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا جیسا کہ مولوی اسمٰعیل کا ہے جاہل بے بہرہ، کافر، زندیق، ملحد، بددین، سلف، صالحین کا مخالف ہے۔ لیجئے ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عجیب ہوشیاری وزیرکی مستفتی کی

اس فتوائے کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقلمندی اور ہوشیاری کی جو قابل تعریف داد ہے۔ کہ اس استفتا میں انہوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کرکے پیش نہیں کیا۔ جس سے علمار دیوبند کو پتہ بھی نہیں لگا۔ کہ ہمارے امام کا ہی عقیدہ ہے۔ اگر علمار دیوبند کو پتہ لگ جاتا۔ تو ایسا فتویٰ کفر کا کبھی بھی نہ دیتے۔ بلکہ بتاویلات رکیکہ اپنے امام کی حمایت میں مدد کر اور مرنے مارنے پر ہوجاتے۔ اللہ۔! اللہ۔ !! ایمان !!!

دیکھو! مولوی اسمٰعیل دہلوی کو شہید، مرحوم، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات، دیتے دیتے۔

ملحد۔ زندیق۔ بددین۔ کافر۔ جاہل بے بہرہ خود ہی ثابت کردیا۔

باب چہاردہم

عقیدہ نمبر ۱۹

عقیدہ نمبر ۱۹۔ وہابیہ دیوبندیہ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف کرنا۔ اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے۔ اور مثل کنھیا کے جنم کے۔ ملخصًا

(فتوےٰ رشید احمد صفحہ ۱۳۔ براہین قاطعہ صفحہ ۲۲۸)

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۳۔ بر عقیدہ نمبر ۱۹۔ آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹۔ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاوے کے حوالہ پر یہ لکھا ہے۔ کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا مولود شریف کرنا، قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت اور شرک ہے۔ اور نقل کنھیا کے جنم کی صفحہ ۱۳" مولانا مرحوم کے فتاویٰ کا صفحہ ۱۳، دیکھا گیا۔ اُس میں اس عبارت کا کہیں نشان نہیں۔ لیکن فتاویٰ کے دوسرے صفحات میں مولانا مرحوم نے ضرور مولود مروجہ کی مجالس کو بوجہ قبیحات

شرعیہ کے مملو ہونے کے بدعت مذمومہ لکھا ہے۔ اور قیام کو بھی۔ بلفظہ صفحہ ۲۷ سطر ۱[۵۱]

اقول مفتی جی! اپنی عادت ضرور پوری کر لیا کرتے ہیں۔ یعنی پہلے عبارت محولہ کا انکار کرنا۔ اور بعد میں اقرار کر لینا۔ بندۂ خدا! اگر عبارت صفحہ ۱۳ میں نہ ہوئی صفحہ ۱۴ میں ہوئی۔ تو اسمیں فرق کیا ہوا۔ ممکن ہے۔ فتاووں کے طبع ہونے کے جدا گانہ تاریخیں یا مطبع ہوں۔ خیر شکر ہوا۔ کہ آپ نے عبارت محولہ کو قبول کر لیا۔ ایک غلطی آپنے کی۔ وہ یہ ہے۔ کہ میں نے لفظ "مثل کنھیا کے جنم کی" لکھا تھا۔ اور آپنے اسکی جگہ "**نقل کنھیا کے جنم کی**" لکھدیا ہے۔ لیکن مولوی رشید احمد کے لئے جو آپنے لکھا ہے۔ کہ انہوں نے اس مجلس مولود شریف کو بوجہ قبیحات شرعیہ بدعت مذمومہ لکھا ہے اور قیام کو بھی یعنی مولود شریف اور قیام دنوں کو بدعت مذمومہ لکھا ہے مگر یہ غلط اُن کے فتاویٰ میں قیام تعظیمی کو شرک لکھا ہوا ہے وہی میں نے نکلا تھا مگر آپ اسکو ہضم کر گئے اور جو مثل کنھیا کے جنم کی میری عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ جو میں نے اُن کے فتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ اس کا ذکر تک بھی نہیں ٭

آپکے مولانا کے فتوٰی میں کیا کوئی آیت شریف یا کوئی حدیث شریف پیش کی گئی ہے۔ جو فتوے کی سند میں ہو۔ یا جس سے یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں آیت یا حدیث شریف سے مجلس مولود شریف۔ بدعت مذمومہ ہے۔ یا فلاں آیت اور حدیث شریف کے روسے قیام تعظیمی شرک ہے۔ یا فلاں آیت۔ حدیث کے مطابق یہ مولود شریف جسمیں قرآن شریف واحادیث پڑھی جاتی ہیں۔ اور کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا مثل کنھیا کے جنم کے ہے یا آپکے مولانا نے اس مجلس مولود شریف کی ممانعت میں کوئی نص ثبت فرمائی ہے ہرگز نہیں۔ یہ سب کچھ اپنے دل کی شقاوت وبغض وعداوت کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں ٭

اب میں پہلے شروع کرنے تردید منکرین واثبات مولود شریف کے اس بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ بتلاؤں کہ مولود شریف جو ابتدا سے ہوتا چلا آیا ہے۔

[۵۱]۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی گستاخانہ تشبیہ یہ ہے۔ کہ اگر کوئی حضرت عیسیٰ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے۔ تو مطعون ہو۔ اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں۔ اور برا نہیں سمجھتے۔ سبب یہی ہے۔ کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑگئی ہے۔ اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں" بلفظہ۔ تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان۔ صفحہ ۱۴۹۔ سطر ۱۱/۱۱ مطبوعہ فاروقی دہلی ونولکشور مطبع نامی۔

اور اسوقت تمام دنیا میں (سوائے وہابیہ دیوبندیوں کے) بہیئت کذائیہ ہوتا ہے۔ اسمیں کیا کیا امور ہیں۔ جن پر گروہ وہابیہ ہمیشہ جلے بھنے رہتے ہیں۔ اور بدعت و شرک اور کفر کے فتوے لکھتے رہتے ہیں۔ تاکہ خاص وعام اُن کے فتاووں کا اندازہ کرلیں۔

فصل اول محفل میلاد شریف بہیئت کذائیہ کی حقیقت۔ ۱

واضح ہو کہ مولود شریف یا میلاد شریف یا مولد مبارک کی عبارت سے مراد یہ ہے۔ کہ حضور پر نور السرور نور و سرور عالم، سید ولد آدم، خیر الخلق و خیر الانبیاء والرسل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین والمرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا حال و اثبات نبوت و رسالت و فضائل و خصائل و معجزات کا بیان نہایت صحیح صحیح کیا جاسکے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دل میں پیدا کی جائے۔ جب کسی عجب شخص مسلمان بندہ خدا مولود شریف کرنا یا کرانا چاہتا ہے۔ تو روز یکشنبہ یا شب دوشنبہ یا جمعہ کو خالص اللہ نیت کرکے ریا اور نمود کو دخل نہیں دیتے۔ اس پر حلال کمائی کا روپیہ پیسہ ہوتا ہے۔ خرچ کرکے اشیاء ضروری کھانا عمدہ شیرینی خوشبو عطر۔ پھول، اگر، لوبان، پانی سرد، برف خرید کرکے مہیا کرتا ہے پھر فرش فروش چاندنی۔ لیمپ، لالٹین، چراغ فانوس، جھاڑ وغیرہ حسب استعداد جمع کرتا ہے۔ اور ایک مکان نہایت مصفا اس محفل پاک کے لئے تیار کرتا ہے۔ اس مکان کو حسب مقدور خوب سجاتا ہے۔ پھر دن مقرر کرکے علماء و قراء و حفاظ و نعت خوانان کو اس مکان میں طلب کرتا ہے۔ اور قاری مولود شریف کے لئے ایک تخت یا چوکی بچھاتا ہے۔ اس پر قالین اور عمدہ سفید کپڑا بچھا دیتا ہے اور پھولوں کے خوب گلدستے اس تخت پر قاری مولد شریف کے سامنے رکھتا ہے۔ اور لوگ پیر وجوان و نابالغ بچے نہایت خوشی اور مسرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ بانیٔ محفل کی خوشی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تب قاری مولد اور حفاظ قرآن شریف کے چند رکوعات پڑھتے ہیں۔ پھر درود شریف کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ بانیٔ محفل تمام حاضرین کو خوشبو کی دعوت کرتا ہے۔ اور قاری مولد شریف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے پیدا ہونے سے شروع کرتا ہے جن روایات پڑھنے کے بعد وقفہ کرتا ہے اس وقفہ میں نعت خوانان مدح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابیات جو محبین اور عاشقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصنفہ ہیں۔ خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ کبھی اکیلا کبھی دو دو مل کر ایک آدمی بلند آواز سے درود شریف پڑھتا ہے۔ یا سب حاضرین ایک ہی درود شریف کو پڑھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھتے پڑھتے جب قاری مولد شریف ذکر ولادت پر پہنچتا ہے۔ تو یوں کہتا ہے ؎

اٹھو کھڑے ہو مومنو تعظیم کو ﷺ اور جھکادو اپنا سر تسلیم کو ؎ ندا از حاملان عرش آمد ﷺ کہ برخیز از برائے تعظیم احمد

اٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب ﷺ چاہیئے ادب سے کرنا قیام

ندا یہ غیب سے آئی برابر ﷺ کہ تعظیم محمد کیجئے اٹھ کر

پڑھتا ہے اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تب تمام حاضرین بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر درود و سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ اور تمثیل اُن فرشتوں کی ہے جو حضور سرور عالم باعث ایجاد کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت کھڑے ہوئے درود شریف پڑھتے تھے۔ درود و سلام کے بعد سب مسلمان لوگ بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر معجزات وقت ظہور و دیگر معجزات معراج شریف وغیرہ جہاں تک ہوسکے پڑھتے ہیں۔ پھر بانیٔ محفل اور تمام حاضرین و غائبین کے دین اور دنیا کے فائدہ کے لئے اور خاتمہ بالخیر کی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور پھر شیرینی پر ختم فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھی جاتی ہے۔ اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور جب کبھی کوئی شخص ضیافت کی دعوت کرتا ہے۔ تو کھانا کھلانے کے بعد مولود شریف شروع کیا جاتا ہے۔ اور بعد تقسیم شیرینی سب لوگ ملاقات کرکے، اور السلام علیکم کے بعد اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔

یہ سب کچھ محض بغرض حصول محبت اور خوشنودی خداوند کریم اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کیا جاتا ہے۔ جو عین شریعت کے مطابق ہے۔ اسی طرح تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ۔ مثلاً۔ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، جدہ حدیدہ، ملک عرب، مصر، اندلس، مغرب، شام، روم، پنجاب، ہند، سندھ وغیرہا میں بڑے زور شور سے ہوتا ہے۔ اور تمام علماء کاملین اور فضلاء صالحین عرب وعجم کا اسی ہیئت کذائیہ پر اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے۔ کہ جسکا ماننا اربعہ ادلہ میں فرض ہے۔ مولود شریف عین اظہار محبت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو عین فرض ہے۔ لیکن وہابیہ کی طرف سے نکتہ چینیاں اور دُر فشانیاں یوں ہوتی ہیں۔ کہ مولد شریف کرنیوالے اور وہاں حاضر ہونیوالے سب کے سب حمقاء۔ فاسق۔ فاجر۔ بدعتی۔ مشرک وکافر ہیں۔ گویا تمام دنیا کے مسلمان اہلسنت وجماعت سات سو سال سے لیکر آج تک مشرک اور کافر ہیں۔ اور یہ چند اشخاص نو نجدی یا دیوبندی مسلمان۔ العیاذ باللہ ؛

اب میں مختصراً آداب مولود شریف کے بھی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ ہم مسلمان کسطرح سے مشرک ہو جاتے ہیں ؛

فصل دوم آداب محفل میلاد شریف

مولود شریف کرنے یا کرانیوالا خالصاً للہ نیت کرے۔ کہ میں حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں مولود شریف کرتا ہوں۔ کوئی نمود وریا کو اسمیں دخل نہیں۔ جو کچھ اُسمیں خرچ ہو۔ حلال ہو۔ حلال کی کمائی ہو۔ مکان نہایت صاف ہو۔ خوشبو سے معطر ہو۔ رات وقت ہو۔ تو خوب عمدہ روشنی ہو۔ علماء۔ حفاظ۔ نعت خوانان اچھے دیندار ہوں۔ اور مساکین بھی شامل ہوں۔ اُنکی اچھی خدمت کی جائے۔ فرش فروش سب پاکیزہ ہو۔ کوئی بات خلاف شرع۔ قوالی۔ مزامیر۔ حقہ نوشی۔ گفتگو فضول نہ ہو۔ محفل میں دو زانو۔ یا چار زانو بیٹھے۔ ٹانگ پسار کر یا تکیہ لگا کر ..... نہ بیٹھے۔ قاری مولد شریف کیلئے بیٹھنے کو جگہ اونچی ہو۔ جیسے چوکی۔ تخت۔ چبوترہ۔ منبر وغیرہ ہو۔ اور قاری مولد شریف صاحب اگر غسل کر کے بیٹھے تو مستحسن ہے۔

اور باقی لوگ اگر ممکن ہو تو باوضو بیٹھیں۔ بلند آواز سے کوئی نہ بولے۔ بلکہ تعظیم و ادب سے خاموش بیٹھیں۔ اور سب حاضرین قدرے بلند آواز سے دس دس بار درود شریف پڑھیں۔ اور پڑھنے کے وقت کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو۔ اور ہر ایک شخص اپنی توجہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رکھے۔ اور اُن کی محبت اور عظمت اپنے دل میں جمائے۔ اور تمام آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور وقت ذکر ولادت شریف سب لوگ دست بستہ تعظیماً کھڑے ہو جائیں اور درود شریف اور سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھیں۔ اور بعد اس کے بیٹھ جائیں۔ اور قاری مولد شریف معجزات جو وقت پیدائش ظہور میں آئے تھے۔ بیان کرے۔ اور وقت میں گنجائش ہو تو بانیٔ محفل یا دیگر شائقین کے شوق کے اظہار پر دیگر معجزات اور بیان معراج شریف بھی کرے۔ اور حلیہ شریف حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سُنائے۔ اور ختم کر کے شیرینی وغیرہ پر کلام الٰہی حسب دستور پڑھکر ثواب اس عمل مولود شریف کا اور اشیاء خوردنی و نوشیدنی و شمیدنی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح پر فتوح و دیگر انبیاء علیہم السلام و صدیقین و شہداء و صلحاء و صحابہ کرام و ازواج مطہرات اور اولیاء و جمیع المسلمین و المسلمات کے ارواح کو پہنچائے۔ اور تمام حاضرین اور بانیٔ محفل کے واسطے دعائے خیر و خاتمہ بالخیر کی مانگے۔ پھر سبکو اجازت اور رخصت ہے ❖

ایک ضروری ادب مولود شریف میں یہ بھی ہے کہ حالات ارتحال و وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مجلس میں ہرگز ذکر نہ کئے جائیں۔ کیونکہ یہ مجلس مولود شریف کے لئے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات حسی دنیاوی منصوص ہے۔ اسلئے لفظ وفات یا ارتحال و وصال بھی زبان پر نہ لایا جائے۔ کیونکہ مولود شریف میں محض اظہار سرور موفور آں حضور نورٌ علیٰ نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا جاتا ہے۔ اس لئے ایسی محفل میں ذکر حزن و محن کا کیا جانا نہایت غیر موزون ہے۔ اور یہی حکم برابر جاری ہے، جب سے یہ عمل خیر و برکت شروع ہوا ہے ❖

ان آداب کو وہابیہ دیکھکر جلے بھنے دیکھئے کیا فتوے لگاتے ہیں اب کیا فتویٰ لگائینگے اُن کے بزرگ جو کچھ دکھا چکے ہیں۔ وہی کافی ہے شریعت سے واسطہ نہیں اُن کو تو حضور سرور

عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت نے مجبور کر رکھا ہے۔ اُن کو حضور کی تعظیم سے ہی چڑ ہے۔ اور یہی اُن کی ہٹ ہے۔ خدا ہدایت دے۔ آمین ٭

قولہ۔ اسکے لکھنے میں انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے جو کہ ایک عالم اہلسنت حنفی کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ عبارات ذیل کے دیکھنے سے آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ الخ کہ سلف علماء نے کس شدومد سے مولود مروجہ وقیام کو بدعت مذمومات سے لکھا ہے۔

ابن حجر کی مدخل میں ہے۔ ترجمہ: ان عبادتوں میں سے جو عبادت اور شعار اسلام جانکر نکالی گئی ہیں۔ بدعت مجلس میلاد کی بھی ہے۔ جو ربیع الاول میں کی جاتی ہے۔ جسمیں بہت سی بدعات اور حرام فعل کئے جاتے ہیں۔ کتاب مذکور میں ہے۔ ترجمہ:۔ مجلس میلاد کا پیدا کرنا دین میں زیادتی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ صحابہ وتابعین وائمہ نے اسے نہیں کیا۔ بلفظہ صفحہ ۲۷ سطر ۱۵

امام فاکہانی اپنے رسالہ ردعمل المولد میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ:۔
میلاد کا اصل قرآن وحدیث سے کچھ بھی ثابت نہیں۔ اور نہ امامان دین سے سوائے اسکے نہیں کہ یہ ایک بدعت ہے۔ اور اسے گمراہوں نے نکالا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۔ سطر ۲۵۔ اخیر ٭

علاوہ اسکے معتمد۔ مغربی کا فتوے۔ شرح وافی۔ طریقۃ السنۃ۔ شرح البعث والنشور۔ خیر السالکین کا حوالہ ہے۔ جن میں اس مجلس کو بدعت یا بُری بدعت درج ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۸۔

اقول۔ آپ لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب نے جو مولود شریف کو بدعت مذمومہ اور شرک لکھا ہے وہ انہوں نے سلف صالحین کی پیروی کی ہے اور جن علماء کے نام آپنے اپنی سند میں بیان کئے ہیں مولوی رشید احمد نے اُن کو سند میں پیش نہیں کیا ہے۔ گویا جائے استاد خالی کی مثال ہے۔ مگر اُن علمائے مؤیدین نے بھی یہ بات نہیں لکھی کہ مولود شریف بمثل کنھیا کی جنم کے ہے۔ اس لئے مولوی رشید احمد صاحب آپکے مولانا اُن سے بھی بڑھ گئے۔ اور یہ بات اُن کو بھی نہ سوجھی۔ کہ یہ انھیں کا حصہ تھا۔ مگر اسکی سند میں کوئی نص نہ بیان کی۔

جن کتابوں کے نام آپنے لکھے ہیں وہ بالکل غیر معروف ہیں۔ نہ اُن کے مصنفوں کا پتہ ہے کہ وہ کس مذہب کے تھے۔ یا کس زمانے میں پیدا ہو کر کب فوت ہوئے۔ اور نہ اُن کے صفحوں کا حوالہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وہابیہ رسالہ سے دیکھکر لکھدیئے ہیں اور کچھ پتہ نہیں

اب میں بتلاؤنگا۔ کہ مولوی رشید احمد نے سلف صالحین کی پیروی نہیں کی۔ بلکہ گستاخ خلف صالحین کی پیروی کی ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بزرگوں اور حضرت مرشد کی بھی سخت مخالفت کی ہے۔

آپ نے حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ کی کتاب مدخل کے حوالہ سے مولود شریف کو بدعت اور شعار بدعت لکھتا ہے۔ اور یہ بھی کہ اسمیں حرام فعل کئے جاتے ہیں۔ اور یہ دین میں زیادتی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضرت ابن حجر مکی الہیتمی کی کوئی کتاب مدخل نہیں ہے اور دوسرے حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ ہیں اُن کی بھی کوئی کتاب مدخل نہیں یہ نرا افترا اور بہتان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کسی غلط و خط رسالہ وہابیہ سے نام درج کر دیا اور نہ آپ نے مدخل کو دیکھا۔ نہ ابن حجر سے واسطہ یہ دونوں بزرگ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہما کے نام سے موسوم مولود شریف کے مؤید ہیں۔ جو نویں دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت نور الدین حلبی شافعی علیہ الرحمۃ مصنف سیرت حلبی میں تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۱۱۴۔ وقد قال ابن حجر الہیتمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولود واجتماع الناس لہ کذالک ای بدعۃ حسنۃ۔ اھ یعنی بدعت حسنہ کے مندوب پر سب کا اتفاق ہے۔ اور مولود شریف اور اسمیں لوگوں کا جمع ہونا اسی طرح بدعت حسنہ ہے۔ اور دوسری جگہ ہے وھی (ای مولد شریف) بدعۃ حسنۃ یعنی محفل مولود شریف کی بدعت حسنہ ہے نیک عمل ہے۔ اسی طرح حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ بھی احادیث شریف سے مولود شریف کی تائید کرتے ہیں یعنی سیرت شامی میں حافظ ابن حجر عسقلانی سے اسطرح نقل کیا ہے۔ قال قد ظھر لی فی تخریجہ علی اصل ثابت وھو ما ثبت فی الصحیحین من ان رسول صلے اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون یوم عاشورا فسئالھم فقالوا ھذا الیوم اغرق اللہ فیہ فرعون ونجا موسیٰ علیہ السلام فنحن نصومہ شکرا فقال انا احق بموسیٰ منکم فصامہ وامر بصیامہ فاستفاد منہ فعل ذالک شکر اللہ تعالیٰ علےٰ ما من فی یوم معین من ابداء نعمۃ اللہ او دفع نقمتہ باد ذالک فی نظیر ذالک الیوم من کل سنۃ والشکر للہ تعالیٰ علےٰ یحصل بانواع العبادات والسجود والصیام والصدقۃ والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من بروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ فی ذالک الیوم۔ ترجمہ حضرت ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے اصل

صحیح مولود شریف کا استنباط ظاہر ہوا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے (جو صحیحین میں موجود ہے) یعنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف فرما ہوئے تو یہود یوں کو روزہ رکھا ہوا پایا۔ پس پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے یہ کیسا روزہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جسمیں خداوند تعالیٰ نے فرعون کو دریا میں غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس کے شر سے۔ پس ہم روزہ رکھتے ہیں خدا کی شکر گذاری کا۔ پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے کہ ہم زیادہ حقدار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اور اس دن روزہ رکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور حکم فرمایا روزہ رکھنے کا۔ پس معلوم ہو گیا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری کیواسطے عمل میں آیا۔ جو اس دن معین میں شر کو دفع کیا اور نعمت کو بھیجا جب دور گھر کے پھر وہی دن آجائے تو اسکو نظیر کی طور پر یادگاری کا شکر ہر سال بجالانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری انواع عبادات سجدہ اور روزہ اور صدقہ خیرات وتلاوت سے حاصل اور ادا کیجاتی ہے۔ اب کونسی نعمت اور رحمت زیادہ اور بڑی عظیم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے تشریف لانے سے اس دنیا میں جو نبی کریم اور نبی رحمۃ للعلمین ہیں آج کے دن یعنے وہ دن جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ یعنے اس سے بڑھکر کوئی بھی نعمت اور رحمت نہیں ہے؟ جتنی خوشی اور شکر گذاری ہوسکے کی جائے ؛

دیکھیے مولود شریف کی اصل حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں۔ اور حدیث بھی متفق علیہ۔ دونوں حضرات ابن حجر مؤیدین مولود شریف میں سے ہیں۔ مدخل انکی کوئی کتاب تصنیف شدہ نہیں۔ ہاں میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ مدخل کس شخص کی ہے وہ فاکہانی کی طرح منکرین میں سے ہے یا شاید یہ دونوں استاد شاگرد ہیں۔ اس کا نام ابن حاج بیان کیاجاتا ہے۔ اسکی تصدیق اس پر ہے :۔

ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ ۹۷ میں ہے۔

ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار الخ بلفظہ یعنے ابن حاج نے اپنی مدخل میں مولود شریف کا بہت انکار کیا ہے ؛

اب معلوم ہو گیا کہ مدخل کسکی تصنیف ہے۔ اور حضرت ابن حجر علیہ الرحمۃ پر تہمت لگادی

لے۔ کتاب مدخل ابن حاج مالکی کی تصنیف ہے۔ نہ کہ ابن حجر کی مجموعہ فتاوائے عبدالحیٔ صاحب میں یہی لکھا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کتاب المدخل لابن حاج مالکی میں ہے جلد اول صفحہ ۳۴۰ سطر ۱۔

بلا سوچے سمجھے۔ ایسے ہی آپ کے فتوے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "مدخل جلد اول صفحہ ۲۱۵ سطر ۷ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں من توسل بہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او استغاث بہ او طلب حوائجہ منہ فلا یرد ولا یخیب لما شھدت بہ المعاینۃ والآثار ویحتاج الی الادب الکلہ فی زیارتہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام وقد قال علماءنا رحمۃ اللہ علیھم ان الزائر یشعر نفسہ بانہ واقف بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کما ھو فی حیاتہ اذلا فرق بین موتہ وحیاتہ اعنی فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی لا خفاء فیہ۔ بلفظہ ترجمہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسّل کرے یا حضور کی دوہائی دے یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگے وہ نہ رد کیا جائیگا اور نہ نا امید رہیگا۔ اسلئے کہ مشاہدہ اور روایات اس پر گواہ ہیں اور حضور کی زیارت میں پورے ادب کی حاجت ہے۔ بیشک ہمارے علماء رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ زیارت کے لئے حاضر ہونے والا اپنے دل کو آگاہ کرے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہے جیسا حضور کی حیات ظاہری میں۔ اس لئے کہ حضور کی حیات اور وفات میں اسکا کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی تمام اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کے تمام احوال کو پہچانتے ہیں اور اُنکی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو جانتے ہیں۔ اور یہ سب اُن پر ایسا روشن ہے جسمیں اصلاً پوشیدگی نہیں ؎

دیکھئے حضور کی دوہائی دینا، حضور سے اپنی حاجتیں مانگنا، حضور کا اپنی تمام اُمت پر ناظر ہونا، اور اُن کے تمام احوال سے کہ دل کے خطروں پر مطلع ہونا تقویۃ الایمانی دھرم پر چاروں کتنے بھاری شرک ہیں۔ ایک ایک کو سنکر دہلوی جی کی قبر پر سو سو برس لرزنے پھر کس منہ سے اُن کی سند لاتے ہیں۔ شرم!!!

اور لیجئے طرفہ یہ کہ یہ ابن حاج مالکی وہابیہ کے نزدیک مسلمان بھی نہیں ہوسکتے اُن کا مستند ہونا درکنار ؎

اسی طرح آپ کا امام فاکہانی منکر مولود شریف ہے اسکے رد عمل المولود کا رد حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ایسا دندان شکن کیا جس کا جواب نہ ہوسکا اور نہ کسی وہابی

ان کے حمایتی نے جواب دیا۔ اور یہ یاد رہے کہ جس وقت تمام علمار اسلام نے اس شخص فاکہانی کی کی مخالفت کی تو اس وقت علمار کا اتفاق اور اجماع مولود شریف کے کرنے پر ہو چکا تھا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا۔

مفتی جی! آپ نے چند کتب غیر معروف کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا گیا ہے بزعم خود۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ مفتی تو دھینگا دھانگی بن گئے۔ مگر آداب معلوم۔ کبھی غیر معروف کتب شاذہ پر فتویٰ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور نہ وہ فتویٰ قبولیت کی عزت رکھتا ہے۔ کتب فقہ در مختار اور فتوائے عالمگیری بھی کسی سے سن لیتے تب بھی آپ کو پتہ لگ جاتا اس زمانہ میں کوئی شخص بھی مفتی نہیں جیسے آپ نے اپنے رسالہ پر خود بخود مفتی لکھا ہے اگر ان بڑی کتابوں کے دیکھنے کی دسترس نہ ہو تو اپنے جد فاسد مولوی محمد صاحب کی کتاب فتاویٰ قادریہ کو ہی دیکھ لیجئے۔ نہ بھی تو ہو گی مگر حافظہ سے اُتر گیا۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:۔

اور تیسرا امر یہ ہے کہ اس زمانہ کے علمار فی الحقیقت مفتی نہیں ہیں۔ صرف مفتیان ماسبق کا فتویٰ نقل کر دینے کا رتبہ رکھتے ہیں۔ اور ان پر لازم ہے کہ ایسی کتاب مشہور سے نقل کریں جسکو علمار امت نے قدیم سے اپنا دستور العمل بنایا ہوا ہے۔ الخ بلفظہٖ صفحہ ۱۵ سطر ۸ ؀

(یہ عبارت مولوی رشید احمد آپ کے مولانا کی تردید میں ہے) ؀

اس حکم شرعی کے مطابق آپ کی غیر مشہور کتابیں سب ناقابل سند اور عمل ہیں اور وہابیوں کی مصنفہ ؀

قولہ۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی جلد اوّل کے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ہے "مبالغہ در منع سماع متضمن منع مولد کہ عبارت از قصائد نعت و اشعار غیر نعت خواندن است" اسی میں ہے "بہ نظر انصاف بہ بینید اگر حضرت ایشاں فرضاً در دنیا زندہ می بودند ایں مجلس (یعنی مولد) و اجتماع منعقد می باشد آیا بایں راضی می شدند و ایں اجتماع را می شنیدند یقین فقیر است کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۸ سطر ۲۱ ؀

اقول مفتی جی! آپ نے تمام مکتوبات کو نہیں پڑھا۔ اور اگر پڑھا ہے تو سمجھا نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو تجاہل عارفانہ ہے۔ یا بصورت دیگر کید اور دھوکا ہے در اصل یہ مکتوب شریف

سماع کے بارہ میں ہے۔ اور اس سے مقصود انکار شرعی کا بیان نہیں۔ بلکہ اپنے طریقہ سے جدائی کا ہے۔

"مبالغہ فقیر در منع بواسطہ مخالفت طریقت خود است مخالف طریق خواہ بسماع و رقص بود خواہ بمولود و شعر خوانی" بلفظہ ؛ حضرت مجدد نہ تو اسکو بدعت فرماتے ہیں۔ اور نہ شرک اور نہ ہی کنہیا کا جنم ؛

اس مکتوب سے مولود شریف کی ممانعت اسی صورت میں نکل سکتی ہے کہ جب اُس میں مزامیر کا داخلہ ہو۔ ورنہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ایسی محفل پاک کو جسمیں عین ذکر اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو کسطرح منع فرما سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خود اس پر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کا قول اسی مکتوب میں جو سماع کے متعلق ہے نقل فرماتے ہیں :۔

"حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ ما نہ ایں کار میکنیم و نہ انکار میکنیم یعنی ایں کار منافی طریق ما است پس نکنیم۔ و چوں مشائخ دیگر کردہ اند برآں انکار ہم نمائیم" بلفظہ

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسا صاف فیصلہ فرماتے ہیں۔ جس سے عیاں ہے کہ ذکر کلیتاً سماع کا ہے۔ کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ نہ تو ہم اس سماع سے انکار کرتے ہیں اور نہ ہم یہ کام (سماع کا سننا) کرتے ہیں۔ اسلئے کہ یہ سماع و رقص ہمارے سلسلہ اور طریقت کے خلاف ہے یا ہمارے سلسلہ میں نہیں۔ اور نہ ہم اس انکار کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دیگر مشائخ طریقت علیہم الرحمۃ اس کو سنتے آئے ہیں اِس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مولود شریف میں بھی اگر یہ سامان قوالی و رقص جو سماع میں ہوتا ہے موجود ہوں تو اس کے لئے بھی انکار نہیں کر سکتے گو خود نہ کریں۔ جب اس سے انکار نہیں ہے تو پھر اقرار ہوا جیسے کوئی مسلمان کسی حلال جانور کا گوشت نہیں کھاتا اسکی عادت نہیں ہے۔ لیکن وہ مسلمان اس کے کھانے سے انکار نہیں کر سکتا اور نہ اسکو حرام کہہ سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے مسلمان کو اس کے کھانے سے منع کر سکتا ہے بس یہی صورت اس امر میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی بھی ہے اسکی تصدیق حضرت مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید و خلیفہ خاندان خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحریر سے ہوتی ہے۔ کہ واقعی یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے۔ جو سماع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اُن کے

ملفوظات کی عبارت اختصاراً اس طرح پر ہے۔ وہو ہذا:۔

فقیر را در بابِ سماع دلیلے قوی بہم رسیدہ است کہ ارباب آں خبر ندارند چنانچہ ..... السماع یورث الرقۃ والرقۃ تجلب الرحمۃ والنتیجۃ السماع یجلب الرحمۃ ..... مواجید حضراتِ چشتیہ خوب میدانم لہٰذا جرات بر انکار احوالِ ایشاں نمی کنم ..... پس طریق اسلم دریں باب آنست کہ نہ انکارِ آں دارد و نہ ارتکاب۔ وقول حضرت خواجہ بزرگ ہم حمد ایں معنی ست کہ نہ انکار میکنیم و نہ ایں کار۔ بلفظہ کتاب کلمات طیبات صفحہ ۹۴ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ۔

دیکھئے جو الفاظ حضرت خواجہ بزرگ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ کے مکتوب ۲۷۳ میں ہیں۔ مانہ ایں کار میکنیم و نہ انکار میکنیم وہی الفاظ حضرت مرزا جانجاناں اپنے ملفوظ میں فرما رہے ہیں۔ اور اس عبارت کو اپنی دیانت سے اپنے برخلاف جا کر بالکل چھوڑ دیا۔ اور لاتقربوا الصلوٰۃ کو پورے طور پر ثابت کر دیا ❊

اس تحریر سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب ۲۷۳ خاص سماع کے بارہ میں ہے۔ جس کو آپ نے بڑے زور سے پیش کیا تھا۔ ایسا ہی آپکے بھائی اس مکتوب کو غلط فہمی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر ناواقفوں جاہلوں کے روبرو ❊

اور سُنئے۔ اسی مکتوب میں ہے (جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں کہ اُن کے وقت مولود شریف میں بھی سماع کا ڈھنگ ہو گیا ہوگا۔ اور اُن کے مخدوم زادگان نے کچھ زیادتی کی ہوگی جسکی وجہ سے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے منع فرمایا ہوگا) وہو ہذا ❊

فیروز آباد کہ ملجاو ملاذ ما فقرا است و قدوہ پیرانِ ما در وے امرے حادث شود کہ مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزندانِ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ بعد از تغیر طریق والد بزرگوار ایشاں طریق اصل را ایشاں محافظت نمودند و با تغیر کنندگاں مجادلہ فرمودند ..... آرے در اوائل حال در بعض امور رعایت مذہب ملامتیہ نمودہ مباہلہ می فرمودند و ملامت را ترجیح دادہ تبرک عزیمت در بعض اشیاء ارتکاب می نمودند اما در اواخر ازیں امور اجتناب داشتند و باز ملامت و ملامتیہ نمی کردند۔ بلفظہ ❊

لیجیے۔ اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ مخدوم زادگان نے برخلاف اپنے والد بزرگوار کے

ایک نیا امر پیدا کیا۔ اور اُن کے عمل اوا خر کے خلاف تھا جملہ امرِ حادث سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ مولود شریف میں اُنہوں نے ایک نئی بات پیدا کی جو بصورت قوالی یا مزامیر کے ہو۔ جو بحالت ملامتیہ کے اُن سے وقوع میں کبھی آئی ہوگی۔ اور آخر کو اُس سے اجتناب کر دیا تھا۔ ورنہ مولود شریف امرِ حادث نہیں ہوسکتا۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے چار سو سال پیشتر سے ہیئتِ کذائیہ سے چلا آرہا تھا اور حضرت کے وقت میں بھی ہوتا تھا۔ یہ انکار حضرت مخدوم زادگان کے امرِ حادث پر جو بصورت سماع و رقص تھا مبنی تھا نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ والد بزرگوار مخدوم زادگان اوائل میں فرقہ ملامتیہ کو جو فقراء میں سے پسند فرمایا کرتے تھے اور اُس کو ترجیح دیتے تھے۔ ممکن ہے کہ اُسوقت اُنہوں نے کبھی ایسا مولود شریف کبھی کیا ہو اور پھر ترک کر دیا۔ اور ملامتیہ فرقہ کا نام بھی نہ لیا۔ اور مخدوم زادگان نے اپنے والد بزرگوار کے پہلے عمل کے مطابق عملدرآمد کیا ہو یا کرنے لگ گئے ہوں یہی موجب انکار ہوا صرف فیروز آباد کے لئے۔ ورنہ تمام بلاد اسلامیہ و غیر اسلامیہ و ہندوستان میں مولود شریف ہوا کرتا تھا اس کا کوئی انکار نہیں فرمایا۔ اور اگر نفس میلاد شریف پر ہی انکار فرماتے تو یوں فرماتے کہ "محفل مولود شریف کہ در تمام بلادِ عرب و عجم منعقد میشود خلافِ طریقت ما است نباید کرد۔" یا یوں فرماتے "کہ ایں محفلِ مولود شریف بدعت سیئہ و شرک و مشابہ جنم کنھیا است۔ ہر کہ ایں محفل منعقد کند کافر و مشرک است" مگر افسوس ایسے الفاظ کہاں لائیں۔ الحاق کا موقع بھی نہ ملا۔

غور کیجئے اپنی نافہمی مکتوب سے لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے۔ اور کارِ خیر و برکت کے منع کرنے سے مناعٍ للخیر نہ ہوجئے۔ اور مکتوب موصوف کی یہ عبارت "یقین فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می فرمودند" صاف ظاہر کر رہی ہے کہ ایں معنی را تجویز یعنی یہ بات جو مولود شریف میں اب کی گئی ہے اسکو جائز نہ فرماتے۔ وہ بھی صورتِ سماع تھی۔ اس کے آگے آخیر پر مکتوب شریف کے یوں فرماتے ہیں۔ وہوا ہذا :۔

"مقصودِ فقیر اعلام بود قبول کنید یا نکنید ہیچ مضائقہ نیست"

ولیکن ایں مشاجرہ نہ از مخدوم زادہائے و یاران آنجائے بر ہمان وضع مستقیم باشند ما فقیراں را

از صحبتِ ایشاں غیر از حرماں چارہ نیست۔ بلفظہ ٭
دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا اس مکتوب کی تحریر سے مقصود صرف یہ ہے جو فرماتے ہیں کہ مخدوم زادگان کو صرف اعلام یا معلوم کروانا مقصود ہے خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں۔ زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں۔ اور اگر مخدوم زادگان اور یارانِ فیروز آباد کے اسی طریق (سماع) پر مستقیم رہے تو ہم انکی صحبت سے کنارہ کرلیں گے۔ سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں ٭

اسمیں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مولود شریف کے کرنے یا سماع کی مجلس میں بیٹھنے سے کسی قسم کا گناہ یا جرم یا بدعت یا شرک یا خلاف قرآن یا حدیث نہیں فرمایا اور نہ کوئی وعید شرعی فرمائی۔ آپ ہیں یا آپ کے بزرگ ہیں کہ مولود شریف کے کرنے والے مسلمانوں کو بدعتی اور شرک اور کافر کہہ رہے ہیں۔ خدا کا خوف دلمیں ذرہ بھر بھی نہیں جو ایمان کی نشانی ہے ٭

ایک اور شہادت پیش کرتا ہوں کہ واقعی یہ مکتوب ۲۷۳ سماع کے بارہ میں ہے۔

مقامات سعیدیہ تصنیف حضرت مولانا محمد مظہر علیہ الرحمہ نقشبندی مجددی اپنے والد قدس سرہٗ کے حالات میں اس طرح پر لکھتے ہیں:۔

خواندن مولود شریف و قیام۔ نزدیک ذکر ولادت باسعادت مستحب است ودر ایں باب رسالہ خاص دارند و دراں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است لا غیر۔ انتہت بحروفہما بلفظہ الدر المنظم فی حکم مولود النبی الاعظم تصنیف حضرت شیخ المشایخ شیخ الدلائل محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی صفحہ ۱۳۱۔ سطر ۱۷ ٭

پس پورے طور پر ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ مکتوب نمبر ۲۳، ۷۲ میں ممانعت فرمائی ہے اسی مولود شریف کی نسبت ہے جسمیں سماع اور غنا داخل ہو۔ ورنہ اصل مولود شریف جو خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہے وہ قرآن وحدیث واجماع سے ثابت ہے اسکو کیونکر منع کیا کرسکتے تھے۔ اب انکی اجازت کو ملاحظہ کیجئے۔ وہ اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب ۷۲ میں جو خاص مولود شریف کے بارہ میں سوال کیا گیا تھا فرماتے ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیں وہو ہذا ٭

دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ۔ ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن ست والتزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت باں بطریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح ست اگر برنہجے خوانند کہ تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع است بلفظہ مکتوب نمبر ۷۲ جلد سوم ۔

دیکھئے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیسی صاف اور صریح اجازت مولود شریف کی فرما رہے ہیں اور اس بات کی ممانعت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کی تغیر و تبدیل واقع نہ ہو ۔ اور نہ سُر نکالیں اور نہ تالیاں بجائیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونوں مکتوب مرزا احسام الدین احمد کے نام ہیں ؎

آپ لوگوں کا یہ بڑا زعم تھا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ مولود شریف کرنے کو منع فرماتے ہیں اور جہاں کو خوش کیا کرتے تھے ۔ مگر لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثال کے مطابق وہ ساری خوشی خاک میں مل گئی ۔

اور ایک بات وہابیہ سوز سُن لیجئے ۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی سماع اور رقص صوفیا کرام و مشائخ عظام کو جائز فرما رہے ہیں ۔ صرف جائز ہی نہیں بلکہ نافع و عروج منازل کے لئے ممد فرماتے ہیں ۔ پھر بتلایئے وہ مولود شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو عین ایمان ہے منع فرما سکتے ہیں ۔ یہ سب وہابیہ کی طرف سے اُن پر بہتان ہے ۔ وہو ہذا ۔

مکتوب دو صد و ہشتاد و پنجم (جلد اول) بمیر سید محب اللہ مانکپوری صدور یافتہ در بیان احکام سماع و وجد و رقص ۔ ۔ ۔ بداں کہ سماع و وجد جماعہ را نافع است ادرے قسمتے از منتہیاں اند کہ سماع باوجد دا استمرار وقت ایشاں را نیز نافع است ۔ ۔ ۔ دریں صورت سماع ایشاں را سود مند است و حرارت بخش ہر زبان بمدد سماع ایشاں را عروج بمنازل قرب میسر میشود ۔ مبتدی را سماع و وجد مضر ست و منافی عروج ۔ ۔ ۔ بالجملہ سماع متوسطان را نافع است و قسمے منتہیان را نیز چنانکہ بالا گذشت ۔ ۔ ۔ سماع و وجد دریں صورت ایں جماعہ را ممد و معاون ست ۔ بلفظہ ملتقطاً مکتوب ۲۸۵ جلد اول ۔

دیکھیے اس مکتوب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں اس مکتوب شریف کو سامنے رکھکر پیشانی پر ہاتھ جما کر بیٹھ جائیے اور ان کے فرمانے پر غور کیجئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ سماع و وجد و رقص نہایت نافع سود مند اور ممد و معاون۔ عروج منازل کا ذریعہ اور تقرب الی اللہ کا حصول ہے اس پر امید ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ بھی آپ کے فتوی سے نہیں بچیں گے ایک بات حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بہت ہی سخت وہابیہ کُش اسمیں لکھدی ہے کہ وہ یہ کہ بمدد سماع ایشاں عروج بمنازل قرب میسر میشود۔" دوسری یہ کہ سماع و وجد ایں جماعہ را ممد و معاون ست" یعنے سماع اُنکی مدد کرتا ہے۔ اور سماع کی مدد سے اُن کو عروج و قرب کے منازل حاصل ہوتے ہیں۔ اور سماع و وجد ان کا معاون اور مددگار ہے۔ یعنی خدا کی مدد یا خدا معاون و مددگار نہیں فرمایا بلکہ سماع کی مدد اور سماع اور وجد کو صوفیاء کرام کا مددگار اور معاون فرمایا۔ اس صورت میں وہابیہ کی قطع الوتین ہو گئی۔ اب تو ضرور ہی آپ کا فتوی جاری ہو گا۔ مگر جبکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام تابعین و تبع التابعین رضی اللہ عنہم نہیں بچے۔ کہ جن پر آپ لوگوں کا فتواے نہ چلا ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کب بچ سکتے ہیں۔ آپ لوگوں کے فتاوے کیا ہیں یہ کہ مولود شریف ذکر ولادت و معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدعت و شرک و کفر ہے۔ صدقات و خیرات ایصال صواب۔ سوم۔ چہلم۔ برسی وغیرہ بدعت اُس کا کھانا حرام۔ گیارھویں کی نیاز بارھویں کے تبرکات کا طعام حرام۔ اسقاط۔ دعا۔ بدعت مذمومہ۔ قبر پر بعد دفن میت اذان تلقینی بدعت و حرام شب برات شب قدر جمعرات کی خیرات بدعت اور رکھانا حرام۔ عاشورہ کے روز کا کھانا حرام قبروں کی زیارت ناجائز دُور دُور سے جانا حرام اور شرک۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیارت روضہ مطہرہ کے لئے جانا اور زیارت کے وقت دست بستہ کھڑا ہونا شرک۔ غرضیکہ تمام نیک کاموں پر اور خیرات و صدقات پر آپ لوگوں کی طرف سے ممانعت و حرمت کے فتاوی موجود ہیں۔ گویا پُورے پُورے مناع للخیر ہیں ؎

ایں کار از تو آید و مرداں بہ چنیں کنند۔!

مگر اس زمانہ کے علماء کے فتاوی تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء کے فتاوی تعریف کے قابل ہیں۔ جبکہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے زمانہ کے علماء سوء کا حال فرما رہے ہیں جسکو تین سو سینتیس سال (۳۳۷) کا عرصہ گذر گیا اب تو اور بھی برا حال ہے کل یوم ابتر۔ دیکھیے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ یوں فرماتے ہیں

مکتوب نمبر سی و سوم جلد اول، عزیزے شیطان لعین را دید کہ فارغ نشستہ است از تضلیل واغوا خاطر جمع ساختہ۔ آں عزیز سرّ آں از ایں سید لعین گفت کہ علماء سوء ایں وقت دریں کار بامن خود مدد عظیم کردہ اند ومرا ازیں مہم فارغ ساختہ اند۔ بلفظہٖ:

اسی طرح المکتوب نمبر ۲۱۳ جلد اول میں بھی ہے جس کا ترجمہ اردو جلد اول کے صفحہ ۳۵۷ پر سطر ۶ کسی شخص نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ آسودہ اور فارغ بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے ہاتھ کو تاہ کیا ہوا ہے۔ اس نے اس کا سبب پوچھا لعین نے کہا کہ اسوقت کے بُرے علماء میرا کام کررہے ہیں گمراہ کرنے اور بہکانے کے ذمہ دار ہوئے ہیں بلفظہ مکتوب نمبر ۲۱۳ صفحہ ۳۵۷۔

قول۔ واضح ہو کہ میلاد مروجہ کی مجلس اس طریق سے کہ جس طریق پر آجکل ہوتی ہیں۔ قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں نہیں ہوئیں۔ بلکہ یہ ۶۰۴ھ میں ایجاد ہوئی۔ تاریخ ابن خلکان میں تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے قدم اربل فی سنۃ اربعۃ وستمائۃ وھو متوجہ الی خراسان فرای صاحبھا الملک المعظم مظفر الدین ابن زین الدین محبا یعمل مولد النبی علیہ السلام عظیم الاحتفال ترجمہ آیا وہ ۶۰۴ھ میں اربل میں جبکہ وہ خراسان کو جارہا تھا۔ پس دیکھا اُسنے صاحب اُس کے بادشاہ معظم مظفر الدین بن زین الدین محب کو کہ کرتا تھا میلاد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑے اہتمام سے۔ اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ میلاد مروجہ کی مجلس کا موجد مظفر الدین ہے اور اُسنے اسے ۶۰۴ھ میں ایجاد کیا۔ مظفر الدین کے فسق کو امام فاکہانی نے رد عمل الملود میں ان الفاظ قلمبند کیا ہے۔ قد صرح اھل التاریخ بانہ یجمع اصحاب الملاھی والمزامیر فی ھذا العمل و یسمع الغناء واصوات الالات اللھو و یرقص بنفسہ ومن ھو کذا الک فلا شک فی فسقہ دضلالتہ۔ ترجمہ مؤرخین نے لکھا ہے مظفر الدین اربل کا بادشاہ باجے گاجے والوں کو میلاد کی مجلس میں جمع کرتا تھا اور ناچتا تھا اُس مجلس میں خود۔ پس جو اس قسم کا فعل کرتا ہو اُس کے فاسق اور گمراہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں اس عبارت سے ظاہر ہے کہ مظفر الدین ایک فاسق شخص تھا۔ اب اس امر کا خود فیصلہ کرلیں کہ فاسق کی ایجاد کو کس طریقہ لکھا جاتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۹ سطر ۴:

اقول مفتی جی! آپنے اس عبارت کے لکھنے میں چند غلطیاں صریح کی ہیں۔ اول ابن خلکان کو ابن خلقان لکھا۔ دوم تبدیل ترجمہ عمر بن حسن کے ہے کے جملہ کو مہمل اور بے معنی لکھا

جسکا کچھ مطلب ظاہر نہیں۔ سوم محبا کے ترجمہ کو محب لکھا جس کے معنی محبت کے طور پر ہیں۔ چہارم مورخین نے لکھا ہے۔ غلط کس مورخ نے لکھا ہے۔ ابن خلکان مورخ کی عبارت صاف ہے۔ اسلئے نہیں لکھا۔ پنجم یہ ترجمہ بھی بالکل غلط ہے ❖

آپ کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں جو آپکے امام فاکہانی کے قول سے پیدا ہوتی ہیں :۔

اول یہ کہ یہ مجلس مولود شریف کی قرون ثلثہ مشہود لہا میں نہیں ہوئی اس لئے بدعت ہے اس پر عمل نہیں ہونا چاہئے ❖

دوم یہ کہ اربل کے بادشاہ مظفر الدین کے زمانہ ۶۰۴ھ میں عمر بن حسن نے اس مجلس کو دیکھا تھا

سوم یہ بادشاہ مظفر الدین فاسق تھا گانے بجانیوالے لوگوں کو مجلس مولود شریف میں جمع کرتا اور خود ناچتا تھا ❖

چہارم یہ کہ فاسق بادشاہ کی ایجاد پر عمل کرنا کس کا طریقہ ہے یعنی فاسقوں کا ❖

جوابات نمبروار سنئے :۔

اول یہ کہنا کہ مجلس مولود شریف وذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر القرون قرن ثلاثہ میں نہیں تھی بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیات و احادیث سے اس کا اصل ثابت ہے جسکو آگے بیان کیا جائیگا۔ انتظار کریں ❖

ہاں اس ہیئت کذائیہ موقتہ سے اس مجلس مولود شریف کا خیر القرون میں نہ ہونا کچھ منافی اور مضر نہیں ہے اور نہ ہر امر خیر القرون کا قابل عمل ہے۔ اور نہ ہر عمل جو خیر القرون کے بعد ہوا قابل ترک ہے۔ پہلے آپ کو لازم تھا کہ بتلاتے کہ خیر القرون کا زمانہ کسکو کہتے ہیں۔ اور کتنے سال کا ہوتا ہے اور سب قرن کتنے ہیں اور کل قرنوں کے کتنے سال ہوئے۔ خیر القرون مشہود لہا لکھدیا اور بس ❖

میں کہتا ہوں کہ خیر القرون کے معنوں اور میعاد میں بہت اختلاف ہے چنانچہ (الف) لغت قاموس میں قرون کے معنی سید القوم ہیں۔ اور (ب) دوسری کتب لغت میں سینگ گیسو۔ زمانہ ہے ❖

(ج) شرح مسلم میں ہے قال الحسن وغیرہ القرن عشر سنین وقتادۃ سبعون والنخعی اربعون وزرارۃ ابن ابی ادنی مائۃ وعشرون وعبد الملک بن عمیر مائۃ وقال ابن الاعرابی ھو الوقت۔ یعنے قرن دس سال کا ہے حضرت حسن بصری کا قول ہے۔ اور قتادہ ستر سال کا کہتے ہیں اور نخعی چالیس[۴۰] سال زرارہ ابن ابی اوفی ایک سو بیس[۱۲۰] اور عبد الملک بن عمیر ایک سو سال اور ابن اعرابی کہتے ہیں کہ اسکے معنی وقت کے ہیں۔

(د) بعض نے کہا ہے کہ لفظ قرن جو حدیث میں آیا ہے اس سے مراد صحابہ کرام اور انکی اولاد در اولاد رضی اللہ عنہم ہیں۔

(ھ) اور بعض نے کہا ہے کہ اوّل قرن سے مراد صحابہ رضی اللہ عنہم اور دوسرے قرن سے تابعین اور تیسرے قرن سے تبع تابعین۔ یہ سب اقوال شرح صحیح مسلم میں ہیں۔

(و) مولوی عبد الجبار و مولوی امداد علی صاحبان عینی شرح صحیح بخاری کے حوالہ سے اپنے رسائل میں لکھتے ہیں۔ قرون ثلاثہ نوے[۹۰] سال کے بعد ختم ہو گئے۔

(ز) ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدّث دہلوی صفحہ ۷۵ مطبوعہ بریلی۔ قرن اوّل از زمانِ ہجرتِ آنحضرت است صلے اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلم تا زمان وفات وے صلی اللہ علیہ آلہ وسلم و قرن ثانی از ابتداء خلافتِ صدیق (رضی اللہ عنہ) تا وفات حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہما و قرن ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بودہ است بلفظہ (اس حساب سے خیر القرون کا زمانہ چھبیس[۲۶] سال تک ختم ہوگیا)

(ح) مجمع البحار کا اخیر تکملہ صفحہ ۱۴۷ میں خیر القرون دو سو بیس سال تک۔

ان تمام تحریرات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہدین اربعہ کے فتاوی جو نوے سال کے بعد ہوئے وہ سب بدعت ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد تمام صحابہ بالخصوص حضرت علی کرم اللہ وجہ کے آثار اور احکام قضایا وغیرہ سب بدعت ہوئے۔ اور جو فرق اکثر مذاہب مُبتدعین مثل روافض۔ خوارج۔ قدریہ۔ جبریہ۔ معتزلہ وغیرہا جو دو سو بیس سال کے اندر اندر پیدا ہوئے یہ سب کے سب اچھے خاصے سنت ہوئے۔ اور یزید پلید کے سب افعال و اقوال بھی سنت میں داخل ہوئے ان سب کو جانے دیجئے۔ اپنے گھر کی طرف توجہ کیجئے۔ تمام

مدارس بالخصوص مدرسہ دیوبند بدعت میں داخل ہے۔ اور وہاں کی دستار بندی بدعت سیئہ ہے۔ اور قرآن شریف اور کتب دینیہ کے پڑھانیکی اجرت جو لیجاتی ہے وہ حرام ہے احادیث کا جمع ہونا بدعت سیئہ قرآن شریف موجودہ مطبوعہ سنہری چھوٹی حمائل شریف وغیرہا سب کی سب بدعت سیئہ۔ علم صرف و نحو و منطق بدعت۔ وظائف و اوراد دلائل الخیرات۔ حزب اعظم۔ حزب البحر وغیرہا سب بدعت اور تقلید شخصی بدعت سیئہ اور شرک اور تمام مساجد پختہ سنگ مرمر سنگ سرخ۔ گلگاری شدہ اور برجیاں اور گنبد سب بدعت اور ان میں نماز پڑھنا بدعت سیئہ۔ اور آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم کی دو منزلی مسجد واقع لودھیانہ سب سے زیادہ بدعت سیئہ ہے۔ اسمیں نماز پڑھنے والا تو ضرور کافر ہی ہونا چاہئے۔ اور آپ کا اور تمام دیوبندیوں کا جسم کا جسم ہی بدعت سیئہ آپ کا تیجے دسویں چالیسویں برسیں ہیں پلاؤ۔ قورمہ۔ یا شادیوں میں مٹھائی۔ فرنی۔ جاریان وغیرہ کا کھانا سب بدعت و حرام ہوا۔ کیونکہ قرون ثلثہ مشہود لہا میں ان سب باتوں کا وجود بھی نہیں ملتا۔ اگر آپ میں کچھ حمیت مفتیت ہے تو پہلے مدرسہ دیوبند کی دستار بندی پر فتویٰ دیجئے اور لودھیانہ والی مسجد دو منزلی کے انہدام کا فتویٰ دیجئے۔ ورنہ لم تقولون مالا تفعلون میں داخل ہوجیئے۔ اور آئندہ خیر القرون کے لفظ کو سمجھ سوچکر استعمال کیجئے۔ لیکن یاد رہے کہ ہمارے اہلسنت کے مذہب میں یہ تمام امور جائز ہیں ✦

بدعت کی بحث کتب اہلسنت وجماعت میں بہت طول طویل ہے جن کی صرف ایک ہی مثال دیکھئے **نمایتہ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ ۱۸۱ سطر ۲۱ باب الاذان۔**

رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر سلام کہنا اذان کے بعد نیا پیدا ہوا۔ ربیع الاول ۷۸۱ھ ہجری میں عشا کی نماز میں دوشنبہ کی رات پھر جمعہ کے دن دس برس کے بعد پیدا ہوا سب نمازوں میں سواء مغرب کے پھر مغرب میں بھی دوبارہ سلام کہنا رائج ہوگیا۔ اور یہ امر بدعت حسنہ ہے۔ یہ فائدہ شارح نے جلال الدین سیوطی شافعی کے حسن المحاضرہ سے نقل کیا۔ اور سخاوی کے قول بدیع میں ہے کہ اسکی ابتداحدوث سلطان صلاح الدین بن منظفر بن ایوب کے حکم سے ہوئی۔ ۷۹۱ھ میں طحطاوی کہتے کہ مغرب کا سلام کا ہے وقت میں رائج نہیں۔ الخ ✦

بدعت حسنہ وہ نیک بات ہے جو قواعد شرعیہ کے مخالف نہ ہو بلفظہٖ صفحہ ۳۶۸
دیکھئے آٹھویں صدی کی ایجاد اذان کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھنا
بدعت حسنہ ہے جو صلاح الدین بادشاہ کے وقت اُن کے حکم سے رائج ہوا۔ اس کا عملدرآمد مکہ
معظمہ و مدینہ منورہ و دیگر ممالک میں جاری ہے۔ خواہ وہابی لوگ اس سے بھی منکر ہوں۔ بس یہی
صورت مولود شریف کی اس ہیئت کذائیہ پر ہے جو وہ بھی بموجب حکم شاہ اربل مظفر الدین
جاری ہوا۔ اور حسن اتفاق سے سلام کے کہنے کے جواز میں بھی بادشاہ مظفر الدین کا نام ہے یعنی
دونوں بادشاہ رحمۃ اللہ علیہما ہمنام ہیں ❊

پس ثابت ہے کہ امورات نیک خیر و برکت کے پیدا ہونے اور اُن کے اجراء کے لئے خیر القرون
پر حصر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے لئے خاص حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم میں ہے من سن فی
الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجر الحدیث ہے۔ جس میں کسی زمانہ کا حصر نہیں۔ دیکھئے آپکے
امام الطائفہ اپنی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں صفحہ ۸ ملاحظہ ہو۔

مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان
اشغال جدید کہ مناسب **ایں وقت ست تعین کردہ شود** ۔ بلفظہٖ ❊

اس سے آپنے ایک باب ہی جداگانہ ۱۲۳۳ھ تیرھویں صدی میں تیار کیا ہے
جس میں سلاسل اربعہ صوفیاء کرام علیہم الرحمۃ کے اشغال واذکار تیار کر کے لکھدیا ہے جیسے
ذکر یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی۔ مراقبہ کے اقسام۔ نفی اثبات۔ کشف قبور۔ سلطان
شش گانہ۔ سلطان الذکر وغیرہ ہیں۔ مفتی جی! خیر القرون اور قرون ثلٰثہ کو لائیے جسکے مطابق
آپکے امام الطائفہ نے یہ باب مبوب کیا ہے۔ یا بڑے زور سے فتوئے کفر و بدعت و شرک کا
دھر دبائیے تاکہ آپ کے امام الطائفہ کی روح بھی خوش ہو جائے۔ خوش کیا جو کچھ ہے وہ ہے۔

دوم و سوم ۔ آپ لکھتے ہیں کہ بادشاہ مظفر الدین نے اس مولود شریف کو ۶۰۴ھ
میں ایجاد کیا۔ اور عمر بن حسن نے اس محفل کو دیکھا یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ تذکرہ میلاد مبارک
تو پہلے پہل سے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا۔
پھر صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین بھی کرتے رہے۔ لیکن اس ہیئت کذائیہ

کے ساتھ جو نئی زمانہ موجود ہے اسکو سب سے پہلے حضرت شیخ و شیخ المشائخ عمر بن محمد موصلی جو نہایت متقی دیندار و صلحا روزگار و ائمہ کبار سے تھے علیہ الرحمۃ نے شہر موصل علاقہ عراق میں ایجاد فرمایا اور جو آپ نے عمر بن حسن لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ اسکی تصدیق میں اس کتاب معتبرہ اور معتمدہ سے دکھلاتا ہوں جس کے مصنف کا نام حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین ابی محمد عبد الرحمن بن ابراہیم معروف بابو شامہ ہیں اور آپ امام نووی شارح صحیح مسلم کے استاد و شیخ ہیں اس کتاب کا نام مبارک الباعث علی انکار البدع والحوادث ہے۔ اسمیں یوں لکھا ہے :-

(۱) ومن احسن ما ابتدع فی زماننا من ھذا القبیل ما کان یفعل بمدینۃ اربل جبرہا اللہ تعالیٰ کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ والسرور فان ذالک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیمہ وجلالتہ فی قلب فاعلہ و شکر اللہ تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی جمیع المرسلین وکان اول من فعل ذالک بالموصل الشیخ عمر محمد الملاء احد الصالحین المشہورین وبہ اقتدیٰ فی ذالک صاحب اربل وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ بلفظہ۔

صفحہ ۱۱۔ سطر ۳

ترجمہ۔ نہایت نیک کاموں میں سے ایک بات یہ ہے جو ہمارے زمانہ میں پیدا ہوئی ہے جو خاص طور پر شہر اربل میں کیجاتی ہے۔ نیک کرے اللہ تعالیٰ اسکو جو ہر سال آج کے دن جو موافق اس دن سے ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے صدقات سے نیکی اور خدا کی فرمانبرداری اور زینت اور خوشی سے اور اسمیں فقرا پر تقسیم طعام وغیرہ انعام سے کیا جاتا ہے یعنی احسان کیا جاتا ہے بغرض حصول محبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور انکی تعظیم اور عظمت وجلالت مولود شریف کے کرنے والے کے دل میں پیدا ہوتی ہے اللہ تعالےٰ کا شکر کیا جاتا ہے اس بات پر کہ اسنے پیدا کیا ہمارے اس رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو رحمۃ للعلمین ہیں اور رحمت ہیں تمام مرسلین علیہم السلام پر اور سب سے پہلے یہ کام مولود شریف

شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے کیا۔ جو ایک سنار تھے صالحین اور دیندار مشہورین میں سے اور پھر اُن کا اقتدار کیا بادشاہ اربل (منظفر الدین) وغیرہ سلاطین نے اللہ تعالیٰ اُن سب پر رحمت نازل کرے۔ ختم ہوا ترجمہ ٭

پس اصل اور صحیح بات یہ ہے کہ اس مولد شریف کو اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ کو سب سے پہلے حضرت شیخ المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمۃ نے شہر موصل میں ایجاد فرمایا۔ جن کی پیروی کا فخر سلاطین اسلام میں سے سب سے اول سلطان منظفر الدین شاہ اربل کو حاصل ہوا اطاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ۔ یہ بادشاہ نہایت بزرگ متقی۔ کریم النفس اور متبع شریعت تھا اور اسمیں شبہ کرنیکی قطعاً گنجائش نہیں۔ اور جن کے قلب میں تعصب اور عداوت ہو وہ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند کریم کی بھی توہین کرنے اور گالیاں دینے میں نہیں چوکتے۔ اگر کسی بادشاہ دیندار کو گالیاں دیں تو کونسی اچنبھی بات ہے۔ اسی بزرگ کی کتاب کو دیکھیئے کہ وہ اس بادشاہ کو رحمۃ اللہ علیہ لکھ رہے ہیں۔ گویا اس بادشاہ کو سلطنت دنیاوی کے ساتھ بادشاہت دینی اور ولایت باطنی بھی حاصل تھی۔ جزاہ اللہ خیر الجزا الی یوم القیمۃ ٭

اس بادشاہ نے اپنے شہر اربل میں ماہ ربیع الاوّل کے تمام مہینے میں مولود شریف کی محفل کو شروع کر کے قائم رکھا اور تین لاکھ اشرفی اس محفل مبارک میں خرچ کرتا تھا۔ اور ہر سال ایسا کرتا۔ اس کے زمانہ میں جو نہایت خیر وبرکت کا زمانہ تھا۔ اور اس وقت ایک عالم دیندار حضرت ابو الخطاب بن دحیہ نام علیہ الرحمۃ جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی کی اولاد سے موجود تھے جنکی بابت شارح علامہ زرقانی تاریخ عربی میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ علم حدیث میں بڑا مبصر علم صرف ونحو اور لغت اور تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے ملکوں میں سفر کر کے اسنے علم حاصل کیا تھا۔ اکثر ممالک اندلس ومراکش، افریقہ۔ دیار مصر وشام ودیار مشرقیہ وغربیہ وعراق وخراسان وماژندران وغیرہا میں علم حاصل کرتا اور لوگوں کو فائدہ پہنچاتا بالآخر انجام کار ۶۰۴ھ میں شہر اربل میں آیا۔ یہاں سلطان ابو سعید منظفر کے لئے مولد شریف کیا۔ اُس کا نام کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر رکھا۔ اور خاص بادشاہ کے روبرو

پڑھا۔ بادشاہ علیہ الرحمۃ نہایت خوش ہوئے۔ اور ایکہزار اشرفی انعام فرمائی۔ بلفظہ (انوار الساطعہ والبوارق اللامعہ) ❖

(۲) علامہ زرقانی شارح مواہب اللدنیہ علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے لکھتے ہیں۔

کان رای ابو سعید مظفر شھما شجاعا بطلا عادلا محمود السیرۃ۔ یعنے یہ بادشاہ (سلطان ابوسعید مظفر) بڑا بزرگ، بہادر، دلیر، عادل تعریف کیا گیا، نیک خصلت تھا۔

(۳) سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وکان یحضر عندہ فی مولد اعیان العلماء والصوفیۃ۔ یعنی حاضر ہوتے تھے اس بادشاہ (سلطان ابو سعید مظفر) کے پاس مولود شریف میں بڑے بڑے بزرگ عالم اور صوفیا کرام ❖

(۴) حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن المقصد میں فرماتے ہیں:۔ احدثہ ملک عادل وعالم وقصد بہ التقرب الی اللہ عزوجل وحضر عندہ فیہ العلماء والصالحون من غیر نکیر۔ یعنی جاری کیا اس عمل (مولود شریف) کو ایک بادشاہ (ابو سعید مظفر) عادل اور عالم نے اور ارادہ کیا اس نے اس میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا اور حاضر ہوئے اس کے پاس اس مولود شریف میں بہت علماء اور صالح لوگ بغیر کسی انکار کے ❖

(۵) تحقیق الحق تصنیف مولانا محمد عسکری حسینی الترمذی رئیس اودہ صفحہ ۱۵۔ سطر ۱۶۔ مطبوعہ کانپور۔ بحوالہ تاریخ ابن خلکان وابن کثیر۔ یہ بادشاہ ابو سعید سلطان مظفر اربل اول درجہ فاضل عادل متقی پرہیزگار تھا۔ سنہ ۶۰۴ھ میں۔ اپنے قلمرو کے تمام سرآوردہ علماء ومشائخ وفقہاء محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو مدعو کیا اور ان کے مشورہ سے اس عمل خیر کو نہایت تزک واحتشام سے رواج دیا۔ چنانچہ میلاد النبی کے متعلق سب سے پہلے جو کتاب تصنیف ہوئی۔ اس کا نام کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر ہے۔ یہ مقدس کتاب شیخ المشائخ علامہ ابو الخطاب بن دحیہ کی تصنیف ہے۔ سلطان نے اس کے صلہ میں شیخ کی خدمت میں ایکہزار اشرفی (دینار) بطور نذر پیش کیا بلفظہ

پس اس سے ثابت ہوا۔ کہ اس بادشاہ سلطان مظفر الدین کے وقت تمام علماء وصلحاء زمانہ بلا انکار مولود شریف میں حاضر ہوتے تھے اور سب کا اتفاق ہوکر اجماع ہوگیا۔ اس اجماع کے پچاس سال بعد آپکا امام فاکہانی پیدا ہوا۔ کیونکہ ولادت اسکی سنہ ۶۵۴ھ میں ہوئی۔ اور یہ محفل

۶۰۴ھ میں بکلی طور پر قائم ہو گئی۔ اسپر حکم بادشاہ صادر ہو کر تمام علما کا اتفاق ہو گیا۔ اور حضرت سلطان ابو سعید مظفر کا ... انتقال ۶۳۰ھ میں ہوا۔ گویا بتیس تینتیس سال تک یہ عمل مولد شریف بلا نکیر اجماعاً ہوتا رہا اسکے بعد آپکے امام فاکہانی نے خلاف جمہور علما و حکم بادشاہ اولی الامر کے اپنی کتاب رد عمل المولد تصنیف کی۔ جسکو تمام علما و فقہا و محدثین نے رد کیا۔ اور بدستور یہ مولد شریف ہوتا رہا۔ اور تمام بلاد اسلامیہ میں شرقاً غرباً و شمالاً جنوباً رائج ہو گیا۔ اور بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیہ کے اسکا کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہو گیا۔ اور بموجب حدیث ما راٰہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسنٌ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوری میں مسلمانوں پر اسکا اہتمام و احتشام واجب ہو گیا۔ جسکی تعمیل ہو رہی ہے اور ہمیشہ ہوتی رہیگی وہابیہ جلیں بھنیں انکی قسمت ؎

حضرت ملا علی قاری و علامہ حلبی و قسطلانی علیہم الرحمۃ لکھتے ہیں:۔ ثم لا زال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم۔ یعنے پھر ہمیشہ کرتے رہے اہل اسلام تمام اطراف و اقطار میں اور بڑے بڑے شہروں میں محفلیں ماہ مولد ربیع الاول میں اور بڑا اہتمام کرتے اور دل لگا کر پڑھتے مولد شریف کو اور ظاہر ہوتیں ان لوگوں پر برکتیں مولود شریف کی جس سے ہر طرح کا فضل عمیم ہے:۔

(۷) حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی میں لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت عربی) یہ بات کہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً اور ملک مصر اور اندلس اور ممالک مغربی اور ملک روم اور ملک عجم اور ملک ہندوستان وغیرہ میں کمال اہتمام و احتشام سے ہوتی ہیں۔ مولد شریف کی محفلیں۔ ومن تعظیم مشائخھم و علماء ھم ھذا المولد المعظم والمجلس المکرم انہ لا یاباہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہٖ یعنی اس مجلس اور محفل (مولود شریف) کی تعظیم ان سب ملکوں کے مشائخ طریقت و علماء شریعت اسقدر کرتے ہیں کہ کوئی ان میں سے حاضر ہونے سے انکار نہیں کرتا اس اُمید پر کہ اسکے نور سے مشرف ہوں۔ بلفظہ۔ (انوار ساطعہ)

(۸) امام سخاوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ ثم لا زال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد پھر ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں اہل اسلام تمام اطراف میں اور بڑے بڑے شہروں میں مولود شریف کو (یعنی یہ عمل درآمد ہمیشہ سے چلا آیا ہے)

(۹) سیرت حلبی میں اور ابن جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے مولود شریف کی محفلیں کرتے رہے ہیں۔

(۱۰) مولانا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مورد الروی فی مولد النبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم میں فرماتے ہیں۔ وقال اصل عمل المولد الشریف لم ینقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ وانما حدث بعدھا بالمقاصد الحسنۃ والنیۃ للاخلاص الشاملۃ ثم لا زال اھل الاسلام فی سائر الاقطار یحتفلون فی شھر مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال الامام شمس الدین الجزری المقری والمجرب من خواصہ انہ امان تام فی ذالک العام وبشری تعجیل بنیل ما ینبغی ویرام قال واکثرھم بذالک عنایۃ اھل مصر والشام ولسلطان مصر فی تلک اللیلۃ من العلم من العلماء اعظم مقام قال ولقد حضرت فی سنۃ خمس وثمانین وسبع مائۃ لیلۃ المولد عند الملک ظاھر برقوق رحمہ اللہ بقلعۃ الجبل العلیۃ فرأیت ما ھالنی وسرنی والاساءنی وحزرت ما انفق فی تلک اللیلۃ علی القراء والحاضرین من الوعاظ والمنشدین وغیرھم من الاتباع والغلمان والخدام المترددین بنحو عشرۃ الاف مثقال من الذھب العین ما بین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغیرھا مما یستقیم بہ الضلوع۔ وقال السخاوی قلت ولم یزل ملوک مصر خدام الحرمین الشریفین من وفقھم لھدم کثیرا من المناکر والشین والنظر الی امر الرعیۃ کالوالد لولدہ وشھر وا انفسھم بالعدل فاسفھم[1] بجدہ وملاحدہ واما ملوک الاندلس والغرب فلھم فیہ لیلۃ تسیر بھا الرکبان تجتمع فیھا ائمۃ العلماء الاعیان

[1] کتاب دیکھی جائے۔

فمن یلیھم من کل مکان وتعلو ابین اھل الکفر کلمۃ الایمان واظن اھل الروم لا یتخلفون من ذالک اقتفاءً بغیرھم من الملوک فیما ھناک وبلاد الھند تزید علی غیرھا بکثیر کما اعلمینہ بعض اولی النقل والتحریر وقلت العجم من حیث دخل ھذا الشھر المعظم والزمان المکرم لاھلھا مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الکرام والعلماء العظام والفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوت المتوالیات والانشادات المتعالیات واجناس المبرات والخیرات وانواع السرور واصناف الحبور حتی بعض العجائز من غزلھن ونسجھن یجمعن ما یقمن بجمعھن الاکابر الاعیان وضیافتھن بما یقدرن علیہ فی ذالک الزمان ومن تعظیم مشائخھم وعلماءھم ھذا المولد المعظم والمجالس المکرم انہ لایا باہ احد فی حضورہ رجاء ادراک نورہ وسرورہ وقال السخاوی ولما اھل مکۃ معدن الخیر فیتوجھون الی المکان المتواتر بین الناس انہ محل مولدہ رجاء بلوغ کل منھم بذالک المقصدہ ویزید اھتمامھم بہ علی یوم العید حتی قل ان یتخلف عنہ احد من صالح وطالح ومقل وسعید وسیما الشریف صاحب اللواء والحجاز ولاھل المدینۃ کرمھما اللہ احتفال وعلے فعلہ بلفظہ من البوارق اللامعہ صفحہ ۱۱۵ سطر اخیر ؏

خلاصہ ترجمہ۔ یعنے یہ عمل مولود شریف (اس ہئیت کذائیہ ملتزمہ موقتہ) قرون ثلاثہ سے منقول نہیں۔ لیکن اسکے بعد یہ مولود شریف جاری ہوا۔ اور اس میں مقصد نیک اور نیت خالص للہ ہے۔ پھر ہمیشہ سے یہ عمل تمام اہل اسلام کے ممالک و بلاد و اطراف اور بڑے بڑے شہروں میں جاری ہوگیا۔ اور مولود شریف کی محفلیں ماہ ربیع الاول مولد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہوتی رہیں۔

امام شمس الدین جزری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مولود شریف کی محفل ایسی ہے جسمیں تجربہ کیا گیا ہے کہ جس مکان میں کیجاتی ہے اسمیں ایک سال تک امن و امان اور برکت رہتی ہے۔ اسی طرح سے یہ محفل مولود شریف اس رات میں بڑے عظیم نشان کے ساتھ اہل مصر اور شام اور بادشاہ مصر کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں ؏

امام شمس الدین جزری فرماتے ہیں۔ کہ میں حاضر ہوا بادشاہ ظاہر برقوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس شب مولود شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقع ۷۸۵ھ کو ایک بلند قلعہ میں یعنی قلعہ کے اندر۔ میں نے وہاں وہ سامان دیکھے جن سے مجھے حیرت اور کمال خوشی ہوئی۔ میں نے اسکی خرچ کا جو اندازہ کیا اس رات حاضرین وقاریوں اور واعظوں اور مداحوں نعت خوانوں وغیرہم اور اُن کے پیروں اور لڑکوں اور خادموں خدمتگاروں کے لئے خلعتوں اور طعاموں شربتوں اور خوشبوؤں اور روشنی وغیرہ کے دینے میں قریب دس ہزار مثقال زر کے تقسیم کیا گیا ؁

حضرت امام سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بادشاہان مصر کہ خدام حرمین شریفین ہیں انکو اللہ تعالےٰ نے بہت ناجائز باتوں اور عیبوں کے زائل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اور انہوں نے رعیت پر وہ شفقت کی جو باپ اولاد پر کرے اور انہوں نے عدل و انصاف میں ناموری حاصل کی۔ اور اسی طرح بادشاہان اندلس اور مغرب کے لئے مولد شریف کی ایک ایسی رات ہے جبکا چرچہ دُور دُور مسافر اپنے شہروں میں لیجاتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں۔ اسمیں بڑے بڑے امام اور علماء اعیان اطراف سے آتے ہیں۔ اور کافروں میں اسلام کا بول بالا ہوتا ہے اور اہل روم وغیرہ کوئی بھی اسکی مخالفت نہیں کرتا۔ اور انہیں میں سے ہیں بادشاہان ہندوستان جو اور بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اور عجم کے بادشاہان میں جب یہ ماہ مبارک (ربیع الاول) چڑھتا ہے مجالس مولود شریف کی شروع ہو جاتی ہیں اور انواع اقسام کے طعام اور کھانے قاریان کرام اور علماء عظام کو تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اور قراءت اور ختمات اور تلاوت قرآنی پے درپے اور خوب زور سے نعت خوانی کیجاتی ہے۔ اور قسم قسم کی چیزیں پاک اور کثرت سے خیرات کیجاتی ہے۔ اور رنگارنگ کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ اور اکابر علماء و فضلا اور صوفیا کی ضیافتیں کیجاتی ہیں۔ اور مشائخ اور علماء کی نہایت خاطر اور تعظیم کیجاتی ہے۔ جو مولود شریف کی محفل میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور اس حاضری میں کوئی بھی انکار نہیں کرتا اور اسکے نور اور سرور کی امید رکھتے ہیں ؁

یہ بھی حضرت سخاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اہل مکہ جو معدن خیر ہیں اس مجلس مولد شریف کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان مولد مبارک میں نہایت

اہتمام سے یوم العید کی طرح کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فرد بشر کا بھی اس سے رہ نہیں جاتا۔ خواہ صالح نیک دیندار ہو خواہ طالع گنہگار ہو۔ خصوصًا شریف مکہ معظمہ صاحب نشان اور والی حجاز اور مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفًا وتعظیمًا ہر دو جگہ یہ مولود شریف کی محفلیں ہوتی ہیں۔ ختم ہوا خلاصہ ترجمہ ۱۲۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت سلطان ابوسعید مظفر الدین شاہِ اربل بہت بڑا بزرگ بہادر، دلیر عالم، عادل محمود السیرت اور محب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ جس کے حکم سے محفل مولود شریف جاری ہوئی۔ اور تمام بادشاہان مصر، اندلس روم، شام، عرب وعجم نے اسکی اس نیک کام میں اچھی طرح پیروی کی اور تمام بڑے بڑے علمار صالحین اور مشائخ متصوفین نے بلا انکار نہایت خوشی سے اسمیں حصّہ لیا۔ اور اب تک ایسا کرتے چلے آئے ہیں اور قیامت تک خدا کے فضل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے کرتے جائیں گے۔ مگر افسوس دشمنان دین متین حضرت شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بادشاہ پر جھوٹے بہتان لگا کر کہتے ہیں کہ وہ فاسق وفاجر تھا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین۔

چہارم۔ مفتی جی! جو آپ نے نتیجہ نکالا تھا اور نکالنے کی کوشش کی تھی اس میں اب بالکل ناکام اور نامراد رہے۔ یاد رکھو اولی الامر کا حکم مسلمانوں کے لئے خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے واجب الامتثال ہے۔ جس کا آپ انکار کرتے ہیں۔ دیکھو! بادشاہ حجاج بن یوسف ثقفی جو سخت درجہ کا ظالم تھا اس کے حکم سے قرآن شریف میں اعراب لگائے گئے تھے یہ ایک صریح بدعت ہے۔ لیکن تمام علمار زمانہ نے اسکو بحال رکھکر تسلیم کیا کوئی انکار نہیں ہوا۔ اور عرب وعجم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت میں نہایت آسانی ہوئی۔ اور صحت الفاظ قرآنی محفوظ ہوئی۔ یہ بھی اولی الامر کا کام تھا جس سے انکار نہیں۔ مگر وہابیہ کو لازم ہے کہ ان قرآن شریفوں کی تلاوت نہ کریں۔ اپنے قرآن جداگانہ بلا اعراب پتّوں، ہڈیوں، ٹھیکریوں پر لکھوا کر پڑھیں۔ تاکہ بدعتی اور مشرک نہ بنیں۔

قولہ۔ اب رہا قیام فی المولد سوائے بھی متقدمین علمار نے بدعت وبے اصل لکھا ہے شرعۃ الحبیبہ میں ہے۔ منہا القیام عند ذکر وضع خیر الانام صلعم فانہ بدعۃ لا اصل

له فی الشرع و دلت الاحادیث والاٰثار علی کون القیام لتعظیم القادم مکروها فما بال هذا القیام الذی احدث عند حکایة القدوم فی هذا العمل۔ ترجمہ بدعت میلاد میں سے ایک بدعت قیام کا کرنا ہے وقت ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے بدعت ہے۔ نہیں ہے۔ اسکی کچھ اصل شرع میں اور کیونکر ہوسکتی ہے اسکی اصل شرع میں جبکہ احادیث و آثار دلالت کرتی ہیں کسی قادم کے لئے قیام تعظیمی کے مکروہ ہونے پر۔

سیرت شامی میں ہے جرت عادة کثیرة من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعه صلی اللہ علیه وسلم ان یقوموا تعظیما له صلی اللہ علیه وسلم وهذا القیام بدعة لا اصل له، ترجمہ بہت سے اہل محبت کی عادت ہے کہ نبی علیہ السلام کا ذکر ولادت سُنکر کھڑے ہوتے ہیں تعظیماً۔ پس یہ قیام بدعت ہے نہیں اسکی کچھ بھی اصل۔ بلفظ صفحہ ۲۹ سطر ۱

اقول۔ مفتی جی! آپنے دو کتابوں کی عبارت قیام تعظیمی کے لا اصل ہونے پر لکھی ہیں۔ شرعة الٰہیہ کوئی غیر معروف کتاب وہابیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ آپنے اس کے مصنف کا نام یا مذہب یا زمانہ تصنیف نہیں لکھا۔ جس سے اصلیت معلوم ہوجاتی ہاں دوسری کتاب سیرت شامی البتہ مشہور کتاب ہے۔ لیکن اسکو آپ نے سیرت شافی لکھدیا ہے۔ شاید سہو قلم ہے میں اسکو سیرت شامی ہی سمجھتا ہوں۔ گو آپنے کسی غلط رسالہ سے شامی کو شافی لکھدیا ہو۔ دوسری غلطی آپنے یہ کی ہے کہ لفظ کثیر کو کثیرة لکھدیا تیسری غلطی یہ ہے۔ اصل لها کو اصل له لکھا۔ یہ باتیں ناقہمی عبارت کے بموجب ہیں۔ خیر

اب میں آپکے اصل اعتراض کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ آپ نے ان عبارات کو ملکر اسبات کے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ مولود شریف میں قیام کرنیکی کوئی اصل نہیں اور احادیث و آثار ہر قسم کے قیام کو خواہ کسی قادم کے لئے ہو مکروہ کہہ رہے ہیں۔

مفتی جی! لا اصل لها کے لفظ سے مراد یہ ہے کہ قیام وقت ذکر ولادت کی اصل حدیث سے معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی ایسی کوئی حدیث اسمیں نہیں پائی جاتی کہ جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ مولود شریف میں وقت ذکر ولادت قیام کیا جایا کرے اور بلفظ بدعت سے بدعت حسنہ مراد ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔ مگر یاد رہے کہ آپ نے کسی حدیث شریف سے قیام

ذکر ولادت کی ممانعت بھی دکھلا نہیں سکتے۔ بلکہ علماء اہلسنت وجماعت نے آیات و احادیث سے تمام اقسام کے قیام تعظیمی کو اپنی اپنی تصانیف میں ثابت کیا ہے اور اجماع امت بھی درج ہے۔ میں آپ کی تسکین کے لئے لفظ یا جملہ لا اصل لہا کے معنے اور مراد چند کتابوں سے دکھلاتا ہوں جن کو آپ بھی معتبر سمجھتے ہیں۔ اور نہایت مشہور امام ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) مجمع البحار جلد ثالث خاتمہ صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نولکشور۔ صاحب مجمع البحار نے اپنے شیخ سے مسئلہ پوچھا۔ کہ پھول یا خوشبو سونگھنے کے وقت درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے تو انہوں نے اسکا جواب اسطرح فرمایا۔ اما الصلوٰۃ علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم عند ذالک ونحوہ فلا اصل لہا ومع ذالک فلا کراھۃ فی ذالک عندنا۔ الخ یعنے درود شریف پڑھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اسوقت میں یا اسکی مثل میں اسکی اصل نہیں ہے۔ باوجود اسکے ہمارے نزدیک (اہلسنت وجماعت) اسمیں کوئی کراہت نہیں ہے۔

دیکھئے اسمیں جملہ لا اصل لہا کی بابت کیا بیان فرمایا۔ کہ باوجود لا اصل لہا ہونے کے کوئی کراہت اسمیں نہیں ہے:۔

(۲) مسائل اربعین مصنفہ مولوی محمد اسحاق صاحب بزرگ دیوبندیہ مسئلہ چہاردہم میں اس سوال کے جواب میں کہ "نوشہ کو بطریق سلامی کچھ دینا اور دولہن کو منہ دکھائی میں کچھ دینا کیسا ہے"۔ جواب۔ در شریعت محمدی اصل ایں چیزہا یافتہ نمی شود مگر ظاہر حال ایں چیزہا کہ دادن سلامی و رو نمائی است مباح باشد۔ بلفظہ:۔

دیکھو بے اصل کہکر پھر مباح لکھا۔ مطلب یہ کہ اسمیں کوئی حدیث وارد نہیں۔ ترجمہ عبارت مذکور کتاب رفاہ المسلمین ترجمہ اردو اربعین جو ستائیسویں سوال کے جواب میں ہے یوں ہے"۔ جواب۔ شریعت محمدی میں ان باتوں کی کچھ اصل پائی نہیں جاتی۔ لیکن بحسب ظاہر مباح معلوم ہوتا ہے"۔

دیکھئے باوجود شریعت میں اصل نہ ہونے یا لا اصل لہا ہونیکا کوئی حرج نہیں تاہم مباح ہے۔

(۳) الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی صفحہ ۳۸۔ مراد ایں قول وھذا القیام بدعۃ لا اصل لہا

بدعت حسنہ است چنانچہ صاحب سیرۃ حلبی بتصریح آں پرداخت و معنی لا اصل لھا لا نظیر لھا ای فی القرون الثلثۃ باشد الخ بلفظہ۔ یعنی اس قول وھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا سے مراد بدعت حسنہ ہے جیسے کہ صاحب سیرۃ حلبی علیہ الرحمۃ نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔ اور معنے اس لا اصل لھا کے یہ ہیں کہ اسکی کوئی نظیر نہیں یعنے قرون ثلاثہ میں ٭

لیجئے یہ اصل حقیقت ہے آپ کے لا اصل لھا کی۔ سارا کارخانہ آپ کا بے اصل ثابت ہوگیا سارا کھیت اُجڑ گیا ٭

اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں کہ جو عبارت آپنے سیرت شامی کی جرت عادۃ کثیرۃ الخ لکھی ہے۔ اور اس عبارت میں بھی آپنے لا تقربوا الصلوۃ کی مثل کو ظاہر کیا ہے۔ سنیئے۔

پہلی دلیل۔ جملہ جرت عادۃ سے ایک قسم کا مستند ہونا اس عمل کی دلیل ہے جس پر یہ کلمہ وارد ہوا ہے۔ جیسے صاحب ہدایہ باب الاحرام میں فرماتے ہیں وبذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج یعنے اس کے ساتھ عادت جاری ہوئی ظاہرہ اور وہ ایک دلیل ہے شرعیہ دلیلوں سے۔ یعنی اگر یہ عادت فاشیہ یعنی ظاہرہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہو تو کمال درجہ کی قوی حجت ہے۔ اور اگر مابعد کی عادت ہو تو بھی سند ہے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنے جس بات یا چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ پس تمام مسلمانان وعلمائے کرام وصوفیائے عظام ممالک اسلامیہ وحرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً اس قیام تعظیمی کو اچھا جانتے ہیں اور نیک و اچھا جان کر عمل کرتے ہیں۔ اگرچند شخص دیوبندیہ یا دیوبندیہ انکار کریں تو کریں ٭

دوسری دلیل۔ شامی علیہ الرحمۃ نے جو عادت کثیر اہل اسلام کی اس عمل پر فرمائی ہے وہ بھی ایک دلیل ہے اس عمل قیام کے سند ہونے پر جیسے شامی علیہ الرحمۃ محشی وشارح درمختار فرماتے ہیں والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر یعنے یقین یا بھروسہ اُس پر ہوتا ہے جس پر جماعت کثیر ہوتی ہے اسی کے مطابق یہ حدیث شریف ہے اتبعوا السواد الاعظم الحدیث یعنے بڑی جماعت مسلمانوں کی پیروی کرو۔ پس سواد اعظم اور جماعت کثیر اس قیام تعظیمی

مولود شریف پر متفقاً عامل ہے ٭

تیسری دلیل۔ وہ کثیر جماعت (جسکا عمل قیام تعظیم وقت ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے) محب حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جن کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب مولود شریف میں ذکر ولادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سنتے ہیں فوراً نہایت ذوق وشوق ومحبت مافوق سے تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور احادیث شریف صحیحہ قطعیہ سے ظاہر ہے کہ اہل ایمان اور کامل الایمان وہ محبین لوگ ہیں جن کو حضرت رسول کریم حبیب رب العلمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ جیسے فرمایا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین متفق علیہ۔ یعنی کوئی بھی شخص مومن نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اور بیٹے اور تمام جہاں کے لوگوں سے زیادہ محبت آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم سے نہ کریگا ایک دوسری حدیث میں من نفسہ ومالہ کا لفظ بھی آیا۔ جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو محبوب نہ بنا لیگا تب تک مومن اور مسلمان ہی نہیں۔ پس یہ عمل قیام مولد شریف محبین کثیر جماعت کی کامل دلیل اور حجت ہے ٭

چوتھی دلیل یہ ہے کہ شامی علیہ الرحمۃ نے اس قیام کی وجہ صرف خاص تعظیم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے۔ جو سب مسلمانوں کو شرع میں مطلوب اور محبوب اور ضروری ہے۔ جسکی بابت خود اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ناطق ہے وتعزروہ وتوقروہ اس سے قیام تعظیمی کی اصل بھی ثابت ہو گئی۔ نیز یہ ثابت ہو گیا کہ شامی علیہ الرحمۃ کے لااصل لہا کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس قیام کے مستحسن ہونے پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس پر جمہور علماء اور صلحاء امت کا اجماع ہے جو خاص حجت اور دلیل شرعی ہے۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ در اصل جو عبارت سیرت شامی کی نقل کیجاتی ہے وہ امام علی بن برہان الدین حلبی کی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون کے صفحہ ۹۰ میں درج ہے۔ اسمیں لفظ لااصل لہا کی شرح اسطرح پر کر دیگئی ہے جرت عادۃ کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلے اللہ علیہ وسلم

وھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا ای لکن ھی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذموم وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فی اجتماع الناس لصلوٰۃ التراویح نعمت البدعۃ ھذہ ۰ الخ بلفظہ ۔ الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۳۶ ۔ اکثر لوگونکی یہ عادت ہے کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونیکا ذکر (مولد شریف ہیں) سُنتے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں ۔ اور یہ قیام بدعت ہے اسکے واسطے اصل نہیں ۔ یعنی لیکن یہ بدعت حسنہ ہے کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی ۔ کیونکہ فرمایا ہمارے سردار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کے لئے لوگوں کے جمع ہونے کو کہ یہ کیا اچھی بدعت ہے ؂

لیجئے آپ کے اعتراضات کلمہ لا اصل لھا کے جوابات کافی سے زیادہ ہوگئے ہیں ۔ باقی اثبات مولود شریف اور قیام تعظیمی کا قرآن شریف واحادیث سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے لیکر اسوقت تک (سنہ ۱۳۳۷ھ) لکھا جائیگا (جبکہ آپ کے باقی اعتراضات کا جواب ختم ہوگا) انتظار کریں ؂

قولہ ۔ فتاوی تحفۃ القضاۃ میں ہے یقومون عند ذکر مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلعم یجیئ وحاضر فزعمھم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ عن مثل ھذا ترجمہ ۔ نبی علیہ السلام کی ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ روح آپ کی آتی ہے اور حاضر ہے یہ زعم اُن کا باطل ہے بلکہ یہ اعتقاد شرک ہے اور منع کیا ہے اماموں نے ایسا فعل کرنے اور اعتقاد رکھنے سے بلفظہ صفحہ ۳۰ سطر ۴

اقول ۔ مفتی جی ! آپنے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے بعد لفظ صلعم اختصار درود شریف کیا جو سخت خلاف شریعت اور بدبختی کی علامت ہے دوسرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بجائے نبی علیہ السلام لکھتے ہیں ۔ افسوس ! آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ بھی قدر اور وقعت نہیں ۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ آپ قرآن شریف اور حدیث شریف کی پرواہ نہیں کرتے ۔ خیر ! ولا تزر وازرۃ وزر اخری ۔

پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحفۃ القضاۃ کس بزرگ عالم کی تصنیف ہے ۔

اور وہ کس زمانہ میں ہوئے کس مذہب کے تھے۔ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ ایسی غیر معروف کتابوں کو پیش کرنا قابل سند نہیں۔ جیسے کہ آپ کے جد فاسد کی تحریر سے ایسی کتابوں کا نامعتبر ہونا دکھلا چکا ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ کسی نے فرضی عبارت لکھکر اپنے رسالہ میں اس کتاب کا حوالہ دیا جو نہ وہ کتاب ہو اور نہ ملے۔ اچھا اتنا فرمایئے کہ کس مطبع میں طبع ہوئی ہے یا قلمی نسخہ آپ کے پاس ہے۔ اگر قلمی ہے تو اسکے مصنف کا نام درج ہوگا۔ کیوں آپ نے اسکو نہیں لکھا۔ یہ کہنے کہ روح مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی محفل میں تشریف فرما ہو تو شرک کس طرح ہو جائیگا۔ اور تشریف آوری کے لئے کونسے امور موانع ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کتاب وہابی المذہب ہے اسی سبب سے اسکا نام نہیں لکھا۔ اور جو اسمیں یہ لکھا ہے کہ اماموں نے منع کیا ہے وہ کونسے امام ہیں؟ یا وہابیونکی مسجدوں کے امام ہیں۔ ائمہ سے کہہ دینا یا رسالہ میں لکھ دینا اور بات ہے۔ اور ثابت کرنا اور بات۔ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حیات النبی سمجھتے ہیں۔ اور جہاں وہ چاہتے ہیں تشریف فرما ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں ذکر مبارک ہوتا ہے جا ہیں تو تشریف فرمایا کرتے ہیں۔ بالخصوص مولود شریف میں تشریف فرما ہوتے ہیں مسلمان اہلسنت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے البتہ آپ لوگ اس عقید کو شرک جانتے ہیں۔ نہ ہے نصیب ان لوگوں کے جو محافل موالید قائم کرتے ہیں۔ اب سنئے حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولود شریف میں تشریف فرما ہونا اسطرح پر ہے:۔

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وسیری اللہ عملکم ورسولہ (توبہ) یعنے شتاب ہے کہ تمہارے اعمال کو دیکھے گا اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول۔ یعنے تمام لوگوں کے اعمال جیسے اللہ تعالےٰ دیکھے گا ایسے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دیکھیں گے ٭

(۲) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیا شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۔

النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لھم من السیئات والدعا بکشف البلاء عنھم والترددفی اقطار الارض لحلول البرکۃ فیھا وحضور جنازۃ من مات من صالحی امتہ فان ھذہ الامور من اشغالہ کما وردت بذالک الاحادیث والاٰثار بلفظہ۔ یعنی یہ بات احادیث اور آثار سے ثابت ہے کہ آپ نظر فرماتے ہیں اعمال امت میں اُن کے گناہوں کی بخشش

مانگتے ہیں اور دفع بلا کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ اور حدود زمین میں پھرتے ہیں برکت دیتے ہیں۔ اور جب اُمّت کا کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو اس کے جنازہ پر تشریف لاتے ہیں۔ اور آپ کے اشغال ہیں عالم برزخ میں۔ اسی طرح احادیث و آثار میں وارد ہے ؂

(۳) تفسیر روح البیان میں سورہ تبارک الذی کے آخر پر ہے :-

قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالی والرسول علیہ الصلوۃ والسلام لہ الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنہم لقد راٰہ کثیر من الاولیاء۔ یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم زمین و آسمانوں میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیا علیہم الرحمۃ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام نے حضور کو بیداری میں دیکھا ہے ؂

(۴) در ثمین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی حدیث ستر ھویں

ترجمہ یعنی خبر دی مجھکو سید عمر والد سردار نے اور کہا انہوں نے ترجمہ کہ خبر دی مجھکو میرے پیر سید عبداللہ قاری نے کہ کہا سید عبداللہ نے کہ میں نے قرآن حفظ کیا ایک قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتے تھے ایک بار ہم قرآن پڑھ رہے تھے اتنے میں عرب کے آدمی آئے۔ ان کا سردار آگے تھا۔ اسنے قاری کا پڑھنا سنکر کہا۔ اللہ تعالی برکت کرے۔ تو نے قرآن کا حق ادا کیا۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور ایک آدمی دوسرا انہیں عرب والوں کی وضع کا آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ کل رات کو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم فلاں جنگل میں وہاں کے قاری کا قرآن سننے جائیں گے۔ جب اس آدمی نے یہ بات سنائی ہم نے جان لیا کہ وہ سردار جو آئے تھے وہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا ؂

(۵) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کا۔ ترجمہ فرماتے ہیں۔ دیکھا میں نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر کاموں میں سامنے اپنے۔ یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے ہوئی بار بار تو جان لیا میں نے کہ آپ کی روح ترقی کرتا ہے بشکل بدن مبارک کے بن جاتی ہے۔ اور یہ وہی بات ہے کہ جسکی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی حدیث میں کہ پیغمبر نہیں مرتے ہیں بیشک وہ نماز پڑھتے ہیں قبروں میں اور

حج کرتے ہیں اور وہ بیشک زندہ ہیں فقط ✿

(۶) مکتوبات امام ربانی حضرت ۔۔۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب ہشتاد و دوم و دویست جلد اول ۔ امروز در حلقہ یامدادی بینم کہ حضرت الیاس و حضرت خضر علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ۔ بصورت روحانیاں حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم ۔ حضرت سبحانہ تعالےٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کہ از اجسام بوقوع می آید از ارواح ما صدور می یابد بلفظ

(۷) ایضاً مکتوب نمبر ۲۲۰ دو صد و بست جلد اول ۔ درین اثنا عنایت خداوندی در رسید و حقیقت معاملہ را مکشوف وانمود ۔ روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان ہست دریں وقت حضور ارزانی فرمودہ تسلی خاطر حزیں نمود ۔ بلفظ ✿

(۸) مواہب اللدنیہ صفحہ ۳۶۵ ۔ مقصد عاشر کا ترجمہ عبارت عربی کا اور کچھ شک نہیں ہے اسمیں کہ حال حضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا عالم برزخ میں فرشتوں سے بڑھکر ہے ۔ یہ حضرت ملک الموت علیہ السلام قبض کرتے ہیں ۔ لاکھ روحیں یا زیادہ ایک ہی وقت میں اور نہیں روکتا انکو ایک روح کا قبض کرنا دوسری روح کے قبض کرنے سے ۔ اور وہ باوجود اس مشغولی کے متوجہ ہیں عبادت الٰہی میں تسبیح اور تقدیس کر رہے ہیں ۔ پس ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ ہیں قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اپنے پروردگار کی اور سامنے ہیں اسکے ہمیشہ رہتے ہیں قربت میں ۔ مزے لیتے ہیں سننے خطاب الٰہی کا اور یہی حال تھا آپ کا دنیا میں ۔ ڈالتے تھے اُمت پر روشنیاں وحی الٰہی کی جو کچھ ڈالتا تھا اللہ تعالیٰ انپر اور نہیں روکتی تھی انکو اُمت کی فیض بخشی اور خبر گیری اللہ تعالےٰ کی مشغولی سے ✿

(۹) انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ صفحہ ۳ ۔ ترجمہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ ہیں اور خوش ہوتے ہیں اُمت کی عبادت سے اور غمگین ہوتے ہیں نافرمانیوں سے ۔ انبیا کا مرجانا بہت اتنا ہے کہ ہماری نظر سے چھپ گئے اور واقع میں زندہ ہیں اور موجود ہیں مثل فرشتوں کے کہ وہ موجود ہیں اور نظر نہیں

آتے مگر جس ولی اللہ کو بطور کرامت خداوند کریم دکھلادے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ اھ ✤

(۱۰) دلائل الخیرات فضائل درود شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ جو لوگ حضور سے دور اور نظر سے غائب ہیں یا آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوں گے اُن کے درود شریف کا کیا حال ہے وہ کسطرح آپ کو معلوم ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسمع صلوۃ اھل المحبتی واعرفھم وتعرض علی صلوۃ غیرھم عرضا یعنے میں سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور پہچانتا ہوں اُن کو۔ اور پیش کیے جاتے ہیں درود دوسرے لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے ✤

یہ ظاہر اور صاف ہے کہ مولود شریف اور قیام کی حالت میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ مولود شریف میں حاضر ہونیوالے اکثر اہل محبت ہی ہوتے ہیں۔ اُن کے درود شریف کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ اور نام بنام اُنکو پہچانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ فلاں موقع یا موضع یا قصبہ یا شہر یا مسجد یا گھر میں مولود شریف ہورہا ہے۔ اب یہاں تشریف فرما ہونا اُن کا آپ کی نظر میں مشکل معلوم ہورہا ہے۔ اور تفرقہ وہ ہے کہ منکرین کو روح مبارک یا جسم اطہر کہیں آنا اور جانا بھی نہیں چاہیے لیکن جو لوگ اہل محبت اور اہل کشف ہیں وہ برابر زیارت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ ہر انسان کی نظر بھی یکساں نہیں ہوتی۔ اور خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان آنکھوں سے دیکھنا جو فرشتوں کے جسم سے بھی الطف ہے محال اور واقعی محال ہے۔ لیکن جن بزرگوں کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہیں وہ بخوبی زیارت کرتے ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں۔ جب دیکھتے اُن میں تاب ہی نہیں رہتی کہ وہ دیکھکر بیٹھے رہیں فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ایسے بزرگ دنیا میں موجود ہیں جن کو یہ رتبہ حاصل ہے۔ لیکن اس جگہ ایک تذکرہ حضرت پیران پیر دستگیر شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپکو معلوم ہو۔ کہ دیکھنے والے اُس پاک ذات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسطرح دیکھتے ہیں بہت کتابوں میں اس تذکرہ کو لکھا ہے۔ لیکن صرف دو کتب معتبرات سے یہاں درج کرتا ہوں وھو ہٰذا ✤

(۱۱) مناہج النبوت ترجمہ اردو مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ ۲۷۵۔ سطر ۱۱۔ بہجت الاسرار میں جو تصنیف ابو الحسن علی بن یوسف شافعی کی ہے کہ درمیان اسکے اور حضرت غوث الاعظم کے دو واسطے ہیں۔ شیخ ابو العباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے لاتے ہیں کہ کہا یعنی شیخ ابو العباس نے کہ حاضر ہوا میں مجلس میں شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی۔ اور تھے مجلس میں مانند دس ہزار مرد کے اور بیٹھا ہوا تھا علی بن ہیتی۔ پس پکڑا اُسے نیند کی پینک نے۔ پس کہا لوگوں کو خاموش ہو۔ پس چپ ہوئے یہاں تک کہ سنی نہیں جاتی تھی اُن سے مگر سانس اُنکی۔ پس نیچے اُترے حضرت شیخ کرسی سے اور کھڑے ہوئے شیخ علی ہیتی کے دونوں ہاتھوں کے سامنے۔ اور گھور کر نظر کرنے لگے اُنکیں۔ بعد اُسکے جاگا شیخ علی۔ اور کہا حضرت شیخ نے کیا تو نے رسول خدا کو دیکھا خواب میں۔ کہا ہاں دیکھا۔ کہا اسی واسطے ادب کیا میں نے اور فرمایا کس چیز پر وصیت کی تجھے حضرت رسول نے کہا وصیت کی اوپر تمہاری ملازمت کے۔ کہا شیخ علی نے لوگوں سے کہ جو کچھ دیکھا میں نے خواب میں اُسے شیخ نے بیداری میں دیکھا اور روایت کیگئی ہے کہ اُس روز سات کس اہل مجلس فوت ہوئے۔ بلفظہٖ ٭

(۱۲) تحفہ قادریہ حضرت شیخ شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی سنہ ۱۰۲۴ھ صفحہ ۸۴، ۸۵۔ سطر ۱۱۔ ایضاً نقل است از شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ گفت در مجلس حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ عنہ بارہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وپیغمبران دیگر را بمشاہدہ میدیدم الخ بلفظہٖ صفحہ ۸۴ سطر ۵ ٭

دیکھئے۔ حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیداری میں دیکھا ظاہری آنکھوں سے مجلس میں تشریف فرما مدینہ منورہ سے بغداد شریف میں زیارت کی۔ اور دیکھتے ہی تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے ٭

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور تعظیم کے لئے کھڑا ہوجانا بھی ثابت ہوگیا۔ ہم لوگ ان اہل کشف کی پیروی کرتے ہیں۔ گو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آویں ٭

(۱۳) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم شیخ محمد عبد الحق علیہ الرحمۃ مہاجر مکی صفحہ ۱۴۰ سطر ۱۸۔ وکتب مولینا محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ فی مکۃ الشریفۃ نعم یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقدوۃ الدین والاسلام فذکروا عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فعند ذالک یستحب التعظیم والقیام واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بلفظہ یعنی البتہ ہاں قیام کرنا وقت ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علماء اعلام وقدوۃ الدین والاسلام نے اسکو مستحسن کہا ہے اور انہوں نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت (مولود شریف میں) آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام کرنا واجب ہے ؛

دیکھئے۔ یہاں قیام تعظیمی واجب ہے۔ اور مولود شریف میں حاضر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف صاف ثابت ہے۔ یہی عمل اہلسنت وجماعت کا ہے۔

(۱۴) شرح شفا جلد ثانی حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری۔ (فصل فی المواطن یستحب فیہا الصلوۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) قال ابن دینار وھو من کبار التابعین المکیین وفقہائھم ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ای لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام الخ الدر المنظم صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۔ یعنی کتاب شرح شفا میں جو علامہ ملا علی قاری کی شرح ہے۔ کہا ابن دینار نے جو کبار تابعین مکہ کے اور فقہا میں سے تھے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی کو ملنے کے واسطے جائے اور اس گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو یوں کہنا چاہئے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک ہر اہل اسلام کے گھر میں حاضر اور موجود ہوتی ہے ؛

لیجئے یہ دلائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور قیام تعظیمی کے لئے کافی ہیں۔ لیکن ایک دو اور بھی لکھدیتا ہوں۔

(۱۵) **مدارج النبوت جلد دوم حیات الانبیاء بعد از ثبات حیات حقیقی جسمی** دنیاوی اگر بعد از ان گویند کہ حق تعالیٰ بجسد شریف را حالتے و قدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد۔ خواہ بعینہ یا بمثال خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر یا غیرہ صورتے دارد باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال ۔ اھ ۔ بلفظہ ۔

(۱۶) **شرح الصدور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ** ولما مشاھدتہ حضورہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد اخبرنی الثقات من اھل الصلاح انھم شاھدوہ صلی اللہ علیہ وسلم مراراً قراءۃ المولد الشریف وعند ختم القرآن ۔ بلفظہ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری یا حاضری کا مشاہدہ پس بیشک خبر دی مجھے ثقہ صالح لوگوں نے کہ مولود شریف کے پڑھنے اور ختم قرآن شریف کے وقت بارہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور زیارت کی ہے۔ (منکرین کو خدا ہدایت کرے)

☆

اب ایک خلجان باقی رہگیا ہے جو منکرین کو پیدا ہوا کرتا ہے۔ وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے سواقعات کی خبر کسطرح ہوتی ہوگی ۔ جبکہ وہ ایک ہیں اور ایک روح انکی ہزاروں لاکھوں جگہ دنیا میں جہاں جہاں محافل مولد ہوتی ہیں سب جگہ کسطرح حاضر ہوتی ہے۔ اسکے پہلے اگرچہ آچکا ہے کہ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں تشریف لیجائیں اور حضرت ملک الموت کی قدرت و طاقت سے بھی انکی طاقت و قدرت زیادہ ہے۔ تمام مخلوق انکے سامنے ہے۔ یہ بات تو ادنے ادنے خادمانِ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حاصل ہے کہ وہ ایک آن میں ہزاروں لاکھوں جگہ پر حاضر ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ کیونکہ کیونکہ نفس ناطقہ کا ابدان مثالیہ میں چند مکانات میں ظاہر ہونا اور لطائف کا متجسد ہو کر ظاہر ہونا مسلم الثبوت ہے۔ دیکھئے حضرت عارف ربانی امام مجدد الف ثانی آپکے امام الطائفہ کے پیران پیر اپنے مکتوبات میں اسطرح فرماتے ہیں :۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۷) **مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب** نمبر ۲۱۶۔ ہرگاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل اشکال گشتہ

اعمال غریبہ بوقوع آرند اروح کمل را اگر ایں قدرت فرمایند چہ محل تعجب است وجہ احتیاج ببدن دیگر ازیں قبیل است۔ آنچہ بعضے اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر میگردند و افعال متبائنہ بوقوع مے آرند۔ اینجا نیز لطائف ایشاں بتجسد باجساد مختلفہ و متشکل باشکال متبائنہ میشوند و ایں تشکل گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یکشب ہزار کس آں سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہا می نمایند ایں ہمہ تشکل صفات و لطائف اوست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورتہائے مثالی و ہمچنیں مریداں از صور مثالی پیراں استفادہا می نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔ بلفظہ۔

(۱۸) مکتوبات ایضاً۔ مکتوب نمبر پنجاہ و ہشتم (۵۸) جلد ثانی اولیائیکہ صاحب علم کشف اند جائز ہست کہ بر بعضے خوارق خود اطلاع پیدا نہ کنند بلکہ صور مثالیہ ایشاں را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہائے عجیبہ و غریبہ ازاں صور بظہور آرند کہ صاحب آں صور را از انہا اصلا اطلاع نیست۔ الخ۔ بلفظہ ۔

دیکھیے! ان مکتوبات میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کیا فرما رہے ہیں۔ پیر صاحبان کی روحیں اپنے مریدوں کے پاس تشریف لاتی ہیں اور اپنے مریدوں کی حل مشکلات فرماتی ہیں۔ اور آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف فرما ہونا اور حل مشکلات اپنی اُمت کا کرنا محال ہے۔ افسوس ایسی سمجھ اور وہابیت پر ۔

اب میں زیادہ طوالت دینا نہیں چاہتا۔ اگر تمام بزرگ اولیائے کرام علیہم الرحمۃ کے اقوال و افعال درج کروں ایک دوسری کتاب بھی کفایت نہ کرے۔ لیکن صرف ایک بات کی دستاویز آپ کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم سے دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپ کو کیفیت پوری حاضری بزرگان کی معلوم ہو جائے وہ لکھتے ہیں کہ ہمارے مرشد ارشد سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کو مرید بنانے اور اپنے حلقہ طریقت میں داخل کرنے کی آرزو میں حضرت پیران پیر شیخ محی الدین جیلانی رضی اللہ عنہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ علیہ الرحمۃ بخارا شریف سے دہلی

میں اُن کے پاس تشریف لائے۔ دونوں صاحبوں کا آپسمیں تنازعہ ہوا۔ ہر ایک بزرگ فرماتا تھا کہ میں اپنا مرید کرونگا۔ ایک ماہ تک برابر آپسمیں تنازعہ ہوتا رہا۔ آخر کو اس بات پر مصالحت ہوئی کہ ہم دونوں انکو ایک ساتھ توجہ دیکر مرید بنالیں۔ ایک پہر برابر دونوں صاحبوں علیہم الرحمہ نے توجہ دیکر نسبت ہر دو طریقہ قادریہ و نقشبندیہ کی عطا فرمائی۔ اصل عبارت صراط مستقیم کے صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ کی یہ ہے ؂

القصہ حضرت ایشاں از طرق ثلثہ یعنی قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ قبل از مبادی حاصل شدہ اما نسبت قادریہ و نقشبندیہ۔ پس بیانش آنکہ بسبب برکت بیعت و یمن توجہات آنجناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ متوجہ حال ایشاں گردیدہ تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازعے درمیان روحین مقدسین در حق حضرت ایشاں ماندہ زیرا کہ ہر واحد ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں بتمامہ سوئے خود میفرمود تا ایں کہ بعد انقراض زمانہ تنازع ۔۔۔۔۔۔۔۔ وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرۃ ایشاں جلوہ گر شدند و تا قریب یک پاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیبہ حضرت ایشاں گردیدہ الخ۔ بلفظہٖ۔

دیکھیے! حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ کو بغداد شریف میں اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو بخارا شریف میں کسطرح خبر ہوگئی کیا چھٹی بھیجی گئی؟ ڈاک میں یا کوئی تار بھیجی گئی۔ مگر یہ دونوں چیزیں اُسوقت نہ تھیں۔ یا مولوی اسمٰعیل دونو جگہ کوئی خط لیکر گئے تھے۔ یہ بھی نہیں۔ پھر کیونکر اُنکو معلوم ہوا کہ سید احمد صاحب دہلی میں کوئی بزرگ رہتے ہیں چلو اُنکو مرید بناؤ! اور پھر وہ بات کیا تھی کہ دونو بزرگ اُن کے مرید بنانیمیں ایک ماہ تک دہلی میں ہی بیٹھے رہے اور تنازعہ ہی رہا۔ اِتنی کیا سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ دو بزرگ کامل و اکمل غوث الثقلین آپسمیں بے سبب تنازعہ کریں اور پھر آخر مصالحت ہونے پر ایک پہر تک نسبت عطا فرماتے رہے ؂

خیر اگر آپ اپنے امام الطائفہ پر ایمان رکھتے ہیں تو اس بات پر بھی ایمان لائیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعید و بعید در جہ طاقت اور قدرت ہے کہ وہ سب حالات جانتے ہیں اور تمام دنیا کے مو الید کی محافل ان کے سامنے ہتھیلی کی طرح ہیں۔ اسمیں شک

لانیوالے اپنے ایمان سے خارج ہیں۔ دوسری بات آپ کے امام مولوی اسمٰعیل نے انہیں یہ کی کہ حضرت پیران پیر غوث الثقلین لکھدیا۔ جو غوث کے معنے فریادرس کے ہیں اور ثقلین کے معنے دونو گروہ جنوں اور انسانوں کے ہیں تو حضرت پیران پیر دونوں گروہوں جنّوں انسانوں کے فریادرس ہیں پس انہوں نے غضب کردیا خدا کو چھوڑ کر انکو فریادرس قرار دیا۔ اب تو آپکے فتوے کیمطابق کافر ہوگئے لکھئے فتوے۔

قولہ بہجۃ العشاق میں ہے ما یفعل العوام من القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ السلام لیس بشیٔ بل ھو مکروہ۔ ترجمہ۔ نبی علیہ السلام کے تذکرہ ولادت کے وقت جو عوام قیام کرتے ہیں ایک بیہودہ فعل ہے جو کہ مکروہ ہے۔ طریقۃ السلف میں ہے وقد احدث بعض الجہال المشائخ امورًا کثیرۃ لا نجد لہا اثرا ولا اسما فی کتب ولا فی سنۃ منہا القیام عند ذکر ولادۃ سید الانام علیہ السلام۔ ترجمہ جاہل صوفیوں نے بہت سے ایسے نئے امر دین میں ایجاد کئے ہیں جنکا کچھ بھی نام ونشان قرآن وحدیث میں نہیں۔ ایک ان میں کا قیام ہے نبی علیہ السلام کی ولادت کے وقت۔ بلفظہ صفحہ ۳۰ سطر ۹

اقول مفتی جی! ان دو عبارتوں کی بعض غلطیوں پر توجہ نہ کرکے میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں عبارتیں کسی جونپوری اور گجراتی وہابیوں کی کتابوں سے آپنے نقل کی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان مصنفوں اور آپ کے نزدیک مولود شریف میں قیام کرنا جاہل صوفیوں نے ایجاد کیا ہے۔ کیا حضرت امام تاج الدین سبکی۔ حضرت پیران پیر قدس سرہٗ حضرت امام جلال الدین سیوطی۔ حضرت ملا علی قاری حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ حضرت شیخ عبد العزیز۔ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی ودیگر علمائے کرام ومفتیان حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا وتعظیمًا اربعہ مذاہب وسلاسل اربعہ طریقت مشرب بادشاہان امصار مصر۔ روم۔ شام۔ عرب۔ اندلس۔ جدہ۔ حدیدہ بغداد۔ بصرہ۔ ہندوستان۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جاہل صوفی تھے یا ایسی شوخ چشمی اور دریدہ دہنی آفتاب نیم روز پر خاک ڈالنا آپ لوگوں کا ہی کام ہیں۔

ہے اچھا یہ بتلایئے کہ تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمت مہاجر مکی بھی جاہل صوفی تھے۔ جن کی نسبت آپ کے علماء دیوبند نے ان مندرجہ ذیل خطابات سے مخاطب کیا ہے:۔

(الف) کتاب ارشاد مرشد مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمتہ کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے:۔ از تصانیف قطب زماں غوث دوران سالک مسالک شریعت واقف معارف طریقت حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حافظ کتاب اللہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ تھانوی چشتی قادری نقشبندی سہروردی دامت فیوضہم۔ بلفظہ؂

(ب) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کی پیشانی پر اس طرح لکھا ہے:۔ از افادات منبع الفیوض والبرکات امام العارفین فی زمانہ مقدام المحققین فی اوانہ سیدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب مدظلہ العالی علینا۔ بلفظہ؂

(ج) مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۷ سطر ۵ پر اس طرح لکھا ہے حضرت حجۃ الاصفیا تاج الاولیا زبدۃ المقربین عمدۃ الواصلین شمس الحقیقۃ والعرفان مدد الطریقۃ والاحسان حجۃ اللہ تعالٰی البالغۃ برہان الملۃ المستقیمۃ مرجع العالم منبع الفیض الاکرم بحر الحقائق والاسرار مصدر العلوم والانوار صاحب المقامات العلیہ والافضال والدرجۃ الرفیعۃ السراج الاعظم والقطب الافخم مولانا و سیدنا الحاج شاہ امداد اللہ الفاروقی الچشتی المہاجر فی المکۃ المعظمۃ لازالت شموس فیضہ وبدور مکارمہ طالعۃ۔ بلفظہ؂

کہیئے! آپ ایسے اوصاف و خصائص و خصائل تاج الاولیا حجۃ الاصفیا و حجۃ اللہ البالغہ مکارم و مراتب کو آپ کے علماء خطابات لکھ رہے ہیں۔ یہ بزرگ بھی جاہل صوفیوں میں شمار ہیں۔ جو بڑے درجہ کے شائق اور محب مولود شریف اور قیام تعظیمی کے دلدادہ ہیں اور باقی مولوی دیوبندی جو بنوری اور گجراتی بھی انکو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا بالخصوص مولوی خلیل احمد صاحب و دیگر مولوی صاحبان جو اپنے پیر و مرشد کی ایسی تعریف کر رہے ہیں اور قطب اور غوث دوران الفاظ کلمات شرکیہ بزعم و بلا ہیلا لکھ رہے ہیں اور ادھر آپکی قلمیں ٹوٹ جائیں ہاتھ جھڑ جائیں اور آنکھیں پھوٹ جائیں جگر کھسوٹ جائیں جو کبھی ایسی تعریف

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھ سکیں۔ با کانہ نقل کفر کفر نباشد یہ برملا کہیں کہ وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر ہیں۔ مولود شریف میں انکا قیام تعظیمی کرنا کنھیا کے جنم کے برابر انکا علم غیب حیوانوں چارپایوں لڑکوں پاگلوں کے برابر ہے ان کا نماز پڑھتے ہوئے خیال آجانا بیل اور گدھے سے بدتر انکا علم اردو علماء دیوبند کے ملنے جلنے ان سے بات چیت کرنے سے آگیا شاگردوں کے برابر ہیں وہ جملہ بنی آدم کے برابر وغیرہ وغیرہ العیاذ باللہ

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بقول جونپوری یا گجراتی کے جنکی کتابوں کی عبارتیں آپ نے لکھی ہیں حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کو بھی عوام جہال صوفیوں میں شمار کرتے ہیں۔ تو یہ مندرجہ بالا تعریفیں لکھنے والے کاذب اور بطال ہیں اور اگر یہ سچے ہیں تو آپ امداد کے بہجۃ العشاق اور طریقۃ السلف کے مصنف دلشر طیکہ کوئی کتابیں ہوں) جونپوری اور گجراتی کاذب اور بطال ہیں کہیے آپ کسطرف ہوتے ہیں۔ نہ راہ رفتن نہ روے ماندن جان عذاب میں ہے ؎

دوگونہ رنج وعذاب است جان مجنوں را بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

مگر میرا یقین ایسا ہے کہ حضرت حاجی حافظ شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ واقعی ویسے ہی تھے جیسے کہ ان کی تعریفیں لکھی گئی ہیں۔ اب باقی فیصلہ آپ کرلیں ان میں کون کاذب اور بطال ہے ؛

اب میں اس جگہ صرف ایک تحریر بہایت مختصر شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی مولود شریف اور قیام تعظیمی کی بابت لکھتا ہوں۔ اور باقی دوسرے موقعوں پر ہونگی۔ دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں۔ وہو ہذا۔

میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں۔ ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔ مرقومہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ انوار سلطانیہ صفحہ ۳۲۷ سطر ۱۷ ؛

دیکھیے۔ اور آنکھ کھولکر ملاحظہ کیجئے۔ حضرت حجۃ الاصفیہ تاج الاولیاء علیہ الرحمۃ کی عباد

کی جہالت اور زبدۃ المقربین وعمدۃ الواصلین کا ارشاد لازم الانقیاد اور حجۃ اللہ البالغہ کا فرمانا حضرت بحر الحقائق والاسرار کا سمجھانا اور مصدر العلوم والانوار کی تحریر بے نظیر اور الصدیق الاکمل والقلب الافخم کی تقریر صحیح وپرتاثیر اور قطب زماں اور غوث دوراں کے فرمان واجب الاذعان کو اور شرم کیجئے۔ وہ شرم نہیں جو آپ کے بازار میں شرک کے نرخ پر ٹکے سیر بکتی ہے بلکہ وہ شرم جو الحیاء من الایمان کی دوکان پر بکتی ہے۔ اور اپنے دونوں مصنفوں کو بھی سمجھائیے جو مولود شریف کرنیوالوں اور قیام تعظیمی کے آداب بجالانیوالوں کو جو اعلیٰ درجہ کے عالم وفاضل اور صوفی کامل سمجھے اور ہیں سبکو صوفی جاہل بنادیا اور بڑے بڑے بادشاہوں اولی الامروں اماموں، عالموں، بزرگوں، متقیوں، مفتیان عرب وعجم اور اپنے پیرومرشدوں کلہم کو بیہودہ فعل کرنیوالے عوام اور جاہل صوفی لکھدیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ہدایت کرے۔

اب رہا آپکا مطالبہ نمبر ۳ اور صفحہ ۳۰۔ سو اسکا جواب اسمیں پورے طور پر آچکا ہے۔ ابن حجر کی مدخل بھی غلط ثابت ہوئی اور آپکے امام فاکہانی جو اوّل المنکرین میں سے ہیں۔ یا امام المنکرین ہیں۔ انکا جھوٹا ہونا بھی ثابت ہوگیا جو اسنے حضرت مظفر الدین سلطان اربل علیہ الرحمۃ پر الزام فاسق وفاجر ہونے کے لگائے تھے۔ پورا پورا حال ظاہر ہوگیا۔ اور اور حضرت امام مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے جو عبارات ناسمجھی سے درج کی تھیں انکا بھی پورا جواب ہوکر انہیں کے مکتوبات سے مولود شریف جائز ہونا ثابت ہوگیا۔ بلکہ سماع بھی۔ اور سیرت شامی کی عبارت کا خلاصہ مطلب بھی پورے طور پر آگیا۔ اور تحفۃ القضات اور بہجۃ العشاق وطریقت السلف کا خاکہ بھی خوب کھنچ گیا ؞

اسمیں ایک بہت ضروری بات جو آپنے دانستہ عمداً اغماض کرکے چھوڑدی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مولوی رشید احمد نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف اور قیام تعظیمی کو کنھیا کا جنم لکھا ہے۔ اسکی دلیل ادلہ اربعہ قرآن۔ حدیث۔ اجماع امت۔ قیاس مجتہدین میں سے کونسی دلیل ہے۔ یہ تشبیہ کس دلیل سے ثابت ہے اور پہلے بھی کسی شخص نے ایسی تشبیہ قبیح دی ہے۔ اس تشبیہ سفیہ سے تمام مسلمانان سات سو سال سے لیکر اس وقت تک کو کافر اور مشرک بنادیا۔ مولوی رشید احمد کی اصلی

عبارت یہ ہے :۔

پس یہ ہر روز کا اعادہ ولادت تو مثل ہنود کے ہے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے ہے کہ نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہوئے۔ وہ تاریخ معینہ پر کرتے ہیں۔ انکے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ بلفظہ فتوے رشید احمد مطبوعہ لکھنؤ بعقد ۱۳۳۲ھ۔

اس کا کوئی جواب آپ نے نہیں دیا کہ کس آیت یا حدیث سے یہ تشبیہہ ناپاک حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف کے ساتھ دی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد سے یہ کمی رہگئی تھی تو آپ نے پوری کی ہوتی۔ جیسے آپ ترجمانی کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بزرگ ایسے ہی ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کریں انکی توہین اور اہانت میں اپنا نامہ سیاہ کریں پھر بھی انکی بزرگی میں کوئی کمی واقع نہ ہو بلکہ زیادتی ہو۔ اور علامہ زمان یکتائے دوران شیخ اجل کے بڑے بڑے القابوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جائیں۔ ان الفاظ ناپاک یہ ولادت مثل ہنود کے ہے۔ سانگ کنھیا کے جنم کا۔ یا مثل روافض۔ حرکت قبیحہ۔ قابل لوم۔ حرام۔ فسق خرافات۔ ہندوؤں سے بڑھکر۔ پر غور کیجئے۔

اچھا کہئے۔ یہ مولود شریف مثل ہنود کے کسطرح ہوئی۔ اور پھر سانگ کنھیا کے جنم کا کسطرح ہوا۔ ذرا تشریح کیجئے اور مثل کو بیان کیجئے۔ کسی ہندو پنڈت یا سمجھدار کو پوچھا ہوتا کہ کنھیا جی کا جنم کسطرح کیا کرتے ہیں۔ یا یہ کہ گھر میں ہی بیٹھکر ایسی ایسی مثلیں اور تشبیہیں بنائیں دیکھو میں بتاتا ہوں کہ کنھیا کا جنم ہندو لوگ اسطرح کرتے ہیں کہ جنم اشٹمی کے روز رات کو ایک پھل خیارہ (کھیرا) لیکر اس کو درمیان میں سے چیر کر کرشن یا کنھیا کے بت کو اسمیں رکھدیتے ہیں۔ اور صبح کو اس خیارہ کے پیٹ میں سے نکال لیتے ہیں اور کہتے کہ کنھیا نے جنم لیا یا کنھیا کا جنم ہو گیا یعنے کنھیا پیدا ہو گیا۔ یہ ہے کنھیا کا جنم جسکے ساتھ

تشبیہ دیگئی ہے۔ اب بتلاؤ کونسا مسلمان آپ کے گنگوہ یا دیوبند اور انبیٹھہ یا تھانہ بھون میں ایسا کرتا ہے جسکی تشبیہ دیگئی ہے کہ مولود شریف میں ایسا کیا جاتا ہے ÷

ھٰذا بھتان عظیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ÷

ایسے ہی مثل روافض کے تشبیہ میں بھی بیہودہ اور لغو ہے۔ بتلاؤ مولود شریف میں کونسا تعزیہ بنایا جاتا ہے۔ اور کونسے ڈھول اور تاشے بجائے جاتے ہیں۔ تشبیہات کے دینے میں بھی مولوی رشید احمد کمال رکھتے تھے۔ اور اُن کے چیلے ایسی تشبیہات غیر منطبقہ پر قربان ہوتے رہتے ہیں ÷

دوسرے یہ بتلاؤ کہ مولود شریف سب سے پہلے اس ہیئت کذائیہ سے بحکم بادشاہ دیندار اولی الامر کے رائج ہوا۔ بڑے بڑے مشاہیر مشائخ و علماء فضلاء و صلحاء و سلاطین نے اسکو عمل خیر و برکت جان کر اس پر مداومت کی جہاں کنھیا کے حال کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ اور تعزیہ روافض کا ذکر وہاں کوئی جانتا بھی نہیں۔ پھر کنھیا کا جنم کسطرح تشبیہ میں ہوا۔ اور کیا سمجھکر یہ تشبیہ ناپاک دیگئی۔ یہ محض کمال و وبال اُنکا خانہ زاد ہے۔ اور یہ بھی فرمادیا کہ یہ حرکت قبیحہ قابل لوم۔ حرام۔ فسق۔ خرافات ہے۔ آفرین ہے مولوی صاحب کی دُر فشانی پر۔ خدا ایسی تحریر ناپاک کا ثواب اُنکی رُوح پر جہاں کہیں ہو وارد کرتا رہے۔ اور مریدوں اور معتقدوں کے اعمال ناموں میں درج ہوتا رہے۔ اور پھر مولوی صاحب نے یہ بھی حسن کلامی فرمائی کہ یہ لوگ اس قوم (ہنود) سے بھی بڑھکر ہوئے یعنے صرف کافر اور مشرک کہنے سے بھی سیری نہ ہوئی۔ تو فرمادیا کہ یہ لوگ کافروں سے بڑھکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ مولود شریف کرتے ہیں۔ اور اس میں حاضر ہوتے ہیں اور قیام تعظیمی کرتے ہیں خواہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے خواہ حرمین شریفین و شہر بصرہ کے ہوں یا بغداد کے یا شام و روم کے ہوں یا بیت المقدس کے خواہ اُن کے پیر و مرشد ہی کیوں نہ ہوں سب کے سب کافروں سے بھی بڑھکر ہوئے۔ العیاذ باللہ۔ کیا خوب! تمام دنیا کے مسلمان کافروں سے بھی بڑھکر اور یہ مولوی صاحب اکیلے اور یہ شرذمہ قلیلہ مٹھی بھر وہابی مسلمان!! اللہ اللہ!! ۔

اب میں اس تشبیہ ناپاک کے متعلق کچھ علماء کے اقوال دکھلاتا ہوں کہ ایسے تشبیہ دینے والے کی نسبت کیا حکم ہے:۔

(۱) اشباع الکلام مصنفہ حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ رحمۃ اللہ بجواب مولوی اولاد حسن قنوجی وہابی کے اس تشبیہ قبیح کی بابت یں لکھا گیا۔ وہو ہذا بیسں بعضے از بے ادبان ناحق شناس کہ عادۃ مجلس میلاد شریف ... در ماہ ربیع الاول تشبیہ بجنم کنھیا دادہ روئے بیاض رسانچہ نامہ اعمال خود شان سیاہ ساختہ اند بکمال اسائت ادب پرداختہ اند۔ ازیں بیباکان دریدہ دہن دور نیست کہ تقبیل حجر اسود و طواف کعبہ را پوجا ہنومان دہنا و مہادیو گویند نعوذ باللہ من تلک الھفوات والکفریات و تشبیہ بجنم کنھیا دادن بے تکلف باب جہنم بروئے خود کشادن است الخ
بلفظہ از کتاب تحقیق الحق مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۰۱ سطر ۲۴

(۲) زبدۃ الکلام فی اثبات المولد والقیام الملقب تحفۃ الاحمدیہ فی میلاد المحمدیہ مولفہ مولانا مولوی اظہر حسین شاہ آبادی مطبوعہ ۱۲۹۵ھ صفحہ ۳۲-۳۳-

(الف) جو شخص بوجہ تعصب و عناد کے تشابہ کرتا ہے اس مجلس خیر بنیاد کو ساتھ جنم جنم کنھیا کے سراسر اسکی عداوت بشان صاحب رسالت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پائی جاتی ہے۔ کیونکہ کہاں یہ مولود پاک کہاں وہ جنم ناپاک۔ بیت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کجا مہدی کجا دجال ناپاک۔ کیفیت ان بے ادبوں کی مفہوم عبارات ان فتاوے سے خوب ظاہر ہوگی۔ اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی شیئ کان کافرا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشعرۃ من شعراتہ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر (قاضیخان) جب عیب کرے کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی کسی شئے میں تحقیق کافر ہوا۔ کہا بعض علماء نے اگر بال مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتصغیر صغیر مو کہا تحقیق کافر ہوا۔ اور روایت ہے ابی حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہ جس نے عیب لگایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بال

یالوں سے آپ کے پس تحقیق کافر ہوا۔ اور ذکر کیا گیا اصل میں کہ تحقیق دشنام نبی صلی اللہ وآلہ وسلم کی کفر ہے۔ (یہ عبارت قاضی خاں کی ہے) بلفظہ ؎

(ب) والکافر بسب النبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا یقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالیٰ قبلت لانہ حق اللہ تعالیٰ والاول حق العبد لا یزول بالتوبۃ (در مختار) اور جو شخص کافر ہوا وجہ گالی دینے کسی نبی کے انبیا میں سے تحقیق قتل کیا جائیگا۔ بنا بر حد کے۔ اور نہیں قبول کیجائیگی توبہ اسکی کسی طرح بھی۔ اور اگر گالی دی اللہ تعالیٰ کو قبول کیجائیگی توبہ اس کی۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کو گالی دینا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اور پہلا یعنے گالی دینا انبیاء کو حق العباد ہے نہیں ہوگا زائل بوجہ توبہ کرنے کے۔ بلفظہ صـ ۳۴ و ۳۵

(ج) ہر آئینہ عبارات فتاوے قاضیخاں اور اشباہ النظائر اور حموی اور در مختار کی بہ کیفیت منکرین تشبیہ دہندگان مولود پاک آنصاحب لولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساتھ جنم کنھیا کے معلوم ہوا۔ کہ گھٹایا مرتبہ صاحب رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باین طور کہ گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریحًا کیونکہ نسبت مولود پاک ساتھ جنم کنھیا کے عین دشنام ہے اور بدیں عنوان بغض رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلئے کہ اگر محبتین سے ہوتا ہرگز مرتکب ایسی مشابہت کا نہ ہوتا۔ پس بموجب مفہوم عبارات مندرجہ صدر واجب القتل ہوا۔ سلطان اسلام اُسے قتل کرتا۔ بصورت نہ تائب ہونیکی بلفظہ صفحہ ۳۵ ؎

(۳) سیف النبی علی ساب النبی مطبوعہ حمیدیہ پریس لاہور صفحہ ۳۔

قال فی الخلاصۃ وفی المحیط من شتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم او اہانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم من امتہ او غیرھا وسواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیًا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانہ او العیب صادرا عنہ عمدًا او سہوا او غفلتا او جدا او ھزلا فقد کفر خلودًا بحیث ان تاب لہ یقبل توبتہ ابدًا لا عند اللہ ولا عند الناس وحکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند المتاخرین المجتھدین اجماعًا وعند الکثر

المتقدمین القتل قطعاً الخ بلفظہ صفحہ ۳ ؎

یعنے خلاصہ اور محیط (معتبرات) میں ہے کہ جو کوئی گالی دے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یا اہانت کرے یا کوئی عیب لگائے دینی امور میں یا اُنکے جسم مبارک پر یا اُنکی کسی صفت پر ہو اُنکی ذاتی صفات میں برابر ہے کہ گالی دینے والا اُمتی ہو یا کوئی اور برابر ہے کہ وہ اہل کتاب ہو یا ذمّی یا حربی اور برابر ہے یا یکساں ہے گالی دینا یا اہانت کرنا یا عیب لگانا خواہ عمداً ہو یا سہواً یا غفلت سے یا کوشش سے یا تمسخر سے پس ایسا شخص ہمیشہ کے لئے کافر ہو گیا یہانتک کہ اُسکی تو بہ بھی قبول نہ کیجائیگی نہ خدا کے نزدیک نہ لوگوں کے نزدیک اور حکم اسکے لئے شریعت میں اکثر متقدمین و متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً مطلقاً قتل کا ہے ؎

(۴) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۶ - قال فی ذخیرۃ العقبیٰ و فی المبسوط عن عثمان بن کنانۃ من شتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم قتل ولم یستتب انتھی و حکمہ ان یقتل ولا یقبل توبتہ وھذا اکلہ اجماع من العلماء و ائمۃ الفتوے من لدن الصحابۃ الی خکم جرًا - اھ - بلفظہ ؎

یعنی ذخیرہ میں ہے اور مبسوط میں عثمان بن کنانہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ جو کوئی حضرت نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو گالی دے وہ قتل کیا جائے اور اُسکی تو بہ قبول نہ کیجائے اور حکم اُسکے لئے یہ ہے کہ وہ قتل کیا جائے اور اُسکی تو بہ قبول نہ کیا جائے اور اس پر تمام علمار کا اور ائمہ فتوے کا اجماع ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اب تک ؎

(۵) ایضاً صفحہ ۴ سطر ۹ - قال فی درر الحکام اذا سبہ او واحدا من الانبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مسلم فانہ یقتل حدا ولا توبۃ لہ اصلا سواء بعد القدرۃ علیہ الشھادۃ او جاء تائبًا من قبل نفسہ کالزندیق لانہ حد وجب فلا یسقط بالتوبۃ ولا یتصور فیہ خلاف لاحد لانہ حد تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبۃ کسائر حقوق الادمیین وکحد القذ فلا یزول بالتوبۃ بخلاف ارتداد فانہ معنیً ینفرد بہ المرتد وھذا امذھب ابی بکر الصدیق و

الامام الاعظم والثوری واھل الکوفۃ - بلفظہ ؎

یعنی درالحکام میں ہے کہ جب کوئی گالی دے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا کسی ایک نبی کو انبیا علیہم السلام میں سے مسلمان شخص تو وہ حدًا قتل کیا جائے اسکی توبہ ہرگز قبول نہیں۔ برابر ہے کہ اسپر شہادت گذر جائے یا وہ خود توبہ کرکے آئے مثل زندیق ملحد کے اسلئے اس پر حد واجب ہے وہ توبہ کرنے سے دور نہیں ہوتی اور اس میں کسی کا بھی خلاف نہیں۔ کیونکہ حد تعلق رکھتی ہے بندہ کے حق کے ساتھ وہ توبہ کرنے سے نہیں ٹوٹتی جیسے کہ آدمیوں کے اور حق حد قذف کہ توبہ کرنے سے زائل نہیں ہوتی بخلاف ارتداد کے کہ وہ ایسی بات ہے جسے مرتد کی ذات سے تعلق ہے۔ یہی مذہب ہے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہما کا اور ثوریؒ اور اہل کوفہ کا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ؎

نقل فتوےٰ اس شخص کی نسبت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مولود کو کنھیا کے جنم کے ساتھ تشبیہ قبیح دے جسمیں سب سے اول مفتی دیوبندی مولوی ہے

اب میں ایک فتویٰ علماء کرام کا نقل کرتا ہوں جو کنھیا کے جنم کی تشبیہ دینے والے حق میں ہے جو مولود شریف کیساتھ تشبیہ دیتا ہے جسمیں سب سے اوّل مجیب دیوبندیوں حکیم الوہابیہ اور ولایت اور رسالت میں معزز اور مفخر ہیں۔ ولایت تو انکی مہر سے واضح ہے یعنے مدار گروہ اولیاء اشرف علی ہے اور نبوت و رسالت میں انکی تصدیق نعوذ باللہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ سے ہوتی ہے۔ جو انکے مرید پڑھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ طیبہ انکی زبان پر ہی نہیں چڑھتا۔ جب مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی سنہ ۱۳۰۹ھ میں مدرسہ جامع العلوم کانپور میں اول مدرس تھے یہ فتویٰ وہاں مرتب ہوا تھا وہ یوں ہے۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؕ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص منکر میلاد شریف ہو اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت

ؒ دیکھو رسالہ امداد ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ

شرعاً درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والاحضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں اسلئے ایسا شخص قابل امامت وبیعت نہیں واللہ اعلم

کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ مہر (اشرف علی از گروہ اولیاء)

(۲) ھو العلیم۔ ذکر ولادت باسعادت جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تخفیف وتحقیر شان نبوی ہے مرتکب وقائل اس قول کو توبہ کرنا واستغفار کرنا واجب ہے اور اگر وہ اصرار کرے تو خوف کفر ہے۔ ترک صحبت وبیعت اس سے چاہیئے

حررہ العبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب بلکہ موہم توہین وتحقیر شان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوں ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولیٰ میں صریح کفر ہیں ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے چہ جائیکہ بیعت واللہ اعلم

کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس اعلیٰ مدرسہ فیض عام کانپور۔ مہر (ول مرتضیٰ شاہ جان احمد حسن)

(۴) الحق استخفاف وتوہین شان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً وفعلاً واعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہ۔ اور منعقد کرنا مجلس میلاد شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات وسعادت دارین کا ہے

حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ تعالیٰ بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل والآجل۔ مہر (محمد عادل حاکم محکمہ شرع)

(۵) جناب رسالت میں کلمات موہمہ توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔ لہٰذا شخص مذکورہ کو توبہ واستغفار لازم ہے ورنہ اسکی امامت وبیعت سے مسلمانوں کو احتراز چاہیئے واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الغنی عفی اللہ عنہ

(۶) اصاب من اجاب محمد لطف اللہ عفی اللہ عنہ (مفتی سلطنت آصفیہ دکن)

(۷) الجواب صحیح - محمد علی عفی عنہ -

(۸) للہ در من اجاب - محمد صدیق عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض عام کانپور ❖

(۹) للہ در المجیب فانہ فی کل ما قال مصیب ❖

کتبہ العبد الضعیف محمد فضل حق غفرلہ المطلق ❖

(۱۰) جواب صحیح ❖ ابو الخیر محمد عبد الوہاب البہاری عفی عنہ الباری مدرس اعلیٰ مدرسہ دار العلوم کانپور ❖ بلفظہ از کتاب تحقیق الحق صفحہ ۲۶ تا ۲۸ -

لیجئے - اپنے بزرگ اجل (مولوی رشید احمد صاحب) کو مسلمان بنائیے مگر اب کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں ❖

آپ کے اعتراضات جو مولود شریف اور قیام تعظیمی پر تھے وہ ختم ہوئے اور کافی سے زیادہ جوابات مسکت ہو چکے - اب میں مولود شریف کے اثبات قرآن شریف و توریت و زبور و انجیل و تفاسیر قرآنی و احادیث و اقوال بزرگان و علماء اعیان و صوفیاء کرام سے دکھلاتا ہوں - تاکہ پوری پوری آپ کی تسلی ہو جائے ❖

فصل اوّل مولود شریف کا ثبوت آیات قرآن شریف سے ہے

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - واذکروا نعمت اللہ علیکم (بقرہ - آل عمران مائدہ) یعنی یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تمہیں عطا کی گئی - اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں جو منعم حقیقی ہے اپنی نعمتوں کے یاد کرنے یا ذکر کرنے یا یادگاری کا حکم دیا ہے - سو اس میں اشکال نہیں کہ پیدا ہونا اور مبعوث ہونا یا تشریف فرما دنیا میں ہونا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک اعلے النعمت ہے جس کے برابر اور کوئی نعمت نہیں پس اس نعمت کا ذکر پورے طور پر میلاد شریف میں ادا ہوتا ہے -

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا (سورہ ابراہیم) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت یا نعمتوں کو اگر شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے -

حضرت سہل ابن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ نعمت جسکا شمار نہیں ہو سکتا وہ نعمت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں - جنکا ذکر خاص طور سے مولود شریف میں ادا کیا جاتا ہے -

دلائل الخیرات وغیرہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص نام ہے -

(۳) اللہ تعالٰے فرماتا ہے یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونہا۔ (سورہ نحل) یعنے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے اور پہچانتے ہیں اسکے بعد اسکا انکار کرتے ہیں ❖

زجاج اور سدی علیہما الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں ❖ کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یعنی کفار حضور کو نبی جانتے ہیں اور معجزات ظاہرہ دیکھکر انکار کرتے ہیں۔ سو یہی حال مولود شریف میں ہے کہ مسلمان لوگ اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں اور منکرین انکار کرتے ہیں ❖

(۴) اللہ تعالٰے فرماتا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمت اللہ کفرا الآیہ (سورہ ابراہیم) کیا نہیں دیکھا آپنے (یعنی دیکھا ہے) اُن لوگوں کو جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا کفر یا ناشکری سے (آنحضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو جانتے تھے اور جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں) ❖

اس آیت شریف کی تفسیر میں حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا ہے قال ہم واللہ کفار قریش ومحمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نعمت اللہ تعالٰے یعنے اللہ تعالٰے کی قسم کہ وہ لوگ (نعمت اللہ کو بدلنے والے کفر اور ناشکری کرنے والے) کفار قریش ہیں۔ اور اللہ تعالٰے کی نعمت محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ صـ ۲۲۱)

اسمیں مسلمان لوگ نعمت اللہ کی یاد اور تعریف مولود شریف میں کرتے ہیں۔ اور منکرین اس نعمت کو توہین کے ساتھ بدلنے والے ہیں ❖

(۵) اللہ تعالٰے فرماتا ہے واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون (سورہ نحل) یعنے شکر کرو اللہ تعالٰے کی نعمت کا اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو۔ یا اسکو معبود جانکر اسکے عبد بنتے ہو۔ شکر گذاری نعمت اللہ کی واجب ہے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ التحدث بنعمت اللہ شکر وترکہ کفر الحدیث۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی نعمت ذکر بیان کرنا شکر ہے اور نہ کرنا کفر ہے۔ یہ ظاہر و باہر ہے کہ نعمت اللہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ❖

تفسیر معالم التنزیل اس حدیث شریف مندرجہ صدر کو زیر آیت شریفہ واما بنعمت ربک فحدث شانکے درج کیا ہے۔ پس اس نعمت وجیہا جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان وذکر کرنا شکر گذاری انعام خداوندی ہے۔ اور اسکا ترک کرنا یا چھوڑ دینا یا اسکا مانع ہونا کفر یا کفران نعمت ہے طریقہ شکر گذاری سب سے بہتر اور افضل عمل مولود شریف ہے۔ منکرین۔ خاسرین ہیں۔

(۶) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وذکرھم بایٰم اللہ (سورۃ ابراہیم) یعنے اے رسول خدا صلے وآلہ وسلم) ان کو یاد دلا دن اللہ تعالےٰ کے۔

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ دنوں سے مراد واقعات عظیمہ ہیں جو ان دنوں میں واقع ہوئے۔ اب اہل ایمان کو دیکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے بڑھکر کونسا واقعہ عظیمہ ہے۔ ایوان کسرےٰ کا شق ہونا۔ بتوں کا سر کے بل گر جانا۔ آتشخانہ فارس کا بجھ جانا۔ رود سماوہ کا جاری ہونا۔ آسمانوں سے تاروں کا جھک آنا۔ کعبۃ اللہ شریف کا جھک کر شکر الٰہی بجالانا ایسے ایسے واقعات عظیمہ ہیں۔ پس یاد دلانا ایام میلاد شریف کا سب ایام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے یاد دلانے سے اہل ایمان کے نزدیک بڑھکر ہے۔

تفسیر روح البیان میں بعض مفسرین کیطرف سے یہ بھی منقول ہے۔ ذکرھم بایٰم اللہ اے ذکرھم نعمائی لیؤمنوا بی۔ یعنے یاد دلا ان کو میری نعمت تاکہ وہ مجھپر ایمان لاویں۔ اھ۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نعمت اللہ ہیں۔ اور یہ یاد دلانا نعمت اللہ کا اور تذکرہ مولود شریف ہی موزوں ہے۔ جو موجب ازدیاد رونق ایمان ہے۔ اور منکرین اس نعمت سے محروم ہیں۔

(۷) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک یعنے اللہ تعالےٰ حضرت سرور کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے آپکا ذکر بلند کیا۔ یعنے نبی اور رسول بنایا زمین وآسمان میں مشہور کیا اور پھیلایا تمہارا ذکر زمین اور آسمان میں دنیا کے انتہا

کناروں تک اور تمہارا ذکر دلوں میں مطلوب و محبوب کر دیا ؏
امام رازی علیہ الرحمۃ نے یہ باتیں مذکورہ بالا لکھکر اسکے بعد یوں لکھا ہے۔ کان اللہ تعالےٰ یقول املاء العالم من اتباعک کلھم یثنون علیک ویصلون علیک یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم بھر دینگے عالم کو تمہارے فرمانبرداروں سے اور وہ سب تمہاری تعریف کیا کریں گے اور درود پڑھا کریں گے (تفسیر کبیر) یہ آیت شریف اور اسکی تفسیر محفل میلاد شریف پر پورے طور پر صادق آتی ہے کیونکہ مولود شریف کی محفل میں کثرت سے درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف خوب کیجاتی ہے۔ اور کسی جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت کے نور کا بیان اور پھر ظہور نور علی نور کا تذکرہ اور معجزات و خرق عادات جو وقت ظہور ظہور میں آئے اور حلیہ شریف کا بیان یہ یہ تمام حضور کی تعریف و ثنا میں بیان کیا جاتا ہے۔ غرضکہ یصلون علیک ہر دو پر خوب صادق آتا ہے اور آواز بلند سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور مقام بلند مثل منبر۔ چوکی۔ تخت پر بیان ہوتا ہے۔ اور آپکی رفعت اور شان بموجب حکم خداوندی ورفعنا لک ذکرک کی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن منکرین کو سوائے جلنے بھننے اور کوئلے ہونے کے اور کچھ نہیں۔ تفسیر فتح العزیز شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی میں ہے۔ زیر آیت بالا۔
یعنی بلند کردیم برائے تو ذکر ترا بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد کہ ظل مرتبہ الوہیت گشتی و بایں جامعیت منفرد وطاق برآمدی حالا ترا ہمراہ خدا یاد کنند۔ مثلاً گویند اللہ و رسول داناتر ست واللہ و رسول چنیں فرمود کہ واجب الاطاعت ست وعلیٰ ہذا القیاس در حدیث شریف وارد است کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از جبرئیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام گفت کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و اقامت والتحیات و خطبہ و در کلمہ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر باطاعت کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و در حرمت معصیت کہ من یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابداً پس ہر جاکہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہمراہ آنست۔ الخ بلفظہ پارہ عم صفحہ ۲۳۳ ؏

کتاب الشفا میں ہے آیت ورفعنا لک ذکرک کے تحت میں ابن عطا سے روایت ہے جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی یعنے کیا میں نے تجھ کو اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذکر اپنا پس جس نے کیا ذکر آپکا اسنے میرا ذکر کیا۔ یعنی دونوں ذکر واحد ہیں ✣

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ذکر واحد ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ مولود شریف جسمیں اللہ تعالےٰ اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے فرد فرض ہے۔ منکرین فرض کے منکر ہیں ✣

(۸) **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے** لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم ۞ (سورہ توبہ) یعنے بیشک آیا ہے تمھارے پاس رسول تمھیں میں سے بھاری ہے اسپر جو تم تکلیف اٹھاؤ حرص رکھتا ہے (تمھاری ہدایت پر) مسلمانوں پر شفقت رکھنے والا مہربان (رؤف اور رحیم) اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا فرماتا ہے اور پھر آپکی صفات فرمارہا ہے **مولود شریف** میں بعینہ یہی بیان ہوتا ہے کہ آپ پیدا ہوئے یعنے عالم غیب وبطون سے عالم شہادت وظہور میں رونق افروز ہوئے نظماً ونثراً حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات ومعجزات کا تذکرہ خوش الحانی اور ذوق وشوق سے کیا جاتا ہے اور خداوند تعالےٰ کی نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے اور نعمت اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاص انکا نام ہے ✣

(۹) **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔** لقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا الآیہ (آل عمران) یعنے بیشک احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں مومنوں پر جو بھیجدیا ان میں رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ✣

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حلقہ صحابہ میں تشریف لائے۔ پوچھا تم کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں اور اسکا شکر بجالاتے ہیں علے ما ھدانا للاسلام ومنّ بہ علینا یعنے اس بات کا شکر کرتے

ہیں کہ خدا نے ہم کو ہدایت دی اسلام پر اور احسان کیا ہم پر کہ راہ راست پر لگا دیا۔ تب فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تم محض شکریہ کے لئے بیٹھے ہو۔ اُنہوں نے عرض کی۔ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ ہم اسی لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو اسلئے قسم نہیں دی کہ تم پر یہ گمان ہو کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ بلکہ میرے پاس جبرائیل آیا اور اسنے یہ خبر دی۔ کہ ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملئکۃ یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تمھارا فخر ظاہر کرتا ہے (کہ میری نعمت کا شکر کرتے ہیں)

دیکھئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعمت وہدایت اسلام جو محض حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے عطا ہوئی شکریہ ادا کرکے کتنا بڑا درجہ پایا جو اللہ تعالےٰ اُن کا فخر فرشتوں میں ظاہر فرماتا ہے۔ اس مولود شریف میں بھی بعینہٖ وہی شکر اللہ کی نعمت کا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ دین اسلام کے اصل مبداء ہیں ادا کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یثنون ویصلون کیسا تھ۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ بطفیل اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانیان محفل اور حاضرین مجلس میلاد شریف کا فخر بھی ملائکہ میں ظاہر فرماتا ہوگا۔ یا فرماتا ہے۔ جیسے کہ صحابہ کرام کے لئے عطا فرمایا۔ اسمیں بھی وہی شکر نعمت اللہ کا ہے۔ آیات نمبر ۱-۲-۳-۴-۵ میں اسکا ذکر کیا جاچکا ہے۔ منکرین کے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین میں اُن کا فخر ہوتا ہوگا۔ مبارک ہو اُن کو ✣

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد جاء کم من اللہ نور (سورہ مائدہ) یعنی تحقیق آیا تمھارے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے نور یعنے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نور بھی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے۔ جن کے نور کا ذکر مولود شریف میں کیا جاتا ہے ✣

(۱۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (سورہ انبیاء) یعنے اور نہیں بھیجا ہم نے تجھکو (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) مگر رحمت تمام عالموں کیواسطے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا رحمت ہی رحمت ہے۔ پس اس رحمت کی تشریف آوری پر جو نہایت عظمت وجلالت سے ظہور میں آئی۔ اس ظہور

سید ذکر کے وقت مولود شریف میں تعظیم کے لئے نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا ثابت الاصل ہے اور فرحت اور سرور کا ہر ایک طرح کا سامان خورمی اس محفل مبارک میں کرنا ثابت ہے۔ جیسے دیگر آیات شریفہ میں ابھی آتا ہے۔ لیکن منکرین و مانعین اس رحمت سے محروم اور زحمت مذموم میں مسموم ہیں ٭

(۱۲) اللہ تعالٰی فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا (سورہ یونس) یعنی (اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہو مسلمان لوگ خدا کے فضل اور اسکی رحمت کے ساتھ خوشی کیا کریں۔ سو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے برابر کوئی خوشی مسلمان کے لئے دنیا میں نہیں ہے۔ اس لئے مولود شریف میں تمام احباب کو جمع کرنا اور عمدہ عمدہ کھانے کھلانا خوشبو لگانا مکان محفل کو خوب فرش وفروش اور روشنی سے سجانا شرینی تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ تمام سامان سرور حبور خوشی وخورمی کے بجالانا زیر آیت کریمہ داخل ہے ٭

(۱۳) اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا (سورہ فتح) یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھکو بھیجا رسول بناکر احوال دیکھنے اور بتلانیوالا اور گواہ اور خوشی اور ڈر سنانے والا۔ تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اسکے رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اسکی مدد کرو اور اسکی تعظیم کرو اور توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی اور تسبیح کرو ٭

اس آیت شریف کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال ابن عباس فی تفسیر تعزروہ ای تجلوہ وقال المبرد فیہ ای تبالغوا فی تعظیمہ و قری تعززوہ من العز کذا فی الشفاء وقال اللہ تعالیٰ من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ط یعنی فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے تعزروہ کی تفسیر میں یعنے اجلال یا بزرگی کرو انکی اور کہا مبرد نے کہ مبالغہ کرو اسکی تعظیم میں۔ اور بعض قاریوں نے تعززوہ کی راءمہملہ کو زامعجمہ سے پڑھا ہے۔ یعنی تعززوہ جو عزت کے لفظ سے ہے یعنے عزت کرو اسکی۔ یہ سب کتاب الشفا میں ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالٰے نے جو شخص تعظیم کرے نشانیوں اللہ تعالیٰ کی۔ پس یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ٭

پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بڑھکر کوئی شعائر اللہ یا نشانیوں اللہ تعالےٰ کے نہیں ہے اور انکی تعظیم دلوں کی پرہیزگاری کیلئے ہے جو محفل مولود شریف میں اس حکم کی تعمیل کیجاتی ہے اور یہ تعمیل انہیں کے نصیب میں ہے جنکے دلوں میں محبت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پرہیزگاری ہے منکرین اس سے محروم ہیں ❖

(۱۴) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلون علی النّبی یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً (سورۃ احزاب) یعنے تحقیق اللہ تعالےٰ اور اسکے فرشتے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو مسلمانوں تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو ❖

تمام عبادتوں میں اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ میری بندگی کیا کرو۔ لیکن یہاں خود کو اولاً شامل فرمایا ❖

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہماری وفات کے بعد تم میں سے جو کوئی مجھپر سلام بھیجیگا تو جبرائیل علیہ السلام آکر کہیں گے یا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں بن فلاں آپ پر سلام بھیجتا ہے۔ میں کہونگا علیہ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ❖

دیکھو۔ یہ کتنا بڑا عالی درجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ ان پر درود و رحمت بھیجتا رہتا ہے اور ساتھ ہی تمام فرشتے بھی۔ اور پھر تمام مسلمانوں کو بھی تاکیدی حکم درود و سلام کے بھیجنے کا دیا۔ اب غور کرو کہ مولود شریف میں کثرت سے درود و سلام ہوتا ہے۔ زہے نصیب ان محبین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ ان کا درود و سلام نام بنام معہ ولدیت حضور کے پیش ہوتا ہے۔ اور ان پر نام بنام حضور کی طرف سے رحمت و سلام بھیجا جاتی ہے منکرین کیلئے خسر الدنیا والاخرۃ۔

حکایت۔ ایک عالم نے ایک درویش بزرگ سے پوچھا۔ کہ حضرت۔ بتاؤ اسوقت اللہ تبارک وتعالیٰ کیا کام کررہا ہے۔ اس بزرگ نے جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیج رہا ہے۔ وہ عالم صاحب صاحب کا جواب سنکر خاموش ہوگئے۔

اس حکایت سے نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ اور اُسکے فرشتے اس آیت شریف کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر ہر وقت درود شریف پڑھتے یا بھیجتے رہتے ہیں۔ گویا ہر وقت حضور کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ یہاں اگر مسلمان لوگ **محفل میلاد شریف** منعقد کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے یا اُن کا ذکر خیر و برکت کا کرتے ہیں تو وہابیہ کے نزدیک بدعتی مشرک۔ کافر۔ فاجر۔ فاسق بنائے جاتے ہیں۔ خدا ان لوگوں کو ہدایت دے۔ اگر اُس کی مشیت میں ہے ۞

(۱۵) **اللہ تعالےٰ فرماتا ہے** ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ق وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ۝ (سورہ جمعہ) یعنے وہی اللہ تعالےٰ ہے جسنے پیدا کیا ان پڑھوں میں ایک رسول اُنہیں میں کا پڑھتا ہے انکی پاس اُسکی آیتیں اور انکو سنوارتا ہے۔ اور سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی اس سے پہلے صریح بھلاوے میں تھے یا بھولے ہوئے تھے۔ اور لوگ بھی اُن میں سے ہیں جو ابھی نہیں ملے اُن سے۔ اور وہی ہے زبردست حکمت والا ۞

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہماری نجات کے موجب اور شفیع اور خدا تک پہنچانے کے باعث ہیں۔ خداوند کریم خود اُسکے پیدا اور مبعوث ہونیکا ذکر فرماتا ہے۔ جو ہماری ہدایت اور اور رہبری کے لئے ہے۔ اسلئے ہم کو ضروری ہے کہ ہم اُن کا تذکرہ نہایت شوق اور ذوق سے کریں اور اُنکی تعظیم و توقیر و عزت کریں تاکہ ہم میں محبت کا نشان پیدا ہو۔ سو یہ مولود شریف کی مجلس میں حاصل ہوتا ہے اس پر کسی منکر کے کہنے کی پرواہ نہیں چاہئے۔

(۱۶) **اللہ تعالےٰ فرماتا ہے** اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ (سورہ النساء) یعنے تابعداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور تابعداری کرو رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی اور جو تم میں صاحب امر یا حکم ہیں انکی بھی تابعداری کرو۔ یعنے دین میں خاصکر سلاطین و ائمہ مجتہدین و اولیا کرام و علماء عظام جو خدا تعالےٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم بتلاتے ہیں۔ اور ثواب و عذاب و حلال و حرام کے احکام سمجھاتے ہیں انکی تابعداری فرض و واجب

۷. اسی طرح ماں باپ۔ استاد۔ مرشد کی تابعداری بھی واجب ہے ؂

اس آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ بادشاہان اسلام نے اس مولود شریف کو اس ہیئت کذائیہ سے جاری فرمایا اور خود عمل کیا۔ اور اس کا تمام ملکوں میں رواج دیا۔ اور اور تمام علماء کرام و مشائخ عظام نے اس عمل کے کرنیکا بالاتفاق فتویٰ دیا۔ اور صوفیائے کرام نے اسکے کرنیمیں ذوق و شوق کا اظہار فرمایا۔ اور تعظیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں محبت کا ازدیاد اور مزہ عظیم پایا۔ اور پھر ہمارے والدین نے بھی اسکے کرنیکا حکم فرمایا۔ اور استادوں اور مرشدوں علیہم الرحمۃ نے اس کار خیر عظیم البرکت کا ارشاد فرمایا۔ پس اب بھی کوئی شخص اس عمل کا منکر ہو تو قرآن شریف کے حکم کا منکر، رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منکر، اولی الامر کے حکم کا منکر، علماء کرام و صوفیائے عظام کے حکم کا منکر، استادوں مرشدوں کے حکم کا منکر، ماں باپ کے فرمانیکا منکر، بتلایئے ایسے بڑے منکر کا کیا حال۔ خدا ہدایت دے

(۱۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم ۵ (سورہ آل عمران) یعنے کہ وہ اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تب خدا تعالیٰ تم کو دوست بنالیگا اور تمہارے گناہ بخشدیگا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ دیکھو مولود شریف کے کرنے سے محبت پیدا ہوتی ہے اور انکی عزت اور تعظیم کرنیکا شوق پیدا ہوتا ہے جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہ ہوگی ایمان ہی ندارد ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ جس سے محبت ہوگی۔ اسکا ذکر بھی محبوب اور مرغوب ہوگا اور اس کا ذکر زیادہ کریگا جیسے حدیث شریف میں ہے کہ من احب شیئاً اکثر من ذکرہ اور یہ بھی کہ جسکے ساتھ محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ جیسے دوسری حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب اس آیت شریف اور احادیث سے ظاہر ہے۔ کہ منکرین کو حضور سرور عالم حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلق محبت نہیں۔ اسی لئے اُن کا ذکر کرنا چاہتے ہی نہیں۔ بلکہ سخت ترہیب کے وعظ کر کے فتاوائے شرک اور کفر کے جاری کرتے ہیں۔ تاکہ کوئی بھی مسلمان دنیا میں اس ذکر پاک کا نام تک نہ لے۔ دیکھئے کیسی عداوت اور بغض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ جو بیدھا

جہنم کا راستہ ہے العیاذ باللہ ؂

(۱۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشہدین فمن تولی بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون ۝ (سورہ ال عمران)

یعنے جب اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے اقرار لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت سے پھر جب آوے تمھارے پاس رسول تصدیق کرتا جو تمھارے پاس ہے تو اُس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد کرو گے۔ فرمایا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا۔ بولے ہمنے اقرار کیا۔ فرمایا تو اب شاہد رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ شاہد ہوں۔ اور جو کوئی پھر جاے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں ؂

یہ آیت شریف بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ مولود شریف کیلئے ضروری ہے۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عالی شان معلوم ہو۔ تمام قرآن شریف ہی گویا میلاد شریف ہے جیسے کہ:۔

(۱۹) تمام اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔ اور اسکا ذکر (اعراف)

(۲۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نبی اور رسول اُمی ہونے کا ذکر (اعراف۔ جمعہ شورے۔ عنکبوت) ؂

(۲۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تمام دنیا کے لئے قیامت تک نبی اور رسول ہونیکا ذکر (اعراف۔ سبا) ؂

(۲۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبین ہونے کا ذکر (سورہ احزاب)

(۲۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام عالموں کے لئے رحمت ہونیکا ذکر (سورہ انبیاء)

(۲۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلق عظیم پر مخلوق ہونیکا ذکر (سورہ قلم)

(۲۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام جن وانس کے لئے رسول مبعوث ہونیکا

ذکر (احقاف ۔جن)

(۲۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام دنیا کے لئے بشیر و نذیر ہونیکا ذکر (بقرہ ۔ہود فرقان وغیرہا)

(۲۷) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوّت ورسالت ہونے کا ذکر (علق ۔مدثر)

(۲۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبلیغ فرمانیکا ذکر (بقرہ آل عمران ۔نسا ۔مائدہ ۔اعراف وغیرہ)

(۲۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرح صدر ہونیکا ذکر (سورہ الشراح)

(۳۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکروں کافروں سے علیحدہ ہوجانیکا ذکر (سورہ کافرون)

(۳۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ معظمہ سے مدینہ منوّرہ کو ہجرت فرمانیکا ذکر (سورہ بنی اسرائیل)

(۳۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانیکا سبب اور اسکا ذکر (سورہ انفال)

(۳۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار ثور میں تشریف لیجانیکا ذکر (سورہ توبہ)

(۳۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ بدر اور نزول فرشتوں کا ذکر (سورہ عمران انفال)

(۳۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کا ذکر (سورہ فتح)

(۳۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ وخیبر وغیرہ کی بشارت کا ذکر (فتح) ۔

(۳۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ فصاحت قرآن شریف کے قیامت تک رہنے کا ذکر (بقرہ ۔ بنی اسرائیل ۔ یونس وغیرہا)

(۳۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ذکر (سورہ قمر) ٭

(۳۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ معراج شریف میں اسی جسم عنصری کیساتھ مکہ معظمہ سے فوق السموت تک تشریف لیجانیکا ذکر (بنی اسرائیل نجم)

(۴۰) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام معجزات دکھلانیکا ذکر (عمران قمر)

(۴۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قوم نصارائے نجران کے ساتھ مباہلہ کرنیکا ذکر (آل عمران) ٭

(۴۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہود کے ساتھ مباہلہ اور معجزہ کا ذکر ۔ (بقرہ ۔ جمعہ)

(۴۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قتل سے بچنے کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ)

(۴۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کہ قرآن شریف کی مثل قیامت تک کوئی نہ لاسکے گا کا ذکر (سورہ بقرہ)

(۴۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فتح روم کی پیشگوئی کا ذکر (سورہ روم)

(۴۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دین اسلام کی تمام ادیان پر غالب آنیکی پیشگوئی کا ذکر (فتح ۔ توبہ)

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لانیکا ذکر (فتح)

(۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خلافت ملنے کا ذکر (نور) ؂

(۴۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک کنعان کی پیشگوئی کا ذکر (انبیاء) ؂

(۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام جہاں پر غالب آنیکی پیشگوئی کا ذکر (سورہ مائدہ اور تمام قرآن شریف) ؂

فصل دوم وہ آیات جن میں دیگر انبیا علیہم السّلام کے ذکر یا یاد کرنے کا حکم ہے

اسیطرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولود شریف میں جو حالات بیان کرنیکی تصدیق قرآن شریف میں فرمائی ہے بعض دیگر انبیاء علیہم السّلام کے ذکر مولد کرنیکے واسطے بھی حکم فرمایا ہے۔ ہوتی ہے۔ اسطرح پر ؂

(۱) واذکر فی الکتٰب مریم (۲) واذکر فی الکتٰب ادریس
(۳) واذکر فی الکتٰب موسٰی ۔ (۴) واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل (۵) واذکر عبدنا داؤد ذالاید ۔ (۶) واذکر عبادنا ابراھیم واسحٰق و یعقوب ۔
(۷) واذکر اسمٰعیل والیسع وذالکفل ۔ (۸) واذکر اخا عاد (۹) واذکر عباداللہ ابراھیم

والایۃ (۱۰) یا زکریا انا نبشرک بغلام نِ اسمہ یحیی۔ وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا۔ (۱۱) قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا الآیۃ۔ قال انی عبد اللہ اتانی الکتب وجعلنی نبیا۔ (۱۲) واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم۔ وجاعلوہ من المرسلین الآیہ ٭

یہ سب آیات مولود شریف انبیا علیہم السلام میں ہیں۔ اور خاص کر آیات نمبر ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ میں تو حضرت یحییٰ۔ عیسیٰ۔ موسیٰ علیہم السلام کی پیدائش کا ذکر ہے۔ گویا اللہ تبارک وتعالےٰ کا یہ حکم مولود شریف کرنے کے لئے دلیل ہے۔

فصل سوم توریت۔ زبور۔ انجیل سے مولود شریف کا ثبوت مختصراً

قرآن شریف کی آیات کے بعد کتب آسمانی یہود ونصاریٰ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بغرض تصدیق مختصراً درج کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں کہ جس میں حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اُن کے معجزات کا تذکرہ اس میں نہ ہو۔ یہ دوسری بات ہے کہ تحریفی کارروائی میں بہت سا تغیر واقع ہو گیا۔ تاہم خدا کی قدرت سے بہت جگہ اُن کا ذکر پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اہل ہنود کے وید میں بھی مولود شریف موجود ہے۔ جیسے کہ ذیل کی چند عبارات سے پایا جاتا ہے:۔

توریت مروجہ موجودہ سے ثبوت جو پرانے عہد نامہ سے موسوم ہے

(۱) کتاب پیدائش۔ باب ۱۷۔ درس ۲۰۔ اور اسمٰعیل کے حق میں میں نے تیری سُنی دیکھ میں اسے برکت دونگا اور اُسے برومند کرونگا اور اُسے بڑھاؤنگا۔

(۲) ایضاً۔ باب ۲۱۔ درس ۱۷۔ تب خدا نے اُس لڑکے (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) کی آواز سُنی۔ خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اُس سے کہا۔ کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا۔ مت ڈر اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے خدا نے سُنی (۱۸) اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اُسے ایک بڑی قوم بناؤنگا۔

(۳) کتاب استثناء باب ۱۸۔ درس ۱۵۔ (اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتاہے)

(۱۵) خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں
تیری مانند ایک نبی برپا کریگا۔ تم اسکی طرف کان دھریو (۱۶) اور خداوند نے مجھسے کہا کہ انہوں
نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا (۱۷) اور میں انکے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھسا ایک نبی برپا کرونگا
اور اپنا کلام اسکے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ اُسے فرماؤنگا وہ سب اُن سے کہیگا (۱۸) اور ایسا
ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا میں اسکا حساب اس سے لونگا (۱۹) لیکن
وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا
اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے ۔

توضیح اس بشارت کو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کرتے ہیں، اور یہود حضرت یوشع علیہ السلام پر ثبت کرتے ہیں۔ مگر در اصل یہ پیشگوئی خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی نسبت ہے بوجوہات ذیل :۔

وجہ اول تمام اہل کتاب کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا یقیناً اور بلاشبہ انتظار تھا۔ جیسے کہ یوحنا کی انجیل باب اول میں درس ۱۹ سے ۲۵ تک اسطرح پر لکھا ہے۔
(۱۹) اور یوحنا کی گواہی یہ تھی جبکہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اس سے پوچھو تو کون ہے؟ (۲۰) اور اُسنے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں (۲۱) تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے کیا تو الیاس ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں پس آیا تو وہ نبی ہے؟ اُسنے جواب دیا نہیں (۲۲) تب انہوں نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے؟ تاکہ ہم انہیں جنہوں نے ہم کو بھیجا کوئی جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے (۲۳) اُس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنیوالے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کے راہ کو درست کرو (۲۴) اور یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے۔ (۲۵) اور انہوں نے اُس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ تو مسیح ہے نہ الیاس ہے اور نہ وہ نبی ہے پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے۔

اسی انجیل میں درس ۲۱ میں جہاں لفظ وہ نبی لکھا ہے حاشیہ پر کتاب استثنا کے باب
۱۸/۱۵ کا حوالہ دیا ہے جسمیں موسیٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے کہ تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں تیری مانند ایک

نبی برپا کر دونگا الخ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ جس نبی کا انتظار تھا وہ نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ؛

وجہ دوم اس بشارت میں اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے تیری مانند نبی برپا کرونگا یہ ظاہر و باہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہ تو یوشع علیہ السلام ہیں اور نہ عیسیٰ علیہ السلام کیونکہ یہ دونوں بنی اسرائیل میں سے ہیں اور کتاب توریت کی کتاب استثنا کے باب ۳۴ ورس ۱۰ میں لکھا ہے کہ اب تک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا،، حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حسب ذیل مطابقت نہیں :-

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ تثلیث کے قائل تھے اور موسیٰ علیہ السلام تثلیث کے قائل نہ تھے ؛

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول نصاریٰ خدا کے بیٹے تھے اور خدا بھی تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے نہ تھے ؛

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے باپ عمران تھے ؛

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوئی جدید شریعت نہیں ملی تھی بزعم نصاریٰ

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام احکام شریعت جاری کرنے پر قادر تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ قدرت نہ تھی۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی ونکاح کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا ؛

(۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بحکم خدا اُٹھائے گئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام انتقال فرما گئے

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرما کر دجال کو قتل کریں گے اور نکاح کرینگے۔ اور آخر کو وصال فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے ؛

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کے راعی تھے اور بکریاں آپ نے چرائی ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں ؛

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفین کفار پر جہاد کیا۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسا نہیں کر سکے ؛

پس یہ تمام مماثلتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے من کل الوجوہ ثابت ہیں۔ یعنی جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حلال و حرام کے احکام ہیں۔ ویسے ہی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت میں جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ذلت سے نکال کر عزت دی اور راہ راست دکھلائی۔ اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے لوگوں کو فارس اور روم کی قید سے نکالکر موحد بنا دیا۔ اور مہذب اور شائستہ کر دیا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شادی کی اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کی۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ تھے۔ ایسے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ السلام کے بھی تھے۔ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبل از نبوت بکریاں چرائی تھیں۔ اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آلہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی تھیں۔ جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے کفار کیساتھ جہاد کئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر امر میں پوری پوری مماثلت دونوں اولو العزم پیغمبران علیہما السلام میں پائی جاتی ہے۔ اور کسی نبی علیہ السلام میں پائی نہیں جاتی۔ اس لئے اسکی تصدیق اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یوں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً۔ یعنی ہمنے تمھاری طرف ایسا رسول جو شاہد ہے تم پر بھیجا ہے۔ جیسے کہ فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔ یعنی تمھاری طرف اے مسلمانو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے۔ اور ایسا ہی فرعون کی طرف موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا ؛

نکتہ۔ ایک سر اسمیں مطابقت کا یہ بھی ہے۔ کہ جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام کا حرف اوّل میم ہے اسیطرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے نام کا اول حرف بھی م ہی ہے۔ جس کے اعداد جمل چالیس ہیں۔ یہی چالیس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر رہے تھے۔ اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم بھی کوہ حرا میں تشریف فرما رہے۔ اور مولود شریف کا حرف اول بھی میم ہی ہے ؛

وجہ سوم۔ اس بشارت میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تجھسا نبی برپا کرونگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اور انکے بھائی حضرت اسمٰعیل ہیں۔ جنکی اولاد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے برکت کا دیا جانا تورات کی کتاب پیدایش سے نقل ہو چکا ہے ٭

وجہ چہارم۔ اس بشارت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ یعنی تورات و انجیل و زبور کتب کی طرح لکھی ہوئی کتاب نازل نہ ہوگی۔ بلکہ فرشتہ اُن کے روبرو کلام پڑھکر اُن کے منہ میں ڈالیگا۔ اور وہ نبی اُمّی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کلام الٰہی سُنکر یاد کر لیگا اور لوگوں کو اپنے منہ سے پڑھکر سنائیگا۔ پس یہ بات بھی اور کسی نبی میں پائی نہیں گئی ٭

وجہ پنجم۔ اس نبی کے لئے اعزاز و اکرام کی بھی سختی سے بشارت دیگئی ہے کہ جو شخص اس نبی کی بات کو نہ مانیگا میں اُسے سزا دونگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ سزا خاص عذاب آخرت ہی سے مراد نہیں کیونکہ اسمیں کسی نبی کی خصوصیت نہیں۔ بلکہ ہر نبی کے نافرمان کو عذاب اخروی ہوگا۔ بلکہ اس سزا سے سزا دینا مراد ہے کہ اس نبی کے منکروں اور نافرمان کو جہاد اور قتال سے زیر کرونگا۔ اور ذلیل بنادونگا۔ سو یہ بات نہ تو یوشع علیہ السلام میں تھی اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پس یہ بشارت خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تھی جو پوری ہوئی ٭

وجہ ششم۔ اس بشارت میں یہ بھی تصریح ہے۔ کہ یہ نبی اگر کوئی بات اپنی طرف سے کہیگا تو قتل کیا جائیگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا حادثہ حضور کی ذات پاک پر واقع نہیں ہوا۔ بلکہ روز افزوں شان و شوکت زیادہ ہوتی گئی۔ مگر ہاں ہمارا اعتقاد نہیں۔ لیکن نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے۔ یہ بات اُن کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس یہ بشارت پورے طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے واضح طور پر ثابت ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک ٭

(۴) تورات۔ کتاب استثنا۔ باب ۳۳۔ درس (۲) اور اس نے کہا۔ کہ خداوند سینا سے آیا اور ساعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ اور فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ۔ اور اُسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی۔ بلفظہ

توضیح۔ پہاڑ سینا وہ پہاڑ ہے جسکو کوہ طور کہتے ہیں۔ خدا کا آنا اس پہاڑ پر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جگہ پر کتاب تورات عطا ہوئی۔ اور کوہ ساعیرہ وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا ہوئی۔ اور فاران پہاڑ مکہ معظمہ کا پہاڑ ہے۔ یا کوہ حرا جہاں حضور

سرورِ عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم تنہائی میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ قرآن شریف کا نزول شروع ہوا۔ پس کوہ فاران سے جلوہ گر ہونے سے مراد قرآنی نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پہ ہے۔ ہزاروں قدوسیوں یعنے صحابہ کرام اُن کے ساتھ تھے اور آتشی شریعت احکام سزا سخت مشرکوں، منافقوں، رہزنوں، حرام کاروں شراب خوروں وغیرہم کے لئے اور تلوار انکے پاس تھی۔

اگر کوئی شخص شبہ کرے کہ فاران مکہ معظمہ میں پہاڑ نہیں ہے۔ تو ازالہ شبہ کے لئے تورات کی عبارت لکھدی جاتی ہے:۔

تورات کتاب پیدائیش۔ باب ۲۱۔ ورس ۲۰-۲۱۔

(۲۰) خدا۔ اس لڑکے (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام) کے ساتھ تھا۔ اور وہ بڑھا۔ اور بیابان میں رہا کیا۔ اور تیر انداز ہو گیا۔

(۲۱) اور وہ فاران کے بیابان میں رہا۔ بلفظہ

اس سے ثابت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مکہ معظمہ کے پہاڑ میں ظاہر ہوئے اور اسی جگہ رہتے تھے۔ اور یہی فاران پہاڑ ہے۔ جہاں وہ تیر اندازی کرتے تھے۔ وہی تیر اندازی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی۔

کتاب زبور سے مولود شریف کا ثبوت۔

زبور ۴۵ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان مبارک سے اسطرح پر ہے:۔

میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے۔ میں اُن چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بتائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والے کا قلم ہے۔ (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹھوں میں لطف بٹھایا گیا ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۴) اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھکو مہیب کام سکھائیگا (۵) تیرے تیر تیز ہیں

(کی) تیرے نیچے گر پڑتے ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دلمیں لگ جاتے ہیں (۶) تیرا تخت اے خدا ابدالاباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اس سبب خدا تیرے خدا نے تجھکو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا (۸) تیرے سارے کپڑوں سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جن سے ہاتھی دانت کے محلوں کے درمیان انہوں نے تجھکو خوش کیا ہے (۹) بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہوکے تیرے دہنے ہاتھ کھڑی ہیں۔ (۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کریگا (۱۷) میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤنگا۔ پس سارے لوگ تیری ستائش کریں گے۔ بلفظہٖ۔

توضیح - تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک ایسے نبی کے بشارت دیتے ہیں۔ جو ان کے بعد ان صفات سے موصوف ہوکر ظاہر ہوگا۔ پس یہود کے نزدیک تو اب تک کوئی نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد ان صفات سے ظاہر نہیں ہوا اور نصاریٰ کے نزدیک اس بشارت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں! اور اہل اسلام کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور حق اور صحیح یہی ہے کہ یہ بشارت واقعی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔ کیونکہ جو اوصاف اس بشارت میں درج ہیں۔ وہ سب کے سب ان میں پائے جاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہرگز پائے نہیں جاتے وہ اوصاف یہ ہیں:-

(۱) اس نبی کا حسین ہونا (۲) قوی ہونا یا پہلوان ہونا (۳) افضل البشر ہونا (۴) فصیح ہونا (۵) شمشیر بند ہونا (۶) مبارک زمانہ ہونا (۷) تیر انداز ہونا (۸) خلق کا آپکے تابع ہونا (۹) اُن کے کپڑوں سے خوشبو کا آنا (۱۰) بادشاہوں کی بیٹیوں کا اسکے گھرانے میں آنا (۱۱) اسکی اولاد کا بجائے اپنے باپ کے رئیس یا حاکم ہونا - - - - - - - - - - - - - - -

(۱۲) ہر جگہ اسکی ستائش کا ذکر ہونا (۱۳) ساری پشتوں یعنی تمام لوگوں کو اسکا نام یاد دلانا۔

(۱۴) ابدالاباد اس کا ذکر جاری رہنا۔

اِن تمام اوصاف کی تطبیق اس طرح پر ہے۔ کہ یہ تمام امور مولود شریف میں موجود ہیں۔ اور یوں ہے:-

(۱) حسین ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چہرہ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خوبصورت نہیں دیکھی گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں پھرتا ہے اور جب ہنستے تھے تو دیوار تک آپ کے دانتوں سے روشن ہو جاتی تھی۔ اور سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسیطرح منقول ہے ❖

(۲) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوی ہونے اور قوت کا یہ حال تھا کہ رکانہ نام پہلوان طاقت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنگل میں ملا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم مجھکو کشتی میں مغلوب کردو تو میں جان لونگا کہ تم نبی ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو دو دفعہ پچھاڑا ❖

(۳) افضل البشر ہونے پر آپ کی نبوت عامہ کا قیامت تک ہونا دلیل ہے ❖

(۴) فصاحت حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اظہر من الشمس وابین من الامس ہے۔

(۵) تلوار باندھنا اور جہاد کرنا مسلم الثبوت ہے ❖

(۶) مبارک ہونا بھی حضور کا ظاہر ہے کہ مشرق و مغرب میں کروڑوں مسلمان نماز پنج وقتہ و تہجد وغیرہ نوافل میں درود شریف اللھم بارک علی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے پڑھتے ہیں ❖

(۷) تیراندازی تو کل بنی اسمٰعیل کا شیوہ ہے بالخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر جنگ میں تیر و کمان موجود رہتے تھے اور استعمال کرتے تھے ❖

(۸) خلق بھی کثرت سے حضور کے تابع ہو گئی تھی۔ چنانچہ گروہ گروہ آکر اسلام قبول کرتے تھے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورائیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ لوگ کثرت سے فوج فوج اسلام میں داخل ہوئے ❖

(۹) حضور کے کپڑوں اور بدن سے خوشبو کا آنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب کبھی حضور کو مسجد یا گھر نہ پاتے تو آپ کے کپڑوں کی خوشبو سے پتہ لگا کر حضور کی خدمت میں پہنچ جاتے۔ اور ایک عورت نے حضور کا پسینہ مبارک جمع کر کے ایک دلہن کے بدن پر ملا تھا۔ کئی پشت تک اسکی اولاد کے بدن سے خوشبو آتی رہی۔ یہ سبب

بعض کتب اسلامیہ میں درج ہے (۱۰) قرن اول میں بادشاہوں کی بیٹیوں نے بھی آپ کی ذریات کی خدمت کی ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے گھر میں یزدجرد کسرائے فارس کی بیٹی حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا تھی :: (۱۱) اور حضور کے بعد اولاد میں سے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہوئے۔ اور بعد ان کے ایران و یمن و ہندوستان وغیرہ میں اب تک حضرت کی ذریت میں سے حاکم اور فرمانروا رہے ہیں۔ اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو ان کی اولاد سے ہوں گے تمام روئے زمین کے قرب قیامت کو بادشاہ ہوں گے۔ (۱۲) ہر جگہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر تمام ہوتا ہے۔ پنجوقتہ نمازوں کی اذانوں میں کلمہ طیبہ میں کلمہ شہادت میں درود شریف میں اقامت میں التحیات میں خطبہ میں غرض کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ان کا ذکر بھی برابر ہے :: (۱۳) ابد الاباد سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری ہے اور جاری رہیگا۔ اور محافل موالید شریف تمام دنیا میں قایم ہیں اور قیامت تک قایم رہیں گی۔ اور یہ ذکر خیر و برکت بڑے اہتمام و احتشام سے ہوتا رہیگا۔ اور داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوتی رہے گی۔ اور منکرین جلتے سلگتے بھنتے رہیں گے :: پس یہ پیشگوئی کتاب زبور میں من کل الوجوہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں پوری ہوئی۔ الحمد للہ

انجیل مروجہ موجودہ سے مولود شریف کا ثبوت

انجیل متی باب ۳۔ درس (۱) ان میں یوحنا بپتسمہ دینے والا یہودیہ کے بیابان میں ظاہر ہو کر منادی کرنے لگا۔ (۲) اور یہ کہنے لگا۔ کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے + ایضاً باب ۴۔ درس (۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا۔ تب جلیل کو چلا گیا (۱۷) اسی وقت یسوع نے منادی کرنی اور کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو۔ کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔ (۲۳) اور یسوع تمام جلیل میں پھرتا ہوا ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا :: ایضاً باب ۱۰۔ درس (۶) بلکہ پہلے بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ (۷) اور چلتے ہوئے منادی کرو۔ اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی :: ایضاً باب ۲۱۔ درس (۴۲) یسوع نے انہیں کہا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے ناپسند کیا۔ وہی کونے کا سرا ہو

یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب (۴۳) اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی۔ اور ایک قوم کو جو اس کے میوے لائے دیجائیگی (۴۴) جو اس پتھر پر گرے گا۔ چور ہو جائے گی۔ پر جس پر وہ گرے گا۔ اسے پیس ڈالے گا۔

انجیل مرقس باب اول۔ درس (۱۴) پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل میں آکر خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی (۱۵) اور کہا کہ وقت پورا ہوا۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ **توضیح**۔ ان تمام حوالجات اناجیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت کی بشارت ہے۔ کیونکہ جب ایک بادشاہ کی بادشاہت ختم ہو جاتی ہے تو دوسرے بادشاہ کی بادشاہت آتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمانی بادشاہت نبوت کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسمانی بادشاہت نبوت و رسالت ہے جس کی منادی یوحنا پیغمبر اور مسیح علیہ السلام نے فرمائی۔ اور یہ آسمانی بادشاہت و سلطنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے جو ان کے عہد سے شروع ہو کر خلفائے راشدین مہدیین و صحابہ تابعین و تبع التابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور سے زمانہ حال تک خوب آسمانی احکام جاری ہیں۔ خدا کے دشمنوں کو خوب سزائیں دی گئیں ان کو غلام بنایا گیا۔ ان کے مال و اسباب کو ضبط کیا گیا۔ خدائی خزانہ کو بیت المال میں جمع کیا گیا۔ خدائی فوجیں دشمنوں کے مقابل ہوئیں پھر ان کے توبہ کرنے سے حسب قانون آسمانی معافی دی گئی۔ قزاقوں کو سزائیں ملیں۔ ہاتھ کاٹے گئے گردنیں ماری گئیں۔ زناکاروں کو رجم کیا گیا۔ اور خزانہ الٰہی بیت المال سے خدا کے مسکینوں بے کسوں یتیموں اور عاجزوں کی دستگیری کی گئی۔ یہ ہے آسمانی بادشاہت جو میوہ لانیوالی قوم کو دی گئی۔ جو قوم عرب کے اور ناپسندیدہ پتھر کی مثال جو بنیاد اور آخر کو کونے کا سرا ہوتا اور لوگوں کی نظروں میں عجیب ہوتا اور جو ... کہ جس پر گرے اُسے چور چور کر ڈالے یہ خاص اشارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے۔ کیونکہ قوم عرب تمام قوموں کے نزدیک ذلیل اور خوار تھی۔ علوم و فنون کا ان میں نام و نشان نہ تھا۔ یہود و نصاریٰ بسبب اپنے علم و ہنر اور بھی اہل عرب کو ذلیل و حقیر جانتے تھے اور عرب میں اتنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ تھے۔ کیونکہ نہ ان کے پاس مال و اسباب دنیوی موجود تھا۔ اور نہ کبھی ان کا باپ دادا بادشاہ ہوا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین حیات تھے گویا وہ ناپسند پتھر کی مانند تھے۔ اور لوگوں کے نزدیک آپ کا تمام جہان کیلئے رسول ہونا

عجب تھا۔ (یہ لفظ توریت کی کتاب یسعیاہ نبی کے باب ۹۔ درس ۶ میں اسطرح آتا ہے:
"یسعیاہ نبی باب ۹۔ درس ۶ ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور
سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی۔ وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجیب مشیر خدائے قادر۔ بلفظہ:
ہاں پھر آپ کو کونے کا سرا بنایا گیا۔ یعنی خاتم النبیین۔ یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے۔ جسمیں
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہلے انبیا علیہم السلام کے ساتھ میری ایک محل کی
مثال ہے کہ تمام محل خوب بنایا گیا۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ وہ اینٹ میں ہوں
اور مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر جو کوئی آپ پر گرا وہ چور ہو گیا بدر کے جنگ کے دن قریش مکہ آپ پر
گرے سکو آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے چورا چورا کر دیا۔ علیٰ ہذا القیاس جس پر آپ گرے اسکو بھی
چورا کر ڈالا فتح مکہ میں اہل مکہ کو اور اس سے پہلے اہل خیبر وغیرہ کو اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم
نے ایران و روم وغیرہ بڑے بڑے ملکوں پر گرے سب کو انھوں نے چور کر دیا:
پس یہ بشارت تھی خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حق میں صحیح ہوئی اور کسی کے لئے نہیں:
انجیل یوحنا۔ باب ول۔ درس (۶) ایک شخص خدا کی طرف سے بھیجا گیا تھا جس کا نام یوحنا تھا۔
(۷) یہ گواہی کے لئے آیا۔ کہ نور پر گواہی دے۔ تا کہ سب اس کے باعث سے ایمان لائیں: (۸)
وہ نور نہ تھا۔ پر گواہی دینے آیا تھا۔ حقیقی نور وہ جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے
(۱۹) یوحنا کی گواہی یہ تھی جب کہ یہود نے یروشلم کا ہنوں اور لاویوں کو بھیجا۔ کہ اس سے پوچھیں
کہ تو کون ہے۔ (۲۰) اور اس نے اقرار کیا۔ اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں (۲۱)
تب انھوں نے اس سے پوچھا۔ تو اور کون کیا تو الیاس ہے۔ اس نے ...... کہا میں نہیں ہوں
پس آیا تو وہ نبی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں (۲۲) تب انھوں نے اس سے کہا کہ تو کون
ہے۔ تا کہ ہم انھیں جنہوں نے ہم کو بھیجا ہے کوئی جواب دیں (۲۵) اور انھوں نے اس سے
سوال کیا۔ اور کہا اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس۔ اور نہ وہ نبی۔ پس کیوں بپتسمہ دیتا ہے:
ایضاً باب ۲ درس (۲۸) تم خود میرے گواہ ہو۔ کہ میں نے کہا کہ میں مسیح نہیں:
ایضاً باب ۷ (۳۳) اس وقت یسوع نے انھیں کہا۔ ابھی تھوڑی دیر تک میں تمہارے
ساتھ ہوں۔ اور اس پاس جس نے مجھے بھیجا جاتا ہوں۔ (۳۴) تم مجھے ڈھونڈو گے۔ اور
نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکو گے[ف]: ایضاً باب ۱۴۔ درس (۵) اگر تم مجھے پیار

ف۔ نہ آسکو گے (یعنی آسمان پر)۔

کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ (۱۶) اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا۔ اور وہ تمہیں تسلی دینے والا بخشے گا۔ کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے تمہیں سب چیزیں سکھائے گا۔ اور سب باتیں جو کچھ کہ میں تم سے کہی ہیں۔ تمہیں یاد دلائیگا (۲۹) اور اب میں تمہیں اس کے واقع ہونے سے پیشتر کہا۔ تاکہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لاؤ (۳۰) بعد اسکے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں :: ایضاً باب ۱۵ (۲۶) پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجونگا۔ یعنی روح حق جو باپ سے نکلتی ہے آئے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا۔ (۲۷) اور تم بھی گواہی دوگے۔ کیونکہ تم میرے ساتھ ہو :: ایضاً باب ۱۶ (۷) لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فایدہ ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں۔ تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئے گا پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تم پاس بھیجدونگا۔ (۸) اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیر وار ٹھیرائے گا (۹) گناہ سے اس لئے کہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (۱۱) عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا (۱۲) میری اور بہت سی باتیں ہیں۔ کہ میں تمہیں کہوں۔ پر اب تم برداشت نہیں کر سکتے۔ (۱۳) لیکن جب وہ یعنے روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی۔ اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ سنیگی سو کہے گی۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی (۱۴) وہ میری بزرگی کرے گی۔ اس لئے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی۔ اور تمہیں دکھائیگی۔ (۱۵) سب چیزیں جو باپ کی ہیں میری ہیں۔ اس لئے میں نے کہا کہ وہ میری چیزوں سے لے گی اور تمہیں دکھائیگی بلفظہ :: توضیح اس انجیل کو حل سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاص طور پر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت فرمائی ہے اگرچہ بہت سی تحریف بھی ہوئی۔ مگر تاہم یہ عبارات انجیل یوحنا کی واضح طور پر شہادت دے رہی ہیں۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ اور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے رہے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں لقد جاءکم من اللہ نور فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ابتدائی انجیل میں جو اصل انجیل تھی (حواریوں کی مرتبہ نہیں) اس میں

پورے طور پر نام مبارک اور حلیہ شریف سے آگاہی دی گئی تھی۔ مگر روز بروز کی تحریف کی یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ اس نے اپنا اثر ایسا دکھایا۔ کہ وہ سب کچھ نکال دیا گیا۔ تاہم جو کچھ باقی رہا وہ بھی صاف ہے۔ کیونکہ پہلے ۱۸۲۱ء و ۱۸۳۱ء و ۱۸۴۴ء میں جو ترجمہ عربی میں انجیل یوحنا کا باب ۱۴-۱۵ ابمقام لنڈن کیا گیا تھا۔ اس میں اس طرح لکھا تھا اگر تم مجھے دوست رکھتے ہو تو میری وصیتوں کو یاد رکھو۔ اور میں باپ سے مانگتا ہوں کہ وہ تمہیں فارقلیط دیگا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ اب لفظ فارقلیط کا ترجمہ جو ۱۸۵۱ء میں باپٹسٹ مشن میں چھپا ہے۔ اس میں دوسری تسلی دینے والی روح لکھا ہے۔ بصیغہ مؤنث۔ اور اس کے بعد جو بائبل کا ترجمہ ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے (جو میرے پاس موجود ہے) اس میں دوسرا تسلی دینے والا لکھا ہے۔ بصیغہ مذکر۔ اسی طرح تحریفات کا بازار گرم ہے۔ لیکن لنڈن میں جو عربی ترجمہ پہلے چھپا تھا۔ اس میں لفظ ... فارقلیط صاف درج ہے۔ مثلاً (الف) میری وصیتیں سنو (ب) میں باپ سے مانگتا ہوں وہ تمہیں فارقلیط دیگا جو ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ (ج) فارقلیط جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ تمہیں سب چیزیں سکھلائے گا۔ اور تم کو یاد دلائے گا۔ (د) اور اب میں نے تم کو اس کے آنے سے پہلے خبر کر دی تاکہ جب آئے تب تم اس پر ایمان لاؤ (ہ) اسکے بعد میں تم سے بہت کلام نہ کرونگا۔ اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے۔ اور مجھ میں اسکی کوئی چیز نہیں (و) پھر جب کہ وہ فارقلیط جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ وہ میرے لئے گواہی دیگا۔ (ز) میرا جانا ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ اگر نہ جاؤں گا تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔ وہ آن کر دنیا کو گناہ پر اور نیکی پر اور حکم پر سزا دیگا۔ گناہ پر اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے (ح) لیکن جب وہ فارقلیط آوے گا تو تمہیں راہ حق بتائیگا اور تم کو آئندہ کی خبریں بتلائیگا۔ علم غیب (ط) وہ میری بزرگی بیان کرے گا۔ اس لئے کہ وہ میری چیزیں پا کر تمہیں خبر کرے گا (وغیرہ وغیرہ)۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ اہل کتاب سلف سے خلف تحریف کتب آسمانی کی کرتے چلے آئے ہیں جیسے قرآن شریف سے ثابت ہے پس سب سے پہلے جو انجیل عبری زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس میں خاص اور صاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک احمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) درج تھا۔ اور اسکا ترجمہ جب یونانی زبان میں ہوا تو پیرکلوطوس کیا جس کے معنے احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور پھر یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا تو اسکا معرب فارقلیط بنایا گیا چنانچہ ایک پادری صاحب نے

لفظ فارقلیط کی تحقیق میں ایک رسالہ لکھکر کلکتہ میں سنہ ۱۲۶۸ ہجری میں شائع کیا اسمیں وہ اسطرح پر لکھتے ہیں: ۔ یہ لفظ فارقلیط یونانی زبان سے معرب کیا گیا ہے۔ پس اگر اس کی اصل پاراکلی طوس قرار دیجائے تو اس کے معنی معین اور وکیل کے ہیں اور اگر کہیں اصل پیرکلوطوس ہے تو اسکے معنے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قریب ہیں پس جس عالم اہل اسلام نے اس بشارت سے استدلال کیا ہے۔ تو وہ اصل پیرکلیطوس سمجھا کیونکہ اسکے معنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہیں۔ پس اس نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، احمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خبر دی لیکن اصل پاراکلی طوس ہے بلفظہ کتاب عقائد اسلام مولوی عبدالحق مرحوم مفسر حقانی دہلوی:: اسکے بعد مولانا مرحوم لکھتے ہیں:: ہم کہتے ہیں۔ کہ اصل لفظ پیرکلوطوس ہی ہے۔ اور یونانی میں بہت تشابہ ہے۔ اس کو پاراکلی طوس غلطی سے پڑھ لیا۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے تو ہم پہلے ان کے اکابرین کی تحریف وتبدیل ثابت کر چکے ہیں۔ کوئی بعید نہیں کہ پیرکلوطوس کا پاراکلی طوس بنا لیا اس میں کچھ زیادہ فرق نہیں اگر پاراکلی طوس کو بھی رہنے دیا جائے تب بھی ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کیونکہ معین اور وکیل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک ہیں۔ فقط:: دوسری بات یہ ہے۔ کہ ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک اہل کتاب اور دیگر لوگ۔ فارقلیط کے تشریف لانے کے منتظر تھے اسی واسطے بعض لوگوں نے فارقلیط ہونیکا دعویٰ بھی کیا تھا اور بعض نے ان کو مان بھی لیا تھا۔ چنانچہ منتس مسیحی نے قرن ثانی میں دعویٰ کیا تھا کہ میں فارقلیط نبی ہوں جس کی حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خبر دی ہے۔ بہت سے عیسائی لوگ اس پر ایمان لائے اس کے تابع ہوگئے۔ جیسے کہ ولیم میور صاحب نے اپنی "تاریخ کی کتاب کے تیسرے باب میں اس کا اور اس کے متبعین کا حال لکھا ہے اور یہ کتاب سنہ ۱۸۴۷ء میں چھپی۔ اور ارباب التواریخ کا مصنف بھی جو عیسائی ہے لکھتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے یہود ونصاریٰ ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے اسی وجہ سے ملک حبشہ کا بادشاہ نجاشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال سن کر ایمان لایا۔ اور کہا کہ بلا شک یہ وہی نبی ہے جس کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں دی تھی۔ کیونکہ بادشاہ نجاشی توراۃ وانجیل کا پورا واقف تھا اسی طرح مقوقس بادشاہ قبط نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کیا۔ اور بہت سے ہدایا آپکے حضور میں روانہ کئے اور یہ بادشاہ توراۃ وانجیل کا بڑا عالم تھا۔ اسی طرح جارود بن العلا جو اپنی قوم نصاریٰ میں بڑا عالم

تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔ اور اسی طرح ہرقل شاہ روم نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کیا علے ہذا القیاس بہت سے ذی شوکت نصاریٰ کے عالموں نے اسلام قبول کیا۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کوئی شوکت ظاہری قائم نہیں ہوئی تھی۔ بس اندریں حالات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی بشارت دی ہے۔ تورات وانجیل وزبور سے ثابت ہے کہ پہلے ہی نور کے آنے کی خبر دی۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں۔ لقد جاءکم من اللہ نور سے دی ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ جسکی بابت انجیل یوحنا سے درج ہوچکا ہے۔ کہ نور پر سب ایمان لاویں۔ اور دوسری بشارت فارقلیط احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک سے دی گئی تھی۔ اس کی تصدیق قرآن شریف سے یوں ہوتی ہے۔ و اذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ومبشرًا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھٰذا سحر مبین ٥ (سورہ صف) یعنے جب کہا حضرت عیسٰی علیہ السلام ابن مریم نے کہ اے بنی اسرائیل تحقیق میں اللہ تعالیٰ کا رسول تمہاری طرف آیا ہوں۔ تصدیق کرتا ہوں۔ جو مجھ سے پہلے تورات میرے پاس ہے۔ اور خوشخبری سناتا ہوں۔ تم کو ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں۔ ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ آگیا۔ معجزات کے ساتھ تو بولے یہ جادوگر ہے:: دیکھئے یہ بشارت کیسی صاف اور صریح مولود شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ثابت ہے۔ کہ لفظ ونام فارقلیط معنے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انجیل یوحنا میں ظاہر ہے۔ جس کی اصل یونانی زبان میں پیرکلوطوس ہے اور معرب فارقلیط ہے۔ اور اب تحریفاً اس کا ترجمہ تسلی دینے والا کیا گیا۔ خیر مضائقہ نہیں تسلی دینے والے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں:: غرض کہ ان تمام تحریرات دستاویزات تورات انجیل۔ زبور محرفہ موجودہ میں واقعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف درج ہے:: اب میں اصلی انجیل غیر محرف سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ مولود شریف لکھتا ہوں۔

اصلی اور صحیح غیر محرف انجیل برناس حواری

کی کتاب سے مولود شریف کا ثبوت

یہ انجیل برناس اصلی و صحیح تحریف اہل کتاب سے محفوظ ہے۔ جس کا ذکر تذکرہ تورات و انجیل موجودہ میں ہے۔ جو تاریخ پاپا جلاسیوس کے حکم سے سنہ ۴۹۲ عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ اس میں اس انجیل کا تذکرہ ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے۔ اسی سال پیشتر کا زمانہ ہے۔ ایطالی و یونانی زبان سے اس کا ترجمہ عربی میں ہوا اور اب سنہ ۱۹۰۹ء میں عربی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔ جو مولوی انشاء اللہ خاں صاحب کے مطبع وطن لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا ہے مختصراً اقتباس اس طرح پر ہے:۔ (۱) بارہویں فصل۔ آیت ۷۔ پاک ہے نام قدوس اللہ کا جس نے تمام رسولوں اور نبیوں کا نور پیدا کیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۔ اس کے حاشیہ میں ہے عربی۔ خلق اللہ کل المخلوق برحمته وخیره ذکر فی الزبور اول خلق الله نور محمد کل الانبیاء والاولیاء نور رحمته نور الانبیاء رسول اللہ۔ بلفظہ: (۲) پینتیسویں فصل، آیت ۸۔ اور رسول اللہ کو بھی جس کی روح اللہ نے ہر ایک دیگر چیز سے ساٹھ ہزار سال قبل پیدا کی۔

(۳) چھتیسویں فصل۔ آیت ۶۔ لیکن انسان بجائیکہ تحقیق تمام انبیاء بجز اس رسول اللہ کے آچکے ہیں۔ جو کہ جلد تر میرے بعد آئیگا۔ کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے۔ کہ میں اس کے راستہ کو صاف کروں۔ بلفظہ صفحہ ۵۵: (۴) انتالیسویں فصل۔ آیات (۱۴) پس جب کہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا۔ اس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کی طرح چمکتی دیکھی جس کی عبارت تھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (۱۵) تب آدم نے اپنا منہ کھولا۔ اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ اے میرے پروردگار اللہ۔ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھ کو پیدا کیا۔ (۱۶) لیکن میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے کیا معنے ہیں۔ محمد رسول اللہ۔

(۱۷) تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم (۱۸) اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا (۱۹) اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت سے سال بعد دنیا میں آئے گا۔ (۲۰) دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ (۲۱) یہ وہ شے ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں (۲۲) پس آدم نے بلمنت یہ کہا۔ کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں

کے ناخنوں پر عطا فرما۔ (۲۴) تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر لا الٰہ الا اللہ (۲۶) اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت محمد رسول اللہ (۲۷) تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ[1] دیا۔ (۲۸) اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔ اور کہا مبارک ہے وہ دن جس میں کہ تو دنیا کی طرف آئے گا۔ بلفظ۔ صفحہ ۶۰۔۶۱ (۵) اکتالیسویں فصل۔ آیت ۳۰ بس جبکہ آدم نے مڑ کر نگاہ کی تو اس نے فردوس کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تب وہ اس وقت رو دیا۔ اور کہا اے بیٹے کاش اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرے کہ تو جلد آئے۔ اور ہم کو اس کم بختی و مصیبت سے چھڑائے بلفظ۔ صفحہ ۶۴۔۶۵ (۶) بیالیسویں فصل۔ آیات (حضرت مسیح علیہ السلام کا کلام) (۱۵) کیونکہ میں اس کے لائق بھی نہیں ہوں۔ کہ اس رسول اللہ کے جوتے کے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں جسکو تم مسیّا کہتے ہو۔ (۱۶) وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا۔ اور اب میرے بعد آئے گا۔ اور وہ بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئے گا۔ اور اس کے دین کو کوئی انتہا نہ ہوگی۔ بلفظ۔ صفحہ ۶۶: (۷) تینتالیسویں فصل آیات (۹) اور یوں جب اس نے عمل کا ارادہ کیا سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی وہ رسول جس کے سبب سے تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔ (۱۳) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک نبی جب وہ آتا ہے تو وہ فقط ایک ہی قوم کے لئے اللہ کی رحمت کی نشانی اٹھا کر لاتا ہے (۱۴) اور اسی وجہ سے ان انبیا کا کلام اس قوم سے آگے نہیں بڑھا جس کی جانب وہ بھیجے گئے تھے (۱۵) لیکن رسول اللہ جب آئے گا اللہ اسکو وہ چیز عطا کرے گا جو کہ اس کے ہاتھ کی انگشتری مانند ہے۔ (۱۶) پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لئے خلاص اور رحمت لائے گا۔ جو اس کی تعلیم کو قبول کریں گے (۱۷) اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کیساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی عبادت کو مٹادے گا۔ کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔ الخ بلفظ صفحہ ۶۸: (۸) پچپنویں فصل۔ اس فصل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام مخلوق کی شفاعت کرنے کا ذکر ہے۔ بوجہ خوف اطناب ترک کیا گیا۔ دیکھو صفحہ ۸۵ تا ۸۷: (۹) بہترویں فصل آیات (۱۲) تب اس وقت اندراس نے کہا اے معلم ہمارے لئے کوئی نشان بتا۔ تاکہ ہم اس رسول کو پہنچانیں (۱۳) تب یسوع نے جواب دیا بے شک وہ تمہارے زمانہ میں آئیگا بلکہ تمہارے بعد کئی برسوں کے جس وقت کہ میری انجیل باطل کردی جائیگی۔ اور قریب قریب تیس مومن بھی

---

[1] بوسہ دیا یعنی تقبیل ابہامین سنت آدم علیہ السلام کی ہے۔ جو مسلمان لوگ ادا کرتے ہیں:۔

نہ پائے جائیں گے (۱۴) اس وقت میں اللہ دنیا پر رحم کریگا پس وہ اپنے رسول کو بھیجے گا۔ جس کے سر پر ایک
سفید ابر کا ٹکڑا قرار پذیر ہوگا۔ اس وقت ایک اللہ کا برگزیدہ پہچانے گا اور وہی اسے دنیا پر
ظاہر کرے گا (۱۵) اور وہ بدکاروں پر بڑی قوت کے ساتھ آئے گا۔ اور بتوں کی پوجا کو دنیا سے
نابود کر دے گا (۱۶) اور میں اس بات کو راز کی طرح کہتا ہوں۔ کیونکہ اسکے ذریعہ سے اس کا اعلان ہوگا
اور اللہ کی بڑائی کیجائے گی[۵۱]۔ اور میری سچائی ظاہر ہوگی۔ (۱۷) اور عنقریب وہ ان لوگوں سے انتقام
لے گا۔ جو کہتے ہیں[۵۲]۔ کہ میں انسان سے بڑھکر ہوں۔ (۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تحقیق چاند اس کو
اس کے بچپن میں سلانے کیلئے لوریاں دیگا۔ اور جب بڑا ہوگا تو وہ اس چاند کو دونوں ہتھیلیوں[۵۳]
سے پکڑے گا (۱۹) پس چاہیے کہ دنیا اس کے انکار کرنے سے ڈرے۔ الخ صفحہ ۱۰۹-۱۱۰ (۱۰) بیاسیویں
فصل آیات (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ایک ایماندار سامری عورت سے) (۹) عورت نے جواب دیا
تحقیق ہم مسیا کے منتظر ہیں۔ پس جب وہ آئیگا۔ ہمیں تعلیم دیگا (۱۰) یسوع نے جواب میں کہا۔ اے عورت
کیا تو جانتی ہے کہ مسیا ضرور آئے گا۔ (۱۱) اس عورت نے جواب دیا ہاں اے سید (۱۲) اسوقت
یسوع کا چہرہ چمک اٹھا اور اس نے کہا اے عورت مجھے دکھائی دیتا ہے کہ تو ایمان والی ہے (۱۳)
پس تو اب معلوم رکھ کہ تحقیق مسیا پر ہی ایمان لانے سے اللہ کا ہر ایک برگزیدہ خلاصی پائے گا۔
(۱۴) اس حالت میں یہ واجب ہے کہ تو مسیا کی آمد کو جانے (۱۵) عورت نے کہا شاید تو ہی مسیا ہے
اے سید (۱۶) یسوع نے جواب دیا حق یہ ہے۔ کہ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی طرف خلاص کا نبی
بنا کر بھیجا گیا ہوں (۱۷) لیکن میرے بعد جلد ہی مسیا اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا تمام دنیا کیلئے آئیگا وہ مسیا کہ اللہ
نے اسی کی وجہ سے دنیا کو پیدا کیا ہے (۱۸) اور اسوقت تمام دنیا میں اللہ کو سجدہ کیا جائیگا۔ اور رحمت[۵۴]
حاصل کی جائیگی۔ کہ جوبلی کا سال جو اس وقت ہر سو برس پر آتا ہے مسیا اس کو ہر سال ہر ایک
جگہ میں بناوے گا۔ بلفظ۔ صفحہ ۱۲۳۔

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جوبلی یعنی مولود شریف
ہر سال ہوا کریگا۔ ان کی پیش گوئی کیسی پوری ہو رہی ہے۔ منکرین خسران میں ہیں۔ (۱۱) تراسی فصل
آیات (۲۴) اور آدھی رات کی نماز کے بعد شاگرد یسوع کے قریب گئے (۲۵) تب یسوع نے
ان سے کہا یہی رات مسیا رسول اللہ کے زمانہ میں وہ سالانہ جوبلی ہوگی۔ جو اسوقت ہر سو برس میں

۵۱ اذان میں۔ ۵۲ یعنی عیسائی۔ ۵۳ معجزہ شق القمر۔ ۵۴ رحمت الخ۔ وما ارسلنک الا رحمۃ
للعلمین۔ قرآنی آیت ہے ۱۲۔

آئی ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۲۵ در بارہ پیش گوئی جوبلی د مولود شریف کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی۔ جوبلی انگریزی لفظ ہے۔ اس کے معنے خوشی کا جلسہ ہے۔ جو بادشاہوں کے لئے سو یا پچاس سال بعد کیا جایا کرتا تھا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہ ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی ہے کہ ان کی جوبلی جشن یعنی مولود شریف ہر سال نہایت احتشام واہتمام کرام سے ہوا کرے گا۔ اس لئے سب سے اول بھی ایک بادشاہ سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے ہی اس کو شروع کیا پھر اس کے بعد دیگر سلاطین نے بھی اس عمل خیر و برکت وانبساط ومسرت کو شریعت کے مطابق جاری رکھا اور قیامت تک جاری رہے گا اور خاص کر مقام مولد شریف مکہ معظمہ پر ہر سال یہ مولود شریف ہوتا ہے۔ جہاں شریف مکہ معہ علماء حرم حاضر ہوتے ہیں اور نہایت خوشی وخرمی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وہابڑے جلا کریں۔ دشمن نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ہوئے۔

ان تمام تحریرات توراۃ زبور وانجیل کی تصدیق

قرآن شریف واحادیث سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل۔ الآیہ (سورہ اعراف) یعنے وہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ) لوگ جو تابعداری کرتے ہیں۔ اس رسول کی جو نبی امی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے جس کا ذکر وہ لکھا ہوا پاتے ہیں اپنی توریت اور انجیل میں یعنی اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام وحلیہ وغیرہ حالات لکھا ہوا اپنی کتابوں توریت وانجیل میں پاتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے ابھی اوپر بیان ہو چکا ہے اور اہل کتاب ہمیشہ ان کے حالات پڑھتے ہیں۔ جس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس طرح فرماتے ہیں:۔

حدیث شریف:۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ ساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رات حین وضعتنی وقد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیھقی وابن حبان ذکرہ القسطلانی فی مواہب اللدنیہ۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے پاس

(لوح محفوظ و توریت وانجیل میں) خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی (گارہ) میں تھے۔ سو میں تمہیں خبر کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں (سورہ بقر) اور حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں (سورہ صف) اور میں اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں۔ جو انھوں نے میرے ظہور کے وقت دیکھا کہ ان میں ایک نور روشن ہوا۔ جس سے محلات شام کے نظر آئے تھے (روایت کیا اس کو احمد۔ اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابن حبان رضی اللہ عنہم نے اور ذکر کیا امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب مواہب اللدنیہ میں) اس کے علاوہ احادیث اور بھی ہیں جو انشاء اللہ تعالی لکھی جائیں گی۔

فصل چہارم احادیث شریف سے مولود شریف کا ثبوت

احادیث شریف مولود شریف کے اثبات میں اس قدر ہیں کہ ایک دوسری کتاب بسوط تیار ہو بخوف اطناب مختصراً لکھی جاویں گی۔ بعض وہابی لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ مسلمان بدعت مذمومہ کو اپنا ایمان سمجھکر کرتے ہیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا مولود شریف کیا یا کرنیکا حکم دیا یا خلفاء راشدین وصحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے اس عمل کو کیا جو یہ مسلمان کرتے ہیں گویا بالکل بدعت سیئہ کا کام کرتے ہیں اور قیام تعظیمی کرکے مشرک بنتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیہ کی دلیل بدعت سیئہ ہونے کی یہی ہے تو وہابیہ سب سے پہلے بدعتی ہیں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بدعت کیا ہے۔ اور باتیں تو جانے دو اسوقت صرف قرآن شریف ہی اپنے ہاتھ میں لو جسکو تمام دنیا اور وہابی لوگ پڑھ رہے ہیں۔ اس ہیئت کذائیہ سے دفتین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا اب کوئی لاہور کا چھپا ہوا ہے کوئی دہلی۔ کوئی لکھنو۔ کوئی بمبئی وغیرہ کا طبع شدہ ہے یہ قرآن شریف نہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نہ صحابہ کرام اور نہ تابعین اور نہ تبع التابعین خیر القرون میں تھا تو اب اس قرآن شریف کا پڑھنا بدعت سیئہ ہو گیا۔ ذرا ہوش کرو۔

اس بات میں زیادہ تر احادیث کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم۔ مولفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا المکرم شیخ الدلایل مولوی محمد عبد الحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی میں سے لکھی جائیں گی (جو حسب الارشاد حضرت عارف باللہ مولانا حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد جماعت دیوبندیہ کے ۱۳۰۷ھ کو دہلی میں طبع ہوئی) میں نے حضرت شیخ الدلایل کی زیارت کی ہے کہ وہ اعلی درجہ کے عالم فقیہ و محدث اور متقی پرہیزگار سلسلہ نقشبندیہ

کے صاحب ارشاد کامل بزرگ مکہ معظمہ میں مدت سے بحالت ہجرت تشریف رکھتے ہیں عمر قریباً ستر سال سفید ریش خوش شکل چہرہ پر نور جن کی خدمت میں تمام اطراف کے حجاج جو مکہ معظمہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان سے اسناد و اجازت وظایف دلائل الخیرات۔ حزب البحر۔ حزب الاعظم وغیرہ کی حاصل کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف بھی ۱۳۳۲ ہجری کو جب مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ بروز پنجشنبہ اجازت و سند تحریری وظایف دلائل الخیرات حزب البحر۔ حزب الاعظم پڑھنے کی ان سے حاصل کی۔ اس کا اظہار بصورت ریا نہیں بلکہ عطا نعمت کا اظہار بموجب حکم خداوندی۔ واما بنعمۃ ربک فحدث ہے دوم یہ کہ وہابیہ وظایف دلائل الخیرات کو شرک سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اجازت نامہ جات و سندات کو بوجہ طوالت درج نہیں کیا جاتا۔

احادیث کے شروع کرنے سے پہلے عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ بعض وہابی لوگ یہ کہدیا کرتے ہیں کہ لفظ میلاد یا مولد کسی حدیث کی کتاب میں نہیں آیا۔ تو یہ بدعتی لوگ میلاد میلاد کا رٹے پھرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہابیوں کی زبان پر بدعت۔ شرک و کفر کا ایسا وظیفہ ہے۔ کہ ہر دم پاس نفاس کی طرح دور ہی نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ نمازوں میں بھی اس وظیفہ کا ذکر رہتا ہے لیجئے میں حدیث کی ہی کتاب سے لفظ میلاد اور مولد کا دکھلاتا ہوں۔ تاکہ آپ کی حدیث دانی بھی معلوم ہو جائے۔ (۱) جامع ترمذی جو صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں خاص باب اس طرح پر ہے۔ باب ماجاء فی میلاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ اسی باب کے نیچے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے میلاد مبارک کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔ اس طرح پر کہ ولدت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل یعنی میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب اصحاب فیل کا واقعہ ہوا ہے اس سال پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ انت اکبر ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اکبر منی وانا اقدم منہ فی المیلاد :- کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں۔ لیکن پیدائش میں مقدم ہوں۔ (الدر المنتظم) (۲) ابن سعد اور ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت امام جعفر صادق محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا۔ کان انا تدما صحب الفیل للنصف من المحرم فیبن الفیل وبین المولد رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم خمس و خمسون لیلۃ - یعنی اصحاب الفیل کا آنا نصف محرم کو ہوا پس فاصلہ درمیان اس واقعہ کے اور پیدا ہونے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچپن رات کا تھا - دیکھئے! کتب احادیث میں لفظ مولدا ور میلاد موجود ہے۔ پھر اس کا انکار بے سود ہے قرآن شریف اور کتب سماوی توراۃ - زبور - انجیل - و احادیث شریف و اجماع سے مولود شریف ثابت ہے - قرآن شریف اور توراۃ و زبور و اناجیل کی عبارات درج ہو چکی ہیں - اب احادیث شریف پیش کی جاتی ہیں - اس کا انکار آپکے امام المنکرین مولوی رشید احمد صاحب بھی نہیں کر سکے ان کی تحریر یہ ہے - جناب فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیر اور حالات اور ذکر حالات اون قرون میں بطریق وعظ و تدریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا - بلفظ فتوائے رشید احمد صفحہ ۱ سطر ۸ :- چلیئے مفتی جی اب میں احادیث پیش کرتا ہوں - تاکہ آپ کے شکوک رفع ہوں بخوف اطناب عبارات عربی احادیث کا ترجمہ اردو لکھتا ہوں - تاکہ آپ کی سمجھ میں پورے طور پر آئے - یہ سب کچھ کتاب الدر المنظم سے لکھوں گا :-

فصل پنجم

وہ احادیث شریف جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی ولادت مبارک کا ذکر فرمایا ہے

(۱) حدیث شریف :- امام بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے - کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری پیدائش بنی آدم کے بہترین زمانوں میں ہوئی - اور یہ زمانہ کی فضیلت حضرت کے وجود سے لیکر وقتاً فوقتاً علی سبیل الترقی چلی آئی - یہاں تک کہ جس زمانہ میں میری پیدائش ہوئی وہ زمانہ سب سے افضل تھا - بلفظ حاشیہ صفحہ ۱۱ - (۲) حدیث شریف :- تخریج کی ہے - امام مسلم نے واثلہ بن الاسقع سے - کہا واثلہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اولاد کنانہ کو اور اولاد . . . . . کنانہ سے قریش کو - اور قریش سے اولاد ہاشم کو اور اولاد ہاشم سے مجھ کو بلفظ صفحہ ۱۱ - (۳) حدیث شریف :- بیہقی اور طبرانی اور ابونعیم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تخریج کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلقت کو پیدا فرما کر اس میں سے آدم

کو پسند فرمایا۔ اور اولاد آدم سے عرب کو اور عرب سے قبیلہ مضر کو اور مضر سے قبیلہ قریش کو اور قریش سے اولاد ہاشم کو۔ اور اولاد ہاشم سے مجھ کو۔ سو میں نسلاً بعد نسل تمام خلقت سے بہتر ہوں بلفظہ صفحہ ۱۱۔ (۴) حدیث شریف:۔ تخریج کی احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے عرباض بن ساریہ سے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عبد اللہ اور خاتم الانبیا ہوں۔ اس وقت سے کہ آدم ہنوز مٹی میں ملے ہوئے تھے۔ اور دیکھو میں تمہیں خبر دیتا ہوں میں دعا ہوں ابراہیم کی اور عیسیٰ کی خوشخبری اور اپنی ماں کا خواب ہوں۔ اسی طرح اور انبیاء کی مائیں خواب دیکھا کیں۔ میری ماں نے وقت ولادت دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا کہ جس سے ملک شام کے محل نظر آنے لگے۔ صفحہ ۱۵۔ (۵) حدیث شریف:۔ مواہب اللدنیہ میں ابو قتادہ انصاری خزرجی سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے دوشنبہ کے روزہ رکھنے کو دریافت کیا آپ نے فرمایا وہ دن اسی قابل ہے کیونکہ اسی روز میں پیدا ہوا ہوں۔ اور اسی روز اول مجھ پر نزول وحی ہوا یہ روایت مسلم میں ہے۔ صفحہ ۱۶:۔ اس کے علاوہ بیس احادیث اسی میلاد مبارک کی اور درج ہیں جن کو بوجہ طوالت نہیں لکھا گیا۔ گویا پچیس احادیث الدر المنظم میں درج ہیں یہ پانچ احادیث ان میں سے لکھی گئی ہیں۔ ماننے والے کے لئے ایک حدیث شریف بھی کافی ہے اور منکر کیلئے تمام مجموعہ احادیث بھی کافی نہیں۔ بلکہ قرآن شریف بھی:۔

فصل ششم

وہ چند احادیث جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوجہ مذمت منکرین خود منبر پر تشریف فرما کر میلاد مبارک کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ترمذی نے مطلب بن ابی وداعہ سے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کچھ مذمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفار سے سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ سو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر چڑھے۔ اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ علیک السلام ہیں آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں تحقیق اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا فرمایا۔ اور بہترین خلق سے مجھ کو بنایا۔ پھر دو گروہ کئے سو مجھ کو بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل بنائے۔ اور مجھ کو افضل قبیلہ میں پیدا فرمایا۔ پھر گھرانے گھرانے جدے کئے۔ سو مجھ کو اللہ تعالےٰ نے باعتبار گھرانے کے افضل کیا ہے اور

ذاتی شرافت بھی عطا فرمائی ہے۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے۔ بلفظہ صفحہ ۷، ا۔ یہ حدیث قیام مولود شریف پر بھی دلیل ہے (۲) حدیث شریف: تخریج کی دلائل میں بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا خطبہ پڑھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں اور جس جگہ آدمی فرقے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو افضل فرقہ میں رکھا۔ سو پیدا ہوا میں ماں باپ اپنے سے اور مجھ کو جاہلیت کی بے احتیاطی نے ذرہ بھر کبھی نہیں چھوا۔ اور زمانہ آدم سے میرے ماں باپ تک میری پیدائش نکاح سے ہوئی۔ نہ سفاح سے۔ سو میں بہتر ہوں۔ اپنی ذات سے بھی اور باعتبار نسب کے بھی اللہ پاک بہتر زیادہ جاننے والا ہے۔ اسکا علم کامل تر ہے۔ صفحہ ۷، ا۔
یہاں علم غیب بھی ظاہر فرمایا۔ کہ خطبہ میں ۱۹ پشتیں فوراً بیان کر دیں۔ اللہ غنی

فصل ہفتم

وہ چند احادیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسرے کی درخواست پر اپنی ولادت باسعادت کا ذکر فرمایا

(۱) حدیث شریف: روایت کیا عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ انصاری سے جو صحابی ہیں۔ اور صحابی کے بیٹے ہیں کہا جابر نے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ماں باپ کو آپ کے اوپر نثار کروں یہ تو فرمائیے کہ سب سے پہلے کیا چیز پیدا ہوئی۔ فرمایا کہ اے جابر سب سے اول اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے (یہاں مواہب اللدنیہ سے نور کی تشریح کی ہے) سو یہ نور قدرت الٰہی سے پھرتا رہا۔ مشیت ایزدی کے مطابق۔ اور اس وقت لوح و قلم۔ جنت و دوزخ۔ فرشتہ۔ زمین و آسمان۔ سورج و چاند جن و انس کچھ نہ تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس نور کو چار حصہ کیا۔ ایک جزو سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے جزو کے چار حصے کر کے ایک جزو سے حاملان عرش دوسرے سے کرسی تیسرے جزو سے باقی فرشتے بنائے پھر چوتھے جزو کے چار حصے کئے۔ اول جزو سے تو آسمانوں کو اور دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے جزو سے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا۔ پھر چوتھے جزو کے چار

حصے کئے اول حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کی بینائی اور دوسرے سے انکے دلوں میں نورِ معرفت الٰہی کا بخشا۔ اور تیسرے حصے سے ان کی زبانوں کو نور عطا فرمایا۔ کہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے الحدیث بلفظہ صفحہ ۱۸۔ (یہ حدیث شریف کلہم علم غیب سے پڑھیے)

(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم اور طبرانی نے ابن اوس سے کہ میں ہجرت کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ آپ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا تھے۔ تو میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کر رہے تھے۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی آپ کی مدح میں نظم کہوں۔ آپ نے فرمایا کہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہر آفت سے بچادے۔ تو انھوں نے یہ قصیدہ پڑھا۔

قصیدہ نظم از حضرت عباس رضی اللہ عنہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

ثم ھبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغۃ ولا علق

بل نطفۃ ترکب السفین وقد الجم نسر واھلہ الغرق

منتقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق

وانت حین ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق

حتے احتوی بیتک المہیمن من خندف علیا تحتھا النطق

نحن فی ذلک الضیاء وفی النور وسبیل الرشاد نخترق

وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبہ انت کیف یحترق

ترجمہ:۔ (۱) آپ کی پیدائش دنیا سے پیشتر پاک وصاف تھی۔ درختوں کے سایہ اور جنتی مکان میں جب کہ جلے بہشتی اتر جانے سے آدم وحوا اپنے ستر عورت کیلئے پتے لپیٹتے تھے (۲) پھر آپ زمین پر اترے اور اس وقت نہ جامہ بشری میں تھے۔ اور نہ آپ گوشت کا ٹکڑا یا خون بستہ تھے۔ (۳) بلکہ نطفہ تھے اور اسی حالت میں نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہوئے۔ جب کہ نسر بت کے لگام دیا گیا۔ اور اس کے پوجنے والے غرق ہوگئے۔ (۴) آپ باپوں کی پشت سے ماؤں کے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک قرآن

آپ کو ختم ہوا۔ اور دوسرا شروع ہوا :: (۵) اور جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین و آسمان منور ہو گیا :: (۶) اور آپ کی بزرگی یہاں تک ہے۔ کہ آپ کا شرف حاوی ہو گیا۔ بڑے بڑے عالی نسب والوں کو :: (۷) سو ہم آپ کی اسی روشنی اور نور میں ہیں اور اسی نور کی بدولت ہدایت میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں :: (۸) آپ ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کی پشت میں پوشیدہ تھے۔ جب ان کو آگ میں ڈالا۔ پھر بھلا وہ کس طرح جل سکتے تھے۔

اسی طرح حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب خصائص کبرےٰ میں لکھا ہے۔ **بلفظہ صفحہ ۲۵۔۲۶+(۳۱)** حدیث شریف :۔ امام بخاری نے تخریج کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حسان (رضی اللہ عنہ) کے واسطے مسجد میں منبر بچھوایا کرتے تھے۔ تاکہ حضرت کی طرف سے اس پر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو کا جواب دیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ حسان کی مدد روح القدس سے کراتا ہے۔ جب تک وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ **بلفظہ صفحہ ۲۸** علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزدہ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سنکر بہت سے آدمی پیشوائی کو گئے جس طرح کہ ہمیشہ سے لوگ حکام اور امرا کی پیشوائی تعظیماً و تکریماً کیا کرتے تھے۔ نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دنوں میں تشریف لاتے تھے علاوہ بریں منافقین کی ایذارسانی کے مشورہ کی خبر پا چکے تھے۔ اور عورتیں بچے اور باندیاں اور لونڈیاں حضرت کی رونق افروزی کی خوشی میں نکل پڑی تھیں۔ اور پردہ نشین کوٹھوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیکھنے کو چڑھ گئی تھیں۔ کہ وہ حضرت کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئی تھیں۔ اگرچہ اسلام کا چرچا انہیں بیشتر تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار تھے

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا	مادعا للہ داع
ولبعدھا فیا یردی	....
ایھا المبعوث فینا	جئت بالامر المطاع

ترجمہ :۔ ہمارے اوپر پورا چاند ثنیات (گھاٹیاں) وداع کی طرف سے نکلا اور اوپر اس چاند

کے طلوع ہونے کا ہمیشہ شکر واجب ہے۔ اے وہ شخص کہ ہمارے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے آپ فرمان واجب الاطاعت لائے ہیں۔ صفحہ ۲۹ ؎

فصل ہشتم

حضرت خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے مولود شریف کا ذکر مختصراً

(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے مولود شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسےٰ بن وہب سے کہا۔ عیسیٰ نے کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا رضی اللہ عنہ کہ میں کعبۃ اللہ کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اور زید بن عمرو بن فضل وہاں کھڑا تھا۔ سو امیہ بن ابی الصلت نے وہاں آکر زید سے دریافت کیا کہ جس نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہو رہا ہے۔ ہم تم میں سے ہوگا۔ یا فلسطین والوں میں سے زید نے کہا۔ کہ مجھ کو یہ بھی خبر نہیں۔ کہ کسی نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ یہ گفتگو ان دونوں کی سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا۔ اور سب قصہ ان کی گفتگو کا بیان کیا۔ اس نے کہا۔ اے میرے بھتیجے سچ جس نبی کے مبعوث ہونے کا انتظار ہے۔ مجھ کو یہ خبر اہل کتاب اور علما سے تحقیق ہو چکی ہے کہ اہل عرب کے اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں پیدا ہوگا۔ میں نسب بھی خوب جانتا ہوں۔ اور تیرا نسب عرب میں بڑھ کر ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا۔ کہ وہ نبی کیا کہے گا کہا جیسا مشہور ہے وہ ہدایت کی باتیں کہیگا لیکن وہ ظلم نہ کرے گا اور نہ ظلم کیا جائے گا سو جب رسول اللہ صلے اللہ .... علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں حضرت کی رسالت کی تصدیق کر کے فوراً ایمان لے آیا بلفظہ صفحہ ۳۰۔۳۱ ؎

(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں کعب سے کہ حضرت ابوبکر کا اسلام لانا وحی کے سبب سے تھا۔ اور قصہ اس کا یوں ہے۔ کہ ملک شام میں بحالت تاجری ابوبکر نے ایک خواب دیکھا تھا۔ تو اثناء راہ میں کبیرا راہب سے اس خواب کا ذکر کیا۔ کبیرا نے دریافت کیا۔ کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ کہا کہ مکہ کا کہا قریشی ہے؟ کہا ہاں پھر کہا۔ کیا پیشہ کرتا ہے۔ کہا تاجر ہوں۔ کہا کبیرا نے کہ اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے۔ تیری ہی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ تو زندگانی بھر اس کا وزیر ہوگا۔ اور بعد میں خلیفہ ہوگا سو ابوبکر نے

حضرت کے مبعوث ہونے تک اس خواب اور تعبیر کو اپنے دل میں رکھا۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر کہا۔ کہ آپ کی نبوت میں کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جو خواب تونے ملک شام میں دیکھی تھی۔ (علم الغیب) یہ سنتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے لگالیا۔ اور پیشانی چوم لی۔ اور کہا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو۔ بلفظہ صفحہ ۳۱ (۳) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمن بیاضی سے اور محمد نے اپنے باپ سے اور باپ نے اس کے دادا سے۔ کہا کہ کسی نے ابوبکر سے دریافت کیا۔ کہ تم نے اسلام لانے سے پیشتر کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی دلیل دیکھی تھی۔ انہوں نے کہا۔ کہ قریش میں وہ کونسا شخص باقی رہ گیا ہے۔ جس کے اوپر حضرت کی نبوت ثابت نہیں ہوچکی۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا۔ کہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ اس قدر جھکی کہ میرے سر کو لگ گئی۔ پھر اس میں سے یہ آواز آئی۔ کہ جس نبی کا انتظار ہے۔ فلانے سن اور فلانے ماہ میں مبعوث ہوگا۔ تو اسکی تصدیق کر کے سب سے بڑھ کر سعادت حاصل کیجئے۔ بلفظہ صفحہ ۳۱-۳۲ (۴) حدیث شریف ابونعیم نے تخریج کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مثل چاند کے گردہ تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۲

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ہے۔ ابوموسیٰ مدافعی نے ذیل میں ابن کلبی سے اس نے عوانہ سے کہا۔ کہ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہمنشینوں سے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کوئی بات یاد ہو تو کہو۔ طفیل بن زید حارثی نے کہا۔ کہ اچھا اور ان کی عمر ایک سو ساٹھ ۱۶۰ برس کی تھی۔ کہ آپ کو خبر ہے۔ کہ مامون بن معاویہ کیا کچھ غیب کی اخبار دیا کرتا تھا۔ وہ لوگوں کو حضرت کی بعثت کی خبر دے کر وعظ میں ڈرایا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ وہی آکر تمسکو تہہ تیغ کر دیں گے۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا۔ اے کاش میں ان سے ملوں۔ اور ان کی بعثت سے پہلے نہ مرجاؤں۔ طفیل نے کہا۔ کہ پھر مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونیکی خبر ملی۔ اس وقت میں تہامہ میں تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یہ وہی نبی ہیں۔ کہ جن کے مبعوث ہونے کا مامون ذکر کیا کرتا تھا پھر کچھ دن گزرے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

عالمیں کی جماعتیں مشرف باسلام ہونے لگیں۔ تو اس وقت میں بھی مسلمان ہو گیا۔ بلفظہ صفحہ ۳۲
(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابن عساکر نے حسن کے طریق کے ساتھ سلمان سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل جو آپ کی پیدائش سے پیشتر کی کتب سابقہ میں ہیں۔ بیان کیجئے۔ کعب نے کہا کہ میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ابراہیم خلیل (علیہ السلام) کو ایک پتھر ملا تھا جس میں چار سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ اول سطر میں یہ تھا۔ کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ میں ہوں۔ میری ہی عبادت کرو۔ دوسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد میرا رسول ہے۔ خوبی ہے اسکے لئے جو اس پر ایمان لاکر اس کی اتباع کرے۔ تیسری سطر میں یہ تھا کہ میں ہی اللہ ہوں۔ سوا میرے کوئی معبود نہیں۔ جو میرا حکم مانے گا نجات پائے گا۔ اور چوتھی سطر میں یہ تھا۔ کہ میں ہی اللہ ہوں۔ اور حرام میری ملک ہے۔ اور کعبہ میرا گھر ہے۔ جو میرے گھر میں آجائے گا۔ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ بلفظہ صفحہ ۳۲۔ (۳) حدیث شریف:۔ تخریج کی طبرانی نے اوسط اور صغیر میں۔ اور ابن عدی اور حاکم نے معجزات میں اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے عمر ابن خطاب سے (رضی اللہ عنہ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے صحابہ کے مجمع میں بیٹھے تھے کہ یکایک ایک جنگلی آدمی گوہ پکڑ کر لایا۔ اور کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قسم ہے لات اور عزے کی میں تجھ پر ہرگز ایمان نہ لاؤنگا۔ جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے گی۔ آپ نے فرمایا۔ اے گوہ! اس نے نہایت فصاحت کے ساتھ عربی میں کہا لبیک وسعدیک یا رسول اللہ کہ جس کو سب حاضرین خوب سمجھے۔ پھر حضرت نے گوہ سے فرمایا۔ کہ تو کسی کی بندگی کرتی ہے۔ کہا جس کا عرش آسمان پر ہے۔ اور زمین پر اس کی سلطنت ہے۔ اور دریا میں اسکا رستہ ہے۔ اور جنت میں اس کی رحمت اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا۔ کہ آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ جو آپ کی تصدیق کرے مراد پائے اور جو آپ کو جھٹلائے۔ برباد ہوئے۔ یہ سنتے ہی جنگلی ایمان لے آیا الخ بلفظہ صفحہ ۳۳۔
(۴) حدیث شریف:۔ تخریج کی ہے۔ حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی۔ اور عتاب الہٰی میں ہوئے۔ تو اس نے یہ کہا۔ کہ میں بحق محمد صلے اللہ علیہ وسلم، تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرا گناہ بخشدے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ

تُونے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کس طرح جانا۔ عرض کیا کہ اے پروردگار تونے مجھکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور مجھ میں روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو عرش کے پایہ پر لکھا ہوا پایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے جان لیا۔ تونے اپنے نام کے ساتھ دوسرا نام نہیں ملایا مگر اپنے خاص پیارے کا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہ آدم تونے سچ کہا۔ اور جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تجھ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف:۔ تخریج کی ابو نعیم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ میں ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا تھا۔ جب ہم لوگ حدود شام میں پہنچے۔ وہاں ایک عورت غیب کی خبریں دینے والی تھی۔ راستہ میں ملی۔ اور کہا کہ جو میرا یار آسمان کی خبریں لادیا کرتا تھا۔ ان دنوں وہ میرے دروازے پر آیا۔ میں نے کہا اندر آؤ۔ اور کچھ خبریں سناؤ۔ اس نے کہا اب موقع نہ رہا۔ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیدا ہو گیا۔ اور قابو سے بات باہر ہو گئی۔ پھر میں وہاں سے مکہ کو واپس آیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا۔ کہ پردہ سکوت سے نکل کر خلقت کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت کر رہے ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ذکر مولد شریف

(۱) حدیث شریف:۔ کتاب احکام ابن القطان میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں قبل از پیدائش آدم (علیہ السلام) چودہ ہزار برس پیشتر اللہ تعالےٰ کے سامنے ایک نور محض تھا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۴۔

(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم اور بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب سے کہ ایک یہودی کے چند دینار حضرت کے ذمہ تھے۔ اُس نے آپ پر تقاضا کیا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اسوقت دینے کے لئے کچھ نہیں۔ اس نے کہا۔ میں تم سے بدون لئے یہاں سے ہرگز نہ جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں بھی تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ حضرت نے اسی جگہ تشریف رکھی۔ یہاں تک کہ پنجگانہ نماز بھی وہاں ہی پڑھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے یہ کیفیت دیکھکر اس کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا۔ اور عرض کیا کہ یا حضرت یہودی کا یہ حوصلہ ہے

آپ کو روک سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ کو میرے رب نے ظلم سے منع کیا ہے خواہ معاہد ہو یا اور کوئی جب دن نکلا تو یہودی خود بخود مسلمان ہوگیا اور آدھا مال اسی وقت فی سبیل اللہ دے دیا۔ اور حضرت کی خدمت میں معذرت کی کہ جو کچھ مجھ سے درباب تقاضا ظہور میں آیا ہے۔ اسکا سبب یہ تھا۔ کہ میں آپ کی اس صفت کی جانچ کرتا تھا جو تورات میں آئی ہے کہ محمد بن عبداللہ کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ طیبہ یعنی مدینہ ہے اور ملک اسکا شام اور وہ نہ درشت خو سخت مزاج نہیں۔ اور نہ بازاروں میں شور کرنے والا۔ اور نہ اسکی خصلت میں بے حیائی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اور تم اس کے رسول ہو۔ اور جو نصف باقی میرا مال ہے یہ بھی آپ کے حکم پر نثار ہے۔ اور یہودی بڑا مالدار تھا۔ بلفظہ صفحہ ۳۵

(۳) حدیث شریف:۔ مواہب لدنیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت آدم سے لیکر کوئی نبی ایسا نہیں آیا۔ کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امر کا عہد نہ لیا ہو۔ کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور تمہارے وقت میں ہو تو تم اس پر ایمان لانا۔ اور اس کی مدد کرنا۔ اور یہی وعدہ ہر ایک نبی اپنی قوم سے لیتا تھا۔ اور یہ حدیث ابن عباس اور علی رضی اللہ عنہما سے موقوف بھی مروی ہے۔ باعتبار لفظوں کے موقوف ہے۔ باعتبار معنوں کے مرفوع ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۵:۔

(حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابونعیم نے ساتھ طریق حریش بن ابی حریش طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ جب اول مرتبہ خانہ کعبہ شہید ہوا۔ تو اس میں سے ایک پتھر لکھا ہوا نکلا تھا۔ بعد از آں ایک خواندہ آدمی کو بلایا۔ تو اس نے اس پر سے یہ عبارت پڑھی: میرا[۱] بندہ سب سے منتخب اور متوکل اور میری طرف رجوع ہونے والا اور برگزیدہ وہ ہے۔ جس کی پیدائش کی جگہ مکہ اور ہجرت کی جگہ طیبہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہوگا۔ جب تک ٹیڑھے راستہ کو سیدھا نہ کردے گا۔ اور وہ گواہی دیگا۔ اس امر کی کہ سوا خدا کے اور کوئی معبود نہیں۔ اور امتی[۲] اسکے نہایت تعریف کرتے ہیں۔ ہر ٹیلہ پر[۳] اور تہبند[۴] ناف پر باندھتے ہیں۔ اور ہاتھ پاؤں کو صاف رکھتے ہیں۔ بلفظہ صفحہ

[۱] میرا بندہ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ [۲] اور امتی الخ یعنے مولود شریف میں خوب تعریف کرینگے یہی لوگ سنی ہیں۔
[۳] ہر ٹیلہ پر الخ یعنے اذان کہیں گے منبر یا اونچی جگہ کھڑے ہو کر۔ [۴] تہبند الخ احناف اہلسنت وجماعت تہبند ناف پر باندھتے ہیں۔

(۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابی سعد اور بیہقی نے طریق ابراہیم ابن محمد بن طلحہ سے کہا۔ فرمایا طلحہ بن عبید اللہ نے کہ میں بصرہ کے بازار میں جو گیا۔ تو کیا دیکھا کہ ایک شخص غیب کی خبر دینے والا اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا معتقدوں سے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ ان دنوں کے آنے والوں میں دریافت کرو۔ کہ ان میں کوئی حرم کا بھی آدمی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں میں ہوں۔ اس نے پوچھا۔ کہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور تمہارے یہاں ہو چکا ہے۔ میں نے کہا۔ کون احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا جو عبداللہ بن عبد المطلب کا بیٹا ہے۔ جان تو کہ اسی مہینے میں اس کا ظہور ہوگا۔ اور وہ ختم الانبیاء ہے۔ اس کے ظاہر ہونے کی جگہ مکہ ہے۔ اور ہجرت کرنے کی جگہ اس طرف ہے۔ جہاں کھجور کے درخت اور پتھریلی زمین اور شوریلی ہے۔ تجھ کو چاہیئے کہ اس کی طرف سبقت کرے۔ طلحہ کہتے ہیں۔ کہ میرے دل میں اس کی بات گڑ گئی۔ اور میں مکہ کی طرف بہت جلد آیا۔ اور دریافت کیا کہ کوئی نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ جس کو امین کہا کرتے تھے اور اس کے ساتھ ابو قحافہ کا بیٹا بھی ہو گیا ہے۔ پھر میں وہاں سے نکل کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور بصرہ کے راہب کا قصہ بیان کیا۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جا کر دی۔ سو حضرت کو اس خبر کے سننے سے خوشی ہوئی پھر طلحہ بھی ایمان لے آئے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۶۔۳۷۔

(حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی بغوی نے اپنی کتاب معجم میں عبداللہ بن زبیر سے کہ زبیر نے اپنے بیٹے عبداللہ سے یہ کہا۔ کہ اے میرے بیٹے تیری ماں میرے نکاح میں اور تیری خالہ (عائشہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں ہے۔ اور جو رشتہ اور قرابت میرے اور حضرت کے درمیان میں درپے کا ہے۔ وہ تو تو جانتا ہے۔ اب اوپر کی قرابت کا حال کا سن۔ کہ میرے باپ کی پھوپھی ام حبیبہ بنت اسد حضرت کی دادی ہیں۔ اور میری ماں حضرت کی پھوپھی۔ اور ان کی ماں آمنہ بنت وہب بن عبد مناف اور میری دادی ہالہ بنت وہب بن عبد مناف دو نو بہنیں ہیں۔ اور حضرت کی بیوی خدیجہ میری پھوپھی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۷۔

(حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:- تخریج کی ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ وہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آمنہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنا۔ اول میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا پھر زمین پہ لٹایا حضرت اس وقت چھینکے۔ میں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر رحمت فرمائی اور میرے سامنے مشرق سے مغرب تک روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ اس روشنی میں میں نے ملک روم کے محل دیکھے پھر۔ میں نے ان کو کپڑے میں لپیٹ کر لٹا دیا۔ اور کچھ یونہی دیر گذری کہ مجھ کو اندھیری چھا گئی اور دل میں رعب سما گیا اور بدن پر رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ تو داہنی طرف سے مجھکو یہ آواز آئی کسی نے کہا اس کو کہاں لے گئے تھے۔ دوسرے نے جواب دیا مغرب کی طرف پھر وہ اندھیری وغیرہ کچھ نہ رہا پھر دوبارہ میری وہی حالت ہو گئی۔ اسی حالت میں میں بائیں طرف سے کیا سنتی ہوں کہ کوئی کہتا ہے۔ کہ اس کو کہاں لے گئے تھے کسی نے جواب دیا کہ مشرق کی طرف۔ یہ کیفیت جو گذری تھی میرے دل میں اکثر خیال آتا تھا یہ کوئی رنگ دکھائیگی سو اللہ تعالیٰ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا۔ اسی لئے میں نے اسلام میں سبقت کی کہ جماعت سابقین میں داخل ہوئی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۸:

(حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:- تخریج کی ابونعیم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد عبداللہ بن المطلب مکان بنا رہے تھے۔ مٹی گارے میں سنے ہوئے تھے۔ اتفاقاً لیلےٰ عدویہ کے پاس ہو کر گذرے اس نے ان سے اپنی خواہش ظاہر کی۔ اور کہا کہ سو اونٹ دونگی۔ انہوں نے کہا اچھا نہا کر آؤں گا۔ جب گھر میں گئے تو اپنی زوجہ آمنہ سے ملے۔ پھر لیلےٰ کے پاس آئے۔ کہا اب بھی تجھ کو خواہش ہے۔ جو پیشتر تو نے استدعا کی تھی۔ اس نے کہا۔ اب نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیوں؟ اس نے کہا پہلے جس وقت تو آیا تھا تیری پیشانی میں ایک نور تھا۔ اور اب اس کو آمنہ نے چھین لیا۔ اور ایک روایت میں اسطرح ہے کہ جس نور کے ساتھ تو اپنے گھر گیا تھا۔ وہ نور لے کر نہ نکلا۔ اگر تو آمنہ سے مل چکا ہے تو البتہ بادشاہ پیدا ہوگا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۹:

(حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو دونوں دین کی طلب میں نکلے۔ جب کہ شام میں پہنچے تو ورقہ بن نوفل تو نصرانی ہو گئے۔ اور زید سے یہ بات کہی گئی۔ کہ جس کی تم کو طلب ہے۔ وہ آگے تلاش کرو۔ پس زید وہاں سے چلے۔ یہاں تک کہ موصل میں پہنچے۔ پس ملاقات ہوئی انکی وہاں راہب سے۔ اس نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو زید نے جواب دیا کہ جس گھر کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے یعنی مکہ معظمہ سے آیا ہوں۔ اس نے پوچھا کس چیز کی طلب میں نکلے ہو۔ کہا دین کی۔ راہب نے کہا نصرانی ہو جاؤ۔ زید نے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا اس کی مجھ کو حاجت نہیں۔ پھر راہب نے کہا۔ جس کو تم طلب کرتے ہو وہ تمہاری زمین میں ظہور کریگا۔ پس زید چلے کہتے ہوئے تیری ہی خدمت میں حاضر ہوں بے شک اور بے شبہ بندہ بن کر غلام ہو کر جب بوجھ ڈالے گا۔ مجھ پہ اٹھاؤں گا میں پناہ پکڑتا ہوں۔ ساتھ اس چیز کے جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام نے پناہ پکڑی ہے۔ کہا راوی نے جب زید مکہ میں آئے تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو سفیان کو دستر خوان پر کھانا کھاتے پایا۔ پس بلایا انہوں نے طرف طعام کے زید نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میں نہ کھاؤں گا۔ وہ کھانا جو ذبح کیا گیا ہو بتوں کے نام پر کہا راوی نے پس نہ دیکھے گئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن سے کہ کھایا ہو آپنے وہ طعام جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے طرف خلق اللہ کے پس سعید بن زید آئے۔ اور کہا کہ زید کے حال کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ استغفار کریں اس کے لئے۔ آپنے وعدہ فرمایا وہ اٹھے گا۔ قیامت کو جماعت بن کر۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۰۔

(حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ تخریج کی بیہقی نے اور ابو نعیم نے ابی عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اول ظہور دین کا نبوت اور رحمت ہے اس کے بعد خلافت اور رحمت ہو گی۔ پھر بادشاہت گزندہ ہو گی۔ اس کے بعد سرکشی اور ظلم اور بہت بڑا فساد ہو گا۔ حلال جانیں گے۔ شرمگاہوں کو اور شرابوں کو اور ریشمی لباس کو اور مدد

دیے جاویں گے۔ اور روزی دیئے جاویں گے۔ ہمیشہ یہاں تک کہ ملاقات کریں گے اللہ تعالےٰ سے بلفظہ صفحہ ۴۰۔ ۴۱:

احادیث وروایات صحیحہ بقیہ صحابہ وام المومنین وصحابیات رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم و بیہقی نے طریق ابی عون مولےٰ مسور بن محزمہ سے اس نے مسور بن محزمہ سے اس نے ابن عباس سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ کہا عبدالمطلب نے جب ہم یمن میں پہنچے جاڑوں میں۔ سو اترا میں نزدیک ایک عالم یہود کے پس کہا ایک شخص نے اہل زبور سے کہ یہ شخص کہاں کا ہے میں نے کہا قریش سے ہوں۔ اس نے کہا کون سے قریش سے؛ میں نے جواب دیا ہاشم۔ اس نے کہا تم مجھ کو اذن دیتے ہو کہ میں تمہارے بعض بدن کو دیکھوں۔ میں نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے۔ بشرطیکہ وہ جگہ شرم کی نہ ہو۔ کہا پس ایک نتھنا (سوراخ بینی) کھول کر میں نے دیکھا پھر دوسرا دیکھا۔ اس کے بعد کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ تیرے ایک ہاتھ میں ملک ہے اور ایک ہاتھ میں نبوت۔ اور میں دیکھ رہا ہوں اس کو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اور ہم پاتے ہیں اسکو زہرہ میں پس کیونکر ہے یہ امر میں نے کہا۔ مجھ کو علم نہیں۔ پھر اس نے کہا تمہاری بیوی ہے؛ میں نے کہا ابھی تو نہیں۔ کہا اب جا کر نکاح کرلو پس آئے عبدالمطلب مکہ میں اور نکاح کیا ہالہ بنت وہب بن مناف سے پس جنا انہوں نے حمزہ اور صفیہ کو اور نکاح کیا اپنے بیٹے عبداللہ کا آمنہ بنت وہب سے پس پیدا ہوئے ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کہا قریش نے فلاح پائی عبداللہ نے اپنے باپ پر۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۱۔ ۴۲: (۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے عباس ابن عبدالمطلب سے کہا پیدا ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ اس امر سے بکمال تعجب کیا۔ عبدالمطلب نے اور بکمال دوست رکھا آپ کو اور کہا اس بیٹے میرے کی بڑی شان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۲: (۳) حدیث شریف:۔ روایت کیا حافظ ابوبکر عائذ نے ابن عباس سے کہ تحقیق انہوں نے کہا جب پیدا ہوئے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رضوان

داروغہ جنت نے آپ کے مکان مبارک میں آواز دی یا محمد نہ باقی رہا کوئی علم کسی نبی کا. مگر آپکو عطا ہوا اسواآپ سب سے بڑھ کر علم میں ہیں۔ اور سب سے زیادہ شجاع ہیں۔ اس کو ارسال کیا ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اور ارسال صحابہ کا وصل کے حکم میں ہے۔ گویا مرفوع ہے کیونکہ واسطے کہ اس میں راوی کو دخل نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۴۳ :: (۴) حدیث شریف :۔ روایت کیا محمد بن سعدؒ نے ایک جماعت سے جن میں عطا بن ریاح اور ابن عباس ہیں. فرمایا آمنہ بنت وہب نے کہ جب جدا ہوئے مجھ سے یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نکلا ہمراہ آپ کے ایسا نور جس نے مشرق سے مغرب تک کل کو روشن کردیا۔ پھر جھکے آپ طرف زمین کے دونوں ہاتھ رکھے اس پر اور ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھالی اور سر مبارک بلند کیا طرف آسمان کے بلفظہ۔ صفحہ ۴۴۳ ::

(۵) حدیث شریف :۔ روایت کی امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا پیدا ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن۔ اور نبوت ظاہر ہوئی آپکی پیر کے دن اور ہجرت کی آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف پیر کے دن۔ اور داخل ہوئے مدینہ منورہ میں پیر کے دن۔ اور حجر اسود کو آپ نے دست مبارک سے رکھا اس کی جگہ میں پیر کے دن۔ بلفظہ صفحہ ۴۴۲ (۶) حدیث شریف : تخریج کی ابو نعیم نے ابن عباس سے۔ کہا آپ کے حمل کے علامات سے یہ تھا کہ ہر چوپایہ قریش کا اس رات کو گویا ہوا کہ آج کی رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں تشریف لائے۔ قسم ہے رب کعبہ کی کہ وہ امان اور چراغ ہیں اہل دنیا کیواسطے اور نہ باقی رہا علم کسی کاہن کا مگر جاتا رہا اور الٹے ہوگئے تخت سب بادشاہوں کے اس صبح کو اور بادشاہ گونگے ہوگئے کہ اسدن کلام کرنیکی ان کو طاقت نہ رہی۔ اور تمام جانور مشرق اور مغرب کے آپس میں مبارکبادیاں دیتے رہے اور دریائی جانوروں کا بھی یہی حال رہا اور ہر ماہ میں ایک آواز دی جاتی تھی زمین میں اور ایک آسمان میں کہ خوشخبری اور بشارت ہو کہ وقت آیا ظہور نبی ابو القاسم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ وہ بڑی برکت والے ہیں اور آپ پورے نو مہینے اپنے شکم مادر میں رونق افروز رہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کو کسی قسم کی گرانی اور درد اور پیچش اور ثقل نہ معلوم ہوتا تھا جو عورتوں کو ان ایام ہوا کرتا ہے اور آپ کے والد عبد اللہ کا حمل کی حالت میں انتقال ہوگیا۔ پس ملائکہ نے عرض کیا کہ یا الٰہی یہ نبی محبوب تو آپ کا یتیم ہوا۔ جناب باری نے ارشاد فرمایا میں اس کا حافظ اور نگہبان اور مددگار ہوں اور برکت حاصل کرو اس کی جائے ولادت سے کہ وہ مقام متبرک ہے۔ اور کھولے جاویں دروازے آسمان

اور جنت میں۔ اور آمنہ اپنا حال بیان کرتی ہیں۔ کہ جب چھ مہینے گذرے حمل کے ایک آنے والا آیا
اور میرے اس نے مجھ کو آگاہ کیا اور کہا اے آمنہ تو بار دار ہوئی ساتھ خیر العلمین کے اور جب پیدا
ہوں نام پاک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھیو۔ اور فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو پکڑا اس امر نے جو عورتوں
کو واقع ہوتا ہے۔ اور میرا حال کسی کو معلوم نہ تھا۔ پس سنا میں نے ایک دھماکہ سخت اور امر عظیم
پس ہیبت ہوئی مجھ کو میرے دل پر گویا بازو جانور سفید کا ملا گیا ہے اس کے اثر سے وہ رعب مجھ سے
جاتا رہا۔ پھر دی گئی مجھ کو شربت دودھ سے زیادہ سفید تھی۔ چونکہ میں پیاسی تھی۔ پیا اس کو
پس روشن کر دیا مجھ کو ایک نور بلند نے پھر دیکھا میں نے عورتوں کو لمبے قد کی جیسے عبد مناف کی
بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھکو دیکھ رہی تھیں۔ اور مجھ کو تعجب ہوتا تھا اور میں کہتی تھی انہوں نے کہاں سے جان لیا
میرا حال پس انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (بیوی فرعون) اور مریم بنت عمران ہیں۔ اور یہ عورتیں حور عین
ہیں۔ آمنہ کہتی ہیں کہ میں ہر ہر لحظہ آواز سخت سنتی تھی۔ اور کھینچا گیا۔ دیبا [illegible] درمیان آسمان اور
زمین کے گویا خیمہ قایم کیا گیا۔ اور کوئی شخص کہتا ہے۔ چھپاؤ اسے لوگوں کی نظروں سے۔ کہا آمنہ نے
دیکھا میں نے مردوں کو ہوا میں معلق کھڑے ہیں ان کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں۔ اور
ایک قطار دیکھی پرندے جانوروں کی گویا میری گودی کو گھیر لیا ہے۔ جن کی چونچیں زمرد کی اور
بازو یاقوت کے تھے۔ اور پردہ دور کیا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پس تمام مشرق اور
مغرب میرے سامنے تھے اور دیکھا میں نے تین علم قایم کئے گئے ہیں ایک مشرق میں اور ایک
مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر پھر مجھ کو درد زہ شروع ہوئی۔ پس پیدا ہوئے۔ فخر عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نام پاک جن کا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پس جب پیدا ہوئے مجھ سے
سجدہ کیا۔ اور انگلیاں اٹھائیں آسمان کی طرف عجز و زاری کے ساتھ پھر دیکھا میں نے ابر سفید
کو آسمان سے آیا اور ڈھانک لیا آپ کو۔ پس غائب کئے گئے میری نظروں سے اور سنا میں نے
آواز دینے والے کو کہ کہتا ہے کہ سیر کراؤ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مغرب اور مشرق اور دریاؤں
کی تاکہ سب ان کو پہچان لیں ساتھ نام اور وصف اور صورت کے اور یہ بھی جان لیں کہ نام پاک
ان کا ماحی ہے یعنے میٹ دینگے شرک اور کفر کو پھر جلد ہی لائے گئے میرے سامنے لپٹے ہوئے کپڑے
سفید میں اور نیچے آپ کے سبز ریشمی نہالچہ تھا۔ اور آپ قبضہ کئے ہوئے تھے تین کنجیوں کا
کہ موتی تر و تازہ سے تھیں۔ اور کوئی کہتا تھا۔ کہ کنجیاں نصرت اور مدد کی ہیں آمنہ کہتی ہیں۔ پھر
آیا پھر ابر جس میں سے آواز گھوڑوں اور حرکت بازو پر داروں کی معلوم ہوتی تھی۔ یہاں تک

ڈھک لیا۔ آپ کو پھر غائب گئے گئے میری نظروں سے۔ پھر سنا میں نے کوئی کہتا ہے پھرا دو محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو جانب مشرق اور مغرب کے اور جہاں جہاں انبیاء کی پیدائش ہوئی ہے اور
پیش کرو ان پہ ہر روحانی کو خواہ انسان اور جن ہوں۔ خواہ سباع وطیور ہوں۔ اور دو ان کو صفوت
آدم علیہ السلام کی۔ اور رقت نوح علیہ السلام کی۔ اور خلعت ابراہیم علیہ السلام کی اور لسان اسمٰعیل علیہ
السلام کی۔ اور جمال یوسف علیہ السلام کا۔ اور آواز داؤد علیہ السلام کی۔ اور صبر ایوب علیہ السلام کا
اور زہد یحییٰ علیہ السلام کا۔ اور کرم عیسیٰ علیہ السلام کا۔ بلکہ غوطہ دو جملہ اخلاق انبیاء علیہم السلام میں
پھر وہ ابر ہٹا۔ پس آپ حریر سبز میں لپیٹے ہوئے تھے۔ جو دیکھا میں نے آپ کو اور ناگاہ ایک قائل
کہتا تھا واہ واہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبضہ کیا کل دنیا پر۔ اور دیکھا میں نے تین شخصوں کو
کہ ایک کے ہاتھ میں آفتابہ چاندی کا تھا۔ اور ایک کے ہاتھ میں طشت زمرد کا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں کپڑا
ریشمی سفید رنگ کا۔ پس کھولا۔ اس کو اور اسمیں سے ایک انگوٹھی نکالی جس کے دیکھنے سے ناظرین
کو حیرت ہوئی تھی۔ پس غسل دیا آپ کو اس آفتابہ سے سات مرتبہ پھر مہر لگائی۔ دونوں شانوں
کے درمیان۔ پھر لپیٹا اس حریر میں اور داخل کیا آپ کو اپنے بازوؤں میں اور پھر مجھ کو دیا بلفظ صفحہ
۴۴۔۴۵۔۴۶ (۷) حدیث شریف:۔ تخریج کی حاکم نے اور تصحیح کی اس کی کہا ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ایمان لاؤ تم ساتھ
محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور حکم کرو امت کو کہ ایمان لاویں ساتھ ان کے پس اگر نہ ہوتے محمد
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پیدا کرتا میں آدم کو اور نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو۔ اور البتہ پیدا کیا میں نے
عرش کو اوپر پانی کے۔ پس کانپا لکھا میں نے اوپر اس کے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس
ٹھیر گیا وہ۔ بلفظ صفحہ ۴۶ (۸) حدیث شریف:۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ وہ بیان کر رہے تھے۔ اپنے گھر میں واقعات ولادت باسعادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اپنی قوم سے پس خوش ہوتے تھے وہ اپنی قوم میں اور اللہ تعالےٰ کی حمد کرتے تھے اور درود شریف
پڑھتے تھے۔ ناگاہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔ فرمایا تمہارے واسطے میری شفاعت
حلال ہوگئی بلفظ صفحہ ۹۵ یہ حدیث شریف بالوضاحت محفل مولود شریف کرنے کا حکم بوعدہ
حلت شفاعت دے رہی ہے اور مولود شریف کرنے والے سنی حنفی ومقلدین مسلمان حصول
شفاعت کا عمل کر رہے ہیں اور منکرین بغض وعداوت کرکے مر رہے ہیں۔ اور شفاعت وشقاوت
کے حصول کا عمل کر رہے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کا فرمانا حق ہے۔ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر

(حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامر انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اپنے گھر اپنی قوم اور اولاد کو واقعات ولادت علیہ السلام تعلیم کر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے۔ آج کا دن آجکا دن ہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے کھول دیئے ہیں دروازے رحمت کے اور کل فرشتے تیرے واسطے استغفار کرتے ہیں۔ اور جو تیرا سا کام کریگا نجات پایگا۔ بلفظہ صفحہ 45

یہ حدیث شریف بھی صاف طور پر مولود شریف کرنے والوں کے لئے دروازے رحمت کے کھول رہی ہے اور فرشتے ان کے لئے طلب آمرزش کر رہے ہیں۔ اور نجات کی بشارت دے رہے ہیں۔ اور منکرین کے لئے دروازے زحمت اور نقمت کے وا کر رہے ہیں۔ اور فرشتے عذاب کے ان کے لئے استعذاب کر رہے ہیں۔ خدا ہدایت کرے۔

(حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :- مواہب اللدنیہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے آئے جبرائیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا فرمایا تیرے رب نے اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور تجھ سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا اور دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جانیں۔ اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظ صفحہ ۵۹-۶۰۔

(۲) حدیث شریف :- تخریج کی ابن عساکر نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ اور عیسےٰ علیہ السلام کو روح القدس سے پیدا کیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔ اور آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا پس آپ کو کونسی بزرگی دی۔ نازل ہوئے جبرائیل علیہ السلام۔ اور کہا کہ تیرا رب فرماتا ہے۔ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو تجھ کو حبیب بنایا اور اگر موسیٰ سے زمین پر کلام کیا۔ تو تجھ سے آسمانوں پر کلام کیا۔ اور اگر عیسےٰ کو روح القدس سے پیدا کیا۔ تو تیرے نام کو پیدائش عالم سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اور میں نے آسمانوں پر وہ چیزیں تیرے لئے تیار کی ہیں۔ کہ اولین و آخرین میں سے کسی کے لئے مہیا نہیں کیں۔

اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا۔ تو تجھ کو خاتم الانبیا کیا۔ تیرے سے زیادہ بزرگ میں نے کوئی پیدا نہیں کیا۔ اور تیرے سے کوئی نبی نہیں کیا۔ اور میں نے تجھ کو۔ حوض شفاعت۔ ناقہ۔ عصا۔ تاج اور علم حج و عمرہ ماہ رمضان اور تمام شفاعت عطا کیا۔ کل شئے تیرے لئے ہے یہاں تک کہ میرے عرش کا سایہ بھی تیرے سر پر پھیلا ہوا اور تاج حمد کا تیرے سر پر رکھا ہوگا اور تیرا نام میرے نام کے ساتھ مقرون ہے جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر بھی ہوگا اور میں نے دنیا اور اہل دنیا کو صرف اس لئے پیدا کیا۔ تاکہ تیری بزرگی اور منزلت جو میرے نزدیک ہے جتلادو۔ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔ بلفظہٖ صفحہ

(حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :۔ تخریج کی بزار اور ابو یعلے نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کو کسی راستہ سے گذرتے صحابہ خوشبو پاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راہ سے گذرے ہیں بلفظہٖ صفحہ ۶۱ ج ۱ (۲) حدیث شریف تخریج کی طبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے کئی طریقوں سے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک میرے بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور کسی نے میری شرمگاہ نہیں دیکھی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۶۱ ج ۱

حضرت ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف :۔ تخریج کی طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگل میں تشریف لے گئے تھے۔ ناگاہ ایک شخص نے آواز دی۔ یا رسول اللہ آپ نے التفات فرمایا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر دوبار التفات کیا تو دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قریب آئیے۔ جب آپ قریب تشریف لیگئے اور پوچھا کیا حاجت ہے تیری۔ اس نے کہا کہ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں آپ مجھ کو کھولدیں۔ کہ میں ان کو دودھ پلاؤں اور ابھی لوٹ کر آتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کرے گی اس نے کہا اگر میں نہ آؤں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ عذاب کرے جیسا محصول لینے والے ظالم کو کریگا۔ پس آپ نے کھولدیا وہ دودھ پلاکر جلدی سے آگئی بس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اس کے مالک اعرابی کو خبر ہوئی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ کا کیا ارشاد ہے

فرمایا آپ نے اس کو چھوڑ دے۔ اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پس وہ ہرنی دوڑتی تھی۔ اور کہتی تھی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ بلفظہ صفحہ ۷۰۔۱ :

(حضرت فاطمہ بنت عبداللہ الثقفیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف :۔ تخریج کی بیہقی اور طبرانی اور ابن عبد البر نے عثمان بن العاص سے انہوں نے اپنی ماں ثقفیہ سے کہا۔ جب کہ وقت آیا آپ کی ولادت کا۔ دیکھا میں نے مکان کو نور سے بھر گیا۔ اور ستارے اتنے قریب آگئے تھے۔ کہ میں گمان کرتی تھی۔ کہ میری گود میں آن پڑیں گے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۷۲ : (۲) حدیث شریف :۔ کتاب مورد الروی فی مولد النبوی علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہا حلیمہ نے آئی میں مکہ میں ساتھ عورتوں بنی سعد بکر کے بچوں کی تلاش میں کہ دودھ پلاویں قحط کے موسم میں اور میں آئی۔ اپنے مرکب پر سوار ہو کر۔ اور میرے ساتھ ایک اونٹنی بڑھیا دبلی کہ جس کے ایک قطرہ دودھ نہ تھا۔ اور ایک میرا بچہ تھا۔ کہ ہم تمام رات نہ سوتے تھے۔ بسبب اس کے کہ دودھ اس کی غذا کے موافق نہ تھا جس سے اسکا پیٹ بھرے۔ اور نہ اونٹنی کا دودھ کہ بچہ کو کافی ہو۔ پس جب کہ ہم مکہ میں آئے۔ جس عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرتے کیونکہ اسطے دودھ کے وہ انکار کرتی بسبب یتیم ہونے کے جب کوئی عورت باقی نہ رہی مگر اس نے بچہ لے لیا اور میں رہ گئی اور میں نے نہ پایا بچہ کوئی سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ تو مجھ کو برا معلوم ہوتا ہے کہ سب کے ساتھ بچے ہوں اور میں خالی جاؤں میں اس یتیم کو لے آتی ہوں پس میں گئی تو میں نے دیکھا۔ آپ سفید کپڑے صوف میں لپٹے ہوئے ہیں۔ جو دودھ سے بھی بڑھ کر سفید تھا۔ اور آپ میں سے خوشبوؤں کی مہک آرہی تھی۔ اور نیچے سبز ریشمی کپڑا بچھا ہوا ہے۔ اور آپ چت لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں۔ اور خراٹے لیتے ہیں۔ میں نے جب آپ کا حسن و جمال دیکھا۔ تو جگانے کو جی نہ چاہا۔ پس قریب بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر بعد میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سینہ مبارک پر رکھا۔ تو آپ نے تبسم فرمایا۔ اور آنکھیں کھولیں۔ مجھکو دیکھتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے نور نکلا اور آسمان کو گیا۔ اور میں دیکھ رہی تھی۔ پس میں نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور دائیں چھاتی (اپنی) آپ کو دی۔ پس قبول فرمایا حضور نے دودھ جس قدر مزاج میں آیا۔ پھر میں نے بائیں طرف پھیر، تو آپ نے انکار فرمایا۔ یہ حالت آپ کی اس وقت تھی۔ اہل علم کہتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم عطا فرمایا تھا۔ کہ

تمہارا دودھ شریک بھائی بھی ہے۔ تو آپ نے عدل فرما کر ایک طرف اپنے بھائی کیلئے چھوڑ دی
تھی۔ کہتی ہیں۔ حلیمہ کہ آپ بھی سیر ہوئے۔ اور میرا بچہ بھی سیر ہوگیا۔ پس میں آپکو لے کر اپنے مقام
پر آئی۔ میرے خاوند نے قصد کیا۔ دودھ دوہنے کا اسی اونٹنی سے۔ پس اس کے تھن دیکھے
تو بھرے ہوئے تھے۔ اس قدر دودھ ہوا سب سیراب ہوئے اور رات بڑی خیر سے گذاری صبح
میرے شوہر نے کہا۔ اے حلیمہ قسم ہے اللہ کی بڑی مبارک روح کو لیا ہے تو نے۔ دیکھتی نہیں
جب سے کیا خیر و برکت ہے ہمارے۔ ہاں اور زیادہ ہمیشہ رہے گی۔ یہ خیر اللہ کے کرم سے کہا حلیمہ نے
پس رخصت کیا بعض نے بعض کو۔ اور رخصت کیا۔ میں نے ماں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور میں
سوار ہوئی اپنی سواری پر۔ اور لیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے آگے۔ سو دیکھا میں نے سواری
کو کہ سجدہ کیا۔ اس نے طرف کعبہ کی تین بار اور سر بلند کیا۔ طرف آسمان کے پھر چلی کہ سب سے آگے بڑھ
گئی اور میرے ہمراہ جو عورتیں تھیں۔ وہ پیچھے سے آواز دیتی تھیں۔ کہ اے بنت ابی ذویب یہ وہی
سواری ہے۔ پس تعجب کرتی تھیں۔ اس کی بڑی ہی شان ہے۔ تو وہ سواری خود کہتی تھی۱؎۔ میری شان بھی
بڑی شان مجھ کو اللہ نے بعد مرنے کے جلایا۔ اور بعد دبلا ہونے کے موٹا کیا۔ افسوس تم پر اے عورتو
بنی سعد کی، تم بڑی ہی غفلت میں ہو۔ تم جانتی ہو۔ کہ میری پشت پر کون ہے۔ میری پشت پر خیر النبیین
وسید المرسلین وافضل الاولین والآخرین حبیب رب العالمین ہیں۔ کہا حلیمہ نے جب پہنچے ہم منازل
بنی سعد میں اور زمین میں سبزی کا نام نہ تھا۔ لیکن میری بکریاں تو پیٹ بھری دودھ سے پر آتیں
اور ہم خوب پیتے۔ اور دوسروں کے ہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا۔ انہوں نے اپنے چرواہوں
کہا کہ جہاں بنت ذویب کی بکریاں چرتی ہیں۔ ہماری بکریاں بھی وہیں چرایا کرو۔ پھر بھی ان کی
بکریاں بھوکی آتیں۔ اور ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا۔ اور ہماری بکریاں دودھ بھری ہوئی پر آتیں
پس واسطے اللہ ہی کے ہے خوبی برکت کیئے کثیر ہوئیں۔ بکریاں حلیمہ کی اور بڑھیں۔ اور موٹی ہوئیں
اور ہمیشہ رہیں۔ حلیمہ پہچانتی رہی۔ خیر اور سعادت کو اور زیادہ ہوئیں۔ ساتھ حسنی اور زیارت کے
البتہ تحقیق پہنچی حلیمہ بڑے مقام بلند پر ساتھ عزت اور بزرگی کے۔ بسبب برکت ایک ذات ہاشمی
کے بلکہ یہ سعادت کل بنی سعد میں پھیل گئی۔ بلفظہ صفحہ ۷۳-۷۴-۷۵

۱؎ وہ سواری الخ سواری مرکب کی کلام عورتوں سے

مختصر چند روایات صحیحہ تابعین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولود شریف میں

(حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ ذکر کیا امام عارف ربانی عبداللہ ابن ابی جمرہ نے اپنی کتاب بہجتہ النفوس میں کہا جبکہ ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پیدا کرے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرمایا جبرائیل علیہ السلام کو کہ لادیں مٹی قلب زمین اور رونق سے۔ پس اترے جبرائیل علیہ السلام معہ ملائکہ فردوس اور رفیع اعلیٰ کے اور ایک مٹھی لی۔ وہاں کی جہاں قبر شریف ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ وہ بہت روشن اور سفید تھی۔ اور گوندھا اس کو پانی تسنیم میں جو عمدہ شراب جنت کی ہے یہاں تک کہ مانند موتی عظیم کے ہو گئی سفید رنگ۔ اور شعاع والی پھر اس کو پھرایا ملائکہ میں عرش اور کرسی کے اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور پہاڑوں اور دریاؤں میں۔ پس پہچان لیا۔ ملائکہ اور تمام مخلوقات نے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔ اور آپ کے فضل اور بزرگی کو۔ اور ابھی تک کوئی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا بھی نہ تھا۔ بعض علماء کہتے ہیں۔ کہ یہ بات کوئی رائے سے تو کہہ سکتا ہی نہیں بلفظہ صفحہ ۶۔

(حضرت امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ مواہب اللدنیہ میں ہے کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الآیۃ کی تفسیر میں امام ابی جعفر اپنے والد علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قول اللہ تعالیٰ لقد جاءکم من انفسکم سے مراد یہ ہے کہ ولادت جاہلیت کی کوئی شے حضرت کو نہیں پہنچی۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ نہ سفاح سے۔ بلفظہ صفحہ ۹۔

حضرت امام ابو جعفر صادق محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف:۔ مواہب اللدنیہ میں ہے کہ کہتے امالی ابی سہل قطان بن سہل بن صالح سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے ابو جعفر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب جو باقر کر کے مشہور ہیں

پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء سے مرتبہ میں کس طرح بڑھ گئے۔ حالانکہ آپ سب سے پیچھے مبعوث ہوئے ہیں۔ جواب دیا کہ جب خدائے تعالیٰ نے ذریات آدم (علیہ السلام) سے عہد لیا تھا (الست بربکم) کا سوال کیا۔ تو سب سے اول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلیٰ کہا تھا۔ اس لئے مرتبہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اگرچہ مبعوث ہونے میں پیچھے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۸۰ ؛

(حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ بقی بن مخلد نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ شیطان چار دفعہ رویا جس وقت ملعون ہوا اور جب آسمان سے گرایا گیا۔ اور وقت پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور ایک روایت میں جب آپ مبعوث ہوئے اور فاتحہ الکتاب نازل ہوئی۔ بلفظہ صفحہ ۸۲ ؛

(حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ اخراج کیا ابن حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ زمین نورانی ہو گئی۔ ابلیس نے کہا۔ کہ آج شب وہ شخص پیدا ہوا ہے۔ کہ ہمارے کام کو فاسد کرے گا۔ اس کے لشکر نے کہا کہ تو جا کر اسکو مس کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام نے اسکو لات ماری کہ عدن میں آن پڑا۔ بلفظہ صفحہ ۸۲

(حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف)

(۱) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابو نعیم نے اور ابن حاتم نے وہب ابن منبہ سے کہا وحی بھیجی اللہ تعالیٰ نے اشعیاء پیغمبر کی طرف کہ میں ایک نبی امی مبعوث کرونگا۔ اور کھول دونگا میں اسکے سبب سے بہرے کان تاکہ حق سنیں بات سمجھیں۔ اور دلوں کے پردے اور آنکھوں کا اندھا پن۔ پیدائش اسکی مکہ میں ہوگی۔ اور ہجرت اس کی طیبہ میں ہوگی۔ اور اس کی حکومت ملک شام میں ہوگی۔ اور وہ میرا متوکل بندہ ہے۔ اور عالی مرتبہ حبیب مختار ہے۔ برائی کے بدلے برائی نہیں کرتا لیکن معاف کر دیتا ہے۔ اور بخشدیتا ہے مومنین پر مہربان ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۲ ؛ (۲) حدیث شریف:۔ تخریج کی ابو نعیم نے وہب سے حلیہ میں کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل میں دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پھر

٭ مومنین پر مہربان ہے۔ بموجب آیت شریف بالمومنین رؤف رحیم

اس کا انتقال ہو گیا لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر ایک کوڑے پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی۔ کہ جا کر اسکی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے پروردگار بنی اسرائیل نے گواہی دی ہے۔ کہ اس نے دو برس تک تیری نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم بھیجا۔ کہ بیشک وہ ایسا ہی تھا۔ مگر جب وہ توراۃ کھول کر پڑھتا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اسکی نظر پڑتا۔ اسکو چومتا اور اپنی آنکھوں پر رکھتا تھا۔ اور اس پر درود بھیجتا تھا۔ پس میں نے اس کے شکریہ اور انعام میں اس کے گناہ معاف کر دیئے۔ اور ستر حوروں سے اسکی شادی کر دی۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۶

مختصر روایات صحیحہ حضرات تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے ذکر مولد شریف

حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے ذکر مولد شریف

حدیث شریف:۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) حضرت آدم (علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے عرش کی داہنی جانب نور تھے۔ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو ہم کو ان کی پشت میں ساکن کیا پھر ہمیشہ ہم پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک نقل کیا مجھکو اللہ نے میرے باپ عبداللہ کی پشت میں اور ابوبکر کو ابوقحافہ کی پشت میں۔ اور عمر کو خطاب کی پشت میں۔ اور عثمان کو عفان کی پشت میں اور علی کو ابی طالب کی پشت میں۔ پھر ان کو میری صحابیت کیواسطے برگزیدہ کیا۔ پس ابوبکر کو صدیق بنایا عمر کو فاروق عثمان کو ذوالنورین۔ اور علی کو رضی اور ایک روایت میں بجائے رضی کے وصی آیا ہے پس جس شخص نے میرے اصحاب کو برا کہا۔ اس نے مجھے برا کہا۔ اور جس نے مجھے برا کہا۔ اس نے اللہ کو برا کہا۔ اور جس نے اللہ کو برا کہا۔ وہ آگ میں اوندھا گرا بلفظہ صفحہ ۹۱۔۹۲

(حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہما سے ذکر مولد شریف)

حدیث شریف:۔ تخریج کی ابونعیم نے عمرو بن قتیبہ سے کہا سنا میں نے اپنے باپ کو جو خزانہ علم تھے۔ کہ جب حضرت آمنہ کے وضع حمل (پیدائش) کا وقت آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ سب آسمانوں کے دروازے کھول دیں۔ اور جنت کو آراستہ کر کے اس کے دروازے اور فرشتوں کو حاضر ہونے کا حکم ہوا پس وہ زمین پر ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے

تھے سب آسمانوں کے فرشتوں نے شیطان کو پکڑ کر طوق گلے میں ڈال کر دریائے اخضر کی تہ میں پھینکا اور سرکش شیاطینوں کو بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ آفتاب کو اس روز بڑا نورانی حلہ پہنایا گیا۔ اور ستر ہزار حوریں ہوا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی منتظر کھڑی تھیں۔ اور اللہ تعالے نے تمام دنیا کی عورتوں کو حکم دیا۔ کہ اس سال میں سب لڑکے جنیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم کے واسطے۔ اور تمام دنیا کے درخت بار آور ہوئے۔ خوف امن سے مبدل ہو گیا۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تمام روئے زمین نور سے بھر گئی اور ملائکہ نے آپس میں خوشی کی۔ ہر ایک آسمان پر ایک ستون زبرجد کا اور ایک یاقوت کا بنایا جس سے آسمان روشن ہو گیا۔ اور وہ ستون آسمانوں پر معروف اور مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں ان کو ملاحظہ فرمایا۔ اور فرشتوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ ستون آپ کی ولادت کی مبارک بادی میں بنائے گئے ہیں۔ اور جس شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے نہر کوثر کے بر دو جانب ستر ہزار درخت مشک اذفر کے لگائے۔ اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کا بخور بنایا۔ تمام اہل آسمان پکارتے تھے۔ اللہ کو ساتھ سلامتی۔ کہ اور تمام بت اوندھے گر پڑے۔ مگر لات عزیٰ بھی اپنی جگہ سے نکل گئے۔ اور پکارتے تھے۔ تباہی ہے قریش کی۔ آگیا ان کے پاس امین۔ اور ان کے ہاں صدیق۔ اور نہیں خبر قریش کو ان کے ساتھ کیا ہو گی۔ اور کعبہ کے جوف میں سے چند روز تک یہ آواز آتی رہی۔ اب میرا نور مجھ میں واپس آگیا۔ اب میری زیارت کرنیوالے آئینگے۔ اور اب میں زمانہ جاہلیت کی نجاستوں سے پاک ہو گیا۔ اے عزیٰ تو ہلاک ہو گیا [illegible] تک کعبہ کو زلزلہ رہا۔ یہ اول علامت ہے جو قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کے وقت دیکھی۔ بلفظہ صفحہ ۹۱-۹۲:۔

فصل نہم

مولود شریف بہ ہیئت کذائیہ مروجہ کا ثبوت متفرق آیات و احادیث و تفاسیر و اقوال ائمہ دین و علمائے شرع متین سے

واضح ہو کہ یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ مولود شریف یعنے آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم کے حالات اور ولادت باسعادت کا تذکرہ جو قرآن شریف و احادیث شریف و کتب سماویہ میں ہے جیسے ابتداء آفرینش ہوا

رہا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ جس طریق اور ہیئت کذائیہ ملحوظہ موقوتہ سے اس وقت محفل مولد کیا کرتے جاتی ہے۔ بعینہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں تھی۔ اور نہ ہی کوئی ممانعت تھی لیکن یہ امر بھی مسلمہ ہے۔ کہ اس ہیئت کذائیہ سے یہ عمل خیر و برکت و نعمت و رحمت ۶۰۴ ہجری سے بحکم بادشاہ اولی الامر نہایت تزک و احتشام و اہتمام سے تمام بلاد اسلامیہ اور غیر اسلامیہ میں جاری ہوکر ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا ہے۔ اور یہ برکت اس سال خجستہ خصال بابرکت کی چکے اعداد ۶۰۴ ہیں جو کلمات مندرجہ ذیل کے مطابق ہیں۔ اور وہ مولود شریف کے کرنیوالوں کے لئے بشارت اور نیک فال ہیں۔ شاباش چشمہ نور مستمندی۔ نمونہ جنت۔ مفتاح دعا۔ آرائش انام سعادت دوجہاں۔ عرش بالا۔ اقرار ایمان "۔ ان سب کے جداگانہ وہی چھ سو چار عدد ہیں اور لطف یہ ہے۔ کہ شاہ نواح اربل جس نے یعنے جس بادشاہ نے سب سے پہلے اس عمل خیر و برکت کو جاری کیا۔ اس کے اعداد جمل بھی وہی چھ سو چار (۶۰۴) ہی ہیں۔ گویا اس محفل کے کرنیوالے کو خداتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے شاباش ہے۔ اور یہ مولود شریف چشمہ نور ہے۔ اور اس کے لئے مستمندی ہے۔ اور یہ مولود شریف نمونہ حصول جنت ہے۔ اور جو شخص مولود شریف کے بعد دعائے خیر مانگے اس کے لئے مفتاح دعا ہے۔ اور یہ مولود شریف کرنیوالے کے لئے سعادت دوجہان ہے۔ اس عمل خیر کا راستہ عرش بالا پر ہے۔ اور مولود شریف کا کرنا گویا اقرار ایمان ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک :۔ اب اس وقت یعنی ۱۳۳۷ سنہ کو سات سو تینتیس سال (۷۳۳) کا عرصہ گزر رہا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ خیر سے کر زمانہ تبع تابعین کے وقت تک یہ عمل خیر و برکت مولود شریف سادہ طور پر ہوتا رہا ہے جیسے کہ ہیں نے احادیث شریف بالا سے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اس کے بعد محبین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سلاطین و علما علیہم الرحمتہ نے سات سو تینتیس سال سے اس صورت میں ترکیب دیکر کرنے کا حکم فرمایا۔ جو بموجب حکم خداوندی اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم واجب التعمیل ہوا۔ اور بعض علما نے اس زمانہ میں اس کا کرنا فرض کفایہ قرار دیا۔ اور بلانکیر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور علما حنابلہ نے تو مولود شریف کا کرنا واجب قرار دیا ہے۔ اور ہر وقت پر ہیئت مسئلہ کی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مولانا مولوی محمد عسکری حسینی صاحب رئیس ٹرڈدہ نے اپنی کتاب تحقیق الحق میں کیا اچھا لکھا ہے۔ وہو ہذا :۔

((اسی بنا پر یہ عمل خیر (مولود شریف) بہ ہیئت کذائیہ مذہباً مستحسن و مباح بلکہ مسنون قرار دیا

گیا ہے۔ اور دنیائے اسلام کے تمام اسلاف صالحین اور علماء محققین نے اسکو مستحبات میں اور مستحسنات شرعیہ سے شمار کیا ہے۔ فرق صرف اس قدر کہ صدر اول میں یہی روایتیں کسی قدر سادگی واختصار سے بیان ہوتی رہتی تھیں۔ اور اب کسی حد تک مزید تفصیل اور اہتمام کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ عہد مسعود میں جسکی بابت مخبر صادق علیہ السلام نے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ارشاد فرمایا تھا مسلمانوں کی ایمانی قوت ان کا مذہبی احساس درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ اس لحاظ سے قرون محمودہ میں اگر کوئی فعل بطور سادگی ہی کے عمل میں آتا رہا۔ تو چنداں قابل لحاظ نہیں۔ اگر اب وہ حالت باقی نہیں۔ بقول شخصے ؎

نہ وہ طاقت نہ طبیعت نہ اثر باتو نمیں ہے زمانہ کی ہوا روز بدلتی جاتی ؛

پس ایسے پر آشوب دور میں جب کہ دنیا فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن رہی ہے۔ اور زمانہ کی ہوا روز روز بدلتی جاتی ہے۔ اور ہر طرف سے ملت بیضا کی روش مطلع پر دہریت اور لا مذہبیت کی تاریک گھٹائیں امڈی آرہی ہیں۔ مادہ پرستی اور لامرکزیت کی جانب یونا فیونا رحجان بڑھتا جاتا ہے۔ حریف قومیں متفقہ طور پر اسلام کی توہین وتذلیل کے درپے ہو رہی ہیں۔ ہر فرقہ اپنے اپنے مذہبی شعائر کو انتہائے شوکت وشان کے ساتھ بدین خیال انجام دے رہا ہے۔ کہ اسکا غیر معمولی تسخیر اثر دیگر ملل وادیان کے سادہ طبائع پر جاگزین ہوئے بغیر نہ رہے یہ بات کچھ کم قرین مصلحت نہیں۔ کہ پیروان اسلام بھی قانون شرع کے اندر رہ کر اخلاص ونیک نیتی کیساتھ اپنے مذہبی شعائر وفرائض کو عام اس سے کہ وہ کسی ہی درجے اور رتبے کے کیوں نہ ہوں۔ کسی قدر اولوالعزمانہ طرز وانداز پر ادا کریں۔ اور اپنے درجہ اور حیثیت کے مطابق وموافق ایک حد تک بلند حوصلگی سے حصہ لیں۔ تاکہ اسلام اور بانئے اسلام کی حقیقت وعظمت کا اثر مخالفین کے قلوب سے دفعتًا محو نہ ہونے پائے ؛ برادران من! کیا آپ کو یاد نہیں۔ کہ ایک وقت وہ تھا جب کہ مصحف مقدس کی منزل من اللہ آئتیں صرف مختلف چیزوں کے معمولی ٹکڑوں پر بغرض تحفظ قلمبند کر لی گئی تھیں۔ اور ان کی کوئی باضابطہ ترتیب نہ تھی۔ متفرق اجزا متعدد صحابہ کے پاس تھے۔ بن میں کچھ جانوروں کی ہڈیوں پر کچھ کھجوروں کے پتوں پر کچھ پتھر کی تختیوں پر لکھے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ وقت آیا۔ کہ مستقل کتاب کی صورت میں ان کی باضابطہ سلسلہ وار تدوین عمل میں آئی۔ ازاں بعد مصلحت کے لحاظ سے اعراب کی ضرورت محسوس ہوئی اعراب لگائے گئے۔ پھر سلاطین کے عہد میں کہیں پر طلائی ونقرئی حروف میں کتابت ہوئی کہیں

پیشانیوں پر آب زر سے گلکاریاں کی گئیں۔ کہیں مطلا جلدوں اور زریں ٹائیٹل پیجوں کے ذریعہ مزید تزین عمل میں آئی۔ اور بعینہ یہی صورت ابتداء احادیث نبویہ کی تھی۔ لیکن مصلحت نئے وقت کے لحاظ سے اس کی جو مناسب خدمت وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی۔ محتاج توضیح نہیں ہے۔ لہذا ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ مسجد نبوی کی بساط محض کھجور کی چند خشک ٹہنیاں تھیں۔ اور اس کے چند چوبی ستون پھر وہ وقت آیا کہ وہی مسجد مقدس ایک ایسی عالیشان خوشنما صورت میں تبدیل ہو کر رہی۔ جو انسانی دنیا کی ممتاز ترین عمارتوں میں شمار ہونے لگی۔ اور فی الحال اس کی رونق اور عظمت کی کیفیت وہ بے جواں پاک نگاہوں سے پوچھئے جنہیں اس کی زیارت کا فخر حاصل ہو چکا ہے غرضیکہ بکثرت اشیاء و نظائر ایسے موجود ہیں جن سے اس امر کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ گو ابتدا ابتدا میں بعض بعض چیزیں سادگی سے برتی گئیں۔ مگر بعد کو وقتاً فوقتاً مصلحت وقت کے لحاظ سے ان میں مناسب اضافے ہونے لگے اور ان اضافوں کو سواد اعظم امت مرحومہ نے بالاتفاق مستحب و مستحسن سمجھا خیر یہ ایک وسیع بحث ہے جسکی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲ ؎

(۲) حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً تمام دیوبندیوں کے استاد مولانا مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کہ مولود شریف اسوقت فرض کفایہ ہے اس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوران کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچائے ہیں ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں الخ۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳ ؎

ان عبارات فتاوے علماء سے یہ صاف ظاہر ہے کہ پہلے زمانہ میں مولود شریف کا کرنا صرف مستحسن یا مستحب اور مسنون تھا۔ لیکن اب اس زمانہ میں اس کو ضروری تصور کر کے فرض کفایہ تحریر فرمایا ہے اور یہ بھی تاکید کر دی ہے کہ منکروں کی کوئی بات نہ سننی چاہیئے۔

فصل دہم اجماع امت سے مولود شریف کا ثبوت

میں کہتا ہوں کہ اس عمل خیر مولود شریف پر جو عرصہ سات سو تینتیس (۷۳۳) سے بحکم سلاطین

عادل وعلماء کرام فاضلین جاری ہے اس پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے لیکن منکرین کا انکار خرق اجماع پر زور سے ہے اور اس پر فتاوے کفر اور شرک کے جاری ہیں وجہ اس کی صرف سوائے بغض وعداوت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور کچھ نہیں ثبوت اس فصل کا اس طرح پر ہے: (۱) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون (سورہ اعراف) یعنے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے (جنت کیلئے) پیدا کیا ہے ایک گروہ ہے جو راہ دکھاتے ہیں حق کے ساتھ اور اسکے ساتھ عدل کرتے ہیں:۔

یہ آیت شریف مسلمانوں کے حق میں ہے۔ جو جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ ایسا کام کرتے ہیں (ا) تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت میں اس طرح لکھا ہے فی احکامھم قیل ھم العلماء والدعاۃ الے الدین وفیہ دلالۃ ان اجماع کل عصر حجۃ الخ یعنے اور حق کیساتھ انصاف کرتے ہیں اپنے احکام میں۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ علماء اور واعظ دین کی طرف بلانیوالے ہیں اور اس میں ایک دلیل ہے کہ واقعی ہر زمانہ کا اجماع حجت ہے (ب) تفسیر بیضاوی والے حضرت اس آیت شریف کے نیچے اس طرح فرماتے ہیں: واستدل بہ علے صحۃ الاجماع لان المراد منہ ان فی کل قرن طائفۃ بھذہ الصفۃ یعنے صحت اجماع پر اس کے ساتھ استدلال ہے اس لئے کہ مراد یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک گروہ (علماء ربانی) کا اس صفت کے ساتھ موجود ہوتا ہے: (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولے ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (سورہ النساء) یعنے جو کوئی مخالفت کرے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے۔ جب کھل چکی اسپر راہ ہدایت کی بات اور چلے سب مسلمانوں کے راہ کے سوا سو ہم اسکو حوالہ کریں اسی طرف جو اس نے پکڑی ہے اور ڈالیں اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا: اس حکم خداوندی سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص تمام مسلمانوں (جو کثرت سے ہیں) کے خلاف راستہ نکالے اس کی جگہ دوزخ میں ہے یہ ظاہر ہے کہ وہابیہ شرذمہ قلیلہ تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے کافر اور مشرک کہتے ہیں: (الف) تفسیر مدارک میں اس آیت شریف بالا کے نیچے اسطرح تحریر فرمایا ہے:۔ (ای) لسبیل الذین ھم علیہ من الدین الحنفی وھو دلیل علی ان الاجماع حجۃ لا یجوز مخالفتھا کما لا یجوز مخالفۃ الکتب والسنۃ لان اللہ تعالیٰ جمع بین اتباع غیر سبیل المؤمنین وبین مشاقۃ

الرسول فی الشرط وجعل جزائہ الوعید الشدید فکان اتباعھم واجباً کموالات الرسول انتہیٰ ۔ یعنی وہ راستہ جس پر وہ لوگ دین حنیف یا حنفی پر ہیں اور یہ دلیل ہے کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں ۔ جیسے قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت جائز نہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اتباع غیر راہ مومنین اور مخالفت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک شرط میں جمع کر دیا ہے ۔ اور اس کی جزا یا سزا میں وعید سخت فرمائی ہے پس اتباع واجب ہے جیسے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجب ہے (ب) تفسیر بیضاوی میں اس آیت شریف کے نیچے اسطرح لکھا ہے :۔ والآیۃ تدل علی حرمۃ مخالفۃ الاجماع لانہ تعالےٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقۃ واتباع غیر سبیل المومنین الخ یعنے یہ آیت اجماع کی مخالفت کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس پر وعید شدید مرتب فرمائی ہے ۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اور مسلمانوں کے راہ کی مخالفت کرے ؛ (۳) حدیث شریف (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابن ماجہ من حدیث انس) یعنے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیروی کرو سواد اعظم (جمہور علماء المسلمین) کی جو کوئی دور ہوا جماعت جمہور علماء اور مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخ میں ؛

(۴) حدیث شریف (مشکوٰۃ) وعن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لایجمع امتی علےٰ ضلالۃ وید اللہ علے الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار (رواہ الترمذی) یعنے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں جمع کرتا ۔ اور نہ کرے گا میری امت کو گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ قدرت جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ ہو گیا وہ دوزخ میں جا پڑا ؛ (۵) حدیث شریف مشکوٰۃ ۔ عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ (رواہ احمد) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شیطان آدمی کے لئے بھیڑیا ہے (جماعت) سے الگ الگ کر کے ہلاک کرتا ہے

جیسے بکری کے لئے بھیڑیا ہے۔ جو اس بکری کو پکڑ لیتا ہے (جو گلہ سے دور رہتی ہے) اس بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر ہوتی ہے۔ سو تم اپنے آپ کو ایسے راستوں سے بچاؤ۔ اور تم کو لازم ہے کہ جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے رہو۔ (۶) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرًا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ۔ یعنے حضرت ابی ذر رضی اللّٰہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اس نے اپنی گردن پر سے رسی اسلام کو نکال دیا۔ (۷) مولوی احمد علی محدث سہارنپوری اپنی مطبوعہ مشکوٰۃ میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں۔ یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین یعنے سواد اعظم سے مراد جماعت کثیر ہوتی ہے۔ یعنے تم پیروی اس امر کی کرو کہ جس پر اکثر مسلمان ہوں۔ (۸) کتاب توضیح میں ہے۔ والسواد الاعظم عامۃ المسلمین من ہو امۃ مطلقۃ والمراد بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ یعنی سواد الاعظم عام مسلمانوں کو کہتے ہیں جو کوئی امت مطلقہ ہو۔ اور امت مطلقہ کی مراد معنے اہل سنت وجماعت ہے۔ (۹) مسلم الثبوت میں ہے۔ ان اتفاق العلماء المحققین علے امر الاعصار حجۃ کالاجماع۔ اور شارح بحر العلوم نے محققین کے نیچے لکھا ہے۔ وان کانوا غیر مجتہدین۔ یعنی تحقیق اتفاق علمار محققین کا جو ہم عصر ہوں حجت ہے اجماع کی طرح اگرچہ مجتہد بھی نہ ہوں۔

(توضیح)

ان آیات واحادیث وتفاسیر سے صاف صاف ظاہر ہے کہ اجماع امت کا منکر یا اس کے خلاف کرنے والا جماعت سے خارج ہے کیونکہ تمام علماء کرام وصوفیاء عظام وسلاطین فہام اور مفتیان اعلام ہر چہار مذاہب۔ حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ حرمین شریفین زادہما اللّٰہ شرفاً وتعظیماً جدہ۔ جدید۔ روم۔ شام۔ مصر۔ اندلس۔ بغداد۔ بصرہ۔ موصل۔ بخارا۔ ہندوستان۔ پنجاب وغیرہ عمل خیر وبرکت مولود شریف کو اور قیام تعظیمی کو مستحسن مسنون۔ واجب۔ فرض کفایہ جان کر نہایت بہت شوق اور ذوق اور محبت سے کر رہے ہیں۔ اور اس کے منکرین جماعت مسلمین سے نکل کر خرق اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں جو شرذمہ قلیلہ ہیں۔ وہ سواد اعظم سے جدا ہو کر فارق الجماعۃ کے فعل سے

شیطان کے قبضہ میں جارہے ہیں۔ اور ہر چند ہمارے علمائے اہلسنت وجماعت کافی طور پر سمجھا چکے ہیں مگر ایک نہیں سنتے اور مخالفت کا بیڑا ایسا بلند کر رکھا ہے۔ کہ جس سے حق و باطل کے سمجھنے کی تمیز کو خیر باد کہہ دیا جاوے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون ؛

آمدم برسر مطلب یعنی اثبات مولود شریف

(۱) تفسیر روح البیان زیر آیت شریفہ:- محمد رسول اللہ الآیۃ ومن تعظیمہ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر والمراد من المنکر ضد المعروف وکل شیٔ لا یعرف اباحتہ من الشرع۔ یعنی عمل مولود شریف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے۔ جب تک اس میں منکر نہ ہو اور منکر سے مراد معروف کی ضد ہے اور ہر چیز جس کی اباحت شرع میں پائی جائے؛ مولود شریف میں کوئی منکر نہیں۔ بلکہ عین شریعت آیات واحادیث سے ثابت ہے؛

(۲) مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ ۲۷ سطر ۱ مصری حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ:- ثویبۃ عتیقۃ ابی لہب اعتقھا حین بشرتہ بولادتہ علیہ السلام وقد رای ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ماحالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ھاتین ماء واشار براس اصبعہ وان ذلک باعتاقی ثویبۃ عند ما بشرتنی بولادۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وبارضاعہا لہ۔ قال ابن الجزری فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام الذی یسر بمولدہ ویبذل ماتصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم۔ بلفظہ۔ ترجمہ ثویبہ (لونڈی ابولہب) کو ابولہب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جو اس نے ابولہب کو خوشخبری پہنچائی تھی آزاد کر دیا تھا۔ ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا۔ اور اس سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ (ابولہب) کہا کہ دوزخ میں ہوں۔ لیکن ہر دوشنبہ کی رات کو میرا عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا رہتا ہوں۔ اور اس نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے جتایا۔ یہ اس واسطے ہے۔ کہ ثویبہ کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کے دودھ پلانیکی وجہ ہے۔ فرمایا ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب ابولہب کے لئے حاصل ہوئی جو کافر تھا۔ اور جس کی مذمت قرآن شریف میں نازل ہوئی تھی جب کہ ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کرنے میں اسکو جزا دی گئی۔ اور اس کا عذاب دوشنبہ کی رات کو خفیف کیا جاتا ہے پس کیا حال ہے مسلمان موحد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا۔ جو ان کا مولود شریف خوشی سے کرتا ہے۔ اور اپنی توفیق کے مطابق خرچ کرتا ہے (ابن جزری کہتے ہیں) مجھے اپنی عمر کی قسم ہے بیشک اسکی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بہشت میں داخل کرے:

(۱۳) ایضاً جلد اول صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۷۔ ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون لقرأۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم۔ ترجمہ۔ تمام اہل اسلام ہمیشہ سے اس ماہ مبارک میں جس میں حضور رحمت للعلمین نے ظہور فرمایا۔ بڑی بڑی محفلیں کرتے ہیں اور نہایت خوشی سے کھانے کھلانے اور تمام راتوں میں فقرا پر طرح طرح کے صدقات خیرات کرکے خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور مولد شریف میں نعت خوانی کرتے ہیں اس لئے انپر تمام قسم کی برکتیں اور فضل ظاہر ہوتے ہیں:

(۱۴) مواہب اللدنیہ۔ جلد اول صفحہ ۲۷ سطر ۱۹۔ مصری۔ ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیاداً لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض وعناد بلفظ۔ ترجمہ (مولود شریف کے کرنے میں) تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنے والے کیلئے اس سال انکے گھر میں امن رہتا ہے۔ اور دنیا کی تمام مرادیں اور مطالب اور حاجتیں حاصل ہونیکی خوشی ہے۔ پس رحم کرے اللہ تعالیٰ ان پر جو مولود شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت اور بغض کی بیماری ہے۔ ان کے لئے شدت سے بیماری ہو۔ (آمین) یعنیہ وہابیہ نجدیہ کی حالت ہے:

(۱۵) مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی علیہ الرحمۃ۔ لازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر البلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلے اللہ

علیہ وسلم ویفرحون بقدوم ھلال ربیع الاول ویلبسون بالثیاب الفاخرۃ ویتزینون بانواع الزینۃ ویتطیبون ویکتحلون ویاتون بالسرور فی ھذہ الایام ویبذلون علی الناس بما کان عندھم ویھتمون اھتماما بلیغا علی اسماع قرأۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وینالون بذلک اجرا جزیلا وفوزا عظیما ومما جرب عن ذلک انہ وجد فی تلک الایام کثرۃ الخیر والبرکۃ مع السلامۃ والعافیۃ وسعۃ الرزق وازدیاد المال والاولاد ودوام الامن والامان فی البلاد والامصار والسکون والقرار فی البیوت والدار ببرکۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ملتقطہ۔ ترجمہ ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً) اور اہل مصر اور یمن اور شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلسیں کرتے ہیں۔ اور ماہ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے۔ اور ہر قسم کی زینتیں روشنی اور خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں خوشی اور خرمی کرتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے۔ بذل اور بخشش کرتے ہیں۔ اور بڑے بڑے اہتمام مولود شریف کے سننے میں بجا لاتے ہیں۔ اور اس سے اجر جزیل اور مراد عظیم کو حاصل کرتے ہیں اور مولود شریف کا عمل مجرب ہے۔ جو ان دلوں میں کیا جاتا ہے۔ مال میں کثرت اور برکت مع سلامتی اور عافیت کے اور کشادگی رزق اور زیادتی مال اور اولاد کی اور ہمیشہ رہتا ہے۔ امن و امان اس ملک یا شہروں میں اور سکون اور قرار ہوتا ہے گھروں میں مولود شریف کی برکت سے ؛ (۱۶) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۷ سطر ۵ بعضے عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعوے کیا ہے کہ ولادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو واقع ہوئی۔ اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے اور اس شب میں مقام ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں اور مولد شریف اور جو کچھ آداب اور اوضاع میں سے ہے بارہویں شب کو پڑھتے ہیں اور ولادت بارہویں روز دوشنبہ کو واقع ہوتی تھی ؛ (۱۷) مجمع البحار حضرت محمد طاہر محدث علیہ الرحمۃ ثلث اخیر صفحہ ۵۵۰ فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام ؛ ملتقطہ۔ یعنے یہ ماہ (ربیع الاول) ایسا ہے کہ ہم حکم کئے گئے ہیں اسبات کا کہ خوشی و اکرام ظاہر کیا کریں ہر سال یعنے مولود شریف سال بسال کیا کریں۔

(۱۸) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۳۶ سطر ۸ ۔ وصل ۔ اول جس نے سرور عالم (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو شیر دیا ثویبہ کنیزک تھی ابولہب کی ۔ جب متولد ہوئے پیغمبر سرور عالم (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) ثویبہ نے فی الفور ابولہب کو بشارت جاکر پہنچائی ۔ کہ تیرے بھائی کے گھر میں یعنی عبداللہ کے یہاں فرزند متولد ہوا ہے ۔ ابولہب نے یہ مژدہ سن کر ثویبہ کو آزاد کیا ۔ اور امر کیا کہ مولود کو شیر دیوے ابولہب نے یہ شادی اور سرور جو اس مولود محمود کے واسطے کی ۔ حق تعالیٰ نے اس کے عذاب میں تخفیف فرمائی ۔ اور دوشنبہ کے روز کا عذاب ابولہب پر سے اٹھایا ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے اور اس جگہ سند ہے اہل موالید کیلئے کہ جس شب میں حضرت کی ولادت ہوئی ۔ اسمیں سرور کریں ۔ اور بذل اموال کریں ۔ اور خیرات نکالیں ۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا اور قرآن اسکی مذمت میں نازل ہوا چنانچہ تبت یدا ابی لھب ۔ یعنی قطع ہو جیو دونوں ہاتھ ابولہب کے جب ایسے کافر کی خبر دی جائے ۔ کہ اس نے پیغمبر (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی ولادت میں سرور کیا ۔ اور بذل کیا اپنی جاریہ کا شیر واسطے اس سرور کے تو پھر مسلمان کا کیا حال ہے کہ پڑے محبت میں سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور سرور اور بذل مال کرتے ہیں اسکی راہ میں گیا کچھ ہو ۔ بلفظہٖ

(۱۹) ماثبت بالسنتہ فے الایام والسنتہ شیخ عبدالحق محدث علیہ الرحمۃ صفحہ ۷۹ ۔ سطر ۹ ولازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہٖ صلے اللہ علیہ وسلم ویعملون الولائم وتیصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون لقرائۃ مولدہٖ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہٖ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشری عاجل بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرء اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علے من فی قلبہ مرض وعناد ۔ ترجمہ ۔ اور اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ محفل کرتے ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں اور اس مہینے کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں ۔ اور خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے اچھے کاروبار نیک میں زیادتی کرتے ہیں ۔ اور حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں اور ان پر ہر ایک قسم کا فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے ۔ کہ اس سال بھر میں امان اور امن ہے اور حاجت کے روائی اور مطالب برآری کی بڑی بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو مولد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عیدین بنائے ۔ تاکہ اس پر جسکے دل میں مرض عداوت رسول اکرم صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی اور عناد ہے سخت علت ہو۔ بلفظہ۔ (۲۰) در منظم علامہ طغربک میں ہے۔ قد عمل المحبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرحا بمولدہ الولائم فمن ذلک ما عملہ بالقاہرۃ من ولائم الکبار الشیخ ابو الحسن المعروف بابن فضل قدس سرہٗ شیخ شیخنا ابی عبد اللہ محمد بن نعمان و عمل ذلک قبلہ جمال الدین عجمی الہمدانی وممن عمل ذلک علیٰ قدرہ وسعتہ یوسف الحجاز بمصر وقد رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یحرض یوسف المذکور علیٰ عمل ذلک۔ یعنے میلاد مبارک کی شادی میں محبان رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ولیمے کئے۔ ازان جملہ قاہرہ کے بڑے ولیموں میں سے وہ ولیمہ ہے جو ہمارے استاد ابو عبد اللہ محمد بن نعمان کے استاد شیخ ابو الحسن معروف بہ ابن فضل قدس سرہٗ نے کیا۔ اور ان سے پہلے جمال الدین ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور یوسف حجار نے مصر میں بقدر اپنی وسعت کے ترتیب دیا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خواب میں انہیں اس عمل مبارک کی ترغیب تحریص فرمائی۔ بلفظہ۔ (از کتاب اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد و القیام مصنفہ حضرت مولنا محمد تقی علی خان حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲۔

(۲۱) امام حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ لم یکن فی ذالک الا ارغام الشیطان و ادعام اھل الایمان۔ یعنی اس عمل مولود شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا اور کچھ نہیں۔ بلفظہ۔ (از اذاقۃ الاثام لمانعی المولد و القیام حضرت مولنا محمد تقی علی خان حنفی قادری بریلوی) صفحہ ۸۲ ۔ (۲۲) در ثمین فی مبشرات النبی الامین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی۔ صفحہ ۸ (بائیسویں حدیث) اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں۔ کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلۃ بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنۃ من السنین شیء اصنع بہ طعاما فلم اجد الا حمصا مقلیا فقسمتہ بین الناس فرایتہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین یدیہ ھذہ الحمص متبھجا بشاشا یعنے میں ایام مولد شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا میں نے لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ وہی چنے حضور کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضرت شاد اور مسرور ہیں (۲۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۶ و ۲۷۔ کنت قبل ذلک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس

یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکرون ارھاصات التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدہ (قبل بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرأیت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار فوجدتہا من قبل الملئکۃ الموکلین بامثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورأیت یخالط انوار الملئکۃ بانوار الرحمۃ۔ ترجمہ۔ میں اس سے پہلے مکہ مبارکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا۔ میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے۔ اور درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اور بیان کر رہے تھے۔ وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے۔ میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھا۔ فقط۔ خدا جانے کیا امر تھا۔ میں نے تامل کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں۔ اور مشاہد پر میں نے دیکھا۔ کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔ (۲۵) شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی صاحب تفسیر فتح العزیز دادا پیر دیوبندیاں آپ نے علی محمد خاں رئیس مراد آباد کے نام خط تحریر فرمایا تھا عبارت اس کی مختصراً یہ ہے:۔ "در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد مے شود اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازیں قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس و زیادہ ازاں فراہم مے آیند و درود مے خوانند بعد ازاں کہ فقیر مے آید مے نشیند وذکر فضائل حسنین کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان مے آمد۔ وآنچہ در احادیث اخبار شہادت این بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود و بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خواندہ بر ماحضر فاتحہ نمودہ مے آید۔ پس اگر این چیزہا نزد فقیر جائز نمے بود اقدام بر آن اصلاً نمے کرد (سامنے کھانا رکھکر قرآن پڑھکر فاتحہ) باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش این است کہ بتاریخ دوازدہم شہر ربیع الاول ہمیں مردم کہ موافق معمول سابق فراہم شدند و در خواندن درود شریف مشغول گشتند فقیر مے آید۔ اولاً از احادیث فضائل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مذکور مے شود۔ بعد ازان بذکر ولادت باسعادت و نبذے از حال رضاع وحلیہ شریف۔ وبعضی از آثار کہ دریں آوان بظہور آمد بعرض بیان مے آید۔ پس بر ماحضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آن بحاضرین مجلس مے شود بلفظہ۔ (از انوار ساطعہ صفحہ ۱۵۴۔ والدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم صفحہ ۱۰۴)۔ یہ بھی سامنے

کھانا شیرینی رکھکر فاتحہ پڑھی گئی :- (۲۶) ارشادات حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر کی۔ تمام دیوبندی علماء کے پیر و مرشد۔ قابل عمل وہابیہ۔ دیوبندیہ۔ ضروری :-

(الف)

خط از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی۔ بنام مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب رامپوری مدرس احمد آباد (گجرات) :- جواب ثالث کی تصریح یہ ہے۔ کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا بایں ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ بلفظہٖ۔ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۶۔ سطر ۵ :- (تاریخ خط، رمضان ۱۳۰۷ھ ہجری۔

(ب)

خط دوم از حضرت موصوف صدر بنام مولوی خلیل احمد انبہٹوی۔ و مولوی محمود حسن دیوبندی۔ مورخہ ۲۰ ذلیقعدہ ۱۳۰۷ھ ہجری :- از امداد اللہ عفی اللہ عنہ۔ بخدمت عزیزم پیرجی مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی و عزیزم مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالیٰ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تمام بلاد و ممالک ہند مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رامپور و بہاولپور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و حسرت خیز اس قدر آتی ہیں۔ کہ جس کو سنکر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی براہین قاطعہ و دیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی۔ کہ تمام عالم اسکی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک کے علماء و مفتی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے۔ دیکھو ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب کفریہ و عقاید باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اور کیسے کیسے الزام و اعتراض و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں ایسے وقت آپس کے مجادلہ کی جگہ ان کی تردید کرنی چاہیئے۔ اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محامد و مکارم اخلاق و محاسن اوصاف کو ہر مقام ہر شہر و قریہ میں نہایت زور و شور سے مشتہر کرنا چاہیئے۔ ایسے وقت میں رسول اللہ صلے اللہ

آلہٖ وسلم کے محامد او صاف و مکارم اخلاق کو مشتہر و اشاعت کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ بلفظہ۔ انوار ساطعہ ۳۲۶:

(ج)

خط سوم۔ از حضرت موصوف صدر۔ بنام مولوی محمد عبد السمیع مصنف انوار ساطعہ مورخہ دہم رمضان ۱۳۰۲ھ ہجری۔ انوار ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجا اور دعا کی۔ کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر ہوں اور حق بجانب ہوں۔ تو اس کتاب کو مقبول علماء دیار و امصار و اہل اسلام کر۔ چنانچہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا۔ کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود کتاب کو پسند کرتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء بلفظہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷:

(د)

خط چہارم از جانب حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ یازدہم رجب ۱۳۰۴ھ ہجری۔ انوار ساطعہ را از اول تا آخر شنیدم و بغور و تدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب و مشرب خود و بزرگان خود یافتم۔ بلفظہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷:

(ہ)

خط پنجم۔ از جانب حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ بنام مولوی محمد عبد السمیع علیہ الرحمۃ۔ مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ ہجری:۔ میں خود مولود شریف پڑھتا ہوں۔ اور قیام کرتا ہوں۔ اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے۔ مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا۔ بلفظہ انوار ساطعہ صفحہ ۳۲۷:

(۲۷) فیصلہ ہفت مسئلہ مؤلفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد دیوبندیاں

حضرت حاجی صاحب علیہ الرحمۃ نے ان سات مسائل کا فیصلہ منصفانہ لکھا ہے جنہیں حضرت مولانا مولوی ابو محمد عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب قصوری علیہ الرحمۃ اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی کے درمیان بہاول پور میں ۱۳۰۶ھ ہجری میں مناظرہ ہوا تھا۔ اور پھر کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید و الخلیل لکھی گئی۔ اور علماء و مفتیان اربعہ مذاہب حرمین شریفین کی تصدیق سے شائع ہوئی۔ وہ ہفت مسائل یہ ہیں۔ اوّل مسئلہ مولود شریف دوم مسئلہ فاتحہ مروجہ۔ سوم عرس و سماع۔ چہارم نداء غیر اللہ پنجم جماعت ثانیہ

ششتم امکان کذب باری تعالےٰ ہفتم امکان نظیر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔
اسباب میں صرف مسئلہ مولود شریف کی ضرورت ہے اس لئے وہی لکھا جاتا ہے:
اس امر میں تو کوئی شک نہیں کہ نفس ذکر ولادت انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجب خیرات وبرکات دنیوی واخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات وغیرہ میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں لقولہ کل بدعۃ ضلالۃ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی عبادت مقصود نہیں سمجھتا۔ بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے اور رہئیت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام لذاتہا عبادت نہیں مگر تعظیم رسول کو عبادت جانتا اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کرلی اور مثلاً ذکر ولادت کو ہر شخص مستحسن سمجھتا ہے مگر مصلحت سہولت دوام یا کسی اور مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی تو ایسی تخصیص مذموم نہیں۔ تخصیصات اشغال ومراقبات وتعینات رسوم مدارس وخانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں۔ اگر کوئی شخص عمل مولود ہیئت کذائیہ کو موجب برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنے کر قیام کو ضروری سمجھے تو اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور اعتقاد ایک امر باطن ہے۔ اس کا حال بدون دریافت کئے ہوئے یقینا معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض قرائن تخمینیہ سے کسی پر بدگمانی اچھی نہیں اور یہ قیاس کر لینا کہ ہر شخص وجوب قیام کا معتقد ہے درست نہیں اور اگر کسی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض وواجب ہے تو صرف اس کے حق میں بدعت ہو جاوے گا۔ جسکا یہ عقیدہ نہیں اس کے حق میں مباح اور مستحسن رہیگا۔ اور بعض اہل علم صرف جاہلوں کی زیادتیاں دیکھکر جیسا کہ بعض مجالس میں واقع ہوتا ہے سب مولید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف ہے پس تحقیق مختصر اسی مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی۔ اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ الخ۔ بلفظہٖ صفحہ ۲ تا ۹ دیکھئے مفتی جی! یہ ہے انصاف بزرگان دین کا بالخصوص عمل پیر ومرشد وہابیہ دیوبندیہ کا جو مریدوں پر واجب ہے (۴۸) حضرت مجدد و زمان بابیہ حرمین شریفین شیخ العلماء والفضلاء مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات جنکو خود مولوی

خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں شیخ الہند اور تمام علمائے مکہ معظمہ پر فائق اور ان سے اعلم لکھا ہے

(الف) اس رسالہ (انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ) کو اول سے آخر تک اچھی طرح لفظ بلفظ سنا۔ اسلوب عجیب اور طرز غریب بہت ہی پسند آیا۔ میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا۔ اور یہی ہے بلکہ بحلف سچ سچ ظاہر کرتا ہوں۔ کہ میرا ارادہ یہی ہے کہ

برین زیستم ہم برین بگذرم

اور عقیدہ یہ ہے کہ انعقاد مجلس میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے تغنی اور رباجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایات صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا جائے۔ اور بعد اس کے اگر طعام پختہ یا شرینی بھی تقسیم کی جائے۔ اسمیں کچھ ہرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف آریہ لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچارہے ہیں۔ ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے اوپر ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمان بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رکیں۔ اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں۔ اور قیام وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین نے متکلمین اور صوفیہ صافیہ نے جائز رکھا ہے۔ اور تعجب ہے۔ ان منکروں سے ایسے بڑھے کہ فاکہانی مغربی کے مقلد ہو کر جمہور سلف صالح کو متکلمین محدثین اور صوفیہ صافیہ سے ایک ہی لڑی میں پرو دیا اور ان کو ضال و مضل بتلایا۔ اور خدا سے نہ ڈرے کہ اس میں ان لوگوں کے استاد اور پیر بھی ہے مثل حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی ان کے صاحبزادے شاہ ولی اللہ دہلوی۔ اور ان کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین دہلوی ان کے بھائی شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ اور ان کے نواسے حضرت مولانا اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم سب کے سب انہیں ضال و مضل میں داخل ہوئے جاتے ہیں۔ اف ایسی تیزی پر جس کے موافق جمہور متکلمین اور محدثین اور صوفیہ سے حرمین مصر اور شام اور یمن۔ اور دیار عجمیہ میں لاکھوں گمراہی میں۔ اور یہ چند حضرات ہدایت پر۔ بلفظہ (انوار ساطعہ۔ صفحہ ۳۲۲-۳۲۳)

(ب) نقل تقریظ از کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ مولفہ حضرت حاجی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مولوی ابو محمد عبدالرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ۔

وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کا لب لباب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

بعد حمد و نعت کے کہتا ہے راجی رحمت رب المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما الحنان کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا۔ جو میرے نزدیک وہ اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبد السمیع صاحب کو جو ان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے۔ جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے۔ تحریراً منع کرتا تھا۔ اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے بالمشافہ منع کرتا تھا۔ کہ آپس میں مخلف نہ ہوں اور علماء مدرسہ دیوبندیہ کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرتا کس طرح ممند رہتا کہ حضرات علماء مدرسہ دیوبندیہ کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی۔ کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا۔ لیکن میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ (یعنے غیر رشید) جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ بس ہیں، ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت نے اول قلم اسپر اٹھایا کہ جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت ہوئی ہو اس میں دوسری جماعت کو بغیر اذان اور تکبیر کے ہو اور وہ دوسری جگہ ہو جائز نہیں۔ آپ کا اور آپکے تبعین کا وہ حکم تو نہ تھا۔ جو بندیوں کے وقت حکومت مکہ معظمہ کے تھا۔ کہ جماعت اول میں حاضر نہ ہو۔ اس کو سزا دیتے تھے۔ سو آپ کا اور آپکے تبعین کا ایسا حکم جاہلوں کے واسطے من و سلوے ہو گیا۔ کہ سب موسموں میں خاصکر شدت گرمی کے موسم میں عذر ہاتھ لگ گیا۔ کہ عذر کے سبب اب تو جماعت فوت ہو گئی پھر دوسری جماعت جائز نہیں دکان اور گھر چھوڑ کر مسجد میں کس واسطے جاویں۔ اور علمائے جو مخالف ان کا لکھا کب سنتے تھے۔ اپنی ہٹ پر روز بروز بڑھتے تھے۔ پھر ایک فاسق مردود کو جو اپنے کو حضرت عیسے علیہ السلام کے برابر سمجھتا تھا۔ اور سب انبیاء بنی اسرائیل سے اپنے کو افضل گنتا تھا۔ اور اپنے کو درجہ خدائی پر پہنچاتا تھا۔ عیسے اور موسیٰ اور پیغمبر علیہم السلام کا کیا ذکر ہے۔ اور اس کے مرید تو کھلم کھلا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ، اور شہاب الدین سہروردی (رحمہ اللہ تعالیٰ)، اور حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم کو جنکے سلسلوں میں لکھو کھہا صالحین اور ہزارہا اولیاء مقبول رب العلمین گذرے ہیں، کافر اور گمراہ

کنندہ تبلاتا ہے۔ اور لغوجانئے سے

این سلسلہ از طلائے ناب است این خانہ تمام آفتاب است

بڑا بھائی اس مردود کا دنیا کی کمائی کے لئے اور ہی طریقہ برتتا ہے اور دوسرا چھوٹا بھائی انکا امام الدین نامی چوہڑوں اور بھنگیوں کی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور ان کے نزدیک عظیم مقبول پیغمبر ہے حضرت مولوی رشید اس مردود کو مرد صالح کہتے ہیں۔ اور جو علما اس مردود کے حق میں کچھ کہتے تھے۔ مولوی رشید احمد اپنی ہٹ سے نہیں ہٹتے تھے۔ اور کہتے تھے مرد صالح ہے الحمد اللہ کہ حق تعالےٰ نے اسکو جھوٹا کیا۔ اور اپنے بیٹے کے حق میں دعویٰ کرتا تھا۔ اس میں بالکل ہی جھوٹا کیا۔ پھر حضرت مولوی رشید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسا ہی روایت صحیح سے ہو منع فرمایا۔ اور حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب سے جناب مولانا اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عاشورے کے دن بادشاہ دہلی کے پاس جاکر روایات صحیحہ سے بیان حال شہادت کرتے تھے۔ سو یہ سب ان کے مشایخ کرام و اساتذہ عظام میں ہیں سو آپ کے تشدد کے موافق ان مشایخ کرام و اساتذہ عظام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے۔ اور میرے نزدیک اگر روایات صحیحہ سے حال شہادت کا بیان ہو تو فائدہ سے خالی نہیں۔ میں نے خود تجربہ کیا ہے کہ جب میں ہندوستان میں تھا عاشورے کے دن حال شہادت کا بیان کرتا تھا۔ اس مجلس میں کم سے کم ہوں تو ہزار آدمی سے زیادہ ہی ہوتے تھے۔ اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کیجاتی ہیں۔ ان کی برائی بیان کرتا تھا۔ اور اس میں تین فائدے تھے اول یہ کہ میں چھ گھڑی دن چڑھے اس وعظ کو شروع کرتا تھا۔ اور دوپہر تک اس مجلس کو ممتد بناتا تھا۔ سو ہزار سے زیادہ آدمی تعزیوں کے دیکھنے اور ان رسوم اور بدعات کے کرنے سے رکے رہتے تھے۔ دوسری یہ کہ اس بستی میں ساٹھ تعزیے بنتے تھے۔ جس میں سے دو شیعوں کے اور اٹھاون (۵۸) سنت جماعت کے سو اٹھاون میں سے دو ہی برس میں اکتیس ۳۱ کم ہو گئے۔ دو برس کے بعد غدر پڑ گیا۔ اور میں ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا امید کہ ایک برس اگر رہنا میرا اور ہوتا تو یہ ستائیس جو اٹھاون میں سے باقی تھے یہ بھی موقوف ہو جاتے۔ تیسرے یہ کہ ہزار آدمیوں سے اوپر کو بلا واسطہ اور ہزار مرد و عورت اور بچوں کو بواسطہ ان ہزار کے برائی تعزیہ کی اور ان بدعات کی معلوم ہو جاتی تھی۔ پر شکر کرتا ہوں۔ کہ حضرت رشید نے حرمت بیان شہادت

پر قلم اٹھایا۔ اور شہادت کے باطل کرنے پر لب نہ کھولی :: پھر حضرت رشید نے جو نواسے کی طرف توجہ کی تھی۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے خود ذات حضرت نبوی صلے اللہ علیہ و علی اخوانہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو کنہیا کا جنم اشٹمی ٹھیرایا۔ اور اس کے بیان کرنے کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ذوق شوق میں ہو بہت بڑا منکر فرمایا۔ اس ٹھیرانے بتلانے فرمانے سے لکھو کھا علماء صالحین اور مشایخ مقبول رب العلمین ان کے نزدیک بڑے نفرتی ٹھیر گئے :: پھر مرتبت نبوی میں اس پر بھی اکتفا نہ کر کے امکان ذاتی سے تجاوز کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر دیے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی۔ اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑھتی نہ رہا۔ اور بڑی کوشش اسمیں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے۔ اور اسی عقیدے کیخلاف کو شرک فرمایا :: پھر اس توجہ پر جو ذات اقدس نبوی کی طرف تھی اکتفا نہ کیا۔ ذات اقدس الہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے۔ اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعوے کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں۔ بلکہ امکان جھوٹ بولنے کو اللہ کی بڑی وصف کمال کی فرمائی۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات میں تو ان امور مذکورہ کو ظاہر اور باطن میں بہت بڑا سمجھتا ہوں۔ اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید کے اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہان آفرین ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی :: قصبہ گنگوہ مدت ہائے دراز تک محل اولیائے کرام سلسلہ چشتیہ صابریہ کا رہا۔ ان میں سے ایک ناپاک الہ بخش نامی بعد مرنے کے خلق کے نزدیک ایسی روح نجس موذی مشہور ہوا کہ صدہا کوس تک اس کی ایذا سے خلق ڈرتی ہے۔ کیا اس روح نجس کے سبب ان اولیا کو جو بکثرت ہوئے برا کہ سکتا۔ حاشا و کلا وہ تو اپنی زندگی جہل کے سبب بڑا اعتبار نہ رکھتا تھا خوف یہ ہے کہ اگر کوئی بڑا اعتبار والا حضرت گنگوہ میں نکل کھڑا ہو تو اس سے کتنا خوف ہوگا۔ اور جیسا مشکوٰۃ المصابیح کی کتاب الامارۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نعوذ باللہ من راس السبعین وامارۃ الصبیان یعنے ہم پناہ مانگتے ہیں اور اس ستر سے اور حکومت لڑکوں سے ایس بھی اس زمانہ کے حالات اور حضرت رشید اور ان کے چیلے چانٹوں کی تحریر اور تقریر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس مقدمہ میں وہ کچھ میرے اوپر مزید کرینگے تین سبب سے اس کے جواب کی طرف التفات نہ کرونگا۔ اول یہ کہ شدت کا ضعف ہے۔

طاقت ان چیزوں کی طرف توجہ کی ہی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس امر میں بوجہ مصلحت زمانہ کے بالکل مخالف ہے۔ تیسری یہ کہ اور بہت اللہ کے بندے ان کے مقابلہ پر کھڑے ہیں۔ باقی ہیں اور دو باتیں۔ ایک یہ کہ فرماتے ہیں۔ بموجب خواب کسی شخص کے کہ علماء دیوبند کے علمائے حرمین سے افضل ہیں: سبحان اللہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ شیخ عبدالرحمن سراج نے بیس برس منصب افتاء پر قیام کیا۔ اس بیس برس میں صغیر وکبیر موافق مخالف ان کی دیانت کے قائل ہیں۔ ان سے پہلے سید عبداللہ مرغنی جو مفتی تھے۔ ان کی دیانت بھی ضرب المثل ہے۔ اور اکثر علماء صالحین یہاں موجود ہیں۔ گو بعض غیر صالحین بھی یہاں موجود ہیں۔ بعض کی خطا میں اکثر کے حق میں بدگمان ہونا شان مسلم کی نہیں۔ دوسری یہ کہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد الحرام میں ایک عالم نابینا سے مولود کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا بدعۃٌ وحرامٌ (شاید وہ نابینا مولوی محمد انصاری سہارنپوری ہوں گے جو تقیہ سے نام ان کا نہیں لیا۔ ان کو مکہ کا ہر صغیر وکبیر اہل علم سے برا کہتا ہے یا اور کوئی ایسا اندھا عقل اور بینائی کا ہوگا: سبحان اللہ! خواب ایک مجہول شخص سے دیوبند کے علماء حرمین کے علماء سے افضل ٹھہریں اور ایک بینائی کے اندھے کے کہنے سے جو حقیقت میں وہ عقل کا بھی اندھا ہے۔ مولود شریف بدعت اور حرام ٹھہر جائے:: اس پر مجھے ایک نقل یاد آئی ہے۔ کہ مداری فقیروں میں کہ اکثر اُن میں کے رندو بد مذہب ہوتے ہیں۔ گو شاذ و نادر بعض ان میں کے اچھے بھی ہوں ایک اپنے مرید کو کہتا تھا۔ کہ بعد کچھ خدمت کے تجھے ایک نکتہ فقیری کا بتاؤں گا۔ بعد چند مدت اس نے خدمت کر کے جو وہ نکتہ پوچھا۔ تو کہا کہ مولا۔ محمد۔ مدار تینوں کے اول میم ہے کہ تینوں کا درجہ ایک ہی رہا۔ دوسرا نکتہ تجھے بعد اور کچھ خدمت کے بتاؤں گا۔ بعد گذرنے مدت کے اور کرنے خدمت کے جو وہ دوسرا نکتہ پوچھا۔ تو کہا کہ مکہ۔ مدینہ۔ مکھن پور تینوں کے اول میم ہے۔ اسمیں اشارہ ہے۔ کہ تینوں آپس میں برابر ہیں۔ اس رند نے مکہ۔ مدینہ کو مکھن پور کے برابر بتلایا تھا۔ حضرت مرجح لفظوں نے۔ ہر کہ آمد براں مزید کرد۔ دیوبند کو مکہ۔ مدینہ دونوں سے افضل ٹھہرا دیا کیوں نہ ہو شاباش ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا۔ کہ اس کے مصنف کو صراحتہً کلمات فحش سے یاد نہ کرتے ہوں:: اس پر مجھے دوسری نقل یاد آئی کہ جامع مسجد کے شہر کے رنڈی اور گالی گلوچ بکنے میں مشہور ہیں۔ ان میں سے ایک کی بیعت

کا حال میں نے سنا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے مرشد نے وقت بیعت لینے کے یہ کہا تھا۔ کہ سُن بے! جُوا کھیلیو۔ گالی گلوچ بکیو۔ پر کاف لام سے رُکیو۔ سُن کر کے یہ مضمون میری سمجھ میں نہ آیا میں نے ان کے ایک معتبر سے پوچھا۔ کہ اس قول کے کیا معنے ہیں۔ کہا کہ کاف سے مراد کسی کو کافر کہنا اور لام سے لعنت کرنا۔ سبحان اللہ! جامع مسجد کے شہدے کافر کہنے اور لعنت کہنے کو ایسا بُرا سمجھیں۔ اور براہین قاطعہ کے مصنف ان کو مشرک اور کافر بتلا دیں۔ بعض جگہ بعض چیز بلیں مشہور رہیں۔ جیسے میری بستی کرانہ اور رنا توتہ جس کے رہنے والے مولوی قاسم اور مولوی یعقوب وغیرہما تھے۔ نحوست میں مشہور رہیں۔ کہ عوام صبح کو نام بھی نہیں لیتے۔ کرانہ کو بیر لوں الاشہر اور نانوتہ کو پھوٹا شہر کہتے ہیں۔ اور کرسی اور کاندھلہ .... اور انبیٹھہ حمق میں مشہور ہیں۔ اور ان بستیوں کے اہالی میں کچھ نہ کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ میری بستی کی تاثیر میرے میں یہ ہوئی۔ کہ ایسا زمانہ نحوست کا دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مولوی خلیل احمد کو ان کی بستی کے خواص سے بچائے۔ اور حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو ان کے رد میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین ؛

العبد محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن غفر لہما المنان۔ ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۶ ہجری از مکہ معظمہ؛ (بلفظہ کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ ۳۰۷ تا ۳۱۱)

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے۔ کہ مولود شریف کا بیان باوجود اختصار کرنے کے طول ہوتا جاتا ہے۔ اگر کلہم مفصلاً لکھا جائے تو کئی جلدوں میں بھی نہ سمائے۔ اس لئے بخوف اطناب بس کرتا ہوں۔ اور بحث اثبات قیام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس کی بابت آپ نے لکھا ہے۔ کہ احادیث و آثار سے کسی قادم کے لئے قیام کرنا مکروہ ہے۔ اور یہ بات آیات و احادیث و آثار اور اقوال علمائے کبار کے بالکل خلاف ہے۔ اب ذرہ ٹھنڈے دل سے سنئے ؛

فصل یازدہم دربیان اثبات قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے اس سے آپ کے اعتراضات کے جوابات جو قیام ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھے۔ کافی طور پر آچکے ہیں۔ اب میں بالعموم قیام تعظیمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آیات اور احادیث و دیگر اقوال محدثین وعلمائے کرام عرب اور عجم سے ثابت کرتا ہوں۔ عنقادہ

قلب و عین کو دور کرکے غور اور تدبر کیجئے :: (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ انا ارسلنک شاھدا و مبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا (فتح) تحقیق ہم نے رسول بنا کر آپ کو بھیجا گواہ اور حالات بتانے والا خوشی کے اور ڈر سنانے والا تاکہ تم اے لوگو ایمان لاؤ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اسکی مدد کرو اور عزت اور تعظیم کرو اس کی اور پھر تسبیح کرو اللہ تعالیٰ کی صبح اور شام :: یہ آیت شریف اصل تعظیم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے جس کا مفصل ذکر آیت نمبر ۱۳ صفحہ ۹۰ پر ہو چکا ہے (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم الآیۃ (سورہ آل عمران) وہ لوگ ہیں جو یاد کرتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر ذکر الہیٰ کھڑے ۔ بیٹھے اور لیٹے تینوں طرح کر سکتے ہیں ۔ اور کرنے کا حکم ہے ۔ اسی طرح ذکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی کرنا چاہئے ۔ کیونکہ ذکر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر خدا میں شامل ہے ۔ جیسے کتاب الشفا میں زیر آیت ورفعنا لک ذکرک کے لکھا ہے کہ جعلتک ذکرا من ذکری من ذکرک ذکرنی یعنے کیا میں نے تجھکو اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر اپنا جس نے یاد کیا تجھکو اس نے یاد لیا مجھکو ۔ پس کھڑے ہو کر ذکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا اس آیت شریف سے ثابت ہوا جو قیام تعظیمی ہے (۳) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۶۳۸ سطر ۱۰ ۔ ورفعنا لک ذکرک اور بلند کیا ہم نے تیری قدر ظاہر کرنے کو تیرا ذکر نبوت و رسالت اور خاتم ہونے کے ساتھ یا اس طور پر کہ اذان و اقامت تشہد ۔ خطبہ میں تیرا نام اپنے نام سے ہم نے ملا رکھا ہے ۔ تاکہ بندے جب مجھکو یاد کریں ۔ تو تجھکو بھی یاد کریں ۔ یا خود میں نے تجھ پر سلام بھیجا ۔ اور اوروں کو تجھ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ۔ الخ ۔ گویا خداوند تعالےٰ کا ذکر کرنا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے ساتھ شامل ہے ۔ اور مولود شریف میں ذکر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہوتا ہے ۔ جو قیاماً جائز ہے (۴) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ یا ایھا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا الآیۃ ۔ یعنے اے ایمان والو مسلمانوں جب تم کو کہا جائے ۔ کہ جگہ کشادہ کردو مجلسوں میں تو جگہ کشادہ کردو لوگوں میں ۔ تاکہ کشادہ کرے اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے (قبر یا بہشت ۔ یا تنگی اور زحمت دور کردے) اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو ۔ تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ۔ اس آیت کے نیچے تفسیر قادری میں لکھا ہے ۔ مجلسوں سے مراد مجالس

ذکر اور تلاوت نماز کی مجلسیں ہیں۔ پس کوئی شبہ نہیں کہ مجلس ہذا جو کہ مولود شریف کی محفل ہے۔ مجلس ذکر ہے۔ اس میں وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ کیونکہ قاری مولد کے کہنے پر عمل کرنا واجب ہوا۔ جب وہ مجلس میں سب کو کہ دیتا ہے کہ تعظیم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور قاری مولد وقت ذکر ولادت شریف یوں کہتا ہے ؎

اٹھ کھڑے ہو مومنو تعظیم کو	اور جھکا دو اپنا سر تسلیم کو	یا یوں
ندا از حاملانِ عرش آمد	کہ برخیز از پے تعظیم احمد	"
ندائے غیب یہ آئی برابر	کہ تعظیم محمد کیجئے اٹھ کر	"
اٹھو ذکر میلاد حضرت ہے اب	کھڑے دست بستہ ہو ؤ سب کے سب	"
سر کے بل اٹھو سنو جب مصطفےٰ پیدا ہوئے	نور سے جن کے جہاں میں انبیا پیدا ہوئے	"

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص ذکر ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھڑا نہ ہو وہ آیت قرآنی کا منکر شقی القلب مہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ۞ (۵) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم۔ صفحہ ۲۵ باب القیام۔ عن عکرمۃ بن ابی جہل قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم جئتہ عکرمہ کہ گفت آنحضرت در روز آمدنِ من آنحضرت را برائے بیعت اسلام مرحبا بالراکب المہاجر بسوارے کہ ہجرت آوردہ۔ در رحب مکان فراخ را گویند ایں دعا بخوش آمدن و خوشحال رسیدن و سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبد اللہ آوردہ کہ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عکرمہ بن ابی جہل را دید ایستاد و بجانب او رفت و اعتناق کرد و فرمود۔ مرحبا بالراکب المہاجر۔ الحدیث۔ رواہ الترمذی۔ بلفظہٖ۔ اس حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عکرمہ بن ابوجہل کے لئے قیام بھی فرمایا ۞ اور استقبال کر کے معانقہ بھی فرمایا ۞ (۶) حدیث شریف ایضاً جلد چہارم۔ صفحہ ۲۶۔ وعن الشعبی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم تلقی جعفر بن ابیطالب۔ شعبی کہ از تابعین ست روایت مے کند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش آمد جعفر بن ابی طالب را فالتزمہ وقبل ما بین عینیہ پس معانقہ کرد او را و بوسہ داد درمیان دو چشم وے۔ الخ۔ بلفظہٖ ۞ (۷) حدیث شریف ایضاً۔ جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ وعن زارع وکان دخل عبد القیس روایت ست از زارع۔ و بود وے در

الیجیان عبد القیس قال گفت لما قدمنا المدینۃ ہرگاہ کہ قدم آوردیم بمدینہ فجعلنا نتبادر من ۔ رواحلنا پس شتابی مے کردیم وازدور مے شتافتیم دفرود مے آمدیم دمے افتادیم ازمرکب ہائے خود فنقبل ید رسول اللہ پس بوسہ مے دادیم دست مبارک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ورجلہ وپائے شریف اور ازین جائے بوسیدن پائے بوس معلوم شد رواہ ابوداؤد بلفظہ

توضیح :۔ اس حدیث شریف اور اس سے بھی حدیث شریف سے قیام ومعانقہ اور بوسہ ہاتھوں اور پاؤں کا ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے کس قدر تعظیم اور ادب ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے ہی اپنی سواریوں پر سے کود پڑے اور دور سے ہی اتر پڑے۔ اور آتے ہی ہاتھ اور پاؤں مبارک کو چوم لیا۔ اس سے قدمبوسی کیسی صاف ثابت ہے یا تو وہابیوں کو قیام ہی برا معلوم ہوتا تھا۔ حالانکہ قدم بوسی سر کو جھکا کر سجدہ کیطرح کیجاتی ہے قیام کا رونا تو روتے ہی تھے۔ اب قدمبوسی پر سینا اور سر کو نوچنا ہوگا جو وہابیوں کے نصیب میں (۸) حدیث شریف مو اللمعات جلد چہارم صفحہ ۲۷۔ رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احدا کان اشبہ سمتا وھدیا ودلا وفی روایۃ حدیثا وکلاما گفت عائشہ رضی اللہ عنہا ندیدم ہیچ یکے را مانند ترا بخشوع وخضوع وتواضع ودر نیکی دوقار وحسن خلق وحسن حدیث ۔ برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ رضی اللہ عنہا از فاطمہ رضی اللہ عنہا کانت اذا دخلت فاطمہ چوں مے درآمد بر آں حضرت قام الیہا مے ایستادو مے رفت ومیل مے کرد آنحضرت بسوئے وے فاخذ بیدھا پس مے گرفت انحضرت دست فاطمہ فقبلھا پس بوسہ مے کرد او را جلسھا فی مجلسہ و مے نشاند آنحضرت فاطمہ را درجائے نشست خود یعنے جائے خود را برائے وے مے گذاشت داورا مے نشاند وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا ۔ وبود آنحضرت چوں مے درآمد بر فاطمہ ایستادہ مے رفت ومیل مے کرد بسوئے انحضرت پس مے گرفت دست آنحضرت را پس بوسہ مے کرد ومے نشاند آنحضرت را در مجلس نشست خود (رواہ ابوداؤد) بلفظہ

دیکھئے کیسا قیام بالوضاحت ہے قادم کے لئے جس کے آپ منکر ہیں :

(۹) حدیث شریف مشکوۃ ۔ باب القیام ۔ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت علی حکم سعد بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الیہ وکان قریبا منہ فجاء علی

حمار فلما دنا من المسجد قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الیٰ سیدکم متفق علیہ یعنے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جب بنو قریظہ کا قبیلہ ایک حصار سے) اترے بحکم سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو (سعد بن معاذ کی طرف) بھیجا۔ اور حضرت سعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تھے طلب کیا ان کو۔ پس حضرت سعد بن معاذ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ اور جب مسجد (نبوی) کے نزدیک پہنچے (جہاں حضرت تشریف فرما تھے) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو فرمایا۔ کہ اٹھو اور جاؤ اپنے سردار کی طرف۔ یعنے کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لئے۔ نیز اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق اشعۃ اللمعات میں اس طرح لکھتے ہیں:۔ وہم طیبے از محی السنۃ نقل کردہ اند جماہیر علماء باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا عشرف بقیام و امام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و احادیث در این باب در دیافتہ در نہی ازاں صریحا چیزے صحیح نشدہ الخ بلفظہ۔ صفحہ ۳۰:

پس صاف ہے کہ اس پر اجماع جماہیر علما ہو چکا ہے۔ کہ ہر اہل فضل و قادم کے لئے قیام کرنا جائز ہے:۔ (۱۰) مشکوٰۃ کی حدیث کتاب الاداب باب القیام الفصل الثالث۔ وعن ابی ہریرۃ رض قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتے نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ یعنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ جب حضور کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ ہم بھی کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور کھڑے رہا کرتے جب تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اپنے ازواجات مطہرات کے گھر میں داخل ہو جاتے:۔ (۱۱) ایضا۔ وعن واثلۃ بن خطاب قال دخل رجل الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو فی المسجد قاعد فتزحزح لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال الرجل ان فی المکان سعۃ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان للمسلم لحقا اذا راٰہ اخوہ ان یتزحزح لہ۔ یعنے واثلہ بن خطاب سے روایت ہے کہا کہ ایک روز ایک آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا حضور مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ پس سرکے اور ہلے (بطور قیام) اپنی جگہ سے اس آدمی کے لئے۔ پس

عرض کی اس مرنے کہ جگہ تو بہت کشادہ ہے ملنے اور سرکنے کی ضرورت نہیں ایس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق ہر مسلمان کے لئے ایک حق ہے۔ جب وہ دیکھے اپنے بھائی کو آتے ہوئے تو ہلے اور سرکے (بطور اظہار تعظیم وتکریم جس میں قیام بھی داخل ہے)۔

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں اس طرح فرماتے ہیں:۔ قطع نظر از تنگی و فراخی جائے جنبیدن و یکسو شدن از جائے بقصد اکرام و اقتضائے حق ست بلفظہ۔ صفحہ ۳۳۔ جلد چہارم (۱۲) غنیۃ الطالبین حضرت غوث پاک شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ صفحہ ۳۶-۳۷۔ یستحب القیام للامام العادل والوالدین واھل الدین والورع واکرم الناس واصل ذٰلک ماروی ان رسول اللہ علیہ وسلم ارسل الی سعد رضی عنہ فی شان اھل قریظۃ فجاء علی حمار اقمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم وقد روت عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا دخل علے فاطمۃ رضی اللہ عنہا قامت الیہ فاخذت بیدہ وقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا واذا دخلت علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم قام الیہا واخذ بیدھا وقبلھا واجلسھا فی مجلسہ وقد روی عنہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا جاء کم کریم قوم فاکرموہ۔ ترجمہ۔ بہتر ہے قیام کرنا یا کھڑے ہو جانا تعظیماً بادشاہ عادل اور ماں باپ اور دیندار شخص اور پرہیزگار اور بڑے لوگوں کیواسطے اور اصل اس کی وہ احادیث ہیں جو روایت کی گئی ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سعد رضی اللہ عنہ کی طرف بلانے کے لئے بھیجا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر حضور کی خدمت میں آئے تب فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے واسطے نیز روایت کی گئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ فرمایا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ کھڑی ہو جاتیں (تعظیماً) اور ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر حضور کو بٹھلاتیں۔ اور جب حضرت بی بی فاطمہ حضور کی خدمت میں آتیں تو ان کے لئے حضور کھڑے ہو جاتے۔ اور ان کے ہاتھ پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھلاتے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی بزرگ آوے تو اس کی عزت اور تعظیم کرو۔

(۱۳) آیات اللہ الکاملہ اردو ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ صفحہ ۵۹۵۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قصہ میں قوموا الی سیدکم

کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔ تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے تھے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔ اور آپ کا دست مبارک چومتی تھیں۔ اور اپنی جگہ آپ کو بٹھاتی تھیں۔ الخ۔ بلفظہ۔

(۱۴) عقد الجوہر برزنجی۔ مصنفہ حضرت علامہ جعفر بن حسین برزنجی علیہ الرحمۃ صفحہ ۲۸ مطبوعہ ۱۳۰۰ ہجری وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذوو روایۃ و رویۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلے اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ یعنے اور بے شک اچھا جانا قیام کرنے کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اماموں نے جو روایت کیے والے شعور مند ہیں۔ سو خوشخبری اور بھلائی ہو جیو اس کے لئے جسے پسند ہو تعظیم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت ہو مقصود مدنظر اس کا اور خواہش مخفی۔

(۱۵) حاشیہ عقد الجوہر مذکورہ بالا۔ صفحہ ۲۹ جناب حضرت نور اللہ شاہ قادری لکھنوی یعنے علماء دین شرع متین اور فقہائے راشدین ومحدثین اور مجتہدین متقدمین ومتاخرین نے فرمایا کہ بے شک قیام کرنا خاص ذکر ولادت شریفہ پر واسطے تعظیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستحسن اور لازم ہے۔ اور اس بات پر تمام مکہ اور مدینہ منورہ کے عالموں کا اتفاق ہے۔ مگر فرقہ وہابیہ کے لوگوں کو البتہ اس میں کلام ہے۔ اور سوا ان کے سب اکابر دین اور علمائے محققین بے تکلف ہمیشہ سے قیام مولود شریف کرتے چلے آئے ہیں۔ کسی کو انکار نہیں۔ جب مسلمانوں کو یہ بات ثابت ہو چکی تو ہر ایک صاحب ایمان کو پیروی کرنا لازم ہے۔ خصوصاً مولانا جلال الدین سیوطی اور ابن جوزی محدث اور امام جعفر بن حسین برزنجی علاوہ ان کے بڑے بڑے علماء ہندوستان اور فقہا محدثان چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ومعلم العلمائے ذیجاہ مولانا ولی اللہ محدث دہلوی اور ابو العلماء متاخرین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ادام اللہ فیوضہم یہ سب کے سب مولد کے قیام کو مستحسن سمجھتے ہیں۔ اور اپنی اپنی تصانیف میں کما حقہ ان صاحبوں نے وجوہات لکھی ہیں۔ بلکہ ہمارے جناب تقدس مآب امام العلماء سلطان الاصفیا پیر دستگیر جنت آرامگاہ حضرت مرشدنا محمد شاہ سلامت اللہ علیہ الرحمۃ نے

رسالہ اشباہ الکلام فی اثبات المولد والقیام میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ اس کی تشریح بخوبی تمام لکھی ہے۔ جس کا جی چاہے نظر انصاف سے دیکھ کر خاطر جمع کرلے۔ جب مطلب اس قدر حدیثوں کو پہنچ چکا ہے۔ تو نزدیک اس فقیر مترجم کے قیام مولد شریف واجب ٹھیرا اور باب انکار اس بات کا قصداً ضد سے بلا تاویل لامحالہ کفر ہوگا۔ اللّٰھمّ اھدنا الصراط المستقیم ۱۲۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۹ ؛ (۱۶) الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم حضرت شیخ محمد عبد الحق مہاجر مکی صفحہ ۱۳۸۔ افاد العلامۃ مولٰنا وشیخ شیخنا عبد اللہ سراج الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ رحمۃ اللہ علیہ۔ اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم عند قرأۃ المولد الشریف فوارثتہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر والراد ولھذا کان مستحسنا ومن یستحق التعظیم غیرہ ویکفی اثر عبد اللہ بن مسعود ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن واللہ ولی التوفیق والھادی الٰی سواء الطریق حررہ خادم الشریعۃ والمنہاج عبد اللہ بن المرحوم عبد الرحمٰن سراج المفسر بالمسجد الحرام بلفظہٖ۔ ترجمہ۔ افادہ فرمایا ہے مولانا و شیخ شیخنا عبد اللہ سراج حنفی مفتی مکہ معظمہ نے۔ اور قیام کرنا آپ کی ولادت باسعادت کے وقت مولود شریف میں سو یہ ائمہ اعلام سے متعارف ہے۔ اور قبول کیا ہے۔ اس کو اماموں اور حکام بادشاہوں نے بغیر انکار کرنے کسی منکر کے اور بغیر رد کرنے والے کے اس واسطے مستحسن ہے اور کافی ہے۔ یہ اثر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن۔ یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ نیک جانیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے ؛ (۱۷) ایضاً قول حضرت مولانا شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر مفتی حنفی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹۔ القیام عند ذکر مولدہ الاعطر جمع من السلف استحسنہ فہو بدعۃ حسنۃ بلفظہٖ۔ یعنے مولود شریف قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا ہے۔ پس وہ بدعت حسنہ ہے ؛ (۱۸) ایضاً تحریر مولانا شیخ محمد رحمت اللہ مہاجر مکی صفحہ ۱۳۹۔ اصاب من اجاب۔ ترجمہ جو مولانا شیخ عبد الرحمان سراج نے جواب دیا ہے۔ وہ صحیح ہے (۱۹) ایضاً تحریر حضرت محمد بن سعید بن محمد بابصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۹ :۔ ان القیام عند ذکر ولادتہ

ــــــــــــــ

؎ مترجم الخ۔ یہ حضرت مترجم ہیں کتاب عقد الجواہر مصنفہ حضرت جعفر بن حسین برزنجی کے :۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قیل انہ مندوب وقیل انہ بدعۃ حسنۃ لان البدعۃ تنقسم الی واجبۃ والی مستحبۃ والی بقیۃ الاحکام الخمسۃ کما بینہ العلماء فی محلہ۔ بلفظہ ترجمہ۔ بے شک ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وقت قیام کرنا بعض نے مندوب کہا ہے اور بعض نے کہا کیونکہ بدعت کے بہت سے اقسام ہیں۔ واجب مندوب۔ اور باقی احکام خمسہ جلیہ علمانے بیان کیا ہے (۲۰) ایضاً تحریر حضرت خلف بن ابراہیم مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ ۱۳۸ واما القیام عند ذکر مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو ادب حسن ولا یخالف مشروعا ومن ترکہ مع قیام الناس علے اختلاف طبقاتھم فقد سلک مسلک الجفاء وبما یحصل علیہ من الذم والتوبیخ مالا خیر فیہ ولا یھولنک الشطح والتعمق والتشدید فی انکارہ فانہ اساءۃ واستخفاف بالجناب الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلفظہ۔ یعنے قیام کرنا وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عمدہ ادب ہے شریعت کے مخالف نہیں۔ اور جو کوئی آدمیوں کے ساتھ مولود شریف میں قیام کرنا ترک کرے۔ پس اس نے طریق جفا کا اختیار کیا۔ اور اگر اس پر برائی اور توبیخ حاصل کرتے ہیں جس میں خیر نہیں۔ پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب میں استخفاف اور توہین ہے (جو کفر ہے)۔

(۲۱) ایضاً تحریر شیخ مولانا محمد بن عبد اللہ بن حمید مفتی حنبلی مکہ معظمہ صفحہ ۱۴۰۔ ان المولد النبوی فصل من السیرۃ النبویۃ ومعلوم استحباب قراءۃ السیرۃ الشریفۃ کلا وبعضا واما القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو مقتضی الادب ولا ینافی مشروعا الخ۔ بلفظہ یعنے بیشک مولد نبوی ایک فصل ہے۔ سیرت نبویہ سے سیرت شریفہ کا کلا یا بعضا پڑھنے کا استحباب سب کو معلوم ہے۔ مگر قیام کرنا مقتضائے ادب ہے۔ اور قواعد شرعیہ کے مخالف نہیں۔ (۲۲) ایضاً تحریر مولانا محمد بن یحیی مفتی حنبلی مکۃ المشرفۃ۔ صفحہ ۱۴۰۔ یجب القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم لما استحسنہ العلماء الاعلام وقدوۃ الدین والاسلام فذکروا ان عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم یحضر روحانیتہ صلے اللہ علیہ وسلم فعند ذلک یجب التعظیم والقیام۔ یعنے قیام کرنا وقت ذکر ولادت باسعادت

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واجب ہے۔ کیونکہ علمائے اعلام نے اس کو مستحسن کہا ہے
جو کہ پیشوائے دین و اسلام کے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا ہے۔ کہ آپ کی ولادت کے ذکر کے
وقت آپ کی روح مبارک حاضر ہوتی ہے۔ تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام کو واجب ہے۔

(۲۳) ایضاً تحریر مولانا حسین بن ابراہیم مفتی مالکی مکہ معظمہ۔ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند ذکر ولا
دتہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم یستحسنہ
کثیر من العلماء یعنی حضرت سید الاولین والآخرین کی ولادت کے ذکر کے وقت
قیام کرنے کو اکثر علمائے مستحسن کہا ہے (۲۴) ایضاً تحریر مولانا محمد عمر بن ابی بکر الرئیس مفتی
شافعی مکہ معظمہ۔ صفحہ ۱۴۱۔ نعم القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم استحسنہ
العلماء وھو حسن یجب علینا من تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم بلفظہ۔
یعنی ہاں البتہ قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استحسان علمائے
ہے اور وہ اچھا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہم پر واجب
ہے:

(۲۵) ایضاً تحریر مولانا عثمان حسن الدمیاطی شافعی مکہ معظمہ۔ صفحہ ۱۴۱۔ القیام عند
ذکر ولادتہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فی قراءۃ المولد الشریف
تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم امر لا شک فی استحسانہ وطیبہ واستحبابہ ند
بہ یحصل لفاعلہ من الثواب الحظ الاوفر والخیر الاکبر لانہ تعظیم ای
تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ بہ من ظلمات الکفر الی
نور الایمان وخلصنا بہ من نار الجھل الی جنت المعارف والایقان
فتعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم مسارعۃ الی رضاء رب العلمین واظہار لا
قوی شعائر الدین ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ومن یعظم
حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ ثم قال الدمیاطی بعد نقل الاحادیث
المثبتۃ للقیام فاستفید من مجموع ما ذکرنا استحباب القیام لہ عند ذکر ولادتہ
الخ بلفظہ۔ ترجمہ۔ کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت مولود شریف میں
آپ کی تعظیم کے واسطے قیام کرنا ایسا امر ہے۔ جس کے استحباب اور استحسان میں شک نہیں۔ اور
اس کے کرنے والے کو بہت بڑا ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ یہ قیام تعظیم نبی ہے۔ اور تعظیم بھی اس نبی کریم

کی جن کے سبب سے خداوند کریم نے ہم کو کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کیا اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو جہل کی آگ سے نکال کر معارف اور ایقان کے باغ میں پہنچایا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا شعائے الٰہی کا باب ہے جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے شعائر کی وہ تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری سے ہے، جو شخص تعظیم کریگا اللہ تعالیٰ کے حرمات کی پس وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسکے واسطے بہتر ہے۔ پھر ومیاطی نے بعد نقل کرنے ان حدیثوں کے جن سے قیام کا ثبوت ہوتا ہے کہا اس مجموع سے جنکو ہم نے بیان کیا ہے آپکی ولادت کے وقت قیام کرنیکا استحباب مستفاد ہوا۔ (۲۶) ایضاً (مولدہ الکبیر مصنفہ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۳

فیقال نظیر ذلک فی القیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ ایضاً قال اجتمعت الامۃ المحمدیۃ من اہل السنۃ والجماعۃ علی استحسان القیام المذکور وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی ضلالۃ۔ بلفظہ۔ ترجمہ پس کہا جائیگا اسی کی نظیر سے قیام کرنا وقت ذکر ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیز قیام مذکور کے استحسان پر امت محمدیہ اہلسنت وجماعت نے اجماع کر لیا ہے۔ اور تحقیق فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔

(۲۷) ایضاً افادہ مولانا ابو البرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی قدس سرہٗ۔ صفحہ ۱۴۳ حامداً ومصلیاً در پردہ مباد کہ ذکر ولادت شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہمچنان ذکر معراج وغزوات ومعجزات ومانند آنہا بر روایات معتمدہ ومعتبرہ در ہر وقت و ہر مکان ظاہر بلا تقیید وتعین تاریخ وماہ معرے از بدعات منفرداً ومجتمعاً بزبان عربی باشد یا فارسی یا اردو ونثر باشد یا نظم بالاتفاق از مثوبات ست وخیر محض وموجب تقویت ایمان۔ واما تعیین آں در شہر ربیع الاول در شب دوازدہم آں در روز دے پس نزد محدثین مانند امام نودی وحافظ ابوشامہ استاد امام نودی وابن جوزی وشیخ ابوموسے زرہونی وعلامہ ناصر الدین مبارک معروف بابن طباخ وجلال الدین سیوطی۔ وعلامہ ظہیر الدین جعفر۔ ومحمد بن علی۔ ودمشقی مصنف سبل اللہ۔ وامام برزنجی وشیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہم قدس اسرارہم پس از امور مستحسنہ است واز ادلہ قویہ دندان شکن مبرہن ومثبت است۔ الخ بلفظہ۔ (۲۸) غیر مسلموں کی طرف سے ولایت لنڈن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ کی تعظیم کے لئے قیام۔ از اخبار زمیندار لاہور مورخہ ۸ ذیقعد ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء یوم یکشنبہ۔ صفحہ ۲۔ کالم ۳۔

ایک ہندوستانی مسلمان کا اعزاز انگلستان میں الوداعی جلسہ

خلاصہ:- اس جلسہ الوداعی چودھری عبدالحق بیرسٹر کا یہ ہے کہ اس جلسہ میں کثرت سے لوگ تھے۔ اور اعلیٰ طبقہ کے امرا قابل ذکر حسب ذیل حاضر تھے۔

(۱) ڈاکٹر جان پولن سی۔ آئی۔ ای:- (۲) مسٹر جی بی ہینکن سی۔ آئی۔ ای:-
(۳) پروفیسر بی ڈبلیو ارنلڈ:- (۴) مسٹر این۔ سی۔ سین:-
(۵) ڈاکٹر کیا ڈیا۔ ایم۔ ڈی:- (۶) مسز جی۔ او بیرسٹر ایٹ لا:-
(۷) مسٹر بی ورما بیرسٹر ایٹ لا:- (۸) مسٹر این۔ بی۔ دلال:-
(۹) پروفیسر لیون ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ڈی۔ لیون:- (۱۰) نواب امین الدین حسین خاں:-
(۱۱) مسٹر اے۔ ایچ تیمور مصر:- (۱۲) السید بکری مصر:-
(۱۳) مسز مرداکشمیر:- (۱۴) مس ای۔ جے ہیلکٹ:-
(۱۵) مسٹر و مسز مرزا ڈاکٹر حسن علی سندھ:- (۱۶) مسٹر انور العظیم (مشرقی بنگال):-
(۱۷) مسٹر و مسز فلائیٹ:- (۱۸) مسٹر ولیم ٹبل ممبر پارلیمنٹ:-
(۱۹) مسٹر ڈگبی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ وغیر ہم:-

میر مجلس ڈاکٹر جان پولن صدر ہوئے جنہوں نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ چودھری عبدالحق نے مشرق سے مغرب کے درمیان دوستانہ ارتباط بڑھانے میں کوشش کی ہے جو قابل داد ہے اور اور صاحبان نے بھی اپنی اپنی تقریریں کیں۔ اخیر بہت سے انگریز مرد و زن میں سے ایک جاپانی شاعر (مسٹر کومائی) نے بھی اپنی نغمہ سنجی کی۔ اور ڈاکٹر پولن نے ایک لطیف نظم بزبان انگریزی رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب میں پڑھی جس کے دوران میں تمام حاضرین ازراہ تعظیم سر وقد ایستادہ رہے اور جلسہ ختم ہو گیا۔ بلفظہٖ۔ ملخصاً۔ وملتقطاً:

میں کہتا ہوں مسلمانوں غور کرو! اور منکرو سوچو!! یہ ہے قیام تعظیمی حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو اس جلسہ میں غیر مسلمین عالی درجات دنیا کی طرف سے عمل میں آیا۔ اس تعظیم کی وجہ سے ممکن ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو آخرت میں بھی کوئی ایسی سبیل پیدا کردیگا کہ وہاں بھی عالی درجات ہوں اور منکرین کج (جو برائے نام مسلمان ہیں) اس انکار تعظیم کی گستاخی کی وجہ سے درجہ اسفل السافلین سے بچائے۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!

(۳۰) اقتباس فتاوے علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و جدہ و حدیدہ۔ جو مولوی عبد الرحیم مرحوم دہلوی ۱۲۸۸ھ کو لائے۔ اور اپنی کتاب روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم میں شائع کئے جن میں حکم ہے کہ جو شخص مولود شریف اور قیام تعظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔ حاکم شرع کو لازم ہے کہ ایسے منکر کو سزا دے۔ تعداد علماء ۹۴:

سوال استفتاء از علمائے مکہ معظمہ

ماقولکم دام فضلکم فی ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و القیام عند ذکر ولادتہ خاصۃ مع تعیین الیوم وتزئین المکان واستعمال الطیب وقرأۃ سورۃ من القرآن واطعام للمسلمین ھل یجوز ویثاب فاعلہ ام لا بینوا جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ۔ کیا فرماتے ہو ہمیشہ رکھے اللہ تعالیٰ بزرگی تمہاری بیچ اس امر کے کہ ذکر کرنا ولادت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کھڑا ہونا نزدیک ذکر پیدائش کے خاص کر ساتھ معین کرنے دن کے اور مزین کرنے مکان کے اور استعمال کرنے خوشبو کے اور پڑھنا کسی صورت کا قرآن مجید سے۔ اور کھانا کھلانا مسلمانوں کو خدا کے واسطے کیا درست ہے۔ اور ثواب ملتا ہے اسکے کرنے والے کو یا نہیں بیان فرماؤ تم کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا:

الجواب

اعلم ان عمل المولد الشریف بھذہ الکیفیۃ المذکورۃ مستحسن مستحب لان العلماء المتقدمین قد استحسنوہ وقد استحسن القیام عند ذکر الولادۃ الشریفۃ فالمنکر بھذہ مبتدع بدعۃ سیئۃ من موقۃ لانکارہ علی شیٔ حسن عند اللہ و المسلمین کما جاء فی حدیث ابن مسعود قال مارأہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن والمراد من المسلمین نھنا الذین کملوا الاسلام کالعلماء العاملین وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلھم رأوہ حسنا من زمان السلف الی الآن فصار علیہ اجماع الامۃ فھو حق لیس بضلال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی ضلالۃ فعلی حاکم الشریعۃ تعزیر منکرہ واللہ اعلم۔ ترجمہ: جان لو کہ کرنا مولود شریف کا اس ہیئت کذائیہ ملتزمہ موقتہ سے مستحسن

مستحب ہے۔ کیونکہ علمائے متقدمین نے اس کو مستحسن کہا ہے۔ اور اسی طرح قیام تعظیمی کو مستحسن کہا ہے۔ اور اس کا منکر بدعتی ہے۔ اور برا بدعتی۔ اس لئے کہ وہ ایسے عمل کا منکر ہے جو بلاد اور کافہ مسلمین کے نزدیک مستحسن ہے۔ اثر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اور اچھی سمجھیں وہ عنداللہ بھی نیک اور اچھی ہے۔ عام مسلمانوں سے مراد علمائے باعمل ہیں۔ چنانچہ سلف سے اب تک علمائے عرب۔ مصر۔ شام۔ روم۔ اندلس بالاتفاق اس عمل کو مستحسن جانتے ہیں۔ پس اس پر اجماع امت ہوگیا ہے۔ اس کے حق ہونے پر شبہ نہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ میری امت گمراہی پر کبھی اتفاق کر کے جمع نہ ہوگی۔ لہٰذا حاکم شرع کو لازم ہے۔ کہ اس کے منکر کو سزا دے ؛ اس فتوے پر مفتیان مذاہب اربعہ و دیگر علمائے مکہ معظمہ بائیس (۲۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں ؛

خلاصہ تحریر علمائے مدینہ منورہ سوال وہی ایک ہے

الجواب

اعلم ان ما صنع من الولائم فی مولد الشریف وقرءیت بحضورۃ المسلمین وانفاق الطعومات وقیام عند ذکر ولادۃ الرسول الامین ورش ماء الورد والقاد البخور وتزیین المکان وقرأۃ شئ من القرآن والصلوٰۃ علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والسرور فلاشبۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ وفضیلۃ مستحسنۃ فلاینکرہا الا المبتدع لااستماع بقولہ بل علی حاکم الاسلام ان یعزرہ۔ واللہ اعلم۔ ترجمہ جو چیزیں عمل مولد شریف میں برتی جاتی ہیں۔ مثلاً خیرات اور اچھی چیزیں تقسیم کرنا۔ اور آیات قرآنی اور درود شریف کا پڑھنا اور اظہار فرحت اور سرور اور قیام وقت ذکر ولادت کرنا۔ اور گلاب پاشی اور بخور کا سلگانا۔ اور مکان کو سجانا سب کے سب بلاشبہ بدعت حسنہ ہیں۔ اور نہایت خوبی اور فضیلت کی باتیں ہیں اس کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا۔ اور ایسے بدعتی کی بات ہرگز نہ سننا چاہیئے۔ بلکہ حاکم شرع کو واجب ہے کہ اس منکر کو سزا دے ؛

اس فتوے پر علمائے کرام مدینہ منورہ کے تیس (۳۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں ؛

خلاصہ تحریر علمائے جدّہ شریفہ

اعلم ان ذکر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ الصورۃ المجموعۃ المذکورۃ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعاً لاینکرھا الامن فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق والبغض لہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یسوغ لہٗ ذلک مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب واللہ اعلم **ترجمہ** محفل میلاد مبارک بہیئت کذائیہ شرعاً بدعت حسنہ اور مستحب ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا۔ جس کے دل میں نفاق اور بغض و عداوت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہے۔ کس طرح سے اس کا انکار کوئی کر سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ اس فتوے پر علمائے کرام جدہ شریفہ کے دس (۱۰) کس کی مواہیر ثبت ہیں:۔

خلاصہ تحریر علمائے کرام جدیدہ شریفہ

نعم قراءۃ المولد الشریف مع الاشیاء المذکورۃ جائزۃ بل مستحبۃ یثاب فاعلہا فقد الف فی ذلک العلماء وحثوا علی فعلہ وقالوا لاینکرھا الا المبتدع فعلی حاکم الشریعۃ ان یعزرہ واللہ اعلم یعنے ہاں! انعقاد محفل پاک مولود شریف بہیئت کذائیہ جائز ہے۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اکثر علماء نے اس محفل پاک کے بارہ میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور لوگوں کو اس محفل پاک کے انعقاد کی ترغیب دلائی ہے۔ ان کا قول ہے۔ کہ اس محفل پاک کا منکر بدعتی کے سوا اور کوئی نہیں۔ حاکم شرع پر واجب ہے۔ کہ اس کے منکر کو سزا دے:۔

اس فتوے پر جدیدہ شریف کے بارہ (۱۲) کس کی مواہیر ثبت ہیں۔

فہرست اول اسماء محدثین و علمای مجوزین مولود شریف و عاملین

رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

(۱) شیخ عمر بن محمد الملا موصلی من الصالحین المشہورین سب سے اول انہوں نے مولود شریف کو ترتیب دیا

(۲) علامہ ابو الخطاب ابن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ اور علماء و صلحا سلطان ابو سعید مظفر کی محفل میں آتے تھے انہوں نے سب سے اول کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر تصنیف فرمائی۔ اور سلطان اربل کو پیش کی۔ دیکھو صفحہ ۲۶۰۔

(۳) علامہ ابو طیب السبتی نزیل قوص من اجلۃ العلماء المالکیہ ::

(۴) امام ابو محمد عبد الرحمٰن ابن اسماعیل استاد امام نووی معروف بابو شامہ ::

(۵) علامہ ابو الفرح بن جوزی محدث وفقیہ حنبلی ::

(۶) امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بابن طغر بک ::

(۷) امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری ::

(۸) حافظ عماد الدین ابن کثیر :: (۹) علامہ ابو الحسن احمد بن عبد اللہ البکری ::

(۱۰) علامہ ابو القاسم محمد بن عثمان اللولوی الدمشقی ::

(۱۱) شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی ::

(۱۲) علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان کشف الظنون میں لکھا ہے کہ مولود شریف انکا مولود مجالس رومیہ میں پڑھا جاتا ہے :: (۱۳) ابن الشیخ آقا شمس الدین (کشف الظنون) ::

(۱۴) المولیٰ حسن البحری :: (۱۵) الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ ::

(۱۶) الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی :: (۱۷) علامہ حافظ ابو الخیر سخاوی

(۱۸) سید عفیف الدین الشیرازی :: (۱۹) ابو بکر الدنقلی ::

(۲۰) برہان محمد ناصحی :: (۲۱) برہان ابو الصفا۔ ان کے مولود شریف کا نام ہے فتح اللہ حسبی وکفیٰ فی مولد المصطفیٰ ؛ (۲۲) الشمس الدین ومیاطی المعروف بابن السنباطی :: (۲۳) برہان بن یوسف الفاقوس۔ ان کا مولود شریف چار سو شعر سے زیادہ ہے :: (۲۴) حافظ زین الدین عراقی ::

(۲۵) مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی صاحب قاموس ان کے مولد شریف کا نام ہے النفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ (۲۶) امام محقق ولی الدین ابو ذرعۃ العراقی ::

(۲۷) ابو عبد اللہ محمد بن النعمان :: (۲۸) جمال الدین العجمی الہمدانی ::

(۲۹) یوسف انجاز :: (۳۰) یوسف بن علی بن رزاق الشامی الاصل المصری المولد :: (۳۱) ابو بکر الحجاز ::

(۳۲) منصور بشار ؛ (۳۳) ابو موسیٰ ترہونی وقیل زرہونی ؛
(۳۴) الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالملک المعروف بالمخلص ؛
(۳۵) ناصر الدین المبارک الشہیر بابن الطباخ۔ انہوں نے اپنے فتاوے میں لکھا ہے۔ کہ مولد شریف کے پڑھنے والے کو لباس یعنی پوشاک پہنانی چاہیئے ؛
(۳۶) امام علامہ ظہیر الدین ابن جعفر التیمنی (۳۷) فاضل عبداللہ بن شمس الدین الانصاری ؛
(۳۸) الشیخ الامام صدر الدین موہوب الجزری الشافعی ؛
(۳۹) علامہ ابن حجر عسقلانی ؛ (۴۰) شیخ جلال الدین سیوطی۔ مجدد مائۃ تاسعہ ؛
(۴۱) محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی۔ (۴۲) شیخ شہاب الدین قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ وشارح صحیح بخاری ؛ (۴۳) نور الدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی
(۴۴) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث ؛
(۴۵) علامہ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بملا علی قاری۔ انہوں نے اپنے مولد شریف میں ثابت کیا ہے۔ عمل مولد شریف تمام ملکوں مصر وشام وروم واندلس ومغرب وبلاد ہندوستان ومکہ ومدینہ زادہما اللہ شرفاً جمیع بلاد اسلامیہ میں۔ پس در حقیقت یہ ایک کتاب گویا اقالیم سبعہ کا ثبوت ہے اور لکھا ہے۔ اس میں علی قاری نے کہ اس محفل کی عظمت یہ ہے کہ کوئی مشایخ وعلماء سے انکار نہیں کرتا اس میں شامل ہونے میں۔
(۴۶) عبدالرحمٰن صفوی شافعی صاحب نزہۃ المجالس ؛
(۴۷) نور الدین ابو سعید بورانی انہوں نے بھی کل ملکوں سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔ اور بادشاہ مصر کے حال میں لکھا ہے کہ بادشاہ مصر سایبانے ساختہ بود کہ دوازدہ ہزار کس در سایۂ اوے نشستند در غایت آراستگی از جہت آنکہ درین شب در وز آں را برافرازند و در غیر آں پیچیدہ باشد ؛ (۴۸) سید امام جعفر برزنجی۔ ان کا مولد شریف نثر عبارت مقفی فصیح مشہور ہے۔ دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے ؛
(۴۹) سید زین العابدین برزنجی۔ ان کا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے ؛
(۵۰) شیخ احمد ابن علامہ ابو القاسم بخاری۔ ان کا نسب محمد بن اسمٰعیل بخاری تک پہنچا ہے ؛
(۵۱) شیخ اسمٰعیل حنفی افندی مفسر واعظ مصنف تفسیر روح البیان ؛
(۵۲) احمد بن قشاشی مدنی استاد اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؛

(۵۳) محمد بن عزب مدنی (۵۴) شیخ عبد الملک کردی۔
(۵۵) فاضل ابراہیم باجوری (۵۶) امیر محمد استاد ابراہیم باجوری۔
(۵۷) شیخ سقاط استاد الاستاد باجوری (۵۸) شیخ عبد الباقی پدر و استاد علامہ زرقانی۔
(۵۹) شیخ محمد ریلی۔ (۶۰) علامہ احمد بن حجر مؤلف تحفۃ الاخیار بمولد المختار
(۶۱) حافظ بن الحدیث رجب دمشقی حنبلی۔ (۶۲) ابی زکریا یحییٰ ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی۔
(۶۳) سعید بن مسعود گازرونی۔ انہوں نے بھی بہت ملکوں کے علما و صوفیہ سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔ (۶۴) مولانا زین الدین محمود نقشبندی۔
(۶۵) علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ۔ ان کا بھی ایک رسالہ عمل مولد شریف کے جواز میں ہے (۶۶) حضرت مولٰنا سید جمال الدین میرک۔
(۶۷) علامہ محمد رفاعی مدنی الساکن فی زقاق البدؤ (۶۸) قاضی ابن خلکان شافعی۔
(۶۹) مولانا معین الدین الواعظ الہروی المعروف بملامسکین۔ انہوں نے کتاب معارج النبوۃ اسی واسطے تصنیف فرمائی کہ مجالس میلادیہ میں بیان کریں۔ دیباچہ کتاب میں یہ حال لکھا ہے۔
(۷۰) علامہ ابو اسحاق ابن جماعہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ملا علی قاری نے ان کا حال لکھا ہے کہ وہ مولود شریف میں کھانا کھلاتے تھے۔ اور یہ فرماتے کہ اگر مجھکو مقدور ہوتا۔ تو میں ربیع الاول میں مہینہ بھر مولد شریف کیا کرتا۔ (۷۱) شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار۔
(۷۲) شیخ محمد عبد الحق المحدث دہلوی۔ (۷۳) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین میں اپنا شریک ہونا محفل مولود شریف میں بمقام مکہ معظمہ مولد خاص میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور دیکھنا انوار کا بیان کرتے ہیں۔
(بلفظہ از کتاب انوار ساطعہ صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۹ تک)

فہرست دوم تعداد علمائے مفتیان کرام و صوفیائے عظام کی جو کہ مولود شریف و قیام تعظیمی کرتے ہیں جن کے دستخط اور مواہیر ہیں۔

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد علمائے کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ الصفحہ	کیفیت
۱	مکہ معظمہ	۴۲	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم ۱۲۸۶ھ ہجری	اسکے شامل فتوے	اس کتاب کے ساتھ یہ فتوے ہے

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد علمائے کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۱	مدینہ منورہ	۳۰	روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم سنہ ۱۲۸۸ ہجری	اسکے شامل فتوے	اس کتاب کے ساتھ یہ فتوے ہے
۲	جدہ شریفہ	۱۰	"	"	"
۳	حدیدہ شریفیہ	۱۲	"	"	"
۵	مکہ معظمہ	۶	تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل	۲۸۰ تا ۲۸۶	یہ کتاب بحث میں ہے جو درمیان مولوی غلام دستگیر قصوری و مولوی خلیل احمد انبہٹوی دیوبندی کے ہوئی
۶	بلاد متفرقہ عرب و عجم	۷۳	انوار ساطعہ دربیان مولود و فاتحہ	۲۷۶ تا ۲۷۹	۰
۷	بغداد شریف	۸	"	۲۸۹	۰
۸	فرنگی محل لکھنو	۱۱	"	۲۹۱	۰
۹	دہلی، بریلی، رامپور	۶۷	"	۲۹۲	۰
۱۰	علی گڈھ	۱	"	۲۹۶	۰
۱۱	سہارن پور	۱	"	۲۹۷	۰
۱۲	قصور ضلع لاہور	۱	"	۲۹۸	۰
۱۳	ریاست رامپور	۲	"	۲۹۹	۰
۱۴	بریلی	۱	"	۳۰۱	۰
۱۵	بدایوں	۱	"	۳۰۴	۰
۱۶	بمبئی	۲	"	۳۰۶	۰
۱۷	حیدرآباد	۱	"	۳۰۷	۰
۱۸	احمد آباد	۱	"	۳۰۸	۰
۱۹	غازی پور	۱	"	۳۱۰	۰

نمبر شمار	نام مقامات علمائے کرام	تعداد علمائے کرام	حوالہ نام کتاب	حوالہ صفحہ	کیفیت
۲۰	چڑیا کوٹ	۱	انوار ساطعہ درمیان مولود و فاتحہ	۳۱۲	۔
۲۱	لکھنؤ	۳	"	"	۔
۲۲	بلندہ ضلع فتح پور ہسوا	۱	"	۳۱۴	۔
۲۳	کانپور	۱	"	۳۱۵	۔
۲۴	اکبر آباد	۱	"	۳۱۶	۔
۲۵	دہلی	۲	"	۳۱۶	۔
۲۶	رڑکی	۱	"	۳۱۸	۔
۲۷	میرٹھ	۱	"	۳۱۹	۔
۲۸	ریاست بہاولپور و نواح	۱۵	فتوے مطبوعہ ۹۔ ذیقعدہ	سنہ ۱۳۰۸	بر موقعہ بحث مندرجہ نمبر ۵
۲۹	متفرق عجم	۲۸	الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم	۱۲۸ تا ۱۵۶	۔
۳۰	موجودہ عرب	۸	تقدیس الوکیل	۳۲۱	۔
	میزان کل	۳۳۳	(بزرگان بادیٔ پاکباز) (۳۳۳) کے اعداد کے برابر ہے		

یہ سب حضرات محدثین و فقہاء و علماء متقدمین و متاخرین و مفتیان اعلام عرب و عجم کل تعداد میں تین سو تینتیس (۳۳۳) ہیں۔ اور اگر تمام موالید کی کتابیں اور فتاوے جمع کئے جاویں۔ تو ہزاروں علماء و فضلاء اجل شمار میں آئیں۔ لیکن بوجہ طوالت ترک کرتا ہوں اپنے دو تین آدمیوں مولویوں منکرین سے مقابلہ کیجئے اور شرم کو مول لیجئے: **قولہ** مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱۳ جن علماء کی تحریرات کو ہم توضیح مطالبہ میں نقل کر چکے ہیں۔ اگر ان کو آپ اہلسنت سے نہیں جانتے ہیں تو اس امر کے ثابت کرنے کو جواب مطالبہ میں متقدمین علماء کی تحریرات نقل فرمائیے جن میں انہوں نے اہلسنت سے خارج لکھا ہو۔ بلفظہ۔ صفحہ ۳۱:

اقول۔ مفتی جی! مولود شریف اور قیام تعظیمی کے اثبات میں اعتراضات کے جوابات کے بعد کثرت سے آیات قرآن شریف اور احادیث اور اجماع امت اور اقوال علماء متقدمین و متاخرین و فتاوے نقل کئے گئے ہیں جس سے آپ کے خیالات باطلہ کا دفعیہ کافی سے زیادہ کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اگر آپ ان کو دیکھیں گے۔ اور انصاف سے ان پر غور کریں گے

تو آپ صراط مستقیم پر آجائیں گے۔ اور اگر آپ نے صرف قول فاکہانی یا دو ایک وہابیہ غیر مشہور مجہول الاسم کی تحریرات پر اپنا اعتقاد رکھا تو واقعی آپ اہلسنت وجماعت سے خارج ہونگے۔ بلکہ اسلام سے ہی خارج ہوں گے۔ ابن حجر کی مدخل کا ذکر جو آپ نے سن سنا کر لکھدیا تھا۔ وہ بالکل غلط ثابت ہوا۔ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مولود شریف کے ہرگز خلاف نہیں بلکہ وہ تو سماع اور قوالی کا بھی انکار نہیں کرتے اور اس کو جائز بلکہ موجب ترقی مدالج فرما رہے ہیں۔ جیسے لکھا جاچکا ہے۔ آپ کہئے آپ کے نزدیک اللہ تبارک وتعالےٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام تابعین وتبع تابعین اور محدثین اور علماء متقدمین ومتاخرین وحرمین شریفین زادہا اللہ تعالیٰ شرفاً وتعظیماً وملک شام وروم۔ مصر۔ بغداد۔ موصل واندلس وہندوستان وپنجاب وغیرہا آلان آپکے نزدیک بدعتی اور مشرک ہیں۔ اور میاں فاکہانی وشوکانی وغیرہ دو چار اہل سنت وجماعت ہیں۔ حاشا وکلا ہرگز نہیں۔ آپ کے سب مطالبات گاؤ خورد ہوگئے۔ واللہ العلیم ۔

غزل خاتمہ باب بر قیام تعظیم وقت ذکر ولادت باسعادت

نبی کی شان وشوکت ہے قیام محفل مولد ۔ عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد
عبث کہتے ہیں بدعت ہے قیام محفل مولد ۔ طریق اہل سنت ہے قیام محفل مولد
کھڑے ہوں دست بستہ محفل اقدس میں اے شاغل ۔ ادب کی خاص ہئیت ہے قیام محفل مولد
ہے اہل علم کی سنت یہ سنت دیکھ شامی میں ۔ اسی معنے میں سنت ہے قیام محفل مولد
نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک وکفر وبدعت ہے ۔ یہ رد شرک وبدعت ہے قیام محفل مولد
خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے ۔ یہ دو دلوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد
سوا چند آدمی کے دیکھلو مشرق سے مغرب تک ۔ ہوا مقبول امت ہے قیام محفل مولد
حرم کعبہ اور بیت المقدس اور مدینے میں ۔ یہ کہتے ہیں سعادت ہے قیام محفل مولد
نہوں خوش مفتیاں منع گر عشاق قائم ہیں ۔ تو قائم تا قیامت ہے قیام محفل مولد
ادب دل میں شائق پر کھڑے ہوں سر قدم اٹھکر ۔ عجب یہ ذوق حالت ہے قیام محفل مولد
حصول فیض رحمت ہے نزول خیر برکت ہے ۔ وصول عشق حضرت ہے قیام محفل مولد
اٹھے جب صف بصف محفل کھڑا ہو تو بھی اے بیدل ۔ ادب کی خاص صورت ہے قیام محفل مولد

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسمیع صاحب علیہ الرحمۃ رام پوری مصنف کتاب انوار ساطعہ مرید و خلیفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی ؒ

باب پانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۰

عقیدہ نمبر ۲۰ وہابیہ دیوبندیہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خیال نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہٖ صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل دہلوی صفحہ ۸۶۔ سطر ۳ ؛ اصل عبارت فارسی یہ ہے ازوسوسہ زنا خیال مجامعت زوجۂ بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است۔ بلفظہٖ ی کشد

قولہٗ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۴۔ بر عقیدہ نمبر ۲۰۔ مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم کی کتاب صراط مستقیم کے حوالے پر یہ لکھا ہے کہ اوس میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اگر مصنف کی غرض اور عبارت کا مقصد آپ سمجھتے تو اس کو وہابیہ کا عقیدہ نہ قرار دیتے۔ مصنف کا مطلب صرف اس عبارت کے لکھنے سے اتنا ہے کہ نماز ایک عبادت ہے اس میں معبود کی طرف دھیان لگانا چاہیئے۔ اور غیر معبود کا خیال اس موقع پر نہ آئے۔ کان اللہ تعالیٰ یقول فاعبد اللہ مخلصین لبس۔ نماز میں اللہ تعالےٰ کی ذات کے خیال کے سوا کسی کا خیال نہ آنا چاہیئے۔ مولوی صاحب کا یہ لکھنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے حق ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کا خیال آوے گا۔ تو ضرور ہے کہ اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت مرتبہ کا خیال آوے۔ سو یہ مذموم ہے۔ الخ بلفظہٖ صفحہ ۳۱ سطر ۵ ؛

اقول۔ مفتی جی! شکر ہے۔ کہ یہاں پر آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تحریر کو بعینہٖ قبول کرلیا۔ اور حسب عادت خود انکار نہیں کیا۔ کیونکہ میں نے لفظ بلفظ لکھا

اس عبارت کے لکھنے میں بھی آپ نے چند غلطیاں کی ہیں۔ اول یہ کہ صراط مستقیم کو صراط المستقیم الف ولام زیادہ لگا دیا۔ اور لفظ مرتبہ بے معنے لکھدیا۔ اور تیسری یہ عبارت کان اللہ یقول فاعبد اللہ مخلصین لکھدی جس کے کوئی معنے یا مطلب اس جگہ پر نہیں۔ کیا یہ آیت ہے یا حدیث ہے۔ یا کوئی آثار ہے۔ یا کسی کا بے معنی قول ہے۔ ترجمہ بھی اس کا آپ نے نہیں کیا کسی رسالہ وہابیہ میں سے بے سمجھے بوجھے نقل کر دیا۔ اور ساتھ ہی کیسی دلیری اور بے باکی اور شوخ چشمی اور دریدہ دہنی سے لکھدیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بھی بدتر ہے۔ اور اپنی عورت کے ساتھ جماع کرنے کا خیال آوے تو اچھا ہے۔ اور حق ہے۔ اللہ! اللہ! اے غضب یہ توہین و اہانت و دشنام حضرت افضل المرسلین سید الانبیاء محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اے پاک پروردگار خالق اللیل والنہار منتقم حقیقی قہار و جبار اس قوم سرکش و غدار دنا ہنجار کی گستاخیوں اور گالیاں تو اپنے حبیب کی شان میں کب تک سنے گا۔ اور ان کا بیڑا غرق نہ کرے گا۔ بار بار خیال آتا ہے۔ اور رنج و غم میں کلیجہ بیٹھا جاتا ہے۔ کہ کیوں اس قوم نابکار ظالم و کفار مہین و سباب، شاتم النبی المختار پر آسمانی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ کیوں انکی صورتیں مسخ نہیں ہو جاتیں۔ کیوں ان پر پتھر برسائے نہیں جاتے۔ کیوں بجلی ان کا کام تمام نہیں کرتی۔ کیوں ان کو خسف نہیں کیا جاتا۔ مگر کیا کریں۔ اسی وقت تیرا کلام پاک جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت قدر و منزلت توقیر و عزت میں ہے :-

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (انفال) یاد آجاتا ہے۔ کہ سرور عالم رسول کریم رؤف و رحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور ہی یہ قوم یا لوگ دنیا میں بھی معذب ہوتے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں اور نہ ہی کوئی شبہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالےٰ کو سخت ناپسند اور غضب لانے والی ہیں۔ جس سے ایمان کا تو صفایا ہے۔ جو سب سے بڑا عذاب ہے۔ عبرتا!!

دوسرا فقرہ آپ کا کہ "اگر نبی علیہ السلام کا خیال آوے گا۔ تو ضرور ہے اس کے ساتھ ہی نبی علیہ السلام کی عظمت و مرتبت کا خیال آوے یہ مذموم ہے"۔ درج ہے جس سے آپکے ایمان کا ستیاناس ہوگیا۔ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ اس قسم کے الفاظ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں سخت سب و شتم ہیں۔ جن کا حکم کتب

معتبرات سے کفر وارتداد کا لکھا جاچکا ہے۔ اللہ رحم کرے۔ اب اس باب میں کچھ کسی قدر تفصیل کے ساتھ قرآن شریف واحادیث شریف سے اسی کلام کا کفر ہونا ثابت کرتا ہوں۔ میں آپ کے امام الطائفہ اور آپ کے الفاظ کو دوہرانا نہیں چاہتا۔ اور اس کو بھی کفر سمجھتا ہوں العیاذ باللہ۔ مگر بقول عرب کُلُّ اِنَاءٍ یَترشح بمافیہ۔ جس برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی برآمد ہوتا ہے پیشاب کے قارورہ سے کبھی گلاب نہیں نکل سکتا ہے۔ مبارک ہو۔

سنئے! نماز میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے یا جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سب سے پہلے قرآن شریف میں سورہ فاتحہ ہے جس کا نماز میں پڑھنا فرض اور واجب ہے۔ لیکن ہمارے مذہب میں واجب ہے جب نمازی مسلمان اس سورہ کو پڑھے گا۔ فوراً اس کا خیال اس طرف جائے گا۔ کہ یہ سورۃ مکہ معظمہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جو ہمارے شفیع اولو العزم رسول ہیں۔ جب نمازی الحمد للہ رب العلمین پڑھے گا کہ میں حمد اور تعریف کرتا ہوں اللہ تعالی کی جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اس وقت تمام جہان نمازی کے خیال میں آوے گا۔ جس کے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر صراط الذین انعمت علیھم ہم کو اُن لوگوں کا راستہ دکھلا جن پر تونے انعام کیا ہے۔ جو انبیاء اصدقا۔ اور شہداء صلحاء۔ مومنین ہیں۔ وہ سب خیال میں آویں گے۔ جن کے سروسردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نیز صراط مستقیم نام پاک بھی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاً نمازی کا خیال حضور کی طرف منعطف ہوگا بشرطیکہ نمازی باایمان اور محب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ تمام قرآن شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی شان میں نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالی متکلم ہے اور حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مخاطب ہیں۔ جگہ جگہ لفظ قل اور کاف خطابیہ اور خاص نام مبارک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوگا۔ اور قرآن مجید پڑھنا شروع کرے گا۔ معاً حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال بہرحال دل میں آوے گا۔ اور آنا بھی ضروری ہے۔ اور عظمت اور مرتبت ان کی دل میں ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ سورۃ فتح میں جب نمازی پڑھے گا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ الآیہ۔ تو لامحالہ حضور کا ہی خیال دل میں آوے گا۔ اور ساتھ ہی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ضرور آوے گا۔ پھر جہاں

جہاں یَااَیُّھَا الرَّسُوْلُ ۔ یَااَیُّھَا النَّبِیُّ یَااَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۔ یَااَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۔ یٰسٓ طٰہٰ ۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۔ اے رسول اور اے نبی ۔ اے جھرمٹ مارنے والے اے سردار طٰہٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تحقیق ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی گویا نماز میں قرآن شریف پڑھنے والا نمازی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل میں خیال کئے بغیر نماز پڑھ ہی نہیں سکتے ۔ اور نہ کسی نمازی کی نماز سوا اس کے ہو سکتی ہے ۔ وہ نماز ہی نہیں جس میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال نہ آوے ۔ آپ کو نماز میں پڑھنے کے لئے ایک نئے وہابیہ کے قران کی ضرور ہی ضرورت ہے ۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام پاک اور ذکر تک نہ ہو ۔ نیا قرآن پیدا ہونا یا بننا مشکل ہے اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اپنی نمازوں میں ویدوں ۔ شاستروں ۔ پرانوں ۔ پوتھیوں ۔ گرنتھو ۔ رامائن ۔ مہابھارت کے پڑھنے کی تجویز کر کے شروع کر دیں ۔ تاکہ اس شرک سے نجات ہو ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بغض اور عداوت ہے پوری ہو جاوے ۔ تعجب یہ کہ مولوی اشرف علی صاحب کا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اَشْرَفُ عَلِیٌّ رَّسُوْلُ اللہِ ان کے مرید بڑے شوق سے پڑھیں ۔ اور ذرہ بھر زبان پر کانٹا نہ چبھے ۔ اور اگر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال نماز میں آجائے تو ایسی ناپاک قبیح تشبیہہ دی جائے ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

اور ہوش سے سنئے بہتر ہوگا ۔ کہ التحیات اور درود شریف کو بھی تشہد میں پڑھنے کو نماز میں سے نکال ڈالئے ۔ کیوں ایسا شرک پنجوقتہ نماز میں آپ لوگ کرتے ہیں ۔ اور بیل اور گدھے میں غرق رہتے ہیں ۔ مرد بنئے جگرا مولوی عبداللہ کی طرح التحیات اور درود شریف کو نماز سے خارج کیجئے ۔ ہم اہلسنت وجماعت اپنی نمازوں میں اَلتَّحِیَّاتُ للہِ والصلوٰت والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھم صل علٰے محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علٰے ابراھیم وعلی ابراھیم انك حمید مجید اللھم بارك علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید[1] پڑھتے ہیں ۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا واجب ہے ۔ اگر نہ پڑھے گا تو نماز خراب ہوگی ۔ اور یہی حکم اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو

[1] بلکہ اپنے والدین اور تمام مرد مسلمان اور عورتوں کے لئے دعا بھی کرتے ہیں ۱۲ منہ

حاضر و ناظر جاننا بھی ضروری ہے۔ ورنہ نماز ناقص ہو گی۔ آپ کی تسلی کے لئے مسلمانان اہلسنت وجماعت کی کتب معتبرات سے دکھلاتا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ مولوی اسمٰعیل آپ کے امام الطائفہ نے جو یہ ناپاک وگستاخانہ تشبیہہ دی ہے۔ اور جس کو آپ نے تصدیق کرکے کہا کہ یہ حق ہے کونسی آیت یا حدیث یا آثار یا کتب فقہ یا کسی امام یا مجتہد یا مفتی کا قول عرب و عجم کا ہے۔ اس کو پیش کیجئے۔ ورنہ آپ کے امام الطائفہ اور آپ ایسے عقیدہ رکھنے والے سب کے سب کافر اسلام سے خارج ہیں۔ اور ساب اور شاتم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

تشہد نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر جاننے کا ثبوت

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ ۲۳۸۔ ویقصد بالفاظ التشہد معانیھا مرادۃ لہ علےٰ وجہ الانشاء کانہ یحی اللہ تعالیٰ ویسلم علی نبیہ وعلی نفسہ واولیائہ لا الاخبار عن ذلک ذکرہ المجتبی۔ ترجمہ اور قصد کرے تشہد کے الفاظ سے ان کے معنی بطور انشاء کے نمازی کو مقصود ہوں یعنے ان کا ایجاد اسی وقت سمجھے تصور کرے اس طرح کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہنچاتا ہے۔ اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ اور اپنے نفس اور اولیائے کرام پر سلام بھیجتا ہے۔ نہ قصد کرے تشہد کے الفاظ سے خبر دینا اور حکایت کرنا اس حال کا ذکر کیا ہے۔ اس کو مجتبےٰ میں۔ بلفظہٖ۔ (۲) رد المحتار شرح درمختار معروف بشامی جلد اول صفحہ ۳۴۲۔ بموجب وموافق بالا (۳) مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین جلد اول باب چہارم۔ صفحہ ۳۱۹۔ اور جب تشہد کے لئے بیٹھو تو ادب سے بیٹھو اور تصریح کرو کہ جتنی چیزیں تقرب کی ہیں۔ خواہ صلوات ہو یا طیبات یعنے اخلاق طاہرہ سب اللہ کے لئے ہیں۔ اسی طرح ملک خدا کے لئے ہے۔ اور یہی معنے التحیات کے ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کو اپنے دل میں حاضر کرو۔ اور کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بلفظہٖ (۴) میزان امام شعرانی جلد اول صفحہ ۱۸۲۔ سطر ۱۴۔ مطبوعہ المکمل المطابع دہلی ۱۲۸۲ھ اور مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۳۹۔ سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوٰۃ

والسلام علیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی التشھد لینبہ الغافلین فی جلوسھم بین یدی اللہ عزوجل علےٰ نبیھم فی تلک الحضرۃ فانہ لایفارق حضرۃ اللہ تعالےٰ ابدا فیخاطبونہ بالسلام مشافھۃ۔ بلفظہٖ۔ ترجمہ:۔ میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام عرض کرنے کا اس لئے حکم دیا ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ تاکہ انہیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دیکھیں۔ اس لئے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ روبرو سامنے، حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کریں۔ (۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول۔ باب تشہد۔ صفحہ ۳۰۴۔ حدیث شریف از عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دعا بجز وسلامت است بر تولے پیغمبر ومہربانی خداوافزونیہائے خیر وکرم وے و وجہ خطاب بآنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجہت البقائے ایں کلام است بر آنچہ در اصل بود کہ در شب معراج از جانب پروردگار تعالےٰ وتقدس برآنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطاب بسلام آمد پس آنحضرت درحین تعلیم امت نیز بہماں لفظ اصل گذاشت تا ایشاں را بذکر آں حال گردد ونیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نصب[1] العین مومناں وقرۃ[2] العین عابدان است درجمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخرآں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تراست۔ وبعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان[3] حقیقت محمدیہ است درذرائر[4] موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات[5] مصلیان موجود وحاضر است پس مصلے باید کہ ازیں معنے آگاہ باشد وازیں شہود[6] غافل نبود تا بالوار قرب واسرار معرفت منور وفائز گردد۔ بلفظہٖ (۶) حدیث شریف نسائی مطبوعہ نظامی۔ صفحہ ۲۴۳۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رأیت فی مقامی ھذا کل شیٔ وعدت یعنے دیکھا میں نے اپنے اس مقام میں ہر چیز کو جس کا مجھ کو وعدہ دیا گیا۔ اور حاشیہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ میں علامہ اکمل الدین حنفی صاحب عنایہ شرح ہدایہ میں مشارق سے منقول ہے۔ فی قولہ مقامی

[1] نصب العین۔ روبرو سامنے آنکھوں کے روبرو ۱۲ [2] قرۃ العین۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ۱۲ [3] سریان اجراء۔ آب یا جاری ہونا ۱۲

[4] ذرائر جمع ذرہ کی ۱۲ [5] ذوات جمع ذات کی۔ اور ذات یعنے نفس ہر شئے کا ۱۲ [6] شہود بمعنی حاضر ہونا و حاضری ۱۲

یجوز ان یکون المراد به المقام الحسی وهو المنبر و یجوز ان یکون المراد به المقام المعنوی وهو مقام المکاشفة والتجلی و حضرة الملك والملکوت والارواح والغیب الاضافی والغیب الحقیقی فانه البرزخ الذی له التوجه الی الکل کنقطة الدائرة صلوٰة اللہ وسلامه علیه یعنے علامہ مذکور اس کی شرح حدیث میں فرماتے ہیں کہ مقام سے مراد مقام حسی ہے اور وہ منبر ہے یا مقام معنوی۔ اور وہ مقام مکاشفہ ہے۔ اور روشن اور حاضر ہونا۔ ملک اور ملکوت اور ارواح اور غیب اضافی اور غیب حقیقی کا واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق و مخلوق میں برزخ و متوسط ہیں تمام کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ مانند مرکز دائرہ کے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

پس اس سے ثابت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم کے ہر شئے کی طرف متوجہ ہیں۔ جیسے مرکز دائرہ ہر نقطہ محیط کی طرف ہوتا ہے۔ جس کو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں ⁂

(۷) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۷۶ سطر ۱۲۔ حکایت: شیخ ابی العباس مرسی سے کہا کہ اگر پوشیدہ ہو جمال پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے ایک پل (لمحہ) تو میں اپنے تئیں مسلمانوں سے نہیں گنتا۔ یہ محمول اوپر ہمیشگی کے ہے۔ بلفظہٖ (۸) ضابطہ رابطہ مصنفہ حضرت مولانا مولوی فاضل مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری انبہٹوی۔ صفحہ ۳۰ سطر اول: وقد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس موسی رحمة اللہ علیه وغیرهما انهم کانوا یقولون لو احتجبت عنا رؤیة رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم طرفة عین ما اعددنا انفسنا من جملة المسلمین بلفظہٖ اور تحقیق حضرت ابی الحسن شاذلی اور ان کے شاگرد ابی العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہما سے ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر ایک لمحہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہم سے پوشیدہ ہو جائے تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کرتے ⁂ (۹) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوب نمبر ۲۹۲ مطبوعہ امرتسر بعضے از آداب پیر و شرائط ضروریہ در معرض بیان آوردہ مے شود بگوش ہوش باید شنید۔ بدانکہ طالب را باید کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد۔ باوجود پیرے اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و در حضور او بغیر او التفات نہ نماید و بکلیت خود متوجہ او بنشیند۔ حتے کہ بذکر ہم مشغول نشود۔ بلفظہٖ (۱۰) ایضاً مکتوب نمبر ۳۱ جلد ثانی در تصویر شیخ این قسم دولت سعادت مندان را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود داند و در جمیع اوقات متوجہ او باشد۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۰ ⁂

(۱۱) حجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ ۲۰۔ ثم اختار بعدہ السلام علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم تنویہا بذکرہ واثباتاً للاقرار برسالتہ واداء لبعض حقوقہ بلفظہ:۔ ترجمہ۔ پھر اس کے بعد ہی (التحیات) میں نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لئے:۔ (۱۲) سبیل الرشاد مصنفہ حضرت محمد عاشق علیہ الرحمۃ خلیفہ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ۔ اگر وقت دوری شیخ کسے استفاضہ خواہد طریقش آنست کہ فارغ دل و ضوساختہ نماز گذارد و ہماں جانشستہ صورت شیخ کہ از وے فیض مے جوید بجمع ہمت و دفعہ خطرات ملاحظہ نماید۔ بلفظہ:۔ (۱۳) انوار محمدی مصنفہ شیخ محمد غوث محدث تھانوی علیہ الرحمۃ۔

(جن سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی کچھ حدیث پڑھی تھی:۔)

(باید کہ مرشد سے را یعنے مرید را) بوقت پراگندگی خاطر وعدم جمعیت برائے ملاحظہ صورت خود بدیں معنے امر فرماید۔ اوضاع مراد اخلاق مثل ریش و خال و خد و لباس وغیرہ آں چناں بصورت خیالیہ خود منقوش خاطر کن کہ در آں محو گردی۔ الخ:۔

(۱۴) امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی مرشد مولوی خلیل احمد صاحب براہین قاطعہ اس کتاب کا نام ہی مصنف نے اپنے مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کے نام پر رکھا ہے۔ صفحہ ۱۰ سطر ۴ ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیہ دور نیست۔ چوں ایں امر محکم دارد ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود۔ مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالے او را القا خواہد کرد مگر ربط تام شرط است۔ و بسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق مے بود و بسوئے حق تعالے راہ مے کشاید و حق تعالی او را محدث مے کند۔ الخ۔ بلفظہ:۔

لیجئے ان سب بزرگوں پر فتوے کفر و شرک لکھ دیجئے۔ بالخصوص مولوی رشید احمد صاحب اپنے بزرگ پر تو ضرور ہی لکھئے۔ شاید آپ کہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے تھے۔ اور انہوں نے توبہ کر لی تھی۔ مگر محض غلط۔ وہ تحریر دکھلایئے جس میں انہوں نے توبہ کی ہو:۔ (۱۵) مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف حضرت شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ۔ صفحہ ۱۶۵ سطر ۵۔ پس باید کہ بندہ ہمچناں کہ حق سبحانہ تعالے پیوستہ بر

جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود و از مخالفت او سراً و اعلاناً شرم دارد و ہیچ وتیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نگذارد بلفظہ۔ یہ بھی وہابیہ کش اور قاطع الوتین تحریر ہے:۔ (۱۶) مسک الختام مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مجتہد وہابیہ۔ صفحہ ۲۴۴۔ نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں است در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشترے و قوی است و بعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند ایں خطاب بسریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلے را باید کہ ازیں معنے آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔ آرے ؎

در رہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست ۔۔۔:۔۔۔
مے بینمت عیاں و دعامے فرستمت ۔۔۔:۔۔۔ بلفظہ

دیکھئے نواب صاحب وہی فرما رہے ہیں۔ جو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرما چکے ہیں۔ جو نمبر ۵ پر درج ہو چکا ہے۔ یعنی (۱) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین اور عابدوں کے آنکھوں کے سامنے ہر وقت ہیں (۲) تمام حالات اور خصوصاً عبادات کے وقت نورانیت کا انکشاف زیادہ اور قوی ہوتا ہے یعنی اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ توجہ مبذول ہوتی ہے۔ (۳) بعض عارفوں نے فرمایا ہے:۔ (۴) پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے نمازیوں میں موجود اور حاضر رہتے ہیں:۔ (۵) پس نمازیوں کو لازم ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی اور حاضری سے آگاہ رہیں:۔ (۶) اور نمازیوں کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود یعنے حاضری اور موجودگی سے غافل نہ ہوں:۔ (۷) تاکہ نمازی انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز ہو:۔ لیجئے! اپنے نواب صاحب پر بھی اپنا فتویٰ جھونک دیجئے۔ اور کفر لگا دیجئے۔ العیاذ باللہ:۔ مفتی جی! صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سلاسل اربعہ کا مشہور اور مسلمہ مسئلہ تصور شیخ یا رابطہ بالشیخ ہے۔ جو فرماتے ہیں۔ کہ ان الرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم۔ یعنے بڑا رکن سلوک میں تصور شیخ ہے۔

جو محبت اور تعظیم کے طریق پر کیا جاتا ہے۔ کہ شیخ کی صورت کو ہر وقت دل میں رکھنا۔ اگر تمام کتابوں کی عبارتیں لکھی جائیں تو ایک بسوط کتاب تیار ہو۔ بخوف اطناب ترک کرتا ہوں:۔

تمام اہلسنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ یہ کلمات گستاخانہ جو آپ کے امام الطائفہ اور آپ نے استعمال کئے ہیں۔ اور ایذا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی ہے۔ جو کفر ہے اور یہ کام اسلام سے خارج شدہ لوگوں کا ہی ہے۔ اور صریح گالیاں ہیں۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ یعنے جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے عذاب ذلیل کرنے والا تیار کیا ہے۔

نکتہ۔ یہ لفظ۔ لعنت کا جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اس کے اعداد جمل بھی پانچسو پچاس (۵۵۰) ہیں۔ اور ادھر جملہ "مولوی اسمٰعیل دہلوی نالائق" کے اعداد جمل بھی وہی پانچ سو پچاس (۵۵۰) ہی ہیں:۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم۔ جو لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے عذاب ہے درد دینے والا ہے:۔ نکتہ۔ اس آیت شریف میں نکتہ یہ ہے کہ جملہ اعداد جمل آیت شریف ولھم عذاب الیم کے نوسو اونتیس (۹۲۹) ہیں۔ اور ادھر فقرہ "مولوی اسمٰعیل دہلوی وفرقہ بالنواد ہابیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل نوسو اونتیس ہی ہیں ۹۲۹ یہ خدا کی طرف سے مبارک ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے۔ یا کسی بری تشبیہہ سے نسبت کرے جو وہ بھی گالی ہے تو وہ اس کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے اور اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ اگر بس چلے تو اس کی جان مار دے۔ لیکن افسوس دن دہاڑے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور بری تشبیہیں لکھی جاتی ہیں تو نام کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور عذر گناہ بدتر از گناہ ولیس لایعنی کی جاتی ہیں۔ اور بلا تاویل ان گالیوں اور توہینوں کو قبول کر کے یہ لکھا جاتا ہے کہ یہ حق ہے اف اور تف ہے۔ ایسی نام کی مسلمانی پر۔ الٰہی ہمیں ان سے اور ان کے شر سے بچا آمین۔

دو کتابوں کی عبارت جو نہایت معتبر ہیں۔ عبرت کے لئے درج کرتا ہوں:۔

(۱) کتاب الخراج مصنفہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ شاگرد رشید حضرت امام الائمہ سراج الامت امام ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او کذبہ

او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالیٰ و بانت منه امرأته ۔ یعنے جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہے یا گالی دے ۔ یا جھوٹ کی نسبت کرے ۔ یا کسی طرح کا عیب لگاوے ۔ یا کسی طرح حضور کی شان گھٹاوے ۔ وہ یقیناً خدا کا منکر اور کافر ہے ۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی (۲) در مختار ۔ الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقا و من شک فی عذابه و کفره کفر جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان (گستاخی کرے) وہ کافر ہے ۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اسکے عذاب کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے میں کہتا ہوں ۔ یہ لوگ شیعہ قوم سے بھی کئی درجہ بڑھ گئے ۔ وہ تو صرف اصحاب ثلثہ یا دیگر صحابہ کی گستاخی کرتے ہیں یا تبرا کرکے اہلسنت وجماعت سے نکل گئے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی پر اسقدر دست اندازی اور اہانت نہیں کرتے جیسے ان لوگوں وہابیوں نے اودہم مچا رکھی ہے ۔ یہاں پر میں اپنے وطن پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور ایک مسجد میں مسلمانوں کی درخواست پر مختصر سا وعظ کرنے کا ذکر کرتا ہوں ۔ اس میں وعظ کے بعد ایک شیعہ کی طرف سے اصحاب ثلاثہ کی نسبت اعتراض ہوا ۔ اور اس کا جواب دیا گیا ۔ اعتراض عجیب تھا اور اس کا جواب بھی عجیب و غریب ہوا ۔

ایک شیعہ کی طرف سے اعتراض ۲۸ شوال ۱۳۳۴ھ

شیعہ ۔ قرآن میں آیت ہے ۔ انا من المجرمین منتقمون ہم مجرموں سے بدلہ یا انتقام لینے والے ہیں اس کے اعداد جمل بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں ۔ جو مطابق ہوتے ہیں اعداد ابوبکر، عمر، عثمان کے نام سے یعنے ان ناموں کے بھی بارہ سو دو (۱۲۰۲) اعداد جمل ہیں ۔ اس لئے ہر سہ صحابی مجرم ہیں ۔ جن سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا ۔ (نقل کفر کفر نباشد)

مختصر جواب بطور تازیانہ از جانب احقر راقم الحروف

مکین ۔ ایسے اعداد کا اعتبار نہیں ۔ جب تک ان کی واقعات سے تصدیق نہ ہو ۔ یہ ظاہر ہے ۔ کہ اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جان نثاری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی کی کہ وطن چھوڑا گھر بار ترک کیا ۔ خدا کے راہ میں شہید ہوئے ۔ اور اسلام کو شرقاً وغرباً جنوباً و شمالاً پھیلایا ۔ اور انتقال فرمانے کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم مبارک میں جگہ لی ۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی ان

کا بھی خمیر تھا۔ اور ایک ہی جگہ کی خاک مبارک تھی۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو خسر اور داماد اپنا بنایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ان کے گھر میں اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر پاک اختر بھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دو صاحب زادیاں یکے بعد دیگرے عطا فرمائیں۔ پھر ایسے بزرگ عالی مرتبت جان نثار مجرم کیسے ہو سکتے ہیں یہ بات محض غلط ہے ؛

دوم یہ نام حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ رضی اللہ عنہم کونسے اصحاب کے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزندان بھی تھے۔ اور حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صاحب زادے بھی تھے۔ شیعہ صاحب فرمائیں۔ کہ وہ ہر سہ بزرگ کونسے ہیں۔ جن پر آیت شریف کے اعداد منطبق کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اس کا فرق کبھی بتلا بھی نہیں سکتے۔ خواہ تمام دنیا کے شیعہ جمع ہو جائیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا :

سوم۔ ہمارا سنیوں کا ایمان یہ ہے کہ اس آیت شریف کا مطلب یہ ہے۔ کہ جن لوگوں نے ان حضرات مندرجہ بالا اور خلفائے راشدین وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایذا دی جن کے اعداد آیت شریفہ میں ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا ہے۔ قیامت کو وہ مجرم قرار دیئے جا کر دوزخ کے حوالے ہوں گے۔ اور مشہور مجرم :

چہارم۔ یہ ہیں۔ عبداللہ بن سلول وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر افک لگایا۔ (۲) فیروز غلام ہے۔ جس مردود مجرم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۳-۴) سارہ۔ سودان۔ یہ وہ دو شخص مردود اور مجرم ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا : (۵) ابن ملجم۔ وہ مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شہید کیا : (۶) یزید وہ خبیث مردود مجرم ہے۔ جس نے حضرت امام حسنین رضی اللہ عنہما کو شہید کروایا پس ان چھ مردود مجرموں کے ناموں کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) برابر اس آیت شریفہ کے ہیں۔ فہو المراد شیعہ صاحبان سن کر حیران ہوئے۔ اور اس عقیدہ سے باز آ گئے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔ اس پر ایک استفتا رکیا گیا۔ جو ذیل میں درج ہے ؛

استفتا و فتویٰ الہامی

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے۔ کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیۂ کریمہ انا من المجرمین منتقمون کے اعداد بارہ سو دو (۱۲۰۲) ہیں۔ اور یہی اعداد ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے بینوا توجروا المستفتی قاضی فضل احمد لودھیانوی ۲۱ صفر ۱۳۳۹ھ

الجواب

روافض لعنہم اللہ تعالےٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا پر ہے اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں۔ اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیع ہے ثانیاً امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دیگا۔ اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث شریف میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ اور نی ابنی ماذا اسمیتموہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسن ہے۔ پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ حسین ہے۔ پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علے نے وہی عرض کی۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبر شبیر مبشر حسن حسین محسن ان ہموزن وہم معنے۔ اس سے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تعلیم ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہٰذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر عمر۔ عثمان۔ عباس وغیرہم رکھے :: ثالثاً رافضی نے اعداد غلط بتلائے امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا۔ تو عدد بارہ سو ایک ہیں۔ نہ کہ دو۔ ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو عدد کا ہے کے ہیں۔ ابن سبا رافضہ کے (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں ابلیس یزید ابن زیاد شیطان الطاق

کلینی ابن بابویہ قمی طوسی حلی (۲) ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْہُمْ فِیْ شَیْءٍ بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور شیعہ ہوگئے۔ اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیت کریمہ کے عدد ۲۸۲۸ اور یہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ شیطانیہ اسمٰعیلیہ کے۔ اور اگر انہی طرح سے اسمٰعیلیہ میں الف چاہئے تو یہی عدد ہیں روافض اثنا عشریہ و نصیریہ و اسماعیلیہ کے (۴) ہاں اور رافضی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لہم اللعنۃ ولہم سوء الدار ان کیلئے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔ اس کے عدد ۶۴۵ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے (۵) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم وہی اپنے رب کے ہاں صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کا ثواب ہے اس کے عدد ۵۳۴۳ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان علی سعید کے (۶) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم وہی اپنے رب کے حضور صدیق و شہید ہیں ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور اس کے عدد ۱۷۹۲ ہیں۔ اور یہی عدد ہیں۔ ابوبکر وعمر۔ عثمان۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر و سعد کے (۷) نہیں اور رافضی بلکہ عزوجل فرماتا ہے:۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق و شہید ہیں۔ ان کے لئے ہے ان کا ثواب اور ان کا نور آیہ کریمہ کے عدد تین ہزار سولہ ۳۰۱۶ اور یہی عدد ہیں۔ صدیق۔ فاروق۔ ذوالنورین۔ علی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ سعید ابوعبیدہ۔ عبدالرحمٰن بن عوف کے۔ الحمد للہ آیہ کریمہ کا تمام و کمال جملہ صحیح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔ کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیات عذاب و اسمائے اشرار و آیات مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہٖ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

(فتوے ختم)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ شیعہ رافضی کا تو ماشاء اللہ ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا اب مجال دم زدن نہیں۔ فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت والجماعت بچشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات اور اعداد کی مطابقت زبان فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف کے گذر چکی تھی۔ واللہ باللہ اعداد اخیار ما اشرار کے بلا سوچے اور تامل کئے فرمائیے۔ کہ فقیر سوائے اس کے اور اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰحضرت کی کرامت کا اظہار بذریعہ القار ربانی اور الہام سبحانی تھا۔ اس سے پیشتر جب کہ اعلیٰحضرت نے کتاب کو سماعت فرماتے ہوئے متعدد جگہ فرقہ وہابیہ اور معترض پر نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی تو اسی وقت معاً بلا تفہیم۔ وتاویل کے یوں فرمایا۔ جناب نے فرمایا۔ کہ لکھو۔ فقیر نے تعمیل حکم اس طرح پر کی۔ آیت قرآنی (۱) اھلکنھم انھم کانوا مجرمین کے اعداد ۸۰۶۶ جو برابر ہیں رشید احمد گنگوہی کے (۲) ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم کے ۱۲۶۳ ہیں جو برابر ہیں اشرف علی صاحب تھانوی کے (۳) آیت شیطانا مارد العنہ اللہ کے اعداد ۴۶۰ ہیں۔ اور وہی عدد ہیں (جی) قاسم صاحب نانوتوی کے سبحان اللہ وبحمدہ کیا قدرت الٰہیہ کا تماشا اور تقدیر الٰہی کا نظارہ ہے۔ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کی حالت کا نقشہ درج کر رکھا ہے۔ جو بندگان رب العلےٰ اور خاصان بارگاہ خدا اس قسم کے کشف اور الہام سے بیان فرما سکتے اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۱۲ علاوہ اس کے فقیر کہتا ہے کہ ہم سنی ہیں۔ اور لفظ سنی کے (۱۲۰) ایک سو بیس عدد ہیں۔ اور حب علی کے بھی وہی ہیں اور لفظ شیعہ کے عدد تین سو پچاسی (۳۸۵) ہیں۔ اور یہی عدد ہیں شیطانیہ کے ۱۲

قولہ مطالبہ نمبر ۴ کا نماز میں اللہ کی طرف دھیان لگانا چاہیئے یا نبی علیہ السلام کی طرف اگر صرف اللہ ہی کی طرف دھیان لگانا چاہیئے۔ تو کیا نبی علیہ السلام کا اس وقت دھیان آنا یا کسی اور کا دھیان اول کے مضر ہے کہ نہیں۔ اگر مضر ہے تو مذموم ہے کہ نہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۳ سطر ۱۳

اقول مفتی جی! آپ کی منطق قابل داد ہے۔ صغرے کبرے آپ کا شکل حماد قابل ضماد ہے۔ اگر صرف دھیان لگانا ہے۔ تو نماز کی کیا ضرورت ہے صرف مراقبہ میں دھیان لگایا کریں۔ کیونکہ نماز میں تو قرآن شریف پڑھنا پڑے گا۔ جس میں ہر لفظ لفظ پر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھیان یا خیال آوے گا۔ اور ضرور آوے گا۔ پھر تشہد میں

لازمی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آوے گا۔ بلکہ ان کو لپنے سامنے حاضر و ناظر جا اور درود شریف پڑھنا پڑے گا۔ گویا کوئی وقت خالی نہ ہو گا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال نہ آئے۔ پس وہابیہ نجدیہ کو نماز ترک کرکے کوئی سند صیا (نماز منو نمانی چاہیئے۔ اور تصور شیخ جو کے بزرگوں کیطرف سے ضروری طور پر رائج ہے۔ اسکو بھی خیر باد کہنی چاہیئے اور ان پر فتوئ کفر و شرک جاری کرکے پکے بننا چاہیئے ؛

باقی دو مطالبے اسی قبیل کے بیہودہ ہیں۔ جس کے نقل کرنے میں دل کانپتا ہے آپنے لکھا ہے کہ اگر نماز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو ان کو ذلیل سمجھنا چاہیئے العیاذ باللہ۔ کسی مسلمان کا خواہ کسی فرقہ کا ہے۔ یہ عقیدہ نہیں۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ کا بڑے زور سے اور یہ بھی کہ وہ کتاب جس میں یہ عقیدہ لکھا ہے۔ اور اس مسئلہ مردودہ کو درج کیا ہے۔ آپ کے امام الطائفہ کے مجاہدین کوہ پنجتار سے ابھی لائے ہیں۔ اور دیوبندیوں کے حوالہ کی ہے۔ جو قرآن شریف و احادیث و اجماع امت کے برخلاف ہے جو ہم نے یا ہمارے باپ دادا نے بھی ایسا مسئلہ نہیں سنا جو اسلام سے خارج ہے ؛

میں کہتا ہوں قرآن شریف میں جگہ جگہ پیغمبران علیہ السلام کے نام اور ان کا تذکرہ تعلیم کے ساتھ موجود ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرکے احکام اور امر و نواہی موجود ہیں۔ اور سورہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یٰسٓ ۔ طٰہٰ ۔ المزمل ۔ المدثر۔ سورہ ابراہیم سورہ یونس۔ سورہ یوسف۔ سورہ ہود۔ سورہ مریم۔ سورہ کہف۔ سورہ انبیاء۔ سورہ لقمان سورہ نوح علیہ السلام قرآن شریف میں موجود ہیں۔ جن کی تلاوت نماز میں کی جاتی ہے گویا تمام قرآن شریف انبیاء علیہم السلام اور فرشتگان الہی تذکرہ سے پر ہے ان سب کو نماز پڑھتے ہوئے مذموم اور ذلیل سمجھنا چاہیئے۔ اور جب نماز میں نعوذ وہ و توقروہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور عزت اور تعظیم کرو۔ پڑھا جائے تو قرآن شریف سے اس آیت شریف کی جگہ فدن للوہ ربحقی وہ لکھنا چاہیئے۔ اور جہاں وللہ العزۃ و رسولہ آوے۔ وہاں نعوذ باللہ اور کچھ کرنے چاہیئے۔ اگر کلمات کفر آپ کے جمع کیے جائیں تو آپ کے لئے ہار کی سجاوٹ پوری ہو جاوے۔ وہابیت کیا ہے۔ جہنم کے لئے عمدہ سے عمدہ سرٹیفکیٹ ہے) مبارک ہو۔

باب شانزدہم

عقیدہ نمبر ۲۱

عقیدہ نمبر ۲۱۔ وہابیہ دیوبندیہ (کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں) سبیل الرشاد مولوی رشید احمد صاحب :

قولہ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۵ بر عقیدہ نمبر ۲۱۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۱ سبیل الرشاد کے حوالے پر یہ لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ وہ مذموم ہیں۔ اگرچہ سبیل الرشاد میں بعینہ یہ الفاظ نہیں جو آپ نے لکھے ہیں۔ پھر ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے آپ سے دریافت کرتے ہیں۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۲ سطر ۹ : **اقول۔** مفتی جی پھر آپ اپنی عادت معہودہ پر آگئے۔ کہ عبارت کا انکار کرنے لگے۔ لیجئے پہلے میں سبیل الرشاد کی اصل عبارت لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کی غلط بات کی غذا پوری ہو جائے۔ وھو ہٰذا : "البتہ چار مصلے جو مکہ معظمہ میں مقرر کئے ہیں۔ لاریب یہ امر زبون ہے" بلفظہٖ صفحہ ۳۲ سطر ۱۹۔ میری عبارت اور اصل عبارت میں جو فرق ہوا وہ صرف یہ ہے۔ کہ لفظ مذموم کی جگہ لفظ زبون لکھا ہوا ہے لفظ مذموم عربی ہے۔ جس کے معنے بد کے ہیں یعنے برے۔ اور لفظ زبون فارسی ہے اس کے معنے بدتر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت۔ الحمد للہ میرے لکھنے سے اصل عبارت کے لفظ زبون کے معنے اور بھی زیادہ خراب اور سخت بجائے بد کے بدتر نکلے۔ گویا مولوی رشید احمد مصنف کتاب سبیل الرشاد کے نزدیک اور تمام دیوبندیوں کے نزدیک تمام علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ اور علماء عرب و عجم سب کے سب بے علم اور بے خبر ہیں۔ جن کو ان چار مصلوں کی زبونی معلوم نہ ہوئی۔ اور مولوی رشید احمد صاحب کو اپنے بڑے بھائی غیر مقلدوں کی صحبت سے علمیت اور فضیلت حاصل ہوئی۔ کہ کسی عالم مفتی حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کو آج تک صدہا سال گذر گیا۔ معلوم ہی نہ ہوا۔ اور نہ کسی نے ایسا لکھا۔ یہی سبب ہے کہ دیوبندے علماء۔ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ چونکہ یہ ہر چہار مصلے جو بحکم سلطان وقت و اولی الامر کے بالاتفاق علماء مفتیان وقت بغرض اصلاح

مسلمین ورفع تنازعہ کئے گئے تھے۔ وہابیہ کے نزدیک بدتر (زبون) ہیں۔ اسی طرح تقلید شخصی بھی ان کے نزدیک بدتر ہے۔ درانحالیکہ بادشاہوں کا حکم خداتعالےٰ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ۔ نساء۔ یعنے اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔ اور حاکموں بادشاہوں اور مجتہدوں کی جو تم میں سے ہیں۔ پس اس آیت شریف پر عمل کرنے والے مسلمان ان کی اطاعت واجب جانتے ہیں۔ دیکھئے :- (۱) تفسیر عزیزی سورہ بقر۔ صفحہ ۸۶۔ کسانیکہ اطاعت آنہا بحکم خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ سلاطین وامراد اہل خدمات اند۔ مثل قضاۃ ومحتسبین وحکام کہ اوامر ونواہی ایشاں در مصالح جزئیہ وحوادث یومیہ واجب الاتباع است در حق رعایا۔ بلفظہٖ (۲) ترجمہ حجۃ البالغہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ دہلوی صفحہ ۲۴۳ سطر ۲۰ چوتھی صدی میں تقلید شخصی کا رواج ہوا۔ اور سلاطین نے فقہ میں مناظرے کئے۔ بلفظہٖ (۳) خلاصہ تواریخ مکہ معظمہ صفحہ ۴۱، ۴۲، ۴۳۔ ۴۴ (بعد تقرر تقلید شخصی کے ۳۳۹ھ ہجری :- اور بعد اس کے زمانہ فرح بن ظاہر برقوق بادشاہ کے آگ لگ گئی۔ ۸۰۲ھ ہجری میں بعد اس کے بسبق طاہری امیر الحاج مصر نے ۸۰۳ھ ہجری میں کعبۃ اللہ شریف کو ازسرنو تعمیر کیا۔ اور مصلات اربعہ کو بھی ہیئات قدیمہ پر تعمیر کیا۔ بلفظہٖ :- اس سے ثابت ہے کہ مصلات اربعہ ۸۰۳ھ سے پہلے کے بنے ہوئے تھے۔ جو پھر اسی ہیئت پر تعمیر کئے گئے۔ اس پر یہ قیاس قائم ہوتا ہے۔ کہ جب تقلید شخصی ۳۳۹ھ ہجری میں قائم ہوئی تب سے ہی یہ مصلاۃ اربعہ بھی بحکم بادشاہ وقت مصلحتاً بنائے گئے تھے۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ کعبۃ اللہ شریف کئی بار تعمیر ہوا۔ (۴) حدیقہ ندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ للعارف باللہ تعالےٰ سید عبدالغنی نابلسی الحنفی الدمشقی الجز الاول صفحہ ۱۰۳ :- یہ کتاب ۱۰۷۶ھ ہجری میں لکھی گئی۔ نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ انواع اقسام البدعت فصل ثانی میں ہے۔ وھو ھذا :- وقد سئل بعض العلماء عن ھذہ المقامات المنصوبۃ حول الکعبۃ التی یصلون فیھا الان باربعۃ ائمۃ علےٰ مقتضی المذاھب الاربعۃ ماکانت السنۃ علےٰ ذٰلک ولا عصر التابعین ولا تابعیھم ولا عھد الائمۃ الاربعۃ ولا امروبھا ولا طلبوھا فاجاب بانھا بدعۃ ولکنھا بدعۃ حسنۃ لا سیئۃ لانھا تدخل بدلیل السنۃ الصحیح

وتقريبه هل فى السنة الحسنة لانها لم يحدث منها ضرر ولا حرج فى المسجد ولا فى المصلين من المسلمين هامة اهل السنة والجماعة بل فيها عميم النفع فى المطر والحر الشديد والبرد وغيرها وسيلة للقرب من الامام فى الجمعة وغيرها فهى بدعة حسنة ويسمون بفعلهم السنة الحسنة وان كانت بدعة اهل السنة لا اهل بدعة لان النبى صلى الله عليه وسلم قال من سن سنة حسنة فسمى المبتدع للحسن مستنا فاد خله النبى صلى الله عليه وسلم فى السنة وقربت الك لا ابتداع وان لم يرد فى الفعل فقد ورد فى القول فالسان سُنّى لا بدعى لدخوله تسمية النبى صلى الله عليه وسلم فيما قرره من السنة وضابطة السنة ما قرره او فعله النبى صلى الله عليه وسلم وداوم عليه واظهره ومن جملة فعله ايضاً قوله صلى الله عليه وسلم وسكوته على الامر لانه تقريره ناذن فى ابتداع السنة الحسنة الى يوم الدين وانه مادون له بالشرع فيها ومأجور عليها مع العاملين لها ابداً واما اخرج الامام احمد بن حنبل ومسلم والترمذى والنسائى وابن ماجه عن جرير عن عبد الله .... عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غيران ينقص من اجرهم شئى الحديث فيدخل فى السنة تقريره صلى الله عليه وسلم كل بدعة حسنة ومنها الربط والمدارس والموافق والمصالح حيث كانت للمسلمين بالطريق وغيرها المنافع۔ بلفظہ ترجمہ: جو مصلے کعبۃ اللہ شریف کے گرد قائم ہیں۔ اور چاروں مذہب کی وجہ سے اب ان میں چار اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بیشک بعض علماء سے انکی بابت سوال ہوا کہ نہ اس طریقہ پر حدیث ہے۔ اور تابعین و تبع تابعین اور نہ ائمہ اربعہ سے کوئی روایت ہے اور نہ ان کا اس پر عمل تھا۔ اور نہ اسے طلب کیا۔ تو جواب فرمایا کہ وہ بدعت ہیں۔ لیکن بدعت حسنہ نہ سیئہ اسواسطے کہ وہ حدیث صحیح کے ارشاد و قبول سے نیک سنت میں داخل ہیں اس لئے کہ ان سے کوئی ضرر اور حرج نہ مسجد میں پیدا ہوا۔ اور نہ عام سنی مسلمان نمازیوں میں بلکہ ان میں عام نفع ہے بارش اور سخت گرمیوں اور سردی میں۔ اور وہ جمعہ وغیرہ میں امام سے قریب ہونے کا وسیلہ ہیں۔ تو وہ بدعت

حسنہ ہیں۔ اور وہ لوگ اس نیک سنت کے کرنے سے جو پیدا ہے۔ اہلسنت کہلائیں گے نہ اہل بدعت۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے اسلام میں نیک سنت ایجاد کی تو نئی نیک بات نکالنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت والا فرمایا۔ اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت میں داخل کیا۔ اگرچہ حضور کے فعل سے ثابت نہیں ہوا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہے اور اس نئے نکالنے کو مقبول رکھا پس اس کا نکالنے والا سنی ہے۔ نہ کہ بدعتی۔ اس واسطے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تقریری میں داخل ہے۔ اور ضابطہ سنت کا یہ ہے کہ ہر وہ کام جسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مقبول رکھا یا خود ہمیشہ کیا۔ اور اسے ظاہر فرمایا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل میں سے حضور کا ارشاد فرمانا۔ اور خاموش رہنا بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ مقرر رکھنا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک نئی بات پیدا کرنے کا اذن دیا۔ اور یہ کہ شرع سے اس نئے پیدا کرنے کا پیدا کرنے والوں کو اذن ہے۔ اور اسے اس کام اور جو اس پر عمل کرے ان سب کا ہمیشہ ثواب ہے۔ امام احمد بن حنبل و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو اسلام میں کوئی نیک طریقہ ایجاد کرے تو اس کیلئے اس کا ثواب ہے۔ اور قیامت تک جو اس پر عمل کریں ان سب کا ثواب ہے۔ بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں سے کچھ کمی ہو الخ تو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر بدعت حسنہ کو مقبول رکھنا اسے سنت میں داخل کرنا ہے۔ انہیں میں سے خانقاہیں ہیں۔ مدرسے۔ اور سب منفعت اور مصلحت کی چیزیں جو راستوں وغیرہ پر مسلمانوں کے نفع کیلئے ہوں ختم ہوا ترجمہ پس جب کہ یہ مصلات صدہا سال سے بحکم بادشاہ وقت خاص مصلحت سے بنائے گئے ہوئے ہیں جس پر حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالےٰ شرفاً و تعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ اور اس پر دلیل ہے حدیث شریف لا یجتمع امتی علی ضلالۃ میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی۔ اور دوسری حدیث شریف مارآہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن مؤطا امام محمد علیہ الرحمۃ صفحہ ۱۴۰ سطر ۲:۔ یعنے کسی چیز کو مسلمان اچھی اور نیک سمجھیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بھی نیک اور اچھی ہے پس ان مصلات اربعہ کو تمام دنیا کے علماء اور مسلمانوں نے نیک اور اچھا سمجھا۔ پھر کسی ایک دیوبندی صاحب کے کہنے سے زبون کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بلکہ کہنے والا خود زبون اور خارق اجماع ہے۔ ہاں بادشاہوں کے حکم سے ان مصلات کا بنایا جانا خود مولوی رشید احمد صاحب

اسی اپنی سبیل الرشاد میں لکھتے ہیں۔ یہ طعن نہ علماء اہل حق مذاہب اربعہ پر ہے۔ بلکہ سلاطین پر کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۳ ۔ سطر ۴۔ پس اس سے ثابت ہے۔ کہ مصلائے اربعہ سلاطین اہل اسلام نے بنائے جو اولے الامر ہیں ان پر طعن ہے۔ حالانکہ انکی اطاعت بحکم خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں پر فرض ہے۔ پھر یہ مولوی کونسے کھیت کی مولی ہیں۔ کہ ان پر طعن کی زبان کھولیں اور اپنی رسوائی کرائیں۔ اور رسوائی کا اثبات ان کے ایسے ہی فتاوے ہیں جن کی شکایت آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی بھی اپنی کتاب تحفہ قادریہ میں اس طرح کرتے ہیں۔ وھوہذا :۔ تحفہ قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی۔ صفحہ ۹۴-۹۵ ظاہر ہوگیا کہ فتوے مولوی گنگوہی کا ان کے عشرے ہونے پر ضرور باطل ہے۔ اور یہ ان مولوی صاحب کی پہلی ہی خطا نہیں۔ بلکہ ان کی عادت ہے۔ اسی قسم کے مسائل میں جن کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی۔ مگر گہری نظر سے۔ درحقیقت وہ مولوی صاحب[1] اہل نظر نہیں ہیں۔ کیونکہ :۔

(الف) پہلا فتوے یہ دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے۔ وہ مرزا جس نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ اس پر یہ حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے اتارا اس کو قادیاں[2] کے قریب (ب) پھر یہ فتوے دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعتی ہے۔ باوجودیکہ مرزا صاحب حضرت عیسے علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے (ج) پھر مولوی صاحب نے یہ فتوے دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالے کے کہ اللہ سے کوئی سچا نہیں (د) اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کردیا۔ باوجودیکہ شرط سلطان جو حنفیوں کے نزدیک ضروری ہے۔ نہیں پائی جاتی (ھ) نیز جواز شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا فتوے دیا۔ باوجودیکہ پہلا فتوے اس پر تھا۔ کہ یہ کلمہ شرک ہے۔ (و) اور کفار کے واسطے جواز تعمیر مسجد کا فتوے دے دیا۔ (ز) اور یہ بھی فتوے دے دیا کہ جو مکانات کعبہ شریف کے گرد بنائے گئے۔ جن کو مصلے کہتے ہیں وہ بدعت ہے۔ اور بھی مسائل ہیں جن میں محققین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ بلفظہٖ۔

لیجئے۔ اس تحریر اپنے جد فاسد پر غور کیجئے اس سے ثابت ہے۔ کہ مولوی رشید احمد کے فتوے یا تحریر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ اہل نظر نہیں ہیں۔ اور مصلائے اربعہ کو محققین کا راستہ لکھتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنے بزرگوں کی کتابوں پر عمل کیجئے۔ یا یہ کہ آپ نے اس کتاب کو

---

[1] اہل نظر نہیں ہیں۔ یعنے نابینا ہیں۔ ۱۲۔ [2] قادیان ایک گاؤں ہے۔ ضلع گورداسپور میں۔ ۱۲۔

دیکھا نہیں۔ اگر دیکھا ہے۔ تو یہ آپ کا ایمانی تقاضا ہے۔ اور مفتی بننے کے امنگ ہیں جو چاہا سو کہدیا مفتی جو ہوئے۔ میں نے ایک راست گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں۔ تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو۔ میں نے کہا سچ ہے وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں اسم بامسمےٰ :۔ **قولہ**۔ مطالبہ نمبر ۵ ا کیا یہ مصلے نبی علیہ السلام یا خلفاء راشدین یا ائمہ نے مقرر کئے تھے۔ اگر یہی امر ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ ورنہ ہر وہ امر جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا ہو اور اس پر ادلہ اربعہ سے کوئی دلیل نہ ہو اسے تمام متقدمین نے مذموم لکھا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۲ سطر ۱۲ :۔ **اقول**۔ آپ کے اس مطالبہ کا جواب آپ کے عقیدہ نمبر ۱۹ (مولود شریف) میں مفصل دیا جا چکا ہے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کسی ایک عالم کا متقدمین سے نام تو لکھا ہوتا جسے مذموم لکھا ہو۔ یا جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ کیا مدرسہ دیوبند آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا خلفاء راشدین یا ائمہ نے مقرر کیا تھا۔ یا آپ کے جد فاسد مولوی محمد نے جو مسجد لودھیانہ میں دو منزلی[1] بنوائی۔ وہ خیر القرون میں بنی تھی؟ یہ مذموم ہے یا نہیں؟ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہر امر جو خیر القرون میں ہوا ہو قابل عمل نہیں۔ مثلاً مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روبرو دعوئے نبوت کیا۔ اور اس نے مسماۃ سجاح سے نکاح کر کے مہر میں صبح وعشا کی نمازیں معاف کر دیں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ مسیلمہ کذاب کی پیغمبری پر ایمان لاویں یا صبح وعشا کی نماز معاف کر دیں۔ اور یزید علیہ ما یستحقہ نے شراب کو حلال کر دیا تھا۔ تو آپ کو لازم ہے۔ کہ شراب کو حلال جان کر پیا کریں۔ کیونکہ خیر القرون میں یہ بات پیدا ہوئی تھی۔ اسی طرح علم صرف و نحو وکلام، مدارس خانقاہ، رباطین خیر القرون کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے پڑھنے یا ان میں رہنے کا انکار کریں۔ یا قرآن شریف جو اب چھاپے کے موجود ہیں۔ ان پر تلاوت نہ کریں۔ ذرا ہوش میں آؤ۔ بیہوشی اچھی نہیں :۔ **قولہ**۔ بضمن مطالبہ نمبر ۱۵۔ تفریق جماعت آپ کے نزدیک مذموم ہے۔ اگر ہو تو کیا ان چار مصلوں کے ہونے سے جماعت میں تفریق پیدا نہیں ہوئی۔ اگر مذموم نہیں تو کوئی دلیل شرعی لا کر اس امر کو ثابت فرمایئے۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۲ :۔ **اقول**۔ تفریق کا مسئلہ لکھ دیا ہوتا کہ اس طرح پر تفریق جماعت ہوئی۔ مولوی رشید احمد کا سبیل الرشاد میں لکھا ہوا آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ ایک جماعت ہونے میں دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے۔ اور شریک جماعت نہیں ہوتی اس سے تکرار جماعت لازم آتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۳ سبیل الرشاد :۔

---

[1] دو منزلی مسجد جو لوگوں کے چندہ سے بنائی گئی تھی۔ ۱۲ منہ ارم

میں کہتا ہوں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اپنے حج کرنے سے پہلے اس امر کو لکھا ہے ورنہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ وہ اس طرح پر ہے کہ صبح کی نماز علی الصباح سب سے پہلے امام شافعی کے مصلے پر ہوتی ہے۔ اور تمام لوگ جو اس وقت حاضر ہوتے ہیں خواہ کسی مذہب کے ہوں امام شافعی المذہب کی اقتدار کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا خود یہی عمل رہا ہے۔ اس کے بعد امام مالکی المذہب کی نماز کا وقت ہوتا ہے جو لوگ اس وقت حاضر ہوتے وہ انکے پیچھے اقتدا کرتے ہیں۔ اسکے بعد حنبلی مذہب کے لوگ جو موجود ہوتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ ان سب کے بعد جب خوب روشنی ہو جاتی ہے تو اس وقت امام حنفی المذہب کا وقت ہوتا ہے۔ اور امام صاحب تشریف لاتے ہیں۔ اور مقتدی بھی اس وقت آتے ہیں۔ وہ کثرت سے لوگ نماز امام حنفی المذہب کے پیچھے پڑھتے ہیں خواہ کسی مصلے پر لوگ ہوں۔ لیکن امام حنفی المذہب اپنے مصلے پر جو کعبۃ اللہ سے جانب شمال ہے۔ کھڑے ہوتے ہیں۔ باقی چاروں نمازیں ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء سب سے اول امام حنفی المذہب پڑھاتے ہیں تمام لوگ۔ باقی ہر سہ مذاہب کے ان کے پیچھے اقتدار کرتے ہیں۔ نہ تکرار جماعت ہوتا ہے نہ افتراق جماعت۔ یہ سب باتیں معترضانہ ہیں۔ اگر مولوی رشید احمد صاحب مصلات کے اربعہ کو زبون یا بدتر جانتے میں حق پر تھے۔ اور ان کے پاس شرعی دلائل اور براہین قویہ مصلات کے زبون یا بدتر ہونے کے موجود تھے۔ تو حج کے موقعہ پر علماء و مفتیان اربعہ مذاہب سے اس کا فیصلہ کر کے ان سے فتوے لیتے اور فیصلہ ہو جاتا۔ مگر ان علمائے کے روبرو بات کرنا کالے دارد کا معاملہ ہے یہاں ہندوستان میں بے باکی سے جو چاہا لکھ دیا۔ گالیاں دیدیں۔ رشوت خواری کا الزام لگا دیا ہجو کر دی۔ اپنی فضیلت لکھدی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنا شاگرد بنا لیا مگر حرمہ حبیب تھا۔ کہ اس مسئلہ کو حرمین شریفین میں طے کرتے۔ ممکن ہے۔ آپ یہ کہدیں کہ علماء دیوبند پر یہ افترا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بتلاتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حضرت افترا کرنے والے سب سے بدترین ہیں۔ لیجئے میں آپکے اطمینان کے لئے مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب براہین قاطعہ مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب سے دکھلاتا ہوں۔ کہ وہ کیا لکھتے ہیں۔ وہو ہذا اور مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالےٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے۔ کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے۔ اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک مرد صالح فخر عالم علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ

زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ الخ براہین قاطعہ صفحہ ۲ سطر ۸ دیکھیے آپ کے مرد صالح کی وضعی خواب جس سے علماء دیوبند کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اعلم علوم الاولین والآخرین کا استاد قرار دیا گیا۔ کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا تب سے اردو بولنا آگیا۔ اور اگر ان سے معاملہ نہ ہوتا تو حضور کو اردو بولنا نہ آتا۔ معاملہ بھی گویا ابھی پڑا تھوڑا ہی عرصہ ہوا پہلے کچھ معاملہ علمائے دیوبند کے ساتھ نہ تھا معلوم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کیا معاملہ تھا جواب آن کم پڑا۔ اور یہ اردو زبان آگئی۔ نعوذ باللہ من ذلک الخرافات والخ۔ عبیلات۔ واقعی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علماء دیوبند کی صحبت میں چند عرصہ تلمذ کرنے سے اردو زبان آگئی۔ تو شاگرد ہونے میں کیا شبہ رہا۔ یہ مسلمہ بات ہے۔ کہ استاد کا درجہ شاگرد سے اعلیٰ و ارفع ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء دیوبند کو علماء حرمین شریفین سے افضل لکھا ہے صفحہ ۱۸۔ ۱۹ براہین قاطعہ کا دیکھو۔ مگر جب علماء دیوبندیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ تو علماء حرمین شریفین کس شمار میں ہیں۔ العیاذ باللہ۔ چونکہ مدرسہ دیوبند اور اس کے علماء کی تعریف میں دیوبندیوں نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ اس لیئے میں حالات مدرسہ اور ان کے علماء مدرسین و مہتممین کے ایک معتبر رسالہ منظوم سے دکھلاتا ہوں۔ جو ایک راستگو مولوی صاحب نے ظاہر کئے ہیں :۔ رسالہ منظوم مسمےٰ مدرسہ عربی دیوبند کا مرقع۔ اعنی واقعی حالات مصنفہ حضرت مولانا مولوی منظور الحق صاحب پنشنر کا اقتباس۔ بلفظہٖ جو مطبع اختر ہند سہارنپور میں طبع ہو کر شائع ہوا مولانا فرماتے ہیں :۔ ؎

غائبانہ ہر چہ در سمعاں شدہ — برخلافش دیدۂ چشماں شدہ
تا نشستم من گرفتہ پنشنیں — واقعی حالات را جویاں شدہ

بے دیکھے جو کچھ سنا گیا۔ اس کے خلاف آنکھوں نے دیکھا۔ جب میں پنشن لے کر آیا تو میں نے اس مدرسہ دیوبند کی تفتیش کی۔ حالات واقعی کو لکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ الحق مر ہے۔ لیکن جو سچ کہنے والے ہیں وہ سچ ہی کہتے ہیں :۔ ؎

پر ز نخوت چند مختالاں شدہ — مدرسہ از ننگ شاں نالاں شدہ
گشتہ سہ یک بر سر طغیاں شدہ — مدرسہ از ننگ شاں گریاں شدہ

گشتہ سہ یک دیگے گشتہ سہ
مات بہ تثلیث ترسایاں شدہ

یعنے چند لوگ مغرور متکبر سے بھر گئے۔ اس لئے مدرسہ ان کی شرم سے روتا ہے۔ اور تین ایک ہوکر سرکش ہو گئے۔ مدرسہ ان کے عیب سے روتا ہے۔ تین ایک ہو گئے۔ اور ایک تین ہو گیا۔ عیسائیوں کی تثلیث پیرمات ہو گئے۔ ابتداء مولوی ذوالفقار علی اور مولوی فضل الرحمن مرحومین ممبر مدرسہ تھے۔ جب ان تینوں کا زور ہوا۔ تو ان کا بس نہیں چلتا تھا۔ انہوں نے اپنی ڈاہڑیوں کو ان کی سرکشی سے بچایا۔ جن تین مغرور متکبروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ تین یہ ہیں۔ ایک جنیب (تصغیر جنب کا یعنے ناپاک جس کو غسل کی حاجت ہو)۔ دوسرا گھوگھی تیسرا کنعان (پسر ناخلف حضرت نوح علیہ السلام)۔ ان تینوں سرکشوں نے مولٰنا ابوالخیرات سید احمد صاحب کو بہت رنج دیا جب کہ انہوں نے مسئلہ امکان کذب باری تعالےٰ نکالا۔ اور مولانا نے اس بات سے منع کیا۔ اس پر ان کے ساتھ الجھ گئے۔ تب انہوں نے مدرسہ کو چھوڑ دیا۔ اور گھوگھی صدر بن گیا: ؎

آں جنیب اہلیہ اش قبل الطلاق ۔۔۔ فے المودۃ ہدیۂ کنعان شدہ
مے گذارم تو غسیلا اش بچش ۔۔۔ واہ وا بر خلہ خلاں شدہ

یعنے جنیب کی جورو طلاق سے پہلے دوستانہ میں کنعان کو تحفۃً دی گئی کہ میں اس کو چھوڑتا ہوں تو بھی اس کا مزہ چکھ لے۔ واہ وا۔ کیا اچھی دوستی ہے۔ جب اس عفیفہ نے یہ بات نہ مانی تب اس نافرمانی کی وجہ سے کنعان سے اس نے اپنی عزت بچائی۔ اس کو طلاق دے دی اور جب دوسرے شخص سے نکاح ہوا تو اس نے اس بات کی تصدیق کی۔ اس کے بعد کنعان کی جورو کا پردہ جنیب شخص سے اٹھا لیا گیا۔ یہ بات دیوبند میں مشہور ہے۔ کہ کنعان کی جورو کا پردہ جنیب سے نہیں رہا کہ وہ جب روٹی کھانے بیٹھتا ہے۔ کو کنعان کی جورو اس کو پنکھا جھلتی ہے۔ اور بہت سے بھید ہیں۔ جو بوجہ شرم ظاہر نہیں کئے جاتے۔ اور حضرت مولانا محمد قاسم مرحوم نے وصیت کی تھی جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا کہ ؎

گاہ از اولاد من فے المدرسہ ۔۔۔ لا یلیق احد ملازم آں شدہ

کہ میری اولاد میں سے کوئی مدرسہ میں ملازم نہ رکھا جائے یہ وصیت ان کی از روی کشف تھی۔ جس کے چھوڑنے سے یہ خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے بیٹے کا حال ان پر ظاہر ہو گیا۔ جو اس کو خواہشات نفسانی کا تابع دیکھا۔ یہ مدرسہ ان کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔ مولانا مرحوم اپنے بیٹے سے تمام عمر ناراض رہے۔ مرنے کے بعد کیسے راضی ہو سکتے ہیں۔ وہ وصیت ان سرکشوں نے گم کر دی اس وقت کے خلاف کرنے سے یہ تمام خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ان کے کہنے سے موم کی ناک گھوگھی

نے مشورہ کرکے مدرسہ کو کنعان کے سپرد کر دیا۔ اس کا وبال گھوگھی پر ہوا۔ تب جنیب مولانا رشید احمد کے پاس گیا۔ تاکہ کنعان کا اصل حال معلوم ان کو نہ ہو۔ ہر وقت ان کے پاس رہتا۔ کسی کو موقع نہ دیتا کہ کنعان کا حال مولانا سے کہے۔ پھر مدرسہ میں چھ سو روپیہ کی چوری کر لی۔ اور محرر پر اس کا الزام لگایا۔ حالانکہ کنجی اس کی کنعان کے پاس تھی۔ پھر کنعان کو حلف دی گئی۔ اس نے حلف لینے سے انکار کر دیا۔ اور مولانا ظہور الحسن جھنجھانوی نے جو ان دنوں دیوبند میں سب سے جبر ار تھے مولانا رشید احمد سے سب حال کہ دیا۔ کہ کنعان نے محرر سے کنجی لے لی تھی وہ چوری کار ستانی کنعان کی ہے۔ اس پر دو گواہوں نے گواہی دی۔ اور کنعان پر جرم ثابت کیا گیا۔ اور اسکو مدرسہ سے برخاست کر دیا گیا تب گھوگھی (فاختہ) مولانا صاحب رشید احمد کے پاس گیا۔ بہت چاپلوسی کی اور پھر بحال کر دیا۔ اور مولانا کا حکم نہ مانا۔ ان کی سرپرستی برائے نام تھی۔ جب مولانا فوت ہوگئے تو جنیب وہاں سے چلا آیا۔ اور کنعان کا مددگار ہو گیا:۔ ؎

گشتہ آں کنعاں ملاح اقتناس ۔۔۔ کمز تکبر سر لبر ملاں شدہ

کنعان شکار کرنے کا ملاح ہو گیا۔ اور تکبر سے سراسر بھر گیا:۔ ؎

اشتغال او بطلاب صغار ۔۔۔ مرتکز در طبیع آں کنعاں شدہ

چھوٹے طالب علموں سے اس کی مشغولی طبیعت میں گڑ گئی۔ تمام اہل مدرسہ اور ساکنان دیوبند کنعان کی اس حرکت سے واقف تھے۔ اور مختلف اوقات اس کے جھگڑے پیش آئے۔ مگر مدرسہ والے اس کے خلاف کچھ نہیں کہ سکتے:۔ ؎

جملہ مے دانند اہل مدرسہ ۔۔۔ گرچہ اخفائش زخوف آں شدہ

تمام مدرسہ والے یہ سب حال جانتے ہیں۔ مگر اس کے خوف سے چھپاتے ہیں:۔ نظام حیدر آباد سے جو وظیفہ مدرسہ کو ملتا ہے۔ اس میں سے پانچواں حصہ کنعان اپنے گھر بیٹھا لیتا ہے۔ اور مبلغ ایک سو نوے روپے (ماہوار) مولوی محمد قاسم کا بیٹا لیتا ہے حالانکہ اس کے باپ ایسی دنیا پر لات مارتے تھے۔ اور ان کا بیٹا حلال و حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا:۔ ؎

کبر ہم نخوت کہ ماہم بالغیہ ۔۔۔ مرتکز اندر صدور شاں شدہ

لا یحب کل مختال فخور ۔۔۔ نص قاطع وارد قرآں شدہ

تکبر و غرور جس کو وہ نہ پہنچے گے وہ ان کے دلوں میں گڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالے متکبر اور فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ قرآن کریم میں یہ صاف ہے ؎

راہ وسط قاسمی بگذاشتند　　مبتغی راہ معوجان شدہ

قاسم کے درمیانی راستے کو چھوڑ دیا۔ اور کجراہوں کی راہ کے طالب ہوگئے۔ جس شخص کو ان کے حالات دریافت کرنے ہوں۔ وہ ان کی خیانتیں معلوم کرسکتا ہے۔ لیکن جو کوئی ایسی بات کرے۔ اس کو مدرسہ سے ایسا نکال کر پھینک دیتے ہیں جیسے دودھ میں سے مکھی کو نکال ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اہل دیوبند سے تین ممبر تھے۔ ان میں سے دو ممبروں کو اسی وجہ سے نکال دیا۔ کہ وہ واقف شدہ اور مانع تھے:۔ ع

ہرچہ مے خواہند خود ہامے کنند　　اہل شورے فیل را دندان شدہ

یہ لوگ جو چاہتے ہیں۔ وہی کر لیتے ہیں۔ اور اہل شورے ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں دکھانے کے اور کھانے کے اور)

کامدہ فرش مکان مہتمم　　درج در مدرسی حساب آں شدہ

مہتمم مدرسہ کے لئے فرش خرید اگیا۔ اور مدرسہ کے حساب میں لگایا گیا۔ ان ہر دو ممبروں نے جو دیوبند کے تھے اعتراض کیا۔ اسی سبب سے ان ہر دو ممبروں کو مدرسہ سے نکال دیا۔ اور جو غاصب اوقاف تھا۔ اس کو رکھ لیا۔ باقی تمام ممبر باہر کے ہیں۔ کاش دیوبند کے ممبر ہوتے تو ان کا حال کھلتا:۔ ع

کان یک اوقاف بخاری غصب کرد　　غصب او از خلق کے پنہاں شدہ

ابھی مسجد شاہ بخاری کے اوقاف کا غصب کیا لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ دیوبند میں شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کی مسجد ہے۔ اس کے نیچے بازار ہے۔ وہ مسجد کے ساتھ وقف ہے۔ اس کی تمام آمدنی غصب کر کے کھا لیتے ہیں۔ اس بات سے مولوی منفعت علی مدرس نے ان کے خلاف مقابلہ کیا کہ وقف کی آمدنی محفوظ رہے۔ ان سب نے ایکا کر کے مولوی صاحب پر جھوٹے الزامات لگا کر مدرسہ سے نکال دیا۔ اور ان لوگوں کو رکھا جو ان کے ہاتھ پاؤں چومیں:۔ ع

سعجے غلماں گریزانندہ　　مسند تدریس را شایاں شدہ

ایک خود پسند لونڈوں کو بہکانے والا مدرسی کی مسند کے لائق ہوا:۔ ع

تضرب الاجراس فی اوقاتھا　　شبہ ضرب جرس ترسایاں شدہ

اس مدرسہ میں اپنے وقتوں پر گھنٹے بجتے ہیں۔ جو عیسائیوں کی شاہت ہے ع

یحسبون یحسنون صنعھم　　حبط جملہ کارہائے شاں شدہ

سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کے سب کام ارکارت ہو گئے ؎

آں حفیظاں مال کوٹھی کردہ ہپ — شد امین ور از دار شاں شدہ

مثل کوٹھی مدرسہ ہم ہپ شود — این رفتہ کو نشان آں شدہ

دیوبند میں تجارت کی کوٹھی مسلمانوں کے روپیہ سے ہوتی تھی۔ اس کا نام کثیر المنفعت رکھا گیا تھا میرے ذمہ بھی اس کا ایک حصہ تھا۔ جب میں مراد آباد تھا۔ سنا کہ کوٹھی ٹوٹ گئی۔ وہ روپیہ میں نے دیوبند کو بھیج دیا۔ لیکن جب دیوبند میں آکر پوچھا تو اس روپیہ کا کچھ پتہ نہ لگا۔ بہت لوگوں نے دعوے کئے۔ اب تک مغصوبہ حصص باقی ہیں: ؎

مال مفت و ہم دل بیرحم شاں — گنج للہی ویران ویراں شدہ

گویا مال مفت اور دل بے رحم کی طرح سب خورد برد ہو گیا۔ مدرسہ کی ابتدا اس طرح ہے کہ چند طالب علم کوہاٹ سے پڑھنے کے لئے ہندوستان میں آئے۔ پڑھانے والے کو ڈھونڈتے ہوئے دیوبند میں پہنچے۔ حاجی صاحب (شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) نے ان کو خط دے کر مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں میرٹھ بھیجدیا۔ اور ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ چند بڈھے مولوی جب مر جائیں گے تو نماز کا مسئلہ بھی بتلانے والا کوئی نہ ہوگا۔ غرضیکہ حاجی صاحب اور مولوی محمد قاسم نے چندہ کر کے مولوی محمود دیوبندی کو میرٹھ سے بلوا کر مدرس مقرر کر دیا۔ اور مدرسہ چل نکلا:۔

در شمول قاسم علم ہدے — مظہر انوار بے پایاں شدہ

داشت او با حضرت قاسم وداد — بودہ قالب دو دلے یکجاں شدہ

ایں حریفاں ہیں کہ از جہل نعمے — تفرقہ انداز بین شاں شدہ

ان سرکشوں نے جہالت اور اندیشہ سے ان دونوں میں بھی تفرقہ ڈال دیا تھا۔

یہ ہے حالت مدرسہ اور مدرسین اور مہتممین کی جو ناگفتہ بہ ہے۔ اس پر دعوئے لاف وگزاف یہ ہے کہ علمائے مدرسہ دیوبند علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً سے افضل ہیں اور خاک مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی استاد ہیں۔ العیاذ باللہ۔ آمدم بر سر مطلب

مگر یاد رہے کہ میرے نزدیک تمام مسلمانان کے عقیدہ میں سوائے وہابیہ دیوبندیہ کے (جو مسلمان ہی نہیں) یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہان کی زبانیں اور تمام دنیا کے علوم خدا کے فضل سے جانتے ہیں۔ اور ہر زبان میں بے تکلف گفتگو فرما سکتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل آپ کے صالح کے خواب لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ وہ اردو زبان جانتے نہ تھے۔ اور

پہلے کبھی ہندوستان کو جانتے بھی نہ تھے۔ اور بڑے بڑے اکابر اولیاء کرام اور مجددین عظام جو ہندوستان میں گذر چکے ہیں۔ ان سے کبھی معاملہ ہی نہیں ہوا۔ اور اب علمائے دیوبند سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ ان سے معاملہ ہوا۔ یہ خواب ہی جھوٹی ہے۔ ردی ہے۔ اور اضغاث احلام ہے۔ اور یہ کذب عمداً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگایا گیا۔ جس کی وعید میں حضور کا ارشاد ہے۔ من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار اب میں قرآن شریف سے بتلاتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ملک کی زبان جانتے ہیں اور ہر ملک کے آدمی کے ساتھ اس کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔ یہاں میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ ایک تحریر دکھلاتا ہوں۔ وھو ہذا: مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۷۳۔ وقال اللہ تعالیٰ قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً یعنی کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحقیق کہ میں فرستادہ خدا ہوں طرف تم تمام کے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً یعنے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ بھیجا ہم نے تجھے مگر طرف تمامی انسانوں کے بشارت دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور یہ بیچ فرستادہ ہونا طرف تمامی انسانوں کے اس سرور کے خصائص سے ہے۔ وقال اللہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم۔ یعنے نہیں بھیجا ہم نے رسول سے من بیانیہ ہے۔ مگر اس قوم کی لسان کرکے تاکہ بیان کرے واسطے اس قوم کے اور مترجم یہاں ایک اور بھی فائدہ بیان کرتا ہے۔ شبہ رفع کرنے کے واسطے اوپر کی آیتوں اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت تمام جہاں کے لوگوں کی طرف مرسل ہیں۔ اور سب کی زبان سے دعوت اور بیان کرتے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرب میں تھے۔ اور زبان عرب تمام ملک والوں کی زبان کے مخالف ہے۔ جواب یہ ہے کہ ثابت ہوئی ہے۔ یہ بات کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہر ملک کے آدمی سے اسی کی زبان سے دعوت کی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ اور مشہور ہے کہ ہندوستان کے راجوں سے ملک پوہریوہ کے راجہ نے اپنے ایلچی کو پان اور چونہ وغیرہ دے کر کے کو بھیجوایا۔ اور کہا کہ یہ پیغمبر (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیجیو اگر اس کو اس کے آئین سے کھاوے۔ اور تجھ سے بات ہماری زبان میں کرے تو جانیو برحق پیغمبر ہے۔ جب یہ اس راجہ کا فرستادہ وہاں پہنچا۔ حضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پان اس سے لے کر چونہ لگا کر تناول فرمایا۔ اور کلام اس کی لسان سے ساتھ ان لفظوں کے کی: د

نمرود را جو کیتم کسل ہو۔ پس تخصیص کی اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی ان کی قوم سے اور بھیجوایا ہمارے پیغمبر کو طرف تمامی خلق کے جس طرح اس سرور نے فرمایا۔ بعثت الی الاسود والاحمر یعنے بھیجوایا گیا میں طرف اسود کے اور احمر کے۔ احمر سے مراد اہل عجم ہیں۔ کہ رنگ ان کے سرخ اور سفید ہوتے ہیں۔ اور اسود مراد عرب وغیرہ ہیں۔ کہ رنگ میں ان کے سبزی ہے۔ بلفظہ مردود ہوا خواب آپ کے صالح کا۔

قولہ۔ فتح الباری میں ہے۔ قولہ محدثاتھا بفتح الخ۔ ترجمہ۔ محدثات دال کی زبر سے جمع ہے۔ محدثہ کی مراد ساتھ اس کے وہ چیز کہ نئی نکالی گئی ہو۔ اور نہ اس کی اصل شرع میں نام رکھا جاتا ہے۔ اس کا عرف شرع میں بدعۃ وہ چیز کہ ہو اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے بدعت اور بدعت عرف شرع میں بری ہے۔ بخلاف لغت کے صفحہ ۳۲ سطر ۱۶

اقول۔ فتح الباری سے جو آپ نے بدعت کی تعریف لکھی ہے۔ وہ ہمارے خلاف نہیں کیونکہ بدعت مذمومہ وہی ہے۔ جو خلاف حکم خداوند تعالےٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نئی بات پیدا کی جائے۔ سو اس میں کسی حکم کی مخالفت نہیں ہے۔ اور اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور قرآنی حکم ہے۔ کہ اولی الامر اور اس کی اطاعت تم پر فرض ہے۔ پس جب یہ مصلات اربعہ بحکم بادشاہ اولی الامر مصلحتاً بنائے گئے ہیں۔ تو کیونکر بدعت مذمومہ ہوں گے بدعت کی کئی اقسام ہیں۔ جن کی تفصیل اور تعریف اکثر کتابوں میں درج ہے۔ بالفعل ایک کتاب سے مختصراً تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو بدعت کی حقیقت معلوم ہو جاوے۔ اور بار بار بدعت اور خیر القرون کا ہی وظیفہ نہ کریئے۔ اس کا جواب متعدد جگہ پر لکھ آیا ہوں۔ لیجئے بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ بدعت کیا چیز ہے:

بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام

جامع الفتاوےٰ حضرت مفتی سید عبدالفتاح صاحب حسینی القادری گلشن آبادی جلد اول صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۸ مطبوعہ بمبئی سنہ ۱۳۰۳ ہجری۔ معلوم ہوئے کہ جمہور علماء کے نزدیک اصل بدعت دو قسم ہیں۔ ایک بدعت ہدیٰ۔ جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ دوسری بدعت ضلالہ جس کو سیئہ بولتے ہیں فصل الخطاب میں امام جزری علیہ الرحمۃ سے منقول ہے۔ قال الجزری فی النہایۃ۔ البدعۃ بدعتان بدعۃ ھدی وبدعۃ ضلالۃ فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ

ورسولہ فھو فی حیز الذم وما کان واقعا تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ اور رسولہ فھو فی حیز المدح یعنے کہا حضرت جزری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایۃ میں۔ بدعت دو قسم پر ہے۔ بدعت ہدیٰ بدعت ضلالہ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ سو وہ کام برائی میں داخل ہے۔ اور جو واقع ہے .... نیچے عموم اس حکم کے جو اللہ نے فرمایا۔ اور اس کی رغبت دلائی۔ یا اس کے رسول نے فرمایا تو وہ کلام بھلائی میں داخل ہے حلال بھی ظاہر ہے۔ اور حرام بھی ظاہر ہے۔ مگر ان کے درمیان مشتبہات اشیاء ایسی ہیں۔ کہ ان کے لئے کوئی حکم بیان نہیں فرمایا۔ بحکم الاصل فی الاشیاء اباحۃ عند الجمہور سب محققین کے نزدیک ہمہ اشیاء جب تک حرام کا حکم نہ آئے اپنی اصلیت اباحت پر ہیں۔ کل بدعۃ ضلالۃ مخصوص بعض ہے۔ اس حدیث کے سبب کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئی ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئی ۔ ترجمہ۔ جس نے اسلام میں طریقہ نیک نکالا اس کو اس کا اجر و ثواب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ پر عمل کرے گا۔ اس کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔ لیکن اس عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جس نے اسلام میں طریقہ بد نکالا۔ اس کو اس کا عذاب ہے۔ اور جو کوئی اس طریقہ بد پر عمل کرے گا۔ اس کا عذاب بھی۔ لیکن اس پچھلے عمل کرنے والے کے عذاب میں کچھ کم نہ ہوگا:۔ اور حدیث دوسری بھی اس کے متعلق ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ جس نے نو ایجاد کیا ہمارے دین میں جو کچھ کہ اس دین سے تعلق نہیں رکھتا پس وہ رد ہے۔ سنت کا لفظ باعتبار معنے لغوی کے نیک اور بد دونوں کو شامل ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ عام مخصوص البعض اس معنے میں ہوئی کل بدعۃ سیئۃ ضلالۃ۔ یعنے جو بدعت سیئہ ہے وہ ضلالت ہے اور جو بدعت حسنہ ہے وہ ہدایت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا۔ احدث وخالف کتابا وسنۃ او اجماعا او اثرا فھو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من خیر ولم یخالف شیئا من ذلک فھو البدعۃ المحمودۃ جو فعل یا قول ایسا نیا نکلا کہ مخالف نہ ہو کتاب (قرآن) یا سنت (حدیث) سے یا اجماع امت سے یا کسی اثر سے سو وہ بدعت حسنہ یا محمودہ۔ یعنے تعریف کے لائق ہے۔

مطلق بدعت پانچ قسم کی ہے۔ بالاتفاق ائمہ اربعہ وجمہور علماء کے نزدیک:۔

انواع:۔ اول واجبہ۔ جیسا کہ تصنیفات تفاسیر و شروح احادیث و کلام اسانید کتاب و سنت و تدوین کتب تصوف و اصول و فروع فقہیہ و نحو و صرف و لغت و معانی و بیان اور جو کچھ دین میں اصلاح و تعلیم و تعلم علوم و تالیفات رد فرق مبتدعہ جیسے نئے سوالات نکلتے گئے ویسے نئے جوابات بنانا بھی علماء پر واجب ہوا۔ دوم۔ مستحبہ۔ جیسے بنا و مدارس و خانقاہ و مسافر خانہ و دار الشفاء و سرور میلاد سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام نیکی اور ثواب کے کام جو قرون ثلاثہ میں نہ تھے۔ سوم مباحہ۔ جیسا کہ مصافحہ نماز کے بعد اور توسیع طعام لذیذ و ملابس فاخرہ و عمارات جمیلہ بشرطیکہ مال حلال سے ہو۔ اور باعث فخر و نخوت نہ ہو۔ اور استعمال غربال و زیادتی اسباب خانہ:۔ چہارم۔ مکروہ۔ جیسے[1] آرائش مساجد و مصاحف سونے روپے کے نقش و نگار سے و تجمل فروش و سواری وغیرہ:۔ پنجم۔ محرمہ۔ جیسا کہ مذاہب روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و مجسمہ وغیرہم اسراف کے کام اور تفصیل اس کی سفینۃ النجاۃ میں مرقوم ہے روایت ہے کہ تراویح کی نماز بیس رکعات روشنی کے اہتمام کے ساتھ حضرت عمرؓ بن الخطاب مزین المسجد والمنبر والمحراب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عہد خلافت میں جاری ہوئی۔ آپ نے فرمایا نعمت البدعۃ ھذہ اھ یعنے یہ کیا اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز پڑھی تھی۔ وہ سنت ہے۔ اور بحکم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین یعنے تم کو میری سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی طرح جو کام خلفاء راشدین نے نکالا۔ اس پر بھی سنت کی طرح عمل کرو۔ الخ۔ بلفظہٖ لیجئے یہ مختصراً بدعت کی تعریف کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ میری مؤلفہ کتاب الدر المکنون فی دعاء الطاعون میں کسی قدر تفصیل سے ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے اس سے آپ کے فیوض محمدیہ کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی ہے۔ اور فتح الباری کی عبارت ہمارے لئے مفید اور آپ کے لئے مضر اور غیر مفید۔ اور مصلات اربعہ۔ اگر بدعت اول میں شمار نہ ہوں تو بدعت مستحبہ قسم دوم میں تو داخل ہیں:۔ آپ کی کرکری دور ہو گئی۔ ہاں مدرسہ دیوبند میں ہر وقت گھنٹہ بجے تو وہ بدعت نہ ہو۔ بلکہ ہندوؤں اور نصاریٰ کی سنت ادا ہو۔ شرم!:۔

[1] بعض متاخرین نے ان اشیاء کو بھی بدعت مباحہ میں رکھا:۔ ۱۲

بَابُ ہُفتَدہُم

عقیدہ نمبر ۲۲

آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام مثل ہنود:۔ فتوے مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶ - ۱۷

قولہٗ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۶ - بر عقیدہ نمبر ۲۲۔ آپ نے مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کے فتاوے کے صفحے ۱۶ - ۱۷ کے حوالے پر یہ لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد النبی شریف اور گیارہویں شریف حضرت ثقلین کا کھانا حرام ہے۔ مثل ہنود۔ مولوی صاحب مرحوم کے فتاوے کا صفحہ ۱۶ - ۱۷ پر یہ عبارت نہیں ہے۔ لیکن اس عبارت سے جو ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ عقیدہ نمبر ۲۲ سے ظاہر ہے کہ شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی اور کھانا پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا جو ہوا اس کا کھانا حرام ہے۔ تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ جو کھانا یا کچھ اور اللہ کے نام کا نہ ہو۔ بلکہ کسی نبی یا ولی کی نذر کا ہو۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۲ سطر ۲ ۔

اقول۔ مفتی جی! عبارت مندرجہ کا انکار کرکے اپنی عادت کو ضرور پورا کیجئے: بندہ خدا اگر یہ عبارت یا مطلب اون کے فتاوے میں موجود نہیں۔ تو آپ اپنی طرف سے ان کے ضمانتی وکیل بن کر جواب کس بات کا دیتے ہیں۔ اگر عبارت موجود نہیں۔ اور ان کے صفحہ ۱۶ - ۱۷ پر یہ مطلب نہیں تو صرف اتنا لکھنا کافی تھا۔ کہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ فتوے میں موجود نہیں جس کا جواب بھی کچھ نہیں دوسری بات آپ نے اپنے دل سے بنا کر یہ لکھدی۔ کہ جو شیرینی نبی علیہ السلام کے نام کی یا حضرت پیر پیران علیہ الرحمۃ کے نام کی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔ اور اس پر اہل سنت کا اتفاق حالانکہ میری تحریر میں نام کا کوئی ذکر تک نہیں۔ میری تحریر صاف ہے۔ کہ بارہویں تاریخ کو میلاد شریف میں جو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ یا گیارہویں تاریخ کو جو کھانا اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ اور فقراء وغیرہ کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس کا کھانا حرام بتایا گیا ہے۔ ایک حلال اور طیب کھانے کو

حرام قرار دینا کس مسلمان کا کام ہے اور حضرت غوث الثقلین کی جگہ آپ نے لفظ غوث کو الگ کر صرف لفظ ثقلین بلا تفہیم معنے اور مطلب لکھدیا۔ اس لئے کہ غوث کا لفظ وہابیہ کے لئے سم قاتل ہے۔ گو اپنے بزرگوں کو برابر لکھا جائے۔ مگر حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایسا لکھنا شرک ہے۔ واہ سبحان اللہ!!۔ آپ کا خیال ناپاک اس طرف رجوع ہوا ہے۔ کہ جس طعام حلال وطیب و پاک پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت غوث الثقلین کا نام طاہر و مطہر آگیا ہے۔ اس لئے ان کے نام پاک کی تاثیر سے وہ طعام ناپاک ہو گیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العیاذ باللہ۔ دیکھو۔ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور مویشی جن کو داغ دے کر بتوں کے نام پر نام بنام کفار نے چھوڑے ہوئے تھے۔ ان کو تو اللہ تعالیٰ حلال فرماتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب حکم خداوندی ان کے حلال ہونے اور کھانے کا حکم فرماتے ہیں اور انکا کرنے والوں کو شیطان کا لقب فرماتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

(۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام الآیۃ یعنے ہم نے (اللہ تعالےٰ نے) مقرر نہیں کیا ہے بحیرہ، سائبہ و وصیلہ۔ اور حام کو مگر کفار بہتان باندھتے ہیں۔ خدا پر بوجہ بے عقل ہونے کے۔ اس کی تشریح تفسیروں میں اس طرح پر ہے۔

(۲) تفسیر جلالین میں زیر آیت شریف بالا میں اس طرح لکھا ہے۔ کان اہل الجاہلیۃ یفعلون فلا روی البخاری عن سعید ابن مسیب قال البحیرۃ التی یمنع درھا للطواغیت فلا یحلبھا احد من الناس والسائبۃ کانوا یسیبونھا لالھتھم یحمل علیھا والوصیلۃ الناقۃ البکر تبکر فی اول انتاج الابل انثی ثم انتھی بعد بانثی کانوا یسیبونھا لطواغیتھم ان وصلت احدھما بالاخری لیس بینھما ذکر والحام فحل الابل یضرب الضراب المعدود فاذا قضی ضرابہ ودعوہ للطواغیتھم واعفوہ من الحمل فلا یحمل علیہ شئی وسموہ الحامی کذا فی المعالم ملفظہ:۔ ترجمہ اس کا موضح القرآن میں اس طرح پر ہے۔ کفر کی رسمیں تھیں۔ کہ اگر کوئی بچہ بہائم پیدا ہوتا تو اس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے اور اس کا کان پھاڑ دیتے اس کو بحیرہ کہتے تھے اور کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بتوں کے نام پر آزاد کر دیتے اور اس کا نام سائبہ تھا اکثر کی عادت تھی۔ اگر نر پیدا ہوتا تو اس کو بتوں کے نام کا داغ کر کے چھوڑ دیتے یہ وصیلہ تھا۔ اور جس مادہ شتر سے دس بچے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اس کا مال اسباب اور اس کا استعمال کرنا موقوف کر دیتے تھے۔ یہ حام تھا۔ اھ

یہ سب جانور بتوں کے نام پر داغ دیئے ہوئے۔ اور مشہور آزاد کئے ہوئے نام بنام بتوں کے تو حلال ہوں۔ اور جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت غوث الثقلین علیہ الرحمۃ یا کسی ولی یا بزرگ کے نام کی نیاز کر کے ایصال ثواب کیا جائے تو حرام العجب! سو وقت کے وہابی منافق جب شبہ کرنے لگے کہ بتوں کے نام کے جانور حلال کیسے ہو سکتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ کا حکم حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اس طرح پر صادر ہوا۔ یٰایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن الآیۃ: یعنی حلال جانوروں کو حرام مت کہو۔ (۳) تفسیر حسینی میں ہے۔ مشرکان عرب چیز ہارا بوسوسہ شیطان حلال را حرام مے کروند چوں بحیرہ سائبہ واقسام حرث۔ (۴) تفسیر جلالین نزلت فیمن حرم السوائب ونحوہا بلفظہ (۵) تفسیر جامع البیان نزلت فیمن حرموا علیٰ انفسہم من السوائب والوصائل والحامی وغیرہا ان حوالجات سے ثابت ہے کہ مشرکان ان جانوروں کو حرام کہتے تھے۔ جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کو حلال اور طیب فرما رہا ہے۔ اور اس عقیدہ والوں کو شیطان کے پیرو۔ صرف کسی کے مطلق نام لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ یہ وہابیوں کا خیال باطل ہے۔ جب تک ذبح کرنے کے وقت خدا کے نام کی بجائے غیر خدا کا نام نہ لیا جائے۔ اور یہی تمام اہلسنت وجماعت عرب وعجم کا مذہب ہے۔

سنئے! ایک حدیث صحیح ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں عرض کی کہ میری ماں مر گئی ہے۔ میں اس کے لئے کونسا صدقہ کروں جس کا ثواب اس کی روح کو پہنچے۔ آپ نے فرمایا پانی افضل ہے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چاہ کھدوایا اور فرمایا۔ ھذہ لام سعد یعنی اس کنوئیں کا ثواب میری ماں کیلئے ہے۔ تمام لوگوں نے پانی پیا۔ اور اب تک پیا جاتا ہے۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت یہی فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں کا کنواں ہے یہ نہ فرمایا کہ یہ اللہ کا چاہ ہے۔ کیا آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا شرک ہے۔ اور یہ پانی اس کنوئیں کا حرام ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ غیر اللہ کی چیز یعنی خدا کے نام کے سوا کسی اور شخص کے نام کی کوئی چیز حرام نہیں۔ ورنہ اگر ہم کہیں۔ کہ مفتی جی یہ آپ کی بکری یا گائے بھینس ہے۔ اور آپ بھی مانتے ہیں۔ کہ ہاں میری ہے۔ تو پھر یہ بھی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ اس پر آپ کا نام لیا گیا ہے۔ مگر ایسا فتوے کسی مسلمان مفتی کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں آپ ایسے مفتی ہیں۔ کہ حلال چیزوں پر حرمت کا فتوے دیتے ہیں +

مگر مسلمان لوگ آپ کے فتوے کو ردی کے ٹوکرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ضائع کر دیتے ہیں۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ گیارہویں اور بارہویں کی فاتحہ او مولود شریف کی شیرینی کی نسبت یہ ہے۔ کہ اس روز عمدہ کھانا پکا کر یا کوئی بکرا عمدہ پرورش شدہ ذبح کر کے پلاؤ اور گوشت پکا کر علماء و فقراء کو بلا کر۔ اور اس پر سورہ فاتحہ یا قرآن کریم کی چند آیتیں یا قرآن شریف کلہم پڑھا ہوا ان کی خوشنودی مزاج کے لئے ان کے نام ایصال ثواب کر کے ارواح میلوکہ کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو معمول باسلام ہے۔ اور بس ؛ **قولہٗ غیر اللہ کی نذر** و منت حرام ہے۔ الخ عبارت بحر الرائق ملخصاً۔ صفحہ ۳۳ ؛

اقول۔ آپ نے نذر اور منت کے معنے نہیں بتلائے۔ نذر غیر اللہ کیا ہے۔ اور منت کیا ہے اور جو مطلب آپ نے بارھویں اور گیارھویں پر نذر غیر اللہ سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ بالکل غلط ہے۔ دیکھئے لغت میں ؛ نذر کے معنے برہان قاطعہ میں تحفہ درویشاں لکھا ہے۔ اور تفسیر احمدیہ میں صدقہ و خیرات لکھا ہے۔ یہی معنے نیاز کے ہیں۔ طریق اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نذر یا منت مانے کہ اے پاک پروردگار اگر میرا فلاں کام ہو جائے۔ تو اس قدر مال یا کھانا فلاں درویش یا فلاں مدرسہ یا خانقاہ کے فقراء کو کھلاؤں گا۔ یا فلاں بزرگ کی فاتحہ یا روح کو ثواب پہنچاؤں گا۔ تو یہ سب جائز ہے۔ دیکھئے شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ اپنی کتاب انفاس العارفین میں فرماتے ہیں۔ در بیان حالات اپنے والد ماجد شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمۃ کے۔ حضرت ایشان مے فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد۔ نذر کرد کہ یار خدایا اگر این مشکل بسر آید این قدر مبلغ حضرت ایشانرا دہیم۔ آن مشکل مندفع شد آن نذر از خاطر او برفت۔ بعد چندیں اسپ او بیمار شد نزدیک ہلاکت رسید بر سبب عدم ایفاء این وعدہ مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادند کہ ایں بیماری بسبب عدم ایفاء وعدہ نذر است۔ اگر اسپ خود را مے خواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمودہ بفرست وے نادم شد و آں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت انتہٰے۔ (دوسری جگہ اسی کتاب میں اس طرح لکھا ہے۔) ؛ ایں فقیر از یاراں کہ حاضر واقع بودند شنیدہ است کہ حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیہ بودند ہنگام شب شد دراں محل اقامت فرمودند۔ وگفتند کہ مخدوم ضیافت ما مے کند مے گوید کہ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و یاس بر یاراں غالب آمد

آن گاہ زنے بدر آمد طبق برنج و شیرینی بر سر گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہمان ساعت
ایں طعام پختہ بنشینند گان درگاہ مخدوم اللّٰدیہ نذر رسانم زوجم دریں وقت آمد ایفاء نذر
کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کنند۔ بلفظہ (وجیز الصراط صفحہ ۸۰)۔ دیکھئے بزرگوں
کا تصرف اور علم اور نذر کو ادا کرنا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے والد ماجد
کا قول۔ اور بحر الرائق میں جس نذر کو حرام لکھا ہے۔ وہ تقرب لغیر اللہ ہے یعنی خدا کی طرح کسی کی
نذر کرنا۔ سو ہماری ان نذروں میں ایسا نہیں ہے۔ اس لئے آپ غلط فہمی اور وہابیت کی وجہ سے
لکھتے ہیں۔ جو قابل لحاظ کے نہیں۔ اب میں آپ کے خاص بزرگ محمد اسحاق صاحب دہلوی کی
کتاب مائۃ مسائل سے لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کا اطمینان ہو۔ مائۃ مسائل صفحہ ۸۲ سطر ۱۔ اگر ایں
طور خواہد گفت کہ اگر حاجت من خدا بر آرد بفقرا و خادمان مزار فلاں نخورانم پس نذر صحیح خواہد شد
و وفائے لازم۔ بلفظہ۔ پس امید ہے کہ آپ کو نذر اور منت کا حال معلوم ہو گیا ہو گا۔ اور جو پاک
اور حلال کھانے کو آپ حرام کہتے ہیں۔ وہ آپ کی ضد اور ہٹ ہے ورنہ جس چیز پاک پر کلام الٰہی
پڑھی جائے۔ وہ بموجب حکم خداوند کریم کے عین ایمان ہے۔ کہ اس کو حلال جان کر کھایا جائے
اور اس کا انکار خداوند تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے۔ فکلوا مما
ذکر اسم اللہ علیہ ان کنتم بآیاتہ مؤمنین ومالکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ
علیہ۔ الآیۃ یعنی کھاؤ تم اس حلال طیب چیز کو جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہے۔ اگر تم خدا کی
آیات پر ایمان رکھتے ہو۔ اور کیا بات ہے کہ تم نہیں کھاتے اس چیز کو جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے
یہاں مومنوں مسلمانوں کو سخت تاکید ہے کہ اس کے کھانے کا انکار مت کرو جس پر اللہ تعالیٰ کا
نام یا کلام پڑھا گیا ہو۔ مگر آپ لوگ آیات قرآنی اور حکم رحمانی کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کھانے
کو حرام کر رہے ہو۔ اور ایسے عاملوں اولیاء اللہ کو مشرک اور کافر کہنے کے شایق ہو۔ خدا ہدایت کرے
وہابیہ کو عرس گیارھویں۔ اور مولود شریف سے ایسی سخت عداوت ہے۔ کہ جب ان کے روبرو
اس کا نام لیا جائے تو بندوق کی گولی کی طرح سینہ سے پار ہو جاتی ہے۔ اور ایسی سخت چڑ ہے
جیسے چوہڑوں کو خرگوش سے۔ مولود شریف کا حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اس کی ضرورت
نہیں۔ لیکن گیارھویں شریف کا حال اب لکھا جاتا ہے۔

گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

(کا مختصر بیان)

حضرت پیرپیران دستگیر اسیران کثیر کے فضائل اور مناقب بے تعداد بے شمار ہیں۔ اور خرق عادات و کرامات لاتعداد ہیں۔ سینکڑوں کتابیں پڑھیں مجھے اس وقت ان کی گیارہویں شریف کی حقیقت لکھنی ضروری ہے۔ تاکہ وہابیہ غور کریں۔ اور بھائی سنی حنفی المذہب شوق و ذوق سے عمل خیر و برکت کو عمل میں لاکر خوشنودی حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حاصل کریں اور اپنے مال و کسب دنیاوی میں وسعت اور فراخی پائیں:۔ پیدائش حضرت کی یکم ماہ رمضان المبارک ۴۷۱ھ ہجری کو ہوئی۔

قطعہ تاریخ

سال تولیدش بگو اے مدح خواں	"پیر محی الدین والیٔ جہاں"
بایقین تولید آں والی حق	خواں امام المسلمین ہادی حق ۴۷۱
سال تولیدش بصد صدق و صفا	شد رقم مقبول قطب اصفیا ۴۷۱
طرفہ تر تولید آں شاہ زماں	رہبر دیں آمد از ہاتف عیاں
سنہ ور اتولید آں پیر نکو	بایقین سید ولی عارف بگو ۴۷۱

اور وفات حضرت کی بروایت مختلف ۱۱-۱۷ وغیرہ ماہ ربیع الآخر ۵۶۱ھ یا ۵۶۲ھ ہجری میں ہوئی:۔ ماثبت بالسنۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ میں ہے۔ کہ وقد اشتہر فی دیارنا ھٰذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف عند مشائخنا من اہل الہند من اولادہ رضی اللہ عنہ وقد یقال ان وفاتہ رضی اللہ عنہ فی الیوم السابع عشر ولا اصل لہ انتہیٰ۔ یعنے ہمارے ملک میں یہ دن وفات کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی۔ اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف ہے جو حضرت کی اولاد میں سے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ حضرت کی وفات ۱۷ تاریخ کو ہوئی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ گویا گیارہویں شریف کی تصدیق ہے۔

قطعات تاریخ وفات

سال وصلش آں شہ والاہمم	ماہتاب دین امجد شد رقم

سالِ ترحیلش اگر دانی بگو ماہ عالم قطب ربانی بگو
سالِ ترحیلش چنایاب آمدہ است مہر ورامہتاب اقطاب آمدہ است

اب آپ کو معلوم ہوگیا۔ کہ گیارہ تاریخ ماہ ربیع الآخر کو حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ اسی تاریخ کو حضرت کا عرس کیا جاتا ہے۔ اور علاوہ اس کے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو گیارھویں کی جاتی ہے۔ گیارھویں شریف سے اس روز کا کھانا وغیرہ مراد ہے جیسے کہتے ہیں آج میں نے گیارھویں کھلائی۔ یا گیارھویں کھائی۔ اس پر یہ قیاس یوں ہے کہ گیارھویں کا طعام کھایا یا کھلایا۔ کیونکہ تاریخ گیارھویں کو کھانا یا کھلانا ممکن نہیں۔ جیسے کہا کرتے ہیں۔ میں نے ایک گلاس پی لیا۔ یا ایک طشت یا ایک طباق کھا لیا تو گلاس اور طباق تو کھانے میں نہیں آتا۔ بلکہ جو گلاس اور طباق میں شربت یا طعام ہے۔ اس کو کھایا یا پیا۔ اس روز کا طعام یا شرینی وغیرہ ہر شخص کے لئے حلال وطیب ہے۔ جیسے وجیز الصراط نے مسائل الصدقات والاسقاط میں ہے :۔ طعامیکہ روز عاشورہ بروحانیت حضرت امام مین شہیدین سیدی وشباب اہل الجنتہ ابی محمد الحسن وابی عبداللہ الحسین تیار مے کنند۔ ثواب آں برائے خدا یا نزد آنحضرت مے کنند از ہمیں جنس است طعام یازدہم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرہ عین الحسنین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا ومولانا فرد الافراد ابی محمد الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی است چوں مشائخ دیگر اعرس بعد سال مے کردند آنجناب را در ہر ماہے قرار دادہ اند ودلائل تخصیص یوم اول گذشتہ تا بیان خوردن صدقہ یازدہم وصدقات اعراس دیگر مشائخ وحکم صدقات نقلید برائے اغنیاء وبنی ہاشم۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲ سطر ۱۴ :۔ ونیز در مالا بد منہ است از صدقات نافلہ ببنی ہاشم بدہد کہ زکوٰۃ برانہا حرام است وبتواضع واحترام نظر بر قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم بگذارند۔ بلفظہ۔ صفحہ ۸۲ سطر ۵ :۔ اب بھی شاید آپ کی تسلی نہ ہوئی ہو۔ تو لیجئے عرس یا گیارھویں شریف کی اصل سن لیجئے۔ جو اہل اسلام کا معمول یہ ہے :۔ تبصرۃ العیون لرؤیتہ اسرار المکنون مطبوعہ مطبع غوثیہ واقع کلکتہ سنہ ۱۳۱۰ ہجری۔ صفحہ ۱۷۴۔ وجہ اور خصوصیت فاتحہ گیارھویں کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گیارھویں پشت میں حضرت کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت پیران پیر کے باپ سے حضرت رسول خدا تک گیارہ پشتیں گذریں اور حضرت خاتم رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ وتر یحب الوتر یعنے اللہ طاق اور اکیلا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے عدد طاق

کوکہ وہ اس کی صفات مختصہ سے ہے لہٰذا حضرت غوثیت مآب کو بھی باتباع سنت الٰہی و حکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کہ طاق ہے۔ نہایت ہی دوست اور محبوب تھا۔ اور چونکہ ظہور نور کوکب غوثیت برج یازدہم آسمان رسالت سے رشد و ہدایت تمامی امت کی واقع ہوا بس اسی حساب سے حضرت غوث مآب اپنے کل آباؤ اجداد امجاد کے نام پر تا حضرت خاتم رسالت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصال ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدان خاندان غوثیت اور اصحاب قادریہ میں لے الآن جاری اور متواتر چلا آتا ہے۔ اور حقیقت اس کی یہ ہے۔ کہ ہر ماہ کی گیارہویں کو جو کچھ ممکن ہوا کھانا یا شرینی مہیا کر کے کسی قدر قرآن شریف پڑھ کر ارواح طیبات تمامی بزرگان از پیغمبران و از ملائکہ و از صحابہ و تابعین و تبع تابعین و از اولیاء و علماء مجتہدین والمقلدین از متقدمین و متاخرین و صالحین امت و عامہ مومنین کلہم اجمعین کو بوسیلہ جلیلہ حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ الی یوم الدین۔ ایصال ثواب کر کے شئ ماحضر کو حاضرین پر تقسیم کر دینا۔ اور بڑی گیارہویں یعنے ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام۔ یا شرینی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سوائے فاتحہ معمولی کے کسی قدر فضائل اور مناقب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بیان کر کے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متوارث بزرگان دین کا ہے۔ جو یہاں بیان ہوا۔ بلفظہٖ:

اب ایک بڑا کھٹکا جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ یہ ہے کہ دن اور تاریخ مقرر کرنا گیارہویں بارہویں کو یقیں کرنا یہ جائز نہیں۔ بلکہ بدعت سیہ ہے۔ سو اس کو دور کرتا ہوں سنئے:۔ (۱) حدیث شریف مشکوٰۃ:۔ باب الاستسقاء عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت شکا الناس الٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قحوط المطر فامر بمنبر فوضع لہ فی المصلی و وعد الناس یوما یخرجون فیہ قالت عائشۃ فخرج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین بدا حاجب الشمس الحدیث (رواہ ابوداؤد) ترجمہ لوگوں نے مینہ نہ برسنے کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا۔ تو حضور نے عیدگاہ میں منبر کے رکھنے کا حکم دیا۔ اور ایک دن معین فرمایا۔ کہ اس دن سب لوگ عیدگاہ کو چلیں۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت نکلے۔ اور عیدگاہ کو تشریف لے گئے:۔ (۲) صحیح بخاری۔ عن ابن عمر قال کان النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی مسجد قبا کل سبت ماشیا وراکبا ویصلی فیہ رکعتین۔ یعنے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائیت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل۔ اور کبھی سواری پر۔ اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے:۔ (۳) صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ عن شقیق قال کان عبد اللہ ابن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس:۔ یعنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے:۔ علاوہ ان احادیث کے اور بہت احادیث ہیں جن میں دن اور تاریخ مقرر کرنا درج ہے۔ مثلاً۔ (الف) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے روز روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ اللہ تعالےٰ معاف کر دیتا ہے:۔ (ب) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے۔ یہودیوں کو دیکھا کہ عاشورہ کے روز روزہ رکھتے ہیں۔ پوچھا تم اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو جواب دیا کہ اس دن موسےٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالےٰ نے نجات دی شر فرعون سے۔ اور فرعون کو غرق کیا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریہ کا روزہ رکھا تھا۔ اس لئے ہم بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تب حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ تب حضور علیہ السلام نے خود بھی روزہ رکھا۔ اور صحابہ کرام کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ متفق علیہ:۔

یہ حدیث شریف اثبات مولود شریف میں بھی آچکی ہے۔ اور زیارت قبور کے لئے پیر جمعرات ہفتہ۔ جمعہ بعد نماز کا حکم دیا:۔ (ج) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ عاشورہ کے دن اور رمضان شریف کے روزہ رکھنے کی خاصیتیں فرماتے تھے:۔ (د) ترمذی اور نسائی میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے:۔

(ھ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر مہینہ میں تیرہویں۔ چودہویں۔ پندرہویں کو روزہ رکھا کرو:۔ (و) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ کے شروع میں پہلی تاریخ کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابوداؤد):۔ اور بہت سی احادیث ہیں۔ جن میں تاریخ اور دن مقرر کرنا۔ اور دن مقررہ پر اس کا کام کرنا درج ہے۔ بخوف اطناب کے وہ یہاں ترک کرتا ہوں:۔

اقتباس رسالہ اظہار الحق

مصنفہ حضرت مولانا صاحب احمد علی شاہ صاحب کمل پوش حنفی نقشبندی۔

اویسی سہرزردی دام فیوضہم۔ مطبوعہ کلکتہ مطبع فیض منبع اہل سنت وجماعت
باہتمام حاجی مولوی لعل خاں صاحب زکریا اسٹریٹ یکم ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

مسلمانو! جو امکان کذب باری تعالیٰ یعنے جھوٹ بولنا خدا کا ممکن کہتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم بڑھا ہوا کہتا ہے۔ اور مولود شریف کی مجلس کو کنھیا کا جنم کہتا ہے۔ اور مولود شریف میں قیام منع کرتا ہے۔ اور گیارہویں شریف یعنے حضرت محبوب سبحانی کی فاتحہ کو ناجائز کہتا ہے۔ اور اولیار رحمتہ اللہ علیہم کے عرس شریف کو درست نہیں جانتا۔ اور اولیار اللہ کی فاتحہ کو برا کہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے کو حنفی مذہب کہے۔ اور عمل حنفی مسائل پر ظاہر کرے۔ وہ پکا وہابی لامذہب اور بددین اور گمراہ ہے۔ وہ پیرو مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویتہ الایمان کا ہے۔ جو ہندوستان میں وہابیوں غیر مقلدوں کے پیشوا ہے بڑی پہچان وہابی کی یہ ہے۔ کہ وہ مولوی اسمٰعیل کی تعریف کرے۔ اور ان کو اچھا جانے۔ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا (جو عبدالوہاب کے نام سے مشہور ہے) مداح ہو۔ بلفظہ۔ صفحہ ۵-۶۔

مسلمانو! یہ زمانہ فتنہ کا ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں ہزاروں مذہبی فتنے برپا ہیں۔ اور فتنوں کو یاً فیوماً ترقی ہے۔ ایسے فتنے کے زمانے میں اپنے دین وایمان اور عقائد حقہ اہلسنت وجماعت قائم رہو۔ مولود شریف کیا کرو۔ گیارہویں شریف حضرت محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کیا کرو۔ اور فاتحہ دیگر اولیار اللہ رحمتہ اللہ علیہم کی بھی کیا کرو۔ خصوصاً فاتحہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند رحمتہ اللہ علیہ اجمیری کی کیا کرو۔ اور اگر ہو سکے۔ تو عرس شریف اولیار اللہ رحمتہ اللہ علیہم میں ضرور حاضر ہوا کرو۔ بلفظہ صفحہ ۷-۸۔ (وہابی زمانہ حال کی علامت) ایسے لوگ اہلسنت وجماعت کے پیشوا مولٰنا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قادری دھافظہ تعالیٰ دام ظلہم کو بہت برا کہتے رہتے ہیں۔ ان کاذبوں کا قول بیچارے ناواقف سنی سچ سمجھ لیتے ہیں۔ اہلسنت وجماعت کے لوگوں کو معلوم ہو کہ مولٰنا مولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی ہمیشہ ان وہابیوں کا رد کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں نے ان کے رسالہ (کتاب) کا جواب بھی نہیں لکھا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۸-۹۔ انہیں غیر مقلدوں کے فرقہ میں نیچریہ پیدا ہوا۔ اور فرقہ نیچریہ سے فرقہ قرآنیہ پیدا ہوا مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ محدث دہلوی کے زمانہ کے بعد فرقہ وہابیہ نکلا۔ یہ فرقہ صوفیوں کے مقابل ہوا۔ اور صوفیائے کرام کو برا کہنے لگا۔ مولود شریف کی مجلس اور اس میں قیام اور فاتحہ اور عرس شریف اور گیارہویں شریف محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ سے منع کرنے لگا۔ اور صوفیوں کو گمراہ بد دین بتلایا۔ جس سے یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں ان کے منہ پر نور نہیں ہوتا۔ اور علماء اہلسنت وجماعت نے ان کے گمراہ ہونے پر فتوے دیئے اور ان کے پیچھے نماز نہ ہونے پر فتوے دیئے۔ الخ۔ بلفظہ ۲۰۔ ۲۱ صفحات ؛ فرقہ وہابیہ اور فرقہ غیر مقلد یہ ان فرقوں کا امام محمد بن عبد الوہاب نجدی ہے۔ ان سب فرقوں کی بنیاد وہابیت اور غیر مقلدیت ہے۔ اس فتنے کے زمانہ میں ایسے لوگ اہلسنت وجماعت کے لئے سم قاتل ہیں الخ بلفظہ۔ صفحہ ۲۲۔ (یہ آپکی واقفیت کے لئے تھوڑا سا اس رسالہ سے لکھا گیا ہے یاد رکھ لیجئے) ؛

باب ہشت دہم

عقیدہ نمبر ۲۳

عقیدہ نمبر ۲۳ وہابیہ دیوبندیہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔ براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبہٹوی ؛

قولہ ۔ توضیح مطالبہ نمبر ۱۔ بر عقیدہ نمبر ۲۳۔ آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۲۳ براہین قاطعہ کے حوالے پر لکھا ہے۔ کہ اس میں ہے۔ کہ ختم فاتحہ بزرگان مثل سوم۔ دہم۔ چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں۔ صاحبان احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں۔ حنفیوں کی مسلمہ کتاب کبیری میں فتاوے بزازیہ سے منقول ہے۔ اتخاذ الطعام عند قرأۃ القرآن یکرہ۔ ترجمہ:۔ کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۴۳۔ سطر ۱۲ ؛

اقول ۔ مفتی جی! معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے کبیری کی عبارت کو کہیں سے سن سنا کر لکھا ہے جو غلط ہے۔ اور کسی وہابیہ کے رسالہ سے لکھا ہے۔ اور ولا تقربوا کی مثال کو یہاں بھی ثابت کر دکھلایا ہے۔ اور کبیری کی شکل کو بھی آپ نے نہیں دیکھا۔ اگر دیکھا ہے۔ تو محض دھوکا دیا ہے جو آپ لوگوں کا معمولی کام ہے۔ اور ترجمہ بھی اس جملہ کا غلط لکھا لیجئے۔ اصل عبارت کتاب غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی صغیری کی درج کرتا ہوں۔ جو بزازی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے: وہو ہذا (۱) مستملی شرح منیۃ المصلی صغیری صفحہ ۳۰۰۔ سطر ۷، وذکرہ البزازی انہ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث بعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی

المواسم واتخاذ الدعوة بقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقرأ للختم او لقرأة سورة الانعام او الاخلاص قال والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاكل يكره وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسناً ولا يخلو عن النظر۔ بلفظہ۔ ترجمہ۔ مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ساتویں دن کے بعد اور لیجانا کھانوں کا مقبروں کی طرف موسموں مقررہ میں اور کرنا دعوت کا قرأت قرآن شریف کے بدلہ میں اور جمع کرنا صلحا اور قاریوں کا واسطے ختم کے اور سورہ انعام پڑھنے یا سورہ اخلاص کے۔ فرمایا (بزازی علیہ الرحمۃ) نے کہ حاصل یہ ہے کہ تیار کرنا طعام کا قرأت قرآن کے وقت مکروہ ہے اور اگر یہ طعام فقیروں کے لئے ہے۔ تو اچھا ہے۔ یہ عبارت ہوئی بزازی علیہ الرحمۃ کی (پھر اس کی شرح میں صغیریؒ والے صاحب لکھتے ہیں) کہ اس کھانے کو مکروہ کہنا بحث سے خالی نہیں یعنی اس میں کلام ہے۔ اور صحیح نہیں اور یہی عبارت کبیری کے صفحہ ۵۶۳ سطر ۹ پر درج ہے۔ جو مطبع محمدی لاہور میں ۱۳۱۰ھ ہجری کو طبع ہوئی: پس آپ کی عبارت اتخاذ الطعام عند قرات القرآن یکرہ اس میں موجود نہیں۔ اور پھر عبارت بقیہ کو آپنے بالکل چھوڑ دیا اور نہ اس میں سوم۔ دہم۔ چہلم۔ کا کوئی ذکر درج ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ یہ وہ کام ہے کہ جو لوگ طعام لیکر قبروں میں لے جاویں۔ اور ان کے لئے موسم مقرر ہو۔ اور دعوت کے طور پر قبروں میں صلحاء اور قاریوں کی دعوت کی جائے۔ اور سورہ انعام اور اخلاص پڑھی جانے کے عوض کھانا تیار کرنا۔ اور دعوت کرنا۔ لیکن اگر یہ کھانا فقراء کے لئے ہو۔ تو بات نیک اور اچھی ہے۔ اور اس پر حضرت کبیری والے صاحب نے اس بات کو بھی رد کر دیا ہے۔ کہ امر بحث طلب ہے۔ مکروہ کہنا صحیح نہیں: میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس عبارت میں ایسا کوئی لفظ سوم۔ دہم۔ چہلم یا ہنود کی رسوم کا موجود نہیں ہے۔ جس سے آپ کا مطلب چل سکے اور اگر طعام ایام مخصوصہ کی کراہت مطابق کلام بزازی کے مسلم بھی رکھیں۔ تو وہ کراہت خاص اس کھانے کے لیے ہو سکتی ہے۔ جس کو وارثان میت بعض جگہ فخریہ طور پر پکاتے ہیں۔ جیسے شادی عروسی وغیرہ میں شان اور فخر کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ اسی طرح میت کا کھانا تکلف اور زینت سے اغنیاء امراء اور عزیزوں قرابتیوں کو کھلاتے ہیں۔ جیسے کتب معتبرات سے معلوم ہوگا: اور یہ جو آپ نے لکھا ہے" احناف کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھنے کو بدعت جانتے ہیں"۔ یہ

لہ شرح صغیری شرح کبیری کا پہلا حصہ ہے۔ ۱۲ منہ

بھی اس عبارت میں درج نہیں۔ اور اتخاذ الطعام عند قرأۃ القرآن دیکر کا ترجمہ کھانے پر ختم پڑھنا مکروہ ہے۔ غلط ہے ؛ (۲) فتاوے عالمگیری۔ جلد پنجم باب الہدایا و الضیافات لایباح اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام فی ایام المصیبۃ واذا اتخذ لا باس بالاکل منہ۔ بلفظہ۔ یعنے مباح نہیں ہے۔ ضیافت کرنا تین دن تک ایام مصیبت میں اور جب ضیافت کی جائے۔ تو اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں ؛ (۳) فتاوے قاضی خاں جلد اول فصل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی المصیبۃ من الترکۃ ان الوارث صغیراً او کبیراً غائباً۔ یعنے مکروہ ہے۔ کہ میت کے ترکہ سے کھانا دعوت کا پکانا جب کہ وارث نابالغ ہو۔ اور اگر بالغ ہو تو حاضر نہ ہو ؛ دیکھئے بزازی علیہ الرحمۃ کی ممانعت اسی طرح کے کھانیکی ہے۔ جو شادی وغیرہ کی طرح ضیافت کی جائے۔ دلیل انہی کی کلام میں اس طرح موجود ہے وان اتخذوا طعاماً للفقراء کان حسناً یعنے اگر یہ کھانا فقیروں محتاجوں کے لئے تیار ہو۔ تو اچھی بات ہے۔ اور اگر صاحب بزازیہ کے نزدیک کراہت طعام مذکورہ بوجہ تعین ایام ہوتی۔ تو آپ یوں لکھتے۔ وان اتخذ طعاماً فی غیر الایام المخصوصۃ کان حسناً یعنے ان دنوں مخصوصہ کے سوا کسی اور دنوں میں کھانا تیار کریں۔ تو اچھی بات ہے۔ مگر ایسا نہیں ؛

(۴) انوار محمدی مصنفہ مولانا شیخ محمد غوث مرحوم تھانوی استاد مولوی رشید احمد صفحہ ۴۶ سوال ہشتم۔ آنکہ خوردن طعام روز سیوم و دہم و چہلم وغیرہ از اہل میت۔ جواب۔ محتاج رامنع نیست۔ بلفظہ ؛ دیکھئے یہ عین تصدیق صاحب بزازیہ کی آپکے امام الطائفہ کے فتوے نے بھی کردی۔ کہ یہ کھانا محتاجوں کے لئے اچھا ہے ؛ (۵) فتاوے قاضی خاں علیہ الرحمۃ جلد چہارم صفحہ ۳۶۶ سطر اول۔ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانہا ایام تاسف فلا یلیق بہا مایکون للسرور وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسنا یہاں دو مسئلے موجود ہیں یعنے ایام مصیبت میں ضیافت برادرانہ تکلفی مثل شادی اور سرور کے نہ کریں۔ کیونکہ وہ خوشی اور سرور میں ہوتی ہے۔ پس مصیبت میں ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔ پھر اس کا بھی استثناء کر دیا۔ کہ اگر فقراء و غربا کے لئے کھانا پکایا جائے۔ تو حسن ہے۔ یعنے اچھی بات ہے ؛ مفتی جی! کیوں آپ کی مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کی پوری ہوئی یا نہیں۔ کہ جملہ انتم سکارے یعنے وان اتخذ طعاماً للفقراء کان حسنا کو جو آپ کے مخالف تھا چھوڑ دیا۔ واہ رے دیانت ؛

(۶) مشکوٰۃ شریف و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۶۰۷ سطر ۱۷۔ عن عاصم ابن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ ومن قبل رأسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فاجاب ونحن معہ فجی بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلہا فارسلت الامرأۃ تقول یارسول اللہ انی ارسلت الی النقیع وھو موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم یوجد فارسلت الی جارلی قد اشتری شاۃ یرسل بہا الیّ ثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امرأتہ فارسلت الی بہا فقال رسول اللہ اطعمی ھذا الطعام الاسری۔ (رواہ ابوداؤد والبیہقی فی دلائل النبوۃ) ترجمہ:۔ روایت ہے عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے ایک اصحابی انصاری رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اس نے ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکلے ایک جنازہ کے ساتھ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر پر فرماتے تھے گورکن کو کہ پاؤں کی طرف سے قبر کو فراخ کر اور سر کی طرف سے بھی فراخ کر۔ پھر جب آپ بعد دفن واپس ہوئے تو اس میت کی بیوی نے آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے۔ نوش جان فرمایئے آپ نے قبول فرمایا۔ ہم سب جو ایک جماعت حضور کیساتھ تھے گئے۔ وہاں کھانا سامنے آیا۔ آپ نے دست مبارک اپنا کھانے کی طرف بڑھایا۔ پھر سب جماعت نے ہاتھ بڑھایا۔ اور کھایا۔ پھر ہم نے دیکھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپ منہ میں لقمہ چبا رہے ہیں۔ اور نگلتے نہیں تھے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ گوشت ایسی بکری ہے۔ جو مالک کی بے اجازت لی گئی ہے۔ (علم غیب) اس عورت نے ایک آدمی کی زبانی کہلا بھیجا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے آدمی نقیع میں بھیجا تھا جہاں بکریاں بکتی ہیں۔ تاکہ بکری مول لے آوے۔ لیکن وہاں نہ ملی تب میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا کہ جو اس نے بکری خریدی ہے۔ وہ مجھ کو قیمت پر بھیج دے۔ اتفاق سے وہ ہمسایہ بھی گھر میں نہ تھا۔ پھر میں نے اس کی بیوی کے پاس آدمی کو بھیجا۔ کہ بکری میرے پاس بھیجدے اس نے بے اذن اپنے خاوند کے بکری میرے پاس بھیج دی تب فرمایا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دے ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی شرح مشکوٰۃ شریف اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں ۔ کہ وہ قیدی کفار تھے ۔ اور دائرہ تکلیف شرعی سے خارج تھے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل میت کی دعوت قبول کرنا جائز ہے ۔ خواہ کوئی غنی بھی ہو ۔ کسی دن کی قید بھی نہیں ۔ (۷) انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ مصنفہ شاہ عبد الغنی علیہ الرحمۃ استاد مولوی رشید احمد صاحب بزرگ دیوبندی جماعت ۔ واماصنعة الطعام من اهل المیت اذا کان للفقراء فلابأس به لان النبی صلے اللہ علیه وسلم قبل دعوة المرأة التی مات زوجها کمافی سنن ابی داؤد ۔ بلفظہ ۔ ترجمہ یعنے کھانا تیار کرنا اہل میت کا جب بہ نظر ثواب فقرار اور غربار کے لئے ہو ۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ اس لئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمائی تھی ۔ دعوت اس عورت کی جس کا خاوند فوت ہوگیا تھا ۔ جیساکہ ابوداؤد میں ہے (جس حدیث شریف کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) ۔

(۸) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ زیر حدیث عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ ۔ هٰذا الحدیث بظاهره یرد علی ماقرره اصحاب مذهبنا من انه یکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث اوبعد السبوع ۔

ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ یعنے یہ حدیث (عاصم بن کلیب کی) ظاہر اور بظاہرہ رد کر رہی ہے ۔ اس مسئلہ کا جو ہمارے مذہب والوں نے قرار دیا ہے ۔ کہ کھانا تیار کرنا پہلے دن اور تیسرے روز اور ہفتہ کے بعد مکروہ ہے ۔ اس کے بعد حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اپنے مذہب والوں کی وجہ بیان کی ہے ۔ کہ وہ خلاف حدیث کیوں ایسا حکم دیتے سو ان کا حکم ایسے مقامات میں اسبات پر محمول ہے ۔ کہ جس کے وارثوں میں کوئی چھوٹا نابالغ لڑکا ہو ۔ بالغ ہو لیکن وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہو ۔ مگر اس کی رضامندی نہ لیلی ہو ۔ اور ایسا کھانا مال ترکہ سے ہو ۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے یحمل علی کون بعض الورثة صغیرا او کبیرا غائبا اولم یعرف رضاه اولم یکن الطعام من عند احد معین من مال نفسه ۔ بلفظہ لیجئے مفتی جی! آپ کی عبارت بزازیہ کی اصلیت آپ کو معلوم ہوگئی ۔ آپ کو لازم تھا ۔ کہ ان کتابوں کو دیکھ کر اعتراض کرتے تاکہ یہ ندامت آپ کو اٹھانی نہ پڑتی ۔ مگر آپ کو حق کا پسند اور قبول کرنا پسند نہیں ۔ جہاں کہیں ایک آدھ سطر کسی وہابیہ بے تحقیق کے رسالہ میں دیکھ لی ۔ بلا سمجھے سوچے لکھ ڈالی ان آٹھ کتب معتبرات اور مستند پر

سر کو تھام کر ہوش کے ساتھ غور کیجئے ؛

کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر کچھ پڑھ کر دعا مانگنا

قولہٗ ۔ فیوض محمدیہ میں ہے ..... ترجمہ ۔ پس پڑھنا قرآن مجید کا طعام پر بدعت روی ہے ۔ اتفاقاً ۔ چونکہ فوت کرنے والی ہے ۔ سنت موکدہ کی وہ جو کھانا طعام کا ہے بعد بسم اللہ کے بغیر تاخیر کے یہی واجب ہے ۔ حاضر ہونا دل قاری کا اور سامع کا وقت پڑھنے کے باوجودیکہ یہ کلام گٹا دیتے ہیں بلفظہ ۔ صفحہ ۳۴-۳۵ ؛ **اقول** کسی فیوض محمدیہ رسالہ وہابیہ کا نام تو آپ نے لکھ دیا ۔ مگر یہ نہ لکھا ۔ کہ وہ کس کی تصنیف ہے ۔ اور کن لوگوں کا اس پر عمل ہے ۔ اور کب کی تصنیف ہے ۔ اور کس مذہب کا ہے ۔ کیونکہ وہ بظاہر احادیث اور اہل سنت وجماعت کے برخلاف ہے ۔ اور میں پہلے آپ کی جد فاسد کی تحریر دکھلا چکا ہوں ۔ کہ غیر معروف کتب پر فتوے نہیں دیا جا سکتا ۔ اور جو فتاوے سمرقندیہ کا حوالہ دیا ہے ۔ اور وہ بھی غیر معروف اسی طرح فیوض محمدیہ سے ہے جو خلاف ہے ۔ صحیح کتابوں کے ۔ آپ لکھتے ہیں ۔ کہ کھانے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھکر کھانا فوراً کھا لینا چاہئے ۔ اور ادھر لکھتے ہیں ۔ کہ کھانے پر قرآن شریف پڑھنا بدعت روی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ بسم اللہ شریف کو قرآن شریف نہیں جانتے ۔ مگر اہلسنت تو بسم اللہ شریف کو قرآن شریف جانتے ہیں ۔ فرمایئے آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف میں داخل ہے یا نہیں ۔ اگر داخل ہے تو جب کھانا آگے رکھ کر بسم اللہ شریف پڑھی گئی تو قرآن شریف بلاشبہ پڑھا گیا ۔ تو بدعت روی کیسے ہوا ۔ اگر آپ کے مذہب میں بسم اللہ شریف قرآن شریف نہیں ہے ۔ تو گویا آپ سرے سے قرآن شریف کا ہی انکار کرتے ہیں ۔ تو پھر آپ منکر قرآن ہوئے ۔ اور کہاں پہنچ گئے ہوش کیجئے بے ہوشی کی باتیں اچھی نہیں ۔ پھر یہ جواب آپ نے لکھا ہے ۔ کہ کھانا جب پیش ہو ۔ تو اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے ۔ فوراً کھا لینا چاہئے ۔ میں کہتا ہوں ۔ اگر پچاس سو یا دو چار سو آدمیوں کی ضیافت ہو ۔ اور کوئی وہابی آپ کی طرح اس مسئلہ کا عامل ہو ۔ تو کیا جب سب سے پہلے اس کے آگے شوربا رکھ دیا گیا ہو ۔ تو فوراً اس کو اٹھا کر پی لینا چاہئے ۔ یا اس کے بعد فرنی یا کھیر یا زردہ کی تشتری رکھی گئی ہو ۔ فوراً کھیر اور فرنی کو چٹ لینا چاہئے ۔ اور جب روٹیاں آجائیں تو ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے ۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے ۔ مگر ایسا کوئی بھی عقل کا نابینا نہ کرے گا اور اگر کوئی وہابی نابینا ہی ہو ۔ تو وہ کیسے کرے کیونکہ اس کو نظر ہی نہیں آتا ۔ دراصل ایسی ضیافتیں

ایسے لوگوں کے واسطے نہیں ہیں۔ کیونکہ اکثر شادیوں براتوں ولیموں ختنوں کی ضیافتوں میں سینکڑوں آدمی ہوتے اور کھانا تقسیم کرنے میں اکثر دیر لگتی ہے۔ اور جب کھانا تمام لوگوں کے آگے ہر ایک چیز چنی جاتی ہے۔ تب مالک طعام صاحب خانہ اجازت دیتا ہے کہ بسم اللہ کیجئے یا شروع کیجئے۔ گویا وہ بھی قرآن شریف پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ تب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں آپ کو مسئلہ پر عمل یوں کرنا چاہئے کہ جب آپ کے آگے شوربا رکھا جائے تو فوراً اٹھا کر پی جانا چاہئے۔ تاکہ تاخیر نہ ہو۔ اور اگر پہلے روٹیاں آجائیں۔ تو ان کو بلا سالن کھا لینا چاہئے۔ اور جب شوربا آجائے تو اوپر سے اس کو پی جانا چاہئے۔ جب کھیر یا فرنی آگئی تو بلا تاخیر اس کو چاٹ لینا چاہئے۔ اور پھر جب پلاؤ یا زردہ آجائے تو اس پر ہاتھ صاف کر لینا چاہئے۔ اور تقسیم کرنے والے ابھی دوسرے سرے پر نہیں پہنچے ہونگے۔ کہ آپ کھانا چٹ کر چکے ہونگے۔ پانی نہ ملا۔ آپ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ اور پھر حکم خداوندی فاذا طعمتم فانتشروا پر تعمیل کر کے اپنے گھر کو بھاگ جائیے۔ بس لوگ آپ کو مہذب مولوی صاحب سمجھ کر آپ کی تعریف کرینگے۔ ذرا عمل کر کے دکھلائیے۔ یا صرف کہنے کی باتیں ہیں۔ پھر زیر حکم خداوندی لم تقولون مالا تفعلون مراجعت فرمایئے۔ یا ہاتھی کے دانت کی طرح دکھلانے کے اور کھانے کے اور دیگراں را نصیحت اور خود را فضیحت ۔ لیجئے اب میں آپ کو وہ احادیث دکھلاتا ہوں جن میں ہاتھ اٹھا کر طعام پر قرآن شریف کا پڑھنا درج ہے۔ پہلے آپ کی تفہیم کے لئے اتنا لکھدیتا ہوں۔ تاکہ آپ سمجھنے میں غلطی نہ کریں۔ ہم لوگ اہلسنت والجماعت جو فاتحہ بزرگاں یا موتے کی کرتے ہیں۔ تو اس میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھتے ہیں۔ اور سورۂ فاتحہ خود دعا ہے۔ اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ جو خارج از نماز کی جاتی ہے (۱) حصن حصین باب آداب الدعاء اداب الدعاء بسط الیدین۔ فنس ورفعهما ع۔ یعنے دعا کے آداب میں یہ ہے پھیلانا دونوں ہاتھوں کا یہ ترمذی میں ہے۔ اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا روایت اس کی چھوں محدثین صحاح ستہ کے مصنفوں نے کی ہے (۲) مشکوٰۃ شریف آداب الدعاء۔ اذا ساکتم فاسئلوہ ببطون اکفکم۔ یعنے جب سوال (دعا) کرو اللہ تعالےٰ سے تو سوال کرو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اٹھا کر ایک دوسری حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی اسی طرح ہے (۳) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۴ سطر ۱۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک سال بہت قحط پڑا جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے خطبہ پڑھا۔ ایک

اعرابی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مال مرگیا۔ عیال بھوک سے تنگ آگئے۔ فادع اللہ لنا ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمایئے فرفع یدیہ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت کوئی ٹکڑا ابر کا آسمان پر نہ تھا۔ اسی وقت بارش ہوگئی۔ حدیث طویل ہے۔ اس حدیث میں بھی دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھانا ثابت ہے

(۴) مشکوٰۃ شریف:۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ربکم حی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ الیہ ان یردھما صفراً۔ یعنے بے شک اللہ تعالے شرم ولحاظ والا ہے۔ کرم کرنے والا ہے۔ شرم رکھتا ہے اپنے بندہ سے کہ جب وہ ہاتھ اٹھائے اس کی طرف تو وہ اس کو خالی پھیر دے ؟ یہ چار احادیث ایسی ہیں۔ جن میں صاف درج ہے کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اوٹھائے جائیں۔ اور دعا مانگی جاوے جس کی تصدیق قرآن شریف سے اس طرح ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالے فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یستجیبون لھم بشئی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل ذرعد اس آیت شریف میں دعا مانگنے کا طریق ثابت ہے کہ جیسے دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں کھول کر پانی کی طلب میں منہ کی طرف کی جاتی ہیں۔ یعنے جیسے اوک سے پانی پیا جاتا ہے۔ اسی طرح دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں پر خیر ایک آیت شریف اور چار احادیث شریف سے طریق میں ثابت ہیں۔ اسی طریق کو مدنظر رکھ کر کچھ احادیث صحیحہ درج کرتا ہوں۔ جن سے معلوم ہوگا۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام یا کھانا اپنے سامنے رکھکر اس پر کچھ پڑھا اور دعا ہاتھ اٹھا کر یا مانگی۔ اور کھانا تقسیم فرمایا۔ وہو ہذا (۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰ سطر ۲۳۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ وعن انس قال ابو طلحۃ لام سلیم الحدیث حدیث طویل ہے۔ اس کا خلاصہ اس طرح پر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرسنگی کا حال معلوم کرکے ام سلیم نے چند روٹیاں جویں لپکا کر دوپٹہ کے پلہ میں باندہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان روٹیوں کو تڑوایا ملیدہ کی طرح جو کچھ اس کے برتن میں گھی لگا ہوا تھا۔ اس میں ٹپکایا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ نے الفاظ قسم دعا سے اس پر پڑھے ہے۔ پھر دس دس آدمیوں کو بلا کر کھلانا شروع کیا۔ اسی آدمیوں کو پیٹ بھر کھلا دیا۔ پھر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلیم کے گھر بھیجدیا ان کے سب گھر کے لوگوں نے کھایا پھر بھی بچ رہا ؛ دیکھئے! اس حدیث میں بھی صاف ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھا تب تقسیم فرمایا۔

دعا مانگنے کا

(۲) اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۲ سطر ۱۲۔ بروایت صحیح بخاری وصحیح مسلم۔ عن انس قال کان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عروسا بزینب الحدیث ترجمہ مختصراً حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میری والدہ نے ایک بادیہ میں کھانا کھجور اور گھی کا اور اقط کا مرکب بنایا ہوا بھیجا۔ اقط ایک چیز ہے۔ جو دہی ترش یا چھاچھ کو ٹپکا کر خشک کر لیا جاتا ہے عربی میں سکو اقط کہتے ہیں۔ جس طرح دودھ کو تیر مائیہ سے جما کر پنیر بناتے ہیں۔ اور عربی میں اسکو جبن کہتے ہیں الغرض اس طرح کی دہی اور کھجور اور گھی کا کھانا جب حضور کے پاس آیا آپ نے اس پر کچھ پڑھا۔ جو کچھ اللہ تعالے کو منظور تھا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دس دس آدمیوں کو بلاتے گئے۔ قریب تین سو آدمیوں کے کھلا دیا۔ پھر مجھ کو فرما دیا۔ اوٹھالے اسے انس اپنا بادیہ۔ میں نے جب اٹھایا حیرت میں رہ گیا کہ جب میں لایا تھا۔ اس وقت اس میں کھانا زیادہ تھا یا اب زیادہ پہلے سے موجود ہے

(۳) اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۱ سطر آخر۔ بروایت مسلم۔ وعن ابی ھریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک الحدیث ترجمہ۔ غزوہ تبوک کے دن جب لوگ گر.. ہوئے حضرت عمر رضے اللہ عنہ نے دعا کرانی چاہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ تب آپ نے دستر خوان بچھوایا۔ اور فرمایا لے آؤ جو کچھ کسی کے پاس کھانا بچا ہوا ہو۔ تب کسی نے مٹھی بھر جوار کسی نے مٹھی بھر کھجور کسی نے ٹکڑا روٹی کا۔ جس کسی کے پاس جو کچھ بچا ہوا تھا۔ لاکر ڈال دیا بہت ہی تھوڑا سا ذخیرہ جمع ہوا۔ پھر آپ نے اس پر دعا فرمائی۔ اور فرمایا بھر لو اپنے اپنے برتن پھر جس قدر لشکر تھا۔ سب نے اپنے اپنے تمام برتن جو ان کے پاس تھے۔ بھر لیئے۔ اور خوب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس جگہ لکھتے ہیں: "ولشکر در غزوہ تبوک گفتہ اند کہ بعد ہزار رسیدہ بود" اس حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ لاکھ آدمی صحابہ کرام رضے اللہ عنہم کے روبرو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر اس پر پڑھ کر دعا فرمائی اور کھانا تقسیم فرمایا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پر دعا فرمائی جس کی ان کو ضرورت تھی۔ اسی طرح صاحب فاتحہ وہ دعا مانگتا ہے جس کی اس کو ضرورت ہے۔ پس دعا ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ کھانے کو آگے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا اس کھانے میں کلام الٰہی کی برکت سے برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور دعا کی تعریف شروع میں السوال من اللہ الکریم ہے۔ اور یہ عمل دوامی تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جب آپ دعا مانگتے تو دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے منہ کے سامنے کرکے دعا مانگتے اور اپنے منہ پر ہاتھوں کو پھیر لیتے اور

جب کبھی کوئی نیا پھل حضور کے سامنے لاتا تو اسی طرح ہاتھ اٹھا کر اس پر دعا فرماتے جیسے کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے۔ قال کان اذا اذ ول الثمرۃ جاؤا بہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ قال اللھم بارک لنا فی ثمرنا۔ الحدیث۔ اور یہی تمام اہلسنت والجماعت کا عمل ہے۔ اس کے برخلاف ہرگز نہیں اور اسی طرح جامع صغیر میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ کان اذا دعا جعل بطن کفیہ الی وجھہ۔ یعنے جب آپ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کی تھیلیاں اپنے منہ کی طرف کرتے تھے پس کھانا آگے رکھ کر پڑھنا اور دعا کرنا ثابت ہوگیا۔ باوجود اتنی احادیث موجود ہونے کے اس سے انکار کرنا اور اس کو بدعت روی کہنا صرف وہابیہ قوم کا کام ہے۔ اور کسی اہلسنت وجماعت کی طرف سے انکار نہیں۔ اس پر جماع امت ظاہر ہے۔ اور مارآہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسن وَلا تجتمع امتی علے ضلالۃ کے مطابق اہلسنت وجماعت کا عمل ہے خدا ہدایت کرے

(۴) ہدیۃ الحرمین الباب الثالث عشر صفحہ ۶۸-۶۹- وفی فتاوی اوزجندی لملا علی قاری الحنفی وکان یوم الثالث من وفات ابراھیم ابن محمد صلے اللہ علیہ وسلم جاء ابوذر عند النبی بتمرۃ یابسۃ دالبن فیہ خبز من شعیر فوضعہا عند النبی فقرأ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الفاتحہ وسورۃ الاخلاص ثلاث مرات الی ان قال رفع یدیہ للدعاء ومسح بوجھہ فامر رسول اللہ اباذرؓ ان یقسمہا بین الناس وایضا قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھبت ثواب ھذہ لابنی ابراھیم- بلفظہ ترجمہ اور درمیان فتاوے اوزجندی ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ہے کہ تھا دن تیسرا وفات ابراہیم فرزند محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ آیا ابوذر رضی اللہ عنہ نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھجور خشک اور دودھ کے کہ اس میں روٹی جو کی پس رکھا۔ اس کو نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پڑھی حضرت نے فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار یہانتک کہ کہا اٹھائے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور پھیرے منہ پر۔ پھر حکم کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو کہ اس کو درمیان میں لوگوں کے تقسیم کرے۔ اور بھی اس میں ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بخشا میں نے ثواب اس کا واسطے بیٹے اپنے ابراہیم کے بلفظہ

قولہ چنانچہ مولوی عبدالحی

نوٹ ؎ اس کتاب پر ستائیس علمائے کرام ومفتیان عرب مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے دستخط ہیں اور مواہیر بھی ہیں ۱۲۰ ھ

صاحب مرحوم کے فتاوے جلد سوم صفحہ ۶۸ پر ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در جامع البرکات می نویسند آنکہ بعد سالے یا ششماہے یا چہل روز دریں دیار طعام پزند در میان برادران بخشش کنند آنرا بھاجی گویند چیزے داخل اعتبار نیست بہتر آنست کہ نخورند۔ اسی صفحہ پر ہے مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و او را ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست نصاب الاحتساب او را مکروہ نوشتہ۔ بلفظہ صفحہ ۳۵ سطر ۷ ؛ **اقول** شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جامع البرکات میں صاف فرما دیا ہے۔ کہ آنرا بھاجی گویند یعنی جو کھانا بطور بھاجی برادری کے کیا جاتا ہے۔ اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ موتے کے ایصال ثواب کے لئے نہیں کیا جاتا (ا ر) صورتیں نہیں چاہیئے۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ بدعت روی لکھا ہے۔ اور نہ اس کھانے کو مکروہ جانا ہے۔ لیکن یہ کھانا فقراء اور غربا محتاجین کو کھلایا جاوے۔ اور کوئی غنی بھی اس میں شامل ہو ہے۔ تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ایک عورت نے کا کھانا جو اس کا خاوند فوت ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمایا اور حضور کے ساتھ کئی صحابہ غنی بھی تھے۔ جیسے کہ اصل حدیث شریف صفحہ ۴۳۰ پر درج ہو چکی ہے لیجیئے اس کی تصدیق آپ کے بزرگ مولوی صاحب اسحاق دہلوی اپنی مائۃ مسائل میں کرتے ہیں اور ساتھ ہی اصل عبارت جامع البرکات کی بھی لکھتے ہیں۔ جس سے آپ کی اور آپ کے مولوی عبدالحی صاحب کے فتاوے کی خیانت ظاہر آ پائی جاتی ہے۔ وہو ہذا مائۃ مسائل تصنیف مولوی اسحاق صاحب بزرگ دیوبندیاں صفحہ ۸۷، ۸۸۔ اگر محض برائے ایصال ثواب بارواح ایشاں مے خورانند پس فقراء را باید خورانیدن لیکن در خورانیدن فقراء صالحین ثواب زیادہ تر خواہد شد و اگر بطریق ضیافت پزند پس۔ اغنیاء و فقراء ہر دو را روا باشد۔ چنانچہ شیخ عبدالحق در جامع البرکات مے نویسد وطعامیکہ بہ نیت تصدق بر فقراء از اموات بپزند تا ثواب آں بایشاں برسد جز فقراء را دادن نباشد چہ تصدق بر فقراء مے باشد و ہدیہ مر اغنیاء را آنچہ بہ نیت ضیافت مسلمین تیار کنند ہر کہ باشد خواہ غنی باشد خواہ فقیر۔ چنانچہ در عرائس مشائخ در دیار ما متعارف است عام باشد مر فقراء و اغنیاء را ولا بد آنچہ فقراء و محتاجاں نخورند موجب ثواب خواہد بود و آنچہ غیر فقراء خورند موجب عقاب نخواہد شد۔ بلفظہ سوال پنجاہ و یکم مائۃ مسائل صفحہ ۸۷، ۸۸ ؛ لیجیئے آپ کی تحریر کی حقیقت آپ ہی کے بزرگ سے صاف ہو گئی۔ اور یہ سب کھانے جائز ہو گئے ؛

قولہ۔ رسالہ نتیجہ مصنفہ مولوی سکندر علی میں حضرت خواجہ محمد معصوم صاحبزادہ حضرت

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ " روز سوم کل دادن در مردان بدعت است" بلفظہ۔ صفحہ ۳۵۔ سطر ۱۳ ؛ اقول ۔ آپ نے یہ عبارت " روز سوم کل دادن در مردان بدعت است " ایسی لکھی ہے۔ جس کے معنے اور مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی تصحیح نہ ہو۔ تب تک اس مہمل عبارت کا جواب بھی نہیں۔ لہٰذا تصحیح نقل آپ کے ذمہ ہے ؛ اسی طرح علامہ سیوطی و ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما لکھتے ہیں۔ عن سفیان قال کان الانصار اذا مات لھم المیت اختلفوا الی قبرہ و قرءُ القراٰن یعنے روایت ہے سفیان رضی اللہ عنہ سے کہ انصار کی یہ عادت تھی جب کوئی مرجاتا ان کا جایا کرتے وہ قبر پر اور پڑھتے قرآن ؛ علینی شرح ہدایہ باب الحج عن الغیر میں ہے۔ ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان ویقرءُ ون القراٰن ویھدون ثوابہ لموتاھم وعلی ھٰذا اھل الصلاح والدیانۃ من کل مذھب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکر ذالک منکر فکان اجماعاً ۔ یعنے بیشک مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہے ہیں۔ ہر عصر اور زمانہ میں اور پڑھتے رہے ہیں قرآن اور پہنچاتے رہے ہیں۔ ثواب اپنے موتا کو اور اسی بات پر جمع ہیں۔ صلاح اور دیانت والے ہر مذہب کے مالکی شافعی وغیرہ اور نہیں انکار کرتا اس کا کوئی منکر۔ پس ہو گیا۔ اجماع اس پر انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۳

ان دونوں باتوں کا جواب فالتو ہے۔ جو میری تحریر یا اشتہار میں نہیں۔

اتنا ہی کافی ہے ؛ قولہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے از عادات شنیعہ ما مردم اسراف در ماتم ہا و چہلم و فاتحہ و سالیانہ ایں ہمہ را در عرب اول وجود نبود بلفظہ صفحہ ۵ ۳ سطر ۱۴ ؛ اقول ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا صحیح ہے کیونکہ اسراف کرنا بموجب قرآن شریف و حدیث شریف بہت برا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین اور کلوا واشربوا ولا تسرفوا لیکن یہ بات یاد رہے۔ کہ اسراف اس چیز کا نام ہے۔ جو اپنے حظ نفس کے لئے کیا جائے اور خدا کے واسطے صدقات اور خیرات جو کئے جائیں وہ اسراف میں داخل نہیں ہیں جیسے کہ تفاسیر میں لکھا ہے۔ کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ اپنے نفس کو حظ حاصل ہونے کے واسطے جو کچھ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے اگرچہ تل کا ایک دانہ ہو۔ اور جو کچھ خدا کے واسطے ہے وہ اسراف نہیں۔ اور شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری قدس سرہٗ نے فرمایا۔ اگر تمام دنیا کو لقمہ کر کے کسی درویش کے منہ میں دیدے تو یہ اسراف نہیں ہے اسراف یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ کے بے رضا تو صرف کرے۔ رباعی ؎

یک جوانے کہ داشت دائم خیر بندمے داد راہبے در دیر
گفت اسراف نیست اندر خیر کائے پسر خیر نیست در اسراف (تفسیر حسینی)

دوسری بات یہ ہے۔ کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اسراف کے لئے برا فرمایا لیکن فاتحہ چہلم و سالیانہ کے برخلاف کچھ نہیں فرمایا۔ نہ بدعت نہ خلاف شریعت۔ نہ مکروہ۔ اور یہ جو فرمایا کہ چہلم و فاتحہ و سالیانہ عرب میں پہلے نہیں تھا۔ گویا شاہ صاحب کے لکھنے سے پہلے تھا۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن شریف اعراب دار مصر اور قسطنطنیہ کے چھاپے کے بھی پہلے عرب میں نہ تھے۔ کتب احادیث وفقہ بھی نہ تھیں۔ کتب صرف و نحو بھی نہ تھیں۔ کتب اشغالی سلاسل اربعہ بھی نہ تھیں پختہ مساجد بھی نہ تھیں۔ تقلید شخصی بھی نہ تھی۔ اربعہ مذاہب بھی نہ تھے۔ اربعہ مصلات بھی نہ تھے۔ ایسے ہی اور ہزاروں اور باتیں نہ تھیں۔ اسی طرح سوم۔ دہم۔ چہلم۔ سالیانہ بھی نہ تھے۔ کیا مضائقہ ہے اس نہونے سے شاہ صاحب نے ان کو برا نہیں کہا۔ پھر شاہ صاحب کی عبارت لکھنے سے آپ کو کیا حاصل ہوا۔ حالانکہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ خود فاتحہ خوانی اور قبروں پر مراقبہ کرنے کو تحریر فرماتے ہیں۔ دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں:۔ زبدۃ النصائح حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۱۳۲ پر تحریر ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ ملیدہ یا شیر برنج وغیرہ نیاز اولیاء کا درست ہے یا نہیں فرمایا کہ اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند بخورانند مضائقہ نیست وطعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست۔ واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء راہم خوردن جائز است:۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء میں اس طرح فرماتے ہیں: پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند۔ وبر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدا تعالیٰ سوال نمائند۔ الخ:۔ اور در ثمین فی بشرات النبی الامین کی بائیسویں حدیث صفحہ ۸ سطر ۲:۔ اس طرح فرماتے ہیں:۔ جناب والد صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں ایام مولود میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی کا۔ ایک سال کچھ پاس نہ تھا۔ کہ کھانا پکواؤں کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بھنے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور بہت شاد و بشاش ہیں۔ بلفظہ:۔ دیکھئے شاہ صاحب کی تحریرات کو جن سے ہویدا ہے۔ کہ آپ فاتحہ خوانی وسوم و دہم و چہلم و برسی کو جائز فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی مولود شریف کی شیرینی کی تقسیم اور ختم بھی پڑھنا اور طعام سامنے رکھ کر جیسے کہ نقشبندیہ سلسلہ کا معمول ہے۔ وہ طریقہ ختم اس طرح پر ہے

کلمات طیبات صفحہ ۹۲ سطر ۱۹ - ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ مرید خاص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے :- وختم (خواجگان) حضرت خواجہا وختم حضرت مجدد رضی اللہ عنہم نیز اگر یاران جمیع آیند بعد از حلقہ صبح بر آں مواظبت نمایند کہ از معمولات مشائخ است و فائدہ بسیار دارد ؛ طریق اس کا یوں حاشیہ پر ہے طریق ختم خواجہا بہر نیتے و مقصدے کہ خوانند باید کہ اول دست برداشتہ سورہ فاتحہ یکبار بخوانند بعد ازاں سورہ فاتحہ با بسم اللہ ہفت بار - بعد ازاں درود صد بار - بعد ازاں الم نشرح با بسم اللہ ہفتاد و نہ بار - بعدہ سورہ اخلاص با بسم اللہ ہزار و یکبار - باز سورہ فاتحہ با بسم اللہ ہفت بار - بعدہ درود صد بار - بعد ازاں فاتحہ خواندہ ثواب ایں ختم بارواح بزرگوار کہ ایں ختم بایشاں منسوب است باید گذرانید - بلفظہ (معمولات مظہری) ؛

دیکھو ختم پڑھنے کا طریق کیسا صاف ہاتھ اٹھا کر ثواب پہنچایا جاتا ہے تسلی ہوئی یا نہیں - عین حدیث کے مطابق ہے ؛ ...... قولہ ...... قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصیت نامہ میں ہے - بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی و سالیانہ ہیچ نکنند - ان عبارات سے سوم دہم - چہلم وغیرہ کا بدعت ہونا ظاہر ہے تو مولوی خلیل احمد صاحب کا انہیں بدعت لکھنا ان حضرات کا اتباع کرنا ہے - اگر آپ کو ان امورات کے بدعت ہونے سے انکار ہے تو فرمائیے بلفظہ۔ صفحہ ۳۵ سطر ۱۶ ؛ اقول - قاضی صاحب ثناء اللہ علیہ الرحمۃ صاف یہ فرما رہے ہیں "رسوم دنیوی" میرے مرنے کے بعد نہ کرنا - اس میں کوئی لفظ بدعت کا درج نہیں - جو آپ نے اپنی لیاقت سے درج کر دیا - اور لفظ سوم بھی آپ نے اپنی خوبانت سے خود بخود لکھ دیا ہے جس کو وہ جائز فرماتے ہیں - اور یہ صحیح اور صریح ہے - کہ رسوم دنیوی بطور بھاجی برادری کے درست نہیں - لیکن ایصال ثواب کے لئے کوئی ممانعت نہیں فرمائی - بلکہ قاضی صاحب اپنے وصیت نامہ میں اس طرح لکھتے ہیں ؛ (۱) واز کلمہ و درود و ختم قرآن و استغفار و از مال حلال صدقہ بفقرا باخفا مدد نمایند کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود المیت فی القبر کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ ما تلحقہ عن اب او اخ او صدیق - بلفظہ - کلمات طیبات صفحہ ۱۵۴ - سطر ۱۶ ؛

لیجئے - یہاں پر قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف کی سند سے ایصال ثواب کو بذریعہ فاتحہ و ختم خوانی کے ثابت کر دیا - جس کے لئے طریق ایصال ثواب ہی ہے - جو فاتحہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ختم دیا جاتا ہے - اس سے انکار نہیں کیا - مگر افسوس ہے - آپ پر کہ اس عبارت کو بھی لا تقربوا الصلوٰۃ کہہ کر وانتم سکٰرٰی کو ہضم کر لیا - قاضی صاحب نے اس میں مدد اخفا کو تحریر فرمایا ہے

کہ بطور خفیہ فقرا کو صدقہ دیا جائے۔ اس سے مراد ان کی ریا کے دور کرنے اور نمائشی کاروائی سے روکنے کی ہے۔ ورنہ صدقہ ظاہر اور علانیہ دینا بھی بحکم خداوندی ان تبدوا الصدقت فنعما ھی یعنی اگر صدقہ کو ظاہراً اور علانیہ بھی دو۔ تو اچھا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ اس طرح کرتے ہیں :۔ اگر کھلی دو خیرات تو کیا اچھی بات ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ترجمہ فارسی اس طرح پر ہے۔ اگر آشکارا کنید خیرات را نیکو چیز است۔ یہ اس لئے کہ اور لوگوں کو بھی صدقہ اور خیرات کرنے کی ترغیب اور تحریص ہو۔ لیکن خیر قاضی صاحب نے ریا کی وجہ سے خفیہ صدقہ کی وصیت فرمائی۔ تو وہ بھی صحیح ہے۔ دوسرے حصہ آیت شریف پر عمل ہوا؛ اب اور سنئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ دادا پیر مولوی اسمٰعیل صاحب کے وہ تمام ایام سوم۔ دہم۔ چہلم ششماہی سالانہ کو درست فرما رہے ہیں۔ وھوھٰذا:۔ (۲) تفسیر عزیزی پارہ عم۔ سورہ انشقت صفحہ ۱۱۱ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں۔ ومدد زندگاں بمردگان دریں حالت زود مے رسد۔ ومردگاں منتظر لحوق مدد از ہی طرف مے باشد چناں گمان مے برند کہ ہنوز زندہ ایم۔ ولہٰذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجا مے گوید کہ دعونی اصلی یعنی بگذارید مرا تا نماز بخوانم۔ نیز وارد است۔ مردہ دراں حالت مانند غریقے ست کہ انتظار فریاد رسے برد۔ وصدقات وادعیہ وفاتحہ دریں وقت بسیار بکار او مے آید۔ ازیں جا است کہ طوائف بنی آدم تا یکسال وعلی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام مے نمایند۔ بلفظہٖ ؛ (۳) فتاوے عزیزیہ جلد اول شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۷۵، سطر ۱۹۔ طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند وبرآں فاتحہ وقل ودرود خواندن متبرک مے شود خوردن آں بسیار خوب است۔ بلفظہٖ ؛ یہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے اس وقت فرمایا تھا کہ جب آپ سے سوال کیا گیا تھا کہ جو طعام تعزیہ کے پاس رکھا جاتا ہے۔ اور اس پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ دیکھئے تعزیہ کے پاس نیاز امامین رضی اللہ عنہما کو تبرک فرمایا ؛ (۴) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۱۰۴ جلد اول (ماتم پرسی) بدعاء واستغفار وتصدق امداد باید نمود۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃ تلحقہ من اب او ام او اخ او صدیق فاذا الحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال من الرحمۃ وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لھم۔ ترجمہ حدیث شریف۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

آلہ وسلم نے۔ مردہ قبر میں ڈوبنے والے کی مانند ہے۔ فریاد کرنے والا ہے اور انتظار کرتا ہے دعا کی جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کرے۔ جب یہ دعا اس تک پہنچے دوست تر یا زیادہ محبوب ہے وہ دعا اس کے لئے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ تحقیق اللہ تعالےٰ اہل زمین کی دعا اہل قبر کو پہنچاتا ہے مانند پہاڑوں رحمت کے اور تحقیق زندوں کا ہدیہ یا تحفہ یا صدقہ مردوں کے لئے بخشش ہے یا ذریعہ نجات:۔

(۵) ایضاً مکتوب نمبر ۱۵۹ جلد اول حصہ سوم صفحہ ۳۵- امرتسری آن فرزند شیوہ صبر را پیش گرفتہ بصدقہ و دعا و استغفار ممد و معاون باشد کہ موتے را اشد احتیاج است بامداد احیا۔ در حدیث نبوی الخ۔ (یہ حدیث وہی ہے جو اوپر درج ہو چکی ہے) :۔ (۶) ایضاً مکتوب سی و ششم صفحہ ۸۵ سطر ۹- امرتسری حضرت امیر اگرچہ از بیغمبر است و پسر عم اوست حضرت صدیقہ زوجہ مطہرہ اوست علیہ و علےٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰۃ والسلام و حبیبہ و مقبولہ اوست علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام پیش از یں بچند سال واب فقیر آں بود کہ اگر طعام مے پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا مے ساخت و بآں سرور حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرت امامین امنم مے کرد علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات شبے در خواب مے بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ و علےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر با ایشاں سلام مے کند متوجہ فقیر نمے شوند و روئے بجانب دیگر دارند دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ مے خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ایں زماں فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بود کہ فقیر حضرت صدیقہ را دراں طعام شریک نمے ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ جمیع ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک مے ساخت و بجمیع اہل بیت توسل مے نمود الخ۔ بلفظہٖ دیکھئے۔ ان مکتوبات حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ سے فاتحہ خوانی اور طریق ثواب رسانی کی تاکید ظاہر ہے۔ اور وہ رسالہ تیجہ گمنام مولوی سکندر علی کا حضرت امام صاحب علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے مردود ثابت ہوا :۔ (۷) صراط مستقیم مصنفہ مولوی اسمعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ مطبوعہ میرٹھ۔ صفحہ ۷۳ و مطبوعہ دہلی صفحہ ۶۴۔ و نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنے بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید برسم بناید شد بے تعین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد۔ ہرگاہ ایصال بمیت منظور دارند موقوف بر طعام نگذارند اگر میسر باشد بہتر است الا صرف ثواب سورہ فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب است الخ بلفظہٖ ہدایت اولے در بیان اشغال طریقہ چشتیہ۔ افادہ اول۔ طالب اباید۔ کہ باوضو دو زانو بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنے حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ ہما خواندہ بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید بلفظہٖ الاسطہم

(۸) فیصلہ ہفت مسئلہ مصنفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ پیر و مرشد دیوبندیاں

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا اس میں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص اور تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تعلید ہیئت کذائیہ ہے۔ تو کوئی حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورۃ خاص معین کرنے کو فقہا محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشایخ کا معمول ہے۔ اور رسائل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا۔ کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ "اس کا" مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے۔ اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے۔ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائیگا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے ع

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔ باقی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے۔ اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔ ان کی تفصیل طول ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں۔ پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ رہا عوام کا غلو اولاً اسکی اصلاح کرنی چاہئے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً اس کا غلو اہل فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہوسکتا۔ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم۔ رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اس وقت رہتا ہے جب تک وہ عادت اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہو کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اس پر حیرت ہو۔ اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے تو وہ شبہ

جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے ہیں کہ کسی عالم درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہ تطہیر اہل قبا اس میں کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع پس یہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ۔ اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی۔ دسواں بیسواں، چہلم ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوا شب برات و دیگر طریق ایصال ثواب اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ بلفظہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۸ تا ۱۰ ۔ دیکھئے آپ کے پیران پیر علیہ الرحمۃ نے تمام فاتحہ خوانیوں اور ایصال ثواب کے طریق دسواں بیسواں چہلم اور سالیانہ سب کو نیک و جائز فرما دیا۔ اور توشے اور سہ منیاں۔ شبرات کے حلوے سب جائز ۔

ایک عبرتناک واقعہ اور غضبناک سانحہ مولوی رشید احمد کا

اس فیصلہ ہفت مسئلہ رسالہ مصنفہ مرشد، خود کو دیکھکر مارے غصے کے چراغ پا ہو جانا اور اس رسالہ مبارکہ کو آگ میں ڈال کر خاک سیاہ کر ڈالنا

نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت فیصلہ ہفت مسئلہ (مصنفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ) طبع ہو کر اطراف ہند میں شائع ہوا اور اتفاق سے کچھ نسخے گنگوہ شریف میں بھی پہنچے تو اس خبر کے سنتے ہی فاضل گنگوہی چراغ پا ہو گئے اور فوراً نادری حکم صادر فرمایا کہ جس قدر نسخے گنگوہ آئے ہوں سب ہمارے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ فوراً تعمیل عمل میں لائی گئی اور جس قدر نسخے بہم پہنچ سکے ان کی یہ قدر و منزلت کی گئی کہ آگ میں جھونک کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلفظہ۔ کتاب تحقیق الحق مطبوعہ مطبع قیومی کانپور۔ اڈیشن نمبر ۲ صفحہ ۲۴ سطر ۱۔ اللہ اللہ!! یہ غیظ و غضب اور یہ گستاخی اور بے ادبی خاص اپنے مرشد ارشد کی، اور کیا عقلمندی مولوی صاحب کی دور اندیشی۔ کہ پر چند دس بیس نسخے اگر آگ میں جلائے تو کیا ہوا وہ تو ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ اس کے بعد دوبارہ بھی طبع ہو کر شائع ہوا۔ مگر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے رنج اور غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی ضبط نہ ہو سکا اور اپنے مرشد کی کتاب کی یہ عزت کی کہ آگ میں جلا ڈالا قیامت کو ضرور حضرت مرشد کے روبرو رسوائی ہوگی۔ بلکہ روسیاہی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اب بھی ان کے ساتھ ہونگے بغرور اجرور اب میں ایک فتوے علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو کتاب "فتاوے علمائے حنفیہ فی جواز استفتا

شمسیہ" مرتبہ منشی شمس الدین خان حنفی نقشبندی مجددی جالندھری ۱۳۱۲ھ ہجری میں بمقام جالندھر چھپوایا تھا۔ درج کرتا ہوں +

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس باب میں کہ ملک پنجاب[1] میں آج کل[2] طعام[3] کو آگے رکھ کر قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھتے ہیں جس کو ختم یعنے فاتحہ خوانی کہتے ہیں آیا سنت ہے یا مباح یا بدعت حسنہ یا بدعت سیئہ۔ پھر بعد تمام کرنے قراۃ قرآن کے سب حضار ایک شخص کو جو بزرگی میں اچھا اور مشہور و معروف ہوتا ہے۔ ہر واحد اپنا اپنا پڑھا ہوا بخش دیتا ہے بلکہ اپنی اپنی مستورات سے کچھ پڑھا ہوا ہبہ کرا کر اس شخص معین کے پاس لا کر ہبہ کر دیتا ہے۔ بلکہ دیگر شہروں سے اس تاریخ اور وقت مقررہ پر قرآن سے کچھ پڑھا ہوا ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو ہبہ کراتا ہوا لا کر اس شخص معین کے حوالہ کر دیتا ہے تاکہ وہ مجموعہ ہو کر اس میت کو جس کی فاتحہ خوانی کے واسطے دن مقرر کیا گیا ہے۔ اس کو بخش دیا جائے اس طریق خاص کو کوشش سے انجام کرتے ہیں۔ بلکہ دین قرار دیتے ہیں اور وہ شخص معین وہ سب ہر ایک کا پڑھا ہوا لے کر دو بآواز بلند کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا اور وہ ہاتھ اٹھا کر وہ بالترتیب انبیاء و اکابر اولیاء کے نام مبارک لے کر بخش دیا جاتا ہے اخیر میں اس میت کے نام پر خاص کر کے بخش دیتا ہے اگر اس کو اس میت کا نام یاد نہیں ہوتا تو اس کے اقربا سے پوچھ لیتا ہے آیا ایصال ثواب کے لئے یہ طریق کیسا ہے۔ سنت ہے یا بدعت یا مباح۔ قرآن و حدیث و فقہ سے مدلل مفصل ارشاد فرما دیں۔

بیّنوا توجروا عند اللہ اجراً عظیماً۔ صفحہ ۵۔ سطر ۲ +

جواب ھذا ما فی علمی من الجواب واللہ اعلم بالصواب

ختم مذکورہ بصدر مسطور جس کو فاتحہ خوانی بھی کہتے ہیں سنت حسنہ ہے نہ بدعت سیئہ اور اگر خالصاً للہ ہو تو میت کو نہایت فائدہ ہے اور وہ امورات جو اس ختم شریف میں مندرج ہیں یعنے صدقہ دینا قرآن شریف پڑھنا۔ زندے یا مردے کو اس کا ثواب بخشنا جمعیت کے ساتھ دعا کرنا اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کا نام لینا واسطے ایصال ثواب نیز متوفی کا نام لینا اور جمع ہونا واسطے معاونت کرنے اس کار خیر میں یہ ایک ایسا امر فی نفسہ جائز اور ثابت ہے اور ان سب امورات کو جمع کرنا اور ایک مجلس میں

[1] پنجاب ہی نہیں بلکہ ہندوستان اور عرب وغیرہ ممالک میں بھی +

[2] آج کل ہی نہیں بلکہ مدت ہا سے +

[3] لفظ طعام میں آب بھی داخل ہے :+

سرانجام کرنے میں کوئی مانع شرعی ثابت نہیں۔ پس اس ختم مروج بالا کو بدعت سیہ کہنا درست نہیں وقال زین العرب البدعۃ ما احدث علی خلاف اصل من اصول الدین کذا فی البریقۃ شرح الطریقۃ پس سرانجام کرنے والے اس سنت حسنہ کے اور امداد دینے والے اور اصل بانی اس سنت حسنہ کے سب کے سب حدیث شریف من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیران ینقص من اجورھم شیئی۔ رواہ مسلم میں داخل ہیں اور ماجور ہیں۔ اور جب کہ یہ طریقہ قدیم الایام سے جاری ہے۔ اور جمہور مسلمین اسکو اچھا جانتے ہیں۔ اور عمل میں لاتے ہیں۔ تو ضرور طریقہ حسنہ ہوگا۔ فروی عن ابن مسعود موقوفا بسند حسن ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن لیکن خاص اس طریقہ پر ایصال ثواب منحصر جاننا اور اسکو ضروریات دین سے اعتقاد کرنا بدعت سیہ ہوگا۔ بلکہ ایصال ثواب کیواسطے یہ امر سنت حسنہ ہے۔ حسب مسائل ذیل:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی قال العلامۃ الشیخ صدرالدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الدمشقی فی کتابہ رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ۔ اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقۃ والحج والعتق ینفع المیت و یصل الیہ ثوابہ ھ والاصل فی ھذا الباب ما قال فی الھدایۃ ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ اوصوما اوصدقۃ اوغیرھا اھ۔ کتلاوۃ القرآن والاذکار کذا فی فتح القدیر۔ وقال اللہ تعالی تعاونوا علی البر والتقوی۔ وروی الطبرانی باسنادہ ان رجلا سأل النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال کان لی ابوان ابرھما حال حیاتھما فکیف ابرھما بعد موتھما فقال علیہ السلام ان من البر بعد البران تصلی لھما مع صلوتک وان تصوم لھما مع صیامک۔ وروی ابن ابی شیبۃ عن ابن دینار مرفوعا بلفظ ان من البر بعد البران تصلی عنھما مع صلوتک وان تصوم عنھما مع صومک وان تصدق عنھما مع صدقتک۔ انتھی؛

وقد صح انہ صلے اللہ علیہ وسلم ضحی بکبشین املحین احدھما عن نفسہ والآخر عن امتہ رواہ عدۃ من الصحابۃ کعائشۃ وابی ھریرۃ وجابر وابی رافع وحذیفۃ الغفاری وابی طلحۃ الانصاری وانس رضی اللہ عنھم واخرجہ ائمۃ الحدیث کاحمد وابی داود وابن ماجۃ والحاکم وصححہ وابن شیبۃ وابو نعیم وابو یعلی والطبرانی والدار قطنی والبزاز واسحٰق بن راھویۃ وغیرھم بطرق متعددۃ کما بسط الزیلعی فی

نصب الرایۃ التخریج احادیث الہدایۃ قال شیخ الاسلام کمال الدین الھمام قد روی
ھذا الحدیث من الصحابۃ وانتشر مخرجوہ فلا یبعد ان یکون القدر المشترک وھو انہ
علیہ السلام ضحی عن امتہ مشہوراً یجوز تقیید الکتاب بہ اھ۔ یعنی قولہ تعالیٰ وان
لیس للانسان الا ما سعٰی فعلیٰ ھذا معنی الآیۃ لیس للانسان سعی غیرہ الا اذا وھب
لہ کذا قال السید الطحطاوی فی حواشی الدر المختار اقول والابد من ھذا القید لئلا
یعارضہ قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وما
التنٰھم من عملھم من شئی فاخبر اللہ تعالیٰ بانتفاع الابناء بعمل الاباء وقد روی
حدیث الحج عن الغیر عدۃ من الصحابۃ کابن عباس وثابت ابن انس وبریدۃ و
ابن عامر وابن الحصین وسودۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنھم اخرجہ البخاری ومسلم
وابوداود والترمذی والنسائی والدارمی واحمد وابن حبان والحاکم والطبرانی
والبیھقی وغیرھم بطرق مختلفۃ کما بسطہ الزیلعی فی تخریجہ ثم ظاہر المذھب
ان الحج عن المحجوج عنہ وبذالک تشھد الاخبار الواردۃ فی الباب کذا فی الھدایۃ۔

وعن ابن عباس ان رجلا قال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان امہ توفیت
اینفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم رواہ البخاری۔

وعن سعد بن عبادۃ انہ اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ان امی ماتت
وعلیھا نذرۃ فیجزی ان اعتق عنھا قال اعتق عن امک رواہ النسائی۔

وعن انس انہ سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انا
نتصدق عن موتانا ونحج عنھم وندعوا لھم فھل یصل ذلک الیھم قال نعم
انہ یصل الیھم رواہ العکبری۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم
قرأ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احد والھٰکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب
ماقرأ من کلامک لاھل المقابر من المومنین والمومنات کانوا شفعاء لہ الی
اللہ تعالیٰ رواہ ابو القاسم الزنجانی فی فوائدہ۔

وعن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد
احدی عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات رواہ الطبرانی

وبالجملة قد وردت اخبار واثار کثیرة فی هذا الباب ذکرها السیوطی فی شرح الصدور والقدر المشترک بین الکل وهو ان من جعل شیئا من الاعمال الصالحة لغیره نفعه الله به یبلغ مبلغ التواتر کما صرح به شیخ الاسلام ابن الهمام فی فتح القدیر ثم لا فرق بین ان یکون المجعول له حیا او میتا کما هو الظاهر من حدیث الاضحیة عن الغیر والحج عن الغیر۔

وقال الحافظ شمس الدین عبد الواحد المقدسی فی جزء الفه فی هذه المسئلة ان المسلمین مازالوا فی کل عصر یجتمعون ویقرؤن لموتاهم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا کذا نقل السیوطی عنه فی شرح الصدور وذکره القاضی ثناء الله فی تذکرة الموتی ولم ینکر علیه۔

وقد روی الخلال عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لهم المیت اختلفوا الی قبره یقرؤن القران کذا فی شرح الصدور ثم الاجتماع علی قرأة القران فضیلة عظیمة وفائدة جلیلة۔

فعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدارسونه فیما بینهم الا نزلت السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملئکة وذکرهم الله فی من عنده رواه المسلم۔ قال النووی بهذا الحدیث دلیل لفضل الاجتماع علی قرأة القران لموتاهم باطعام الطعام ثم الدعاء لهم بایصال الثواب والعفو والمغفرة۔

فعن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کانت له حاجة عاجلة او اجلة فلیقدم بین یدی نجواه صدقة کذا فی الفوائد المجموعة علی ان الدعاء بعد القرأة وختم القران دعوة مستجابة رواه البیهقی فی شعب الایمان۔

وعن حمید الاعرج قال من قرأ القران ثم دعا امن علی دعائه اربعة الاف ملک رواه الدارمی۔

وروی ایضا عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما اجتمع ثلاثة قط بدعوة الا کان حقا علی الله ان لا یرد ایدیهم وروی الحاکم

عن حبیب بن سلمۃ مرفوعاً لا یجتمع ملاء فیدعو بعضہم الا اجابہم اللہ تعالیٰ
فعلم ان الاجتماع للدعاء بعد قرأۃ القراٰن و احضار الطعام واھداء ثوابہا
للاموات لہ اصل قوی و دلیل جلی واما اھداء ثواب قرأۃ القراٰن للنبی
صلی اللہ علیہ وسلم فمنعہ ابن تیمیۃ الحرانی بدلیل عدم ورود الاذن فیہ
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم لہ وبالغ الامام السبکی فی الرد علیہ فقال ان مثل
ذلک لا یحتاج الی اذن خاص الا تری ان ابن عمر رضی اللہ عنہما کان یعتمر عنہ صلی اللہ
علیہ وسلم عمراً من غیر وصیۃ وحج ابن الموفق عنہ سبعین حجۃ وختم ابن السراج
اکثر من عشرۃ الاف ختمۃ وقال ابن عقیل یستحب اھداؤھا لہ صلی اللہ علیہ وسلم
کذا فی رد المحتار۔ وفیہ ایضاً قول علمائنا للرجل ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ
یدخل فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانہ احق بذلک حیث انقذنا من
الضلالۃ ففی ذلک نوع شکر و اھداء جمیل لہ والکامل قابل لزیادۃ الکمال وقد
امرنا ان نقول اللہم صل علی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) الخ؛
وقال ابو الفضل ابن حجر العسقلانی اما قول القائل فی الدعاء اللہم اجعل
ثواب ما قرأتہ زیادۃ فی شرف سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلہ
اصل وھو الحدیث المروی عن کعب رضی اللہ عنہ اجعل لک صلوتی کلہا
قال اذاً تکفی ھمک وقد قیل المراد بالصلوٰۃ ھنا الدعاء وقیل الصلوٰۃ
والمراد ثوابہا۔ انتہی؛
وفی الفتاوی الحدیثیۃ لابن الحجر الھیتمی ان ما یفعلہ الناس من السوال
من اللہ تعالیٰ ان یوصل ثواب ما یقرءون الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ
وتابعیہم حسن لا اعتراض علیہ والاولی ان یفعل ذلک مع والدیہ۔ انتہی؛
وکذا فی تنقیح الحامدیہ وفی البحر من صلی او صام او تصدق وجعل ثوابہ
لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابہا الیہم عند اھل السنۃ
والجماعۃ کذا فی البدائع وسئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل
یقسم الثواب بینہم او یصل لکل منہم مثل ثواب ذلک کاملاً فاجاب بانہ
افتی جمع بالثانی وھو لائق بسعۃ الفضل۔ انتہی۔ کذا فی رد المحتار وفیہ

ایضاً عن التاتارخانیۃ عن المحیط الافضل لمن تصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانہا تصل الیہم۔ انتہیٰ۔ واللہ اعلم بالصواب ؛ حررہ الفقیر محمد ایوب الحنفی الپشاوری بلفظہ صفحہ ۵ تا ۹ عفا اللہ عنہ :۔ محمد ایوب خادم شرع

الجواب۔ واللہ سبحانہ الموفق للصواب۔ ثواب قرأۃ قرآن شریف اور کھانے کا میت کو پہنچانا درست ہے۔ اور کھانیکو آگے رکھکر اس پر قرآن شریف پڑھنا واسطے اشارہ کے مضائقہ نہیں۔ ثبوت اس کا اکثر آیات کریمہ اور احادیث شریفیہ سے متعدد رسائل اور فتاوے میں بہ تفصیل لکھا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ شامی رد المحتار میں لکھتے ہیں۔ صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرہا کذا فی الہدایۃ۔ انتہیٰ۔ مختصراً۔ العبد المجیب محمد گوہر علی ؛ محمد گوہر علی

الجواب صواب ؛ محمد عبد الغفور خان — الجواب ہو الصواب ؛ محمد ارشاد حسین ۱۲۸۲

صح الجواب ؛ محمد یاسین علیخان رامپوری — الجواب صواب ؛ المتوکل علی اللہ محمد عبد اللہ ۱۲۹

فی زماننا جس کو فاتحہ خوانی دینا زدینا بولتے ہیں اس سے مقصود اصلی میت کیواسطے دعائے مغفرت و ترقی مرتبت میت کرنا ہے اور دعا کرنے کے قبل ... عبادت مالی و بدنی جمع کر لینا مستحب ہے۔ پس دعائے مغفرت و ترقی مرتبت میت کے حق میں کرنے کے قبل کسی مستحق کو کھانا کھلانا اور سورہ فاتحہ وغیرہ وغیرہ پڑھ لینا عبادت مالی اور بدنی دونوں اکٹھا کر لینا ہے تو بے شک جائز ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ؛

کتبہ فخر الدین احمد غفر اللہ الاحد لکھنوی ؛ فخر الدین احمد

واقعی آیات قرآنیہ و طعام کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے اور اس کا ثبوت ادلہ شرعیہ سے بخوبی حاصل ہے۔ اور قرون ثلاثہ میں بھی ایصال ثواب جاری تھا۔ جیساکہ صحاح سے صاف طور پر ظاہر ہے البتہ ہیئت کذائیہ مجتمعہ مستفسرہ بالا قرون ثلاثہ میں نہ تھی۔ پس اس کو ایصال ثواب میں ضروری نہ جاننا چاہئے ہاں عادتاً ان دونوں کا اجتماع لائق امتناع نہیں۔ واللہ اعلم وحکمہ احکم ؛

حررہ الراجی غفور ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید لکھنوی ؛ ابو الحامد محمد عبد الحمید

عبادت مالی اور بدنی کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اگر طعام وغیرہ آگے رکھ کر اس پر کچھ کلام الٰہی وغیرہ دعا پڑھ کر اس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جاوے تو یہ مشروع ہے۔ بشرطیکہ اس فعل کو ضروری مثل فرض و واجب و سنت مؤکدہ نہ ٹھیرایا جاوے۔ اس فعل کے مستحسن ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے گوشت پر قبل از تصرف و قبل از ایصال ثواب دو آیت کلام اللہ کی تلاوت فرمائیں انی وجہت وجہی للذی فطر السمٰوٰت الآیۃ بعد اس کے یہ دعا پڑھی اللہم منک ولک و

عن محمد و امتہ اور صدقہ قربانی کی طرف اشارہ فرما کر پڑھا اللّٰھم تقبل ھذا من محمد و آل محمد
نیز حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے حلوہ بنا کر حضرت (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں ارسال کیا اس پر بھی آپ نے کچھ دعا پڑھی تھی جیسا کہ حدیث میں نکلہ بماشاء اللہ اور اسی طرح آپ نے ان روٹیوں پر جو حضرت ابو طلحہ والد انس رضی اللہ عنہ نے پیش کی تھیں کچھ کلمات دعائیہ تلاوت فرمائے تھے جامع الصغیر میں ہے جو کوئی پڑھے سورہ یٰسین کو وقت کھانے کے کہ ڈرتا ہو قلب اس کا کفایت کرے اس کو۔ نیز جنگ تبوک میں صحابہ نے طعام موجودہ حسب الحکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت حضور میں جمع کیا تھا تو آپ نے کلمات دعائیہ اس پر تلاوت فرمائے تھے۔ ان احادیث مرقومہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ طعام اور اشیائے خوردنی پر آیات قرآنی اور دعا کا پڑھنا مستحسن ہے۔ کتبہ فقیر غلام احمد مدرس مدرسہ نکودر المجیب مصیب فتح الدین ساکن آلو وال پرگنہ نکودر۔ جزاء اللہ المجیب المصیب عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء فاحسن جوابہ وھو مرضی عندنا۔ وانا الفقیر امانت علی مفتی نکودری عفی عنہ۔ ھذہ الروایات صحیحہ فقیر حافظ نور جمال

الجواب صحیح فقیر نور احمد امام مسجد انار کلی لاہور

الجواب حامداللہ ومصلیا ومسلما علی رسولہ۔ قرآن شریف کی سورتیں یا آیتیں پڑھ کے ان کا ثواب میت کو بخشنا اور اس کے ساتھ کھانا یا میوہ یا شیرینی اپنے حسب حالی تیار کرکے اس کا ثواب بھی میت کو گذراننا بے شک جائز ہے۔ اور اس سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ میت کے نام سے دعا کرنے اور صدقہ دینے اور کھانا کھلانے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ رحمۃ الامۃ میں لکھا ہے۔ اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقۃ والحج ینفع للمیت ویصل ثوابہ الیہ۔ انتہیٰ اور قرآن شریف وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور اکثر سلف اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ایک جماعت شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اہلسنت کی طرف گئے ہیں۔ بلکہ قبور کی زیارت کے واسطے گئے ہیں۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کے اس کا ثواب میت کو بخشنا حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ کما ہو مذکور فی محلہ واللہ اعلم مرقوم ۲۲ ذیقعد ۱۳۰۳ھ ہجری۔ کتبہ عبداللہ کان لہٗ (عبداللہ) مہر صاف پڑھی نہیں گئی۔ الجواب صحیح محمود بن صبغۃ اللہ۔ یہ دونوں صاحب بزرگ مدراسی ہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱-۱۲۔

جواب۔ یہ فاتحہ خوانی بموجب ترتیب تحریر شدہ کے بدعت حسنہ ہے اور مستحسنات علماء متاخرین سے ہے۔ بموجب اس حدیث صحیح کے ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ فقیر حقیر قادر بخش

معروف فقیر چندوڈہ اویسی قادری حنفی ملتانی قدیا غفر اللہ عنہ والوالدیہ - الخ - صفحہ ۱۲ :
اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ وتوفیقہ - نفس قرآن بروقت حضور طعام جائز است (بہت طویل عبارتیں اور کتب فقہ کے حوالجات درج ہیں) مفتی فاضل امرتسری : غلام رسول الحنفی عفی اللہ الغنی :

مولانا مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی مدرس لدہیانہ کی بہت مفصل اور منصفانہ تحریر ہے صفحہ ۱۸ سے ۱۹ تک ختم مروجہ کو بہت عمدہ طور پر ثابت فرمایا ہے کچھ عبارت مختصراً آگے لکھی جائے گی - ان کی تحریر پر مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لدہیانہ اس طرح تصدیق فرماتے ہیں - المجیب مصیب مفتی شاہ دین لدہیانوی : لیجئے ختم فاتحہ خوانی بسوم - دہم - چہلم ششماہی - سالیانہ وغیرہ نذر نیاز اور کھانا سامنے رکھکر قرآن شریف پڑھنا اور دعا کرنا اور میت کو ثواب پہنچانا ثابت ہوگیا آپ بھی اپنے مردوں پر رحم کیجئے ان کے دشمن نہ بنئے : **قولہ** مطالبہ بضمن مطالبہ نمبر ۱۷ آپ نے مولوی خلیل احمد صاحب کو ختم مروجہ سوم و دہم - چہلم وغیرہ کو بدعت لکھنے پر وہابی اور ان کی تحریر کو کفریہ لکھا ہے الخ بلفظہ - صفحہ ۳۵ - سطر ۲۲ : **اقول** واقعی مولوی خلیل احمد صاحب وہابی دیوبندی ہیں - اور ان کے پیر کا بھی اس میں عذر لاحاصل ہے اور یہ بات طے اور فیصل شدہ ہے فتاوٰے علماء عرب کے موجود ہیں - کہ وہ وہابی سات پانیوں دھوئے ہوئے ہیں - اور ان کے تکفیر میں بھی فتاوٰے موجود ہیں - صرف میرا ہی لکھنا نہیں - ان کی اپنی تحریرات ہیں - تو ہیں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور وہ نمبر اول ہیں اس کارروائی میں :

قولہ - آپ نے لکھا ہے (باوجود ایسا سمجھنے کے بعد خود مسلمانوں کے گھروں سے لے کر کھاتے ہیں اور اچھی طرح کھانا آگے رکھ کر ختم پڑھتے ہیں منافقانہ) قاضی صاحب اگر شرم کہیں بازار میں قیمتاً ملتی ہوتی تو ہم ضرور اپنی گرہ سے . . . تاکہ آپ اپنے کذب پر نادم اور شرمندہ ہوتے مولوی خلیل احمد صاحب کا آپ نے یہ عقیدہ نقل کیا ہے . . . مولوی صاحب مذکور نے کبھی کہیں ختم نہیں دیا بلفظہ - ملخصاً - صفحہ ۲۶ سطر ۶ : **اقول** جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے - میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی ۱۰ محرم سنہ ۱۳۳۲ ہجری کو فوت ہوگئی اور ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء تھا - حافظ کریم احمد حالی دیوبندی وہابی سہارنپوری میرے قریب مسجد میں امام تھا اس کو میں نے مقرر کیا - کہ چالیس روز برابر قبر پر قرآن شریف پڑھے - اور ہر روز رات کو ختم پڑھکر کھانا الگ کرے اس نے منظور کیا اور قبر پر قرآن شریف چالیس روز تک پڑھتا رہا - اور ہر روز رات کو کھانا پکا کر اس کے سامنے رکھا جاتا - اور بڑی عمدگی سے اس پر سورہ تبارک الذی پڑھکر ایصال ثواب کرتا

اور کھانا اپنے گھر لے جاتا۔ اور بعض اوقات میرے مکان پر بھی کھا جاتا اور گھر کو بھی لے جاتا سوم اور دہم کو بھی اسی طرح پارچات اور میوہ جات اور طعام پر قرآن شریف پڑھ کر ختم دیتا اور گھر لے جاتا۔ اور چالیسویں روز بہت کچھ ختم پڑھ کر لے گیا۔ اور رخصت کیا گیا اور اس کے بعد بھی ہر جمعرات کو آتا اور اسی طرح ختم پڑھ کر کھانا لے جاتا رہا۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ میرے ایک دوست منشی نیاز احمد خاں سب انسپکٹر پولیس لودھیانہ کا بھائی مشتاق احمد ملازم ریلوے فوت ہو گیا۔ اور میرے رشتہ میں بھی تھا تیسرے روز میں اس کے سوم میں گیا مسجد میں لوگ بیٹھے تھے۔ اور آپ کا مولوی محمد اسحاق پسر مولوی عبدالعزیز مرحوم بھی وہاں بیٹھا تھا۔ نخود بریاں وغیرہ جو دستور ہے لایا گیا۔ کلمہ شریف اور قل ہو اللہ احد کے پڑھنے کے بعد میں نے امام مسجد سے کہا کہ ختم پڑھو۔ تو آپ کے مولوی محمد اسحاق بہت غصہ سے بولے۔ کہ ختم کی کیا ضرورت ہے۔ پھر میں نے کہا کہ یہاں لوٹا پانی کا ختم میں رکھ دو۔ تو پھر مولوی مذکور جھنجلا کر بولے کہ پانی کی کیا ضرورت ہے۔ اور یہ بدعت ہے تب میں نے آپ کے مولوی سے کہا کہ تم قرآن شریف کے پڑھنے کی ممانعت کرتے ہو۔ کہ کلام الٰہی بھی پڑھ کر ایصال ثواب نہ کیا جاوے چپ رہو قرآن شریف پڑھنے دو۔ تب وہ چپ ہو گیا۔ مگر امام مسجد ڈر کے مارے کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ تب میں نے خود ختم مروجہ کو پڑھا۔ اور اس کا ثواب متوفی کے روح کو بخشا۔ اس کے بعد نخود اور شیرینی تقسیم کی گئی تو مولوی صاحب مذکور نے دوہرا حصہ اپنی چادر کے پلہ میں ڈلوا لیا۔ اور لے کر چلے گئے یہ ہے منافقانہ کارروائی جو دیوبندیوں کے نصیب ہے۔ اور یہ ہے دیوبندیوں کی شرم جو ان کے گھروں میں بکتی ہے۔ جو زبان سے تو طعام فاتحہ سوم۔ دہم۔ چہلم کو حرام کہیں۔ اور پھر دوہرا حصہ لے کر ہڑپ کر جائیں۔ میں نے مولوی خلیل احمد صاحب کا نام کب لیا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ اور کرتے ہوں تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کے چیلے ایسا کرتے ہیں۔ تو لامحالہ ان کے گرو بھی ایسا کرتے ہوں گے۔ دیکھئے یہ وہی شرم ہے جس کو آپ بازار میں تلاش کرتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے گھروں ہی میں تقسیم ہوتی ہے مگر حدیث شریف میں ہے اذا لم تستحی فاعمل ماشئت پنجابی مثل:۔

دو پیاں کدھر گیاں ویدہ ادھو جیہا

قولہ (مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے) قاضی صاحب کیا ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے جو آپ نصیحت کر رہے ہیں کہ ان سے ایصال ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے۔ اے عقلمند ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ نہیں بلکہ اہلسنت کے نزدیک کھلانے والے کے ہاتھ ہے بلفظہ صفحہ ۳۶ سطر ۱۴

اقول :- میرا کہنا اور کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دیوبندیوں سے ختم پڑھوانا (جو منافقانہ پڑھتے ہیں) اور طعام و آب و اشیائے خوردنی موجودہ ختم اس دیوبندی کو اس غرض سے ہبہ کرنا کہ وہ میت کے روح کو ختم مروجہ پڑھ کر بخش دے واقعی ضائع کرنا ہے۔ کیونکہ وہ ختم کے دشمن اور میت کے دشمن اور فاتحہ خوانی کے دشمن ہیں۔ ممکن نہیں بلکہ یقین ہے۔ کہ وہ اس دشمنی کی وجہ سے اس طعام اور صدقہ کا ثواب روح میت کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لئے جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ کیونکہ مالک طعام جیسے کہ دستور ہے کہ تمام اشیاء موجودہ کو اس ختم پڑھنے والے کے سپرد کر کے ہبہ کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ حسب قاعدہ مروجہ اہلسنت وجماعت میت کے روح کو بخشے۔ لیکن اگر ایسا شخص پڑھنے والا دیوبندی وہابی ہوگا تو ضرور ہی خرابی کرے گا۔ بلکہ اس کے لئے ہبہ کرنا ہی صحیح نہیں۔ کیونکہ وہ ہبہ اور ثواب کا اہل ہی نہیں اور کھانے والے کے ہاتھ میں ایصال ثواب جو آپ نے لکھ دیا ہے۔ یہ آپ کی اپنی طرف سے ایجاد ہے میں نے کہاں لکھا ہے۔ کہ ایصال ثواب کھانے والے کے ہاتھ میں ہے۔ جھوٹ سے شرم کرنا آپ لوگوں کا کام نہیں ہے اے عقلمند آپ کو فاتحہ خوانی کا طریق معلوم نہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنے مُردے کو ایصال ثواب کبھی نہیں کیا اس لئے پتہ نہیں کہ ایصال ثواب اور ختم کیا ہوتا ہے اور اہلسنت وجماعت کس طرح کرتے ہیں۔ وہ فتویٰ علمائے پنجاب و ہندوستان کا جو صفحہ نمبر ۵۳ پر درج ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر واقفیت حاصل کیجئے اور اپنی بے علمی کا اعتراف کیجئے۔ اگر خدا ہدایت دے تو ایسا کیا کیجئے +

قولہ :- پھر آپ نے لکھا ہے (ہر مسلمان کو چاہیئے اس فہرست کو جیب میں اپنے پاس رکھے حفظ کرے) کوئی مسلمان تو اس کذب کی پوٹلی کو کیوں اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس فہرست میں سوائے کذب اور بہتان اور افتراء کے کچھ ہے ہی نہیں صفحہ ۳۶ سطر ۱۹ +

اقول :- لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مفتی جی! اضطرابی حالت میں کیوں آگئے۔ کذب اور بہتان اور افترا اس فہرست کو کیونکر آپ لکھنے بیٹھ گئے جب آپ تمام مضامین مندرجہ فہرست کو خود قبول کر چکے ہیں۔ باوجود قبول اور تسلیم کر لینے کے بھی آپ لکھتے ہیں کہ "اس فہرست میں سوا کذب اور بہتان افترا کے کچھ ہے ہی نہیں" ایسا دن کے وقت سورج کا انکار دیکھئے یاد دلاتا ہوں :-

عقیدہ نمبر ۱ کو اور اس کی عبارت کو آپ نے بعینہٖ قبول کر لیا ہے

عقیدہ نمبر ۵ کی عبارت کو بعینہٖ موجود ہونا مان لیا اور

عقیدہ نمبر ۱۴ کی عبارت کا بعینہٖ موجود ہونا تسلیم کر لیا اور پھر

عقیدہ نمبر ۱۰ کی عبارت کا موجود ہونا بعینہٖ منظور کر لیا۔ اور

عقیدہ نمبر ۱۷-۱۸ کی بابت آپ نے لکھا کہ میرے پاس یہ کتابیں ہی نہیں - اور
عقیدہ نمبر ۱۹ کی عبارت کو بھی بعینہٖ موجود ہونا بسر و چشم قبول کر لیا - اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۰ کی عبارت کو بھی بعینہٖ ہونا تسلیم کر لیا - پھر
عقیدہ نمبر ۲۱ کی عبارت کو بھی ایک لفظ زبون اور مذموم کے فرق سے مان لیا - اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۲ کی عبارت کو بھی بعینہٖ موجود ہونا منظور کر لیا اور پھر
عقیدہ نمبر ۲۳ کی عبارات کو بھی بڑی خوشی سے قبول کر لیا:۔

دیکھیے عقائد نمبر ۱-۵-۱۴-۱۶-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳- کل نو (۹) عقائد کی عبارات کو جو آپ کے بزرگوں کی کتابوں میں ہیں۔ اور میری فہرست میں درج ہیں۔ بعینہٖ تسلیم اور قبول کر چکے ہیں۔ کل عقائد وہابیہ میری فہرست مشتہرہ میں تیئیس (۲۳) ہیں جن میں سے نو (۹) عقائد کو آپ نے تو کلیتہً بعینہٖ عبارت کا موجود ہونا مان لیا - اور عقائد نمبر ۱۷-۱۸ کو لکھ دیا۔ کہ وہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں۔ کل گیارہ ہوئے گیارہ عقائد نکال کر باقی رہے بارہ عقائد سو ان کے خلاصے عبارات کے تسلیم کر لئے - اور قبول کر کے ان کے جوابات اور اعتراضات لکھے۔ اور جن عبارات کا آپ نے انکار کیا تھا وہ بھی آپ کی کتابوں سے نکال کر لکھ دئے۔ مگر یہ کتنا بڑا اندھیر اور ظلم ہے کہ باوجود قبول کر لینے کے پھر بھی یہ کذب اور جھوٹ کا استعمال کیا۔ کہ ان کتابوں میں عبارات و مطالب موجود ہی نہیں۔ مان کر مکر گئے مگر کیا اپنے رسالہ کو دھو ڈالو گے۔ یا اس کو کھا جاؤ گے۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ خدا پناہ میں رکھے ایسی قوم سے جو اپنے لکھے ہوئے سے بھی منکر ہو جائیں۔ اور صریح جھوٹ بولیں جب آپ اس کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھیں گے تو آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی نہیں نہیں چندھیا جائیں گی۔ پس ان عقائد والوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اگر غلطی سے پڑھی جائے تو دہرائی جائے - ایسے ہی مشرک اور مبتدع کے پیچھے بھی جائز نہیں۔ سو مولود شریف کا منکر مبتدع ہے جیسے کہ اس کتاب میں ثابت ہو چکا ہے۔ باقی رہی گالیاں دینا سو یہ ہمارا کام نہیں یہ آپ لوگوں کا حصہ ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس فہرست کذب کی پوٹلی کو اپنے جیب میں کوئی مسلمان نہیں رکھ سکتا سو اس پر میں کہتا ہوں کہ یہ صداقت اور رد وہابیہ عقائد کی کلید ہر ایک مسلمان بشرطیکہ وہابی نہ ہو اپنے جیب میں بڑی خوشی سے اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے رکھے گا۔ اور ان عقائد سے مجتنب رہے گا - اور اس کے لئے دین و دنیا میں امن و امان ہوگا - اور وہابیہ کے لئے مار جان ہے۔ اس لئے وہ ضرور اس سے بھاگے گا میں نے صرف پانصد کاپی اس فہرست کی چھپائی تھی۔ مگر حضرت مولوی حاجی محمد لعل خاں صاحب مدراسی نائب صدر

انجمن اصلاح عقائد کلکتہ نے جو خاکسار کو جانتے بھی نہ تھے اپنے مطبع میں اکتالیس ہزار چھاپ کر شائع کی جزاہ اللہ خیر الجزا گویا اکتالیس ہزار مسلمانوں کی جیبوں میں داخل ہوئی۔ اور وہابیہ عقائد سے واقف ہو کر اس فقیر کا شکریہ ادا کیا۔ اور سینکڑوں خطوط شکریہ کے میرے پاس مسلمانوں کی طرف سے پہنچے:۔

الحمد للہ علی ذالک

باب نوزدہم

حضرت مولوی محمد عبدالحمید صاحب مفتی لودہیانہ کی طرف معترض کا خطاب

قولہ: مفتی عبدالحمید کو مخاطب نہ کیا جاتا کیونکہ انہوں نے آپ کی تصدیق کی اس لئے انہیں بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ وہ ہمارے مطالبات کے جواب دینے میں آپ کی مدد کریں۔ تاکہ حق مفتی سازی پورا ہو... جس کا جواب دینا حضرت مفتی صاحب کے ذمہ ہے:۔

مفتی عبدالحمید صاحب! آپ نے لکھا ہے۔ کہ "بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا واقعی ایسا پایا۔ بلاشبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہئے۔ اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہئے ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی" مفتی صاحب! آپ کی تحقیق کا حال آپ پر روشن ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ توضیحات مطالبات میں اس کے متعلق خوب بسط سے لکھا جا چکا ہے عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے اگر ایمان ہے تو سچ بتلایئے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہٖ محولہ کتاب میں بچشم خود دیکھا۔ اگر دیکھا تو دکھلایئے۔ اور آپ کا یہ لکھنا کہ اس عقیدہ والوں سے از حد نفرت چاہئے اور ان کی امامت سے پرہیز توضیحات میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ معصوم وغیرہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں۔ تو آپ کے اس کہنے سے لازم آیا کہ ان لوگوں کی مانند جو عقیدہ رکھنے والے ہوں۔ ان کی امامت سے پرہیز چاہئے تو فرمایئے کیا امامت ان کی جائز ہے اور بہتر ہے۔ جو مشرک اور مبتدع ہو۔ بلفظہ صفحہ ۳۰ سطر اول:۔

اقول۔ حضرت مفتی عبدالحمید صاحب کا مخاطب کرنا ان سے سوال کرنا آپ کا بے ضرورت اور بے سود ہے۔ جب کہ فقیر آپ کی خاطر کرنے کے لئے موجود ہے۔ ان کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں مگر انہیں

شک نہیں کہ مفتی صاحب کی شان میں نہایت گستاخانہ اور بے باکانہ اور الفاظ ناشائستہ استعمال کئے گئے ہیں۔ گویا گالیاں صریح وقبیح ہیں۔ میں اپنی گالیوں کی جو مجھے دی گئی ہیں۔ کچھ زیادہ شکایت نہیں کرتا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کو جو گالیاں دی گئی ہیں۔ وہ سخت کمینہ پن ہے۔ دیکھئے آپ کیا لکھتے ہیں۔

(۱) عبارات کا ایسا ہی پانا آپ کا کذب صریح ہے (۲) اگر ایمان ہے تو سچ بتلایئے کہ آپ نے ان عبارات کو بعینہٖ محولہ کتب میں بچشم خود دیکھا؟ (۳) اگر دیکھا ہے تو دکھلایئے۔

(۴) کیا امامت اس کی جائز ہے اور بہتر ہے جو مشرک یا مبتدع ہو؟

گویا مولانا صاحب کو پہلی عبارت میں جھوٹا اور دوسری میں بے ایمان اور چوتھی میں مشرک اور مبتدع لکھا ہے۔ لیکن خیر مولانا صاحب ناراض نہیں۔ اور نہ شکایت کرتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جن سے کل مخلوق رب العالمین اور خود حضور سرورِ عالم سید المرسلین حبیب الرحمٰن الرحیم شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاص خداوند تعالیٰ جہاں آفرین گالیوں کی بوچھاڑ سے نہیں بچے تو ہم کو کیا گلہ ہونا چاہئے محمد بن عبدالوہاب نجدی کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ تمام دنیا کے مسلمان بے ایمان ہیں اور میں اور میرے متبع ایماندار ہیں۔ یہی عقیدہ اس کے مقلدین حاضرین کا ہے کہ اپنے سوا کسی کو مسلمان باایمان نہیں سمجھتے بلکہ مشرک اور کافر اور مبتدع جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ میں کہتا ہوں کہ مفتی صاحب نے خود کتب مندرجہ اشتہار کو ملاحظہ فرمایا۔ کچھ کتابیں ان کے پاس تھیں۔ باقی میں نے پیش کیں۔ اور اشتہار میں جہاں جہاں عبارت عقیدہ کے محاذ بلفظہٖ بلفظہٖ لکھا تھا۔ وہاں بعینہٖ عبارت کو موجود پایا۔ اور جہاں جہاں لفظ ملخصاً لکھا ہوا تھا وہاں اس عبارت کا خلاصہ موجود پایا۔ بہت بڑی احتیاط و غور و خوض سے دیکھ کر اشتہار کی تصدیق فرمائی علاوہ اس کے وہ فتاوے علماء کے دیکھے جن میں وہابیہ دیوبندیہ کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس کی تصدیق جب اس کتاب میں ہوئی تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ واقعی مفتی صاحب کا لکھنا صحیح ہے۔ اور بلاشبہ یہ لوگ یا یہ قوم یا جماعت وہابیہ دیوبندیہ نجدیہ قابل نفرت ہے اب اس کتاب میں خداوند تعالےٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے جو فضل احمد کی طرف سے باوجود ہیچ مدانی کے لکھا گیا ہے نہایت ہی اور اختصار سے لیکن مسکت لکھا گیا ہے۔ اب آپ اپنی امداد کے لئے مولویان مندرجہ اشتہار کو طلب کریں یا ان کے پاس فریاد کریں اور جو دنیا پر موجود نہیں ان کے روحوں سے امداد لیں بشرطیکہ وہ امداد کے قابل ہوں۔ مگر یہ آپ کا شرک ہے یہاں تک کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد طلب کرنا بھی شرک ہے۔ ان سے بھی رہے تو اب سیدھے خداوند تعالےٰ کے پاس جاکر استمداد کیجئے یہ بھی نصیب نہیں۔ اچھا اپنے گھر میں لودہیانہ یا بسی میں الغیاث الغیاث کیجئے۔ لیکن خداوند تعالیٰ خوب جانتا ہے

وہ علیمٌ بذات الصدور ہے۔ یہ لوگ مجھ پر بھی جھوٹ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور مجھ کو عرش پر بیٹھا ہوا بنا دیتے ہیں۔ اور میرے بوجھ کو وزن کرلیا ہے۔ کہ میرے بوجھ سے عرش بھی چرچر کرتا ہے۔ اور مجھے مجسم مانتے ہیں۔ اور میرے حبیب اشرف الانبیا اور میری رحمت اور نعمت اور مفتاح الجنت کی بھی توہین کرتے ہیں۔ اور چماروں سے بھی زیادہ ذلیل جانتے اور بیل اور گدھے اور کنہیا سے تشبیہ دیتے ہیں اور شیطان کے علم کو ان کے علم سے زیادہ جانتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے اللہ تعالےٰ بھی ان پر غضب کرتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اب کوئی جگہ فریاد کی نہیں۔ لہٰذا سیدھے داخل ہو جائے گا۔

حالت اضطراب ومذبوحی آپ کی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ کہ ہوش وحواس قائم نہیں رہے ایک طرف آپ لکھتے ہیں۔ کہ اشتہار میں جو عبارات عقائد وہابیہ لکھی ہیں۔ وہ کتب محولہ میں موجود نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف لکھتے ہیں۔ کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں۔ وہی سلف صالحین مجدد صاحب اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم مندرجہ توضیحات کے عقائد ہیں" اس سے ثابت ہے کہ جو عقائد ہیں نے آپ کے مولویوں کے اشتہار میں درج کئے ہیں۔ وہ ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ یا تو انکار کرنا آپ کا جھوٹ ہے یا اقرار کرنا جھوٹ ہے یا دونوں جھوٹ ہیں۔ انکار کرنا آپ کا اس لئے جھوٹ ہے کہ آپ رسالہ میں عبارات کتب محولہ میں موجود ہونا قبول کر چکے ہیں۔ اور اقرار کرنا آپ کا اس لئے جھوٹ ہے کہ حضرت مجدد صاحب اور حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو بھی ان عقائد وہابیہ میں شامل کر دیا ہے۔ جو صریح کذب ہے؛ تیسری طرف پھر مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کتابوں میں یہ عبارات موجود ہیں۔ تو دکھلایئے اب ان میں کونسی بات آپ کی صحیح اور سچی سمجھی جائے بات یہ ہے کہ اشتہار عقائد وہابیہ نے آپ کے دماغ میں خلل اندازی کرکے ہوش وحواس کو پرگندہ کر دیا اور جوابات واعتراضات کرنے میں جو جو اضطراب عائد ہوئے ہیں۔ وہ جابجا درج کر دی گئی ہیں۔ اور اخیر پر اور مذبوحی حالت میں کچھ کا کچھ کہہ دیا۔ خدا خیر کرے اس کا اثر گھر پر نہ پڑے۔

اور آپ چاہتے ہیں کہ وہ عبارات دکھلایئے۔ بندۂ خدا اب آپ کو یاد آیا اپنا رسالہ لکھنے سے پہلے ان عبارات کو ہم سے دیکھنے کی سعی کرنی چاہئے تھی۔ یا اب مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود بائد زد۔ اب میں نے عبارات کو پورا پورا دکھلا دیا ہے۔ اگر اب بھی تسلی نہ ہو۔ تو آیئے دیکھ لیجئے ہم کو دکھلانے میں کوئی عذر نہیں؛ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ جو کچھ مولویان مندرجہ اشتہار کے عقائد ہیں وہی سلف صالحین مجدد صاحب خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم کے عقائد ہیں" یہ بالکل جھوٹ ہے؛

ہاں! میں نے ضرور یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلف صالحین اور مجدد علیہ الرحمۃ و خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے وہ عقائد ہرگز ہرگز نہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ بلکہ واقعی یہ عقائد وہابیہ دیوبندیہ کے ہیں اور

آپ کی تمام غلط فہمیاں ظاہر کردی گئی ہیں۔ اور عبارات کتب معتبرات اور فقہائے عرب وعجم سے صاف صاف ظاہر کردیا گیا ہے کہ فی الواقعہ عقائد مندرجہ اشتہار وہابیہ کے ہی ہیں۔ اور بس ؛

قولہٗ۔ اور لیجئے آپ کے استاد اور قریبی رشتہ دار مولوی شاہدین صاحب مرحوم کے فتاوٰے حنفیہ کے صفحہ ۱۹ پر تصدیقی دستخط موجود ہیں۔ جس میں مجیب نے ختم مروجہ کو بدعت منکرہ لکھا ہے بلفظہ (خلاصہ) مولوی شاہدین صاحب مرحوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے بیعت اور شاگرد تھے وہ بھی وہابی ہوئے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا فتوٰے دیجئے۔ الخ۔ صفحہ ۳، سطر ۱۷؛

اقولُ۔ مفتی جی بس! آپ کی بے بسی پر کیا کہا جائے۔ کیونکہ آپ اُردو عبارت کے سمجھنے کا بھی مادہ نہیں رکھتے۔ فتاوٰئے حنفیہ کا صفحہ ۱۹ میرے سامنے ہے مولوی شاہ دین صاحب مرحوم مفتی لودھیانہ میں مقیم تھے۔ اور حضرت مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی صابری بھی (خدا ان کی عمر میں برکت کرے۔ اور ان کے فیوض مسلمانوں پر ہمیشہ جاری رہیں) گورنمنٹ سکول لودھیانہ میں مدرس عربی تھے۔ (اور اب نواب صاحب کنجپورہ ضلع کرنال کے پاس تشریف رکھتے ہیں) اسوقت یہ استفتار لودھیانہ میں آیا۔ اور موصوف نے اس کا جواب لکھا۔ صفحہ ۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۹ پر ختم ہوتا ہے۔ نہایت منصفانہ جواب دیا گیا۔ اس کا اقتباس یہ ہے وہوہٰذا؛

خاکسار کے نزدیک وہ فاتحہ مروجہ بدعت منکرہ ہے جس کو عوام نے بطور رسم دنیوی برادری کے دکھلاوے کے جاری کر رکھا ہے اور جو فاتحہ بعض صلحائے اہل طریقت کے یہاں مروج ہے کہ وہ خالصاً لوجہ اللہ محض بنظر ایصال ثواب کلام اللہ اور واسطے حصول خیر وبرکت چند سورتیں اور آئیتیں پڑھوا کر کھانے کے ثواب کے ساتھ قرأۃ قرآن کا ثواب بھی شامل کر لیتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ کھانے کا ثواب فاتحہ کے بغیر نہیں پہنچتا۔ تو یہ عمل ان کا داخل بدعت حسنہ ہے اور اس کو بدعت سیئہ کہنا انصاف کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ بعض تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ ودیگر اکابر کی کلام میں اس فعل کا کرنا پایا جاتا ہے۔ موجودگی طعام کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حدیث انس مرویہ صحیحین میں کچھ پڑھنا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہ ماشاء اللہ ان یقول۔ اور دوسری روائت میں ہے ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹) سند اس بات کے لئے کافی ہے کہ کھانا آنے کے بعد کچھ قرآن شریف پڑھنا دعا کرنا درست ہے الخ؛

اس کے بعد مولانا موصوف کے جواب کو دیکھ کر مفتی شاہدین صاحب مرحوم نے اس طرح تحریر فرمایا ہے ۔ دستخط کئے الجیب مصیب مفتی شاہ دین لودھیانوی ۔ بلفظہ صفحہ ۱۹ سطر ۶ ؛ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مفتی شاہ دین صاحب مرحوم نے مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب کے جواب کی تصدیق جو مفصل تھا فرمائی ۔ نہ کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے کی ۔ اور آفریں ہے مولوی مفتی شاہدین صاحب مرحوم کی دیانت اور حق شناسی پر کہ انہوں نے مولوی گنگوہی صاحب کی کچھ پروانہ کی اور صاف صاف اپنے عقیدہ کے مطابق مولانا مشتاق احمد صاحب ابقاہم اللہ تعالےٰ کے فتوے کے جواب کی تصدیق الجیب مصیب کر کے فرمادی ۔ اللہ تعالےٰ ان کو غریق رحمت کرے

معلوم ہوا کہ وہ دھوکے سے کسی وقت گنگوہی صاحب کے مرید ہوگئے تھے ۔ تو وہ اس بیعت پر قائم نہ تھے ۔ اور گنگوہی صاحب کو ہدایت پر نہیں جانتے تھے ؛ یہ ہے آپ کی اردو عبارت کی فہمید بلید سچ فرمایا کسی بزرگ نے ؎

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت ؛ تو سب کی سب کتابیں ایک جاہل دھوکے پی جاتا

؎

کیا زمانہ یہ آگیا الٹا ؛ ڈاڑھیاں سیدھی اور عقیدہ الٹا

مفتی عبدالحمید صاحب اس عقیدہ کی تصدیق حلفاً کرتے ہیں کہ یہی عقیدہ مفتی صاحب مرحوم کا تھا اور دوسرا مولود شریف کے بارہ میں حلفیہ فرماتے ہیں ۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے استاد حضرت مولانا شاہدین صاحب مرحوم کے ساتھ محفل مولود شریف میں حاضر ہوا ہوں جو سید ظہور الحسن صاحب تھانہ دار پولیس ریلوے لودھیانہ کے مکان میں ہوا کرتی تھی ۔ میں نے دیکھا مولود شریف میں بڑے شوق اور ذوق سے تشریف رکھتے اور جب ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آتا تو فوراً تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ۔ اور حسب دستور سلام اور درود پڑھے جانے کے بعد بیٹھتے اور پھر ختم پڑھ کر شیرینی تقسیم ہوتی ۔ اور پھر وہاں سے چلے جاتے ؛

قولہ مفتی صاحب آپ نے اپنی تحریر میں اصولی بہت سی غلطیاں کی ہیں ۔ جو فتوے نویسی کے خلاف ہیں الخ بلفظہ صفحہ ۳۸ ۔ سطر ۵ ؛ **اقول** ۔ بالکل سفید جھوٹ اور غلط کوئی ایک آدھ غلطی بتلائی ہوتی ۔ خدا کی قدرت زمانہ قرب قیامت ہے اس زمانہ میں جو لوگ مسجدیں پختہ گرا کر کفار کے ہاتھ فروخت کریں وہ مفتی اور جو سود کھائیں وہ مفتی ۔ اور جو وکالت پیشہ کریں وہ مفتی جو چوریاں کریں اور گرفتار ہو کر جیل میں جائیں قید میں بھگتیں وہ مفتی ۔ اور جو اپنی عورت کو طلاق ثلاثہ دیکر

اور پھر بغیر حلالہ کے اپنے حبالہ نکاح میں لے آویں وہ مفتی۔ اور جو چوہڑیوں بھنگنوں سے ناجائز تعلق رکھیں۔ وہ مفتی۔ اللہ! اللہ!! اور جو بزرگ دین، پابند شریعت شغل و وظائف میں مشغول رہنے والے متقی اور پرہیزگار اور عالم مستند ہوں وہ اصولی غلطیاں کرنے والے ہوں۔ اور فتوے نویسی نہ جانیں العجب! بھلا یہ تو فرمایئے۔ کہ آپ کو مفتی ہونے کی سند کہاں سے حاصل ہے۔ اور مولویت کی سند کہاں سے ملی۔ اور کہاں آپ نے تعلیم پائی۔ ہاں گالیاں دینا اور توہین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام اور بزرگان دین کی مذمت کرنے کی اگر کسی جگہ سے سند حاصل کی ہو تو ممکن ہے۔ اس کو میں بغیر سند کے قبول کر لوں گا۔ کہ واقعی آپ میں یہ وصف قابل تعریف موجود ہے اور جس کی مبارکبادی میری طرف سے اور ناظرین سے ہو۔

بَابُ ہَشتُم

میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب

قولہ۔ اب قاضی صاحب آپ کے خط کا حسب وعدہ مفصل جواب تحریر کیا جاتا ہے جو آپ کی طرف سے ۱۸۔ ربیع الاول کو موصول ہوا تھا۔ آپ کے خط کی عبارت (ق) کی نشانی سے لکھی جائے گی اور میری طرف سے جو اس کے جواب میں لکھا جائے گا اس پر (ع) کی علامت ہو گی بلفظہٖ صفحہ ۱۳ سطر ۸۔

اقول۔ بہت اچھا لکھئے۔ انہیں علامات سے جواب بھی دیا جائے گا۔

ق آپ کا رجسٹرڈ خط پہنچا معلوم ہوا کہ آپ مرزائی تو نہیں ہیں لیکن وہابی دیوبندی ضرور ہیں۔

ع قاضی صاحب ہماری تحریر کا جواب یہ تھا۔ کہ ہمیں وہابی لکھا جاتا آپ کو لازم ہے کہ میری تحریر سے میرا وہابی ہونا ثابت فرمایئے۔ ورنہ آپ کے اشتہار سے ہیں آپ کا معتزلہ اور خارجی مشرک و بدعتی ہونا ثابت کرتا ہوں۔ اگر کچھ دم خم ہے تو سامنے آیئے اور ان باتوں کا ثبوت لیجئے۔

ق مفتی صاحب! آپ نے الفاظ ہماری اور ہمیں بصیغہ جمع استعمال کئے ہیں اور بھی اکثر جگہ ایسا ہی لکھا ہے ان سے آپ کی مراد اپنا تفضل و تکرم ہے یا یہ کہ آپ کے ساتھ سارے لودھیانہ کے رشتہ دار شامل ہیں۔ کہ آپ کی مراد موخرالذکر ہے جو مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے اور اس بات کا اظہار میں پہلے کر چکا ہوں کہ یہ تحریر مجمع کمیٹی وہابیہ دیوبندیہ کی جان سوزی ہے۔ میں

اپنی اس کتاب انوار آفتاب صداقت میں مفصل طور پر آپ کا وہابی ہونا ثابت کر چکا ہوں اور وہابی دیوبندی ہونا آپ کا آپ کے خط سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا۔ اور خدا کے فضل سے یہ فراست مجھے حاصل ہے۔ کہ وہابیوں اور مرزائیوں کو ان کی شکل سے؛ عقل سے؛ صورت سے؛ مورت سے؛ انکے روسے؛ خو سے؛ گفتگو سے؛ تحریر سے؛ تقریر سے؛ ان کے رنگ سے؛ ڈھنگ سے؛ ان کی ڈاڑھی سے؛ ساڑھی سے؛ لباس سے؛ پوشاک سے؛ آنکھوں سے؛ ناک سے؛ فوراً پہچان لیتا ہوں۔ خواہ کیسے ہی گیرو رنگ یا بھگوے کپڑوں میں ہوں۔ خواہ منہ لپیٹے ہوئے یا برقع میں ہوں۔ ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدرت را مے شناسم

؎

ہزاروں گو چھپایا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں

اب اس میری کتاب کو دیکھ کر اپنا ایمان قائم کر کے دل کو ٹھنڈا کیجئے۔ اور مجھے معتزلہ، خارجی؛ مشرک؛ اور بدعتی ثابت کرنا آپ کے بزرگوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ کس کھیت کی مولی ہیں۔ کیونکہ میرے عقیدہ کے ساتھ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً۔ جدہ جدیدہ مصر، شام، روم، بغداد، بصرہ۔ بخارا اور تمام ہندوستان پنجاب وغیرہا اور پھر دیوبندیوں کے استاد اور پیر و مرشد بھی متفق اور شامل ہیں۔ وہابیہ اور دیوبندیہ اور مرزائیہ ایک مٹھی بھر نہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نعوذ باللہ مشرک ہیں۔ خاک بدہن۔ میرا دم خم میری کتاب ہے۔ اس کا مقابلہ آپ کے لئے سم اتم ہے +

ق حضرت! میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ بلکہ وہابیوں کی کتابوں کے حوالجات دیدیئے ہیں +

ع اگر آپ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا۔ تو جو عبارتیں آپ نے اشتہار میں لکھی ہیں۔ وہ بعینہٖ ان کتابوں میں دکھلایئے۔ الخ +

ق یہ سب عبارتیں میں بعینہٖ اور ملخصاً دکھلا چکا ہوں جن کو آپ آپ خود قبول کر چکے ہیں۔ اور جوابات دیئے ہیں۔ اور اگر اب بھی اطمینان نہیں۔ تو ایک دن کے لئے چند منصفوں کے روبرو ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ یہ ہوس بھی باقی نہ رہے۔ دیئے تشریف لایئے۔ تاریخ و مقام مقرر کیجئے۔

ق آپ نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ کتب دیوبندیہ میں وہ باتیں جو اشتہار میں درج ہیں موجود نہیں؛

ع اجی جناب میں نے لکھا یا تھا کہ وہ صلواتیں جو آپ نے خدا کے بزرگ برتر نبی علیہ السلام

کو مولوی اسمٰعیل شہید و مولوی رشید احمد رحمۃ اللہ علیہما و مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی صاحبان کے سر تھوپ کر سنائی ہیں۔ ان کی کتب میں کچھ نشان نہیں ہے۔ الخ ؛

ق یہ عبارتیں جن کو آپ صلواتیں کہتے ہیں۔ جو اشتہار میں درج ہیں۔ آپ کے بزرگ مولوی صاحبان کے اعمال و افعال و اقوال حسنہ کا نمونہ ہے۔ جو انہوں نے اپنی مؤلفہ کتب میں درج کی ہیں۔ میں صرف ناقل ہوں۔ اسی واسطے میں نے اشتہار کی پیشانی پر نقل کفر کفر نباشد درج کر دیا تھا اور مولوی اسمٰعیل کا شہید ہونا آپ کو تاریخ وہابیہ سے معلوم ہوگا۔ جو لکھی جائے گی آپ کے عقائد میں وہی شہید ہے جو مسلمان پر جہاد کا فتویٰ دے۔ اور ہزاروں مسلمانوں کو قتل کر ڈالے۔ اور خود بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ انتظار کیجئے۔ سب حال لکھا جائیگا اور کتابوں اور عبارتوں کے سب نشان دے دیئے گئے ہیں۔ اور خود تسلیم کر چکے ہیں ؛

ق بلکہ اقرار کر کے دوسرے مولویوں کے اقوال تائید میں درج کر دیئے ہیں ؛

ع میرا اقرار دکھلایئے۔ ورنہ اس بہتان بندی سے باز آیئے یہ طریقہ اختیار کرنے سے آپ چھٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہمارا کام ہے۔ کہ افترا باز کو اس کے گھر تک پہنچاتے ہیں الخ ؛

ق آپ کا اقرار موجود ہے۔ اور سب اقرار آپ کے دکھلا چکا ہوں بہتان بندیاں اور افترا پردازیاں آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ لفظ افترا باز بھی آپ کی علمیت پر شہادت دیتا ہے۔ یاد رہے کہ ہمارا کام بھی یہ ہے۔ کہ گستاخوں و مہملوں اور عبارتوں کے سارقوں کو گھر تک نہیں۔ بلکہ جیل تک پہنچایا کرتے ہیں ؛

ق جس سے ثابت ہے کہ جو کچھ میں نے اپنے اشتہار میں لکھا ہے۔ وہ صحیح ہے ؛

ع اس ثابت ہی کا لفظ لکھنے سے پہلے اگر آپ میری تحریر کو کسی سے پڑھوا کر سن لیتے تو امید تھی کہ اس کے سنتے ہی آپ ثابت کے لفظ کو بھول جاتے الخ ؛

ق اہ مفتی جی! آپ کی تبدیلی تعلی اور تغیر جبلی۔ آپ کی تحریر کیا ہے۔ ماشاء اللہ سبعہ معلقہ کے اشعار یا سریانی یونانی لاطینی کے طومار ہیں۔ جو آپ کے دماغ شعلہ آثار سے نمودار ہوئے ہیں۔ ان کو کون سمجھ سکتا ہے۔ پہلے تو آپ اردو ہی صحیح لکھنا سیکھئے۔ بعد میں میدان کے اندر نکلئے۔ فرمائیے جملہ لفظ "اوٹ پٹانگ"، کونسی اردو ہے۔ (صفحہ) "میں نے آپ کا کارڈ دیکھتے ہی بھانپ لیا تھا۔" (صفحہ) کس ملک کی اردو ہے۔ "محبت میں فنا ہوئے ہوئے ہونا۔" (صفحہ) کس ملک کی اُردو کا محاورہ ہے۔ اور افترا باز کونسی اردو و فارسی محاورہ ہے اسطرح آپکے

رسالہ کی اردو بالکل بے تکی ہے۔ زیادہ جمع کرنے میں طوالت ہے تاہم آپکی تعلی یہ ہے کہ کسی سے پڑھوا کر میری تحریر سن لیتے ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد　　　بزندان لعنت گرفتار کرد

ق میں نے فہرست میں نمبر ۲۳ تک عقائد درج کئے ہیں۔ مگر اپنے دو باتوں کا جواب ناکافی اپنے خط میں دیا ہے

ع ناکافی ہونے کے وجوہ تو ذرا لکھئے۔ الخ +

ق ناکافی ہونے کے وجوہ کافی سے بھی زیادہ لکھی جاچکی ہیں۔ جن کا جواب دینا تمام دیوبندیوں کے لئے پہاڑ اور کوہ ہمالہ سے ٹکر مارنا ہے +

ق آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کی صرف وہابیت پر نظر ہے +

ع میں نے اپنی تحریر میں جو عبارات نقل کی ہیں۔ وہ حضرت سلطان نظام الدین دہلوی و شیخ شہاب الدین سہروردی و حضرت شرف الدین احمد یحیٰے منیری اور امام غزالی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی و خواجہ محمد معصوم و صاحب سیرت شامی و شارح مواہب اللدنیہ و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی ہیں۔ آپ ان عبارات کے نقل کرنے کے باعث میری نظر وہابیت پر ہی بتلاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک یہ حضرات وہابی ہیں۔ الخ۔ (اس کے آگے گالیاں ہیں) +

ق جن بزرگوں کے نام مبارک آپ نے لکھے ہیں۔ ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔ یہ سب کے سب نور علی نور تھے۔ اور خاص اہلسنت وجماعت اور اولیائے کرام اور مجدد دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ ان کی عبارات کو آپ نے اپنی نافہمی کی وجہ سے سمجھنے میں سخت ٹھوکر اور غلطی کھائی۔ اور وہابیت ہی نے آپ کو ان کے صحیح مطالب اور مضمون معلوم کرلینے سے روک کر صراط مستقیم پر آنے نہیں دیا۔ میں نے ان تمام امور کو موقع بموقع جہاں جہاں انکی عبارات درج ہوئی ہیں۔ بموجب مذہب اہلسنت وجماعت کے آپ کے سمجھنے کے لئے صاف کردیا ہے۔ اور آپ کی غلط فہمیاں واضح طور پر لکھدی ہیں۔ باقی گالیوں کا جواب نہیں ہے

ق جو جواب آپ نے خط میں صرف دو باتوں کا دیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی سیاق وسیاق کتب محولہ کے خلاف ہے +

ع اس امر کو ثابت فرمائیے۔ اور ناکافی ہونے کی وجوہ لکھئے ورنہ آپ کا کہنا سراسر الخ گالیاں +

ق ناکافی ہونے کی وجوہ کافی طور پر اپنی اپنی جگہ پر لکھی جاچکی ہیں۔ گالیوں کا جواب نہیں ہے +

ق ہیں ان کا جواب دینا دردسری اور تضیع اوقات تصور کرتا ہوں ؛

ع کیونکر تصور نہ کریں آپ کے ہماری تحریر دیکھتے ہی اوسان خطا ہوگئے الخ گالیاں ؛

ق واقعی سچ فرمایا۔ کیونکہ آپ کی تحریر کیا تھی۔ ایک بھوتنی کی شکل میں تھی نہ سر نہ پیر۔ لیکن میرا قلم جب اس پر حملہ آور ہوا تو اس سسری کو بھاگتے ہوئے راستہ نظر نہ آیا اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھئے جو بلم اور برچھے کا کام دیگا۔ وار پار ہونے سے نہیں رکے گا اس کے زخم کا اندمال بھی نہیں ؛

ق اور آپ انوار ساطعہ مصنفہ مولوی عبدالسمیع صاحب اور کتاب آفتاب محمدی مؤلفہ مولوی فقیر محمد صاحب کا مشورہ دیتا ہوں۔ مہربانی کرکے ان کو پڑھ کر اپنی آتش غضب کو ٹھنڈا کریں ؛

ع یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ اگر کچھ علم ہے۔ تو میری تحریر کا جواب دیں یہ معلوم ہوگیا۔ کہ آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کی کتابیں انوار ساطع کی مانند دیکھی ہیں الخ

ق آپ کی تحریر سے آپ کا سچ کہ میری یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں معلوم ہورہا ہے۔ اگر آپ نے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا۔ تو کتاب انوار ساطعہ کو انوار سامع[1] نہ لکھتے۔ یہ آپ کی کذب بیانی اور لن ترانی کی دلیل ہے۔ میں لکھ چکا ہوں کہ آپ کو علم اردو بھی حاصل نہیں جس کی مثالیں دکھلا چکا ہوں اور اب ان دو سطروں میں دو فقرے اور اردو فصیح یا فصیح اردو کے لکھ دیئے ہیں (۱) یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ (۲) آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ یہ ہر دو فقرے اہل زبان دہلی یا لکھنؤ کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ واقعی آپ اردو بھی نہیں جانتے اور علم دین کی واقفیت میں آپ کا یہ رسالہ جس کا رد بلیغ ہوچکا ہے شاہد حال ہے اور جا بجا آپ کے علم کی قلعی کھول دی گئی ہے اور یوں آپ لوگوں کے نزدیک تو دیوبند کے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے بھی اعلم اور افضل ہیں۔ بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نعوذ باللہ منہا) استاد بھی ہیں۔ جب یہ صورت ہے۔ تو ان کے مریدوں مقلدوں کے نزدیک میرے جیسے تو جاہل مطلق ہیں۔ یہ فخر تو وہی لوگ کریں جن کو ابلیس کے علم سے حصہ ملا ہو نہ لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل ؛ اچھا یہ بتلاؤ کہ میرا عالم یا بے علم ہونا آپ کو کیسے معلوم ہوگیا نہ تو میں آپ کو جانتا ہوں اور نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ یہ علم غیب آپ کو کس طرح حاصل ہوگیا۔ اگر میں علم غیب کی نسبت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کردوں تو کافر اور مشرک ہوجاؤں اور آپ

---

[1] انوار سامع غلط صحیح انوار ساطعہ ہے۔ حکایت کسی شخص نے شہر کابل کو قاف قرشت کے ساتھ قابل لکھا۔ اس کے جواب میں لکھا گیا کہ "قابلیت شما قاف کابل معلوم شد" منہ ؛

خود علم غیب کا دعوٰے کریں۔ تو پھر بھی مسلمان رہیں۔ ہاں خیر دیوبندی مسلمان۔ باقی رہا میرا علم دین۔ سو میں اس کی بابت ایک حرف نہیں کہوں گا۔ یہ کتاب انوار آفتاب صداقت علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہو گی۔ وہ خود میرے علم دینی کا اندازہ فرمالیں گے۔ اور گالیوں کا جواب میں نہیں دوں گا۔ اگرچہ جواب اچھی طرح سے دے سکتا ہوں۔ لیکن شرافت اجازت نہیں دیتی۔ اس لئے صبر کرتا ہوں ؂

ق مولوی صاحب جو میں نے عقائد اشتہار میں درج کئے ہیں۔ وہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً میں عرصے سے پیش ہو کر فتاوے لگ چکے ہیں۔ آپ کو علم نہیں ہے کتاب حسام الحرمین مولفہ حضرت بریلوی کو ملاحظہ فرمائیے۔ اور علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی تحریرات کو دیکھئے اور کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کو پڑھیں۔ آپ کو علماء دیوبند کی پوری کیفیت معلوم ہو جائے گی۔ صفحہ ۴۰ ؂

ع قاضی صاحب یہ کتابیں دیکھی ہوئی ہیں۔ ان میں ان کے مصنفین نے علماء مکہ معظمہ و مدینہ منور کو اسی طرح دھوکا دیا ہے۔ جس طرح آپ نے اپنے اشتہار میں پبلک کو دیا ہے۔ میں ان کتابوں کی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور آپ کی اس تحریر سے اس امر سے بھی واقف ہو گیا ہوں کہ آپ ان مبتدعین ہی کے تو مرید تابع ہو۔ صفحہ ۴۰ ؂

ق ہاں آپ نے ان کتابوں کو شاید کسی کے پاس صرف دیکھا ہی ہو گا۔ مگر پڑھا نہیں اگر پڑھتے تو پتہ لگتا۔ اگر پڑھا تھا تو ان کا دھوکا ظاہر کیا ہوتا۔ یا صرف زبان پر ہی آپ کے دھوکا آگیا دھوکا دینا تو صرف آپ ہی لوگوں کا کام ہے۔ ہمارے علماء کرام کا علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دینا یہ ہے۔ کہ اصل کتابیں آپ کے بزرگوں کی پیش کی گئیں۔ تب انہوں نے فتاوے دیئے دھوکا دینا آپ لوگوں کا یہ ہے۔ کہ ایک سطر کتاب میں سے لکھ دی۔ اور مخالف عبارت ہوئی اس کو دیانت سے چھوڑ دیا۔ جیسے ہیں لا تقربوا الصلوٰۃ کی مثالیں کئی جگہ دکھلا چکا ہوں اگر بقول آپ کے بفرض محال علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ تو کیا حضرت مولانا محمد رحمت اللہ علیہ رحمۃ پایۂ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مہاجر مکی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جو دیوبندیوں کے استاد اور ان کے حالات سے موبمو واقف ہیں۔ جن کی تقریظ وہابیہ کش درج ہو چکی ہے اور جس سے وہابیہ کی جڑ اکھڑ چکی ہے۔ اور پھر تمام وہابیہ دیوبندیہ کے پیرو مرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی کو بھی دھوکا دیا گیا۔ جن کی تحریریں اس میں درج کر چکا ہوں۔ اور پھر علمائے

مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کو بھی دھوکا دیا گیا ہے۔ جو خاص ہندوستان کے رہنے والے اور دیوبندیوں کے حالات سے پورے پورے واقف ہیں۔ پس آپ کی اس درفشانی سے واضح ہوگیا کہ یہ حضرات بھی جنہوں نے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل و دیگر فتاوے کی تصدیق کی ہے بتدعین میں داخل ہیں۔ جزاک اللہ مرید ہوں تو ایسے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جب آپ لوگوں کے ہاتھ سے قلم سے زبان سے خداوند تعالےٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوٹے۔ تو اور کسی کو کیا شکایت ہے اور کیا افسوس ہے لیکن یہ آپ لوگوں کی ایمانی ترقی کے بواعث ہیں۔ اور جو میں نے دھوکا دیا ہے۔ وہ اب تمام علمار کرام اور مفتیان عظام کے اور پبلک کے روبرو پیش ہے۔ جس سے منصفین خود معلوم کریں گے اور آپ کے بزرگوں کے دھوکے بے شمار ہیں۔ اور بقول آپ کے اگر ہمارے علماحضرت فاضل ابن فاضل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا و مولی الکل مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور حضرت مولانا و بالفضل والعلم اولینا مولوی ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی فاضل قصوری نے دھوکا دیا تھا۔ تو آپ کے بزرگوں میں سے کسی نے ان کی کتابوں پر کچھ لکھا ہوتا۔ کہ فلاں فلاں بات میں علمار مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو دھوکا دیا گیا۔ مگر کسی وہابی میں ایسا زہرہ کہاں کہ قلم اٹھا سکے ان کتابوں میں وہابیت کی بیخ و بنیاد جڑ سے کٹ چکی ہے۔

مصداق ثابت ہو چکا ہے ع مہ فشاند نور سگ عو عو کند

ہاں! شاید یہاں آپ یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ایک کتاب جس کا نام "التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند،، بلالی پریس ساڈھورہ میں طبع کرائی ہے۔ اس کی تصدیق علمائے حرمین شریفین نے کی (جس میں بھی اعتراضات ہیں۔ جو میری فہرست میں بھی ہیں) اپنی صفائی کے لئے شائع کرادی ہے۔ اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ رسالہ نرا دھوکا اور فرضی اور جعلی دستاویز و قبالہ ہے۔ اور بالکل غیر معتبر اور مشکوک دھوکوں سے پر اور کالا اور دھوکوں کا پرکالہ ہے سنئے

رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند مؤلفہ مولوی خلیل احمد صاحب کی حقیقت اور اس کے فرضی و جعلی ہونے کی کیفیت

(۱) مولوی خلیل احمد صاحب نے خود ہی چھبیس ۲۶ سوالات تک لکھے اور خود ہی ان کے جوابات دیئے

جو فاضل بریلوی کے حسام الحرمین کتاب کے جواب میں نقلاً اتارے گئے۔ جس میں علماء دیوبند کی نسبت علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً نے تکفیر کے فتاوے دیئے ہیں جو ۱۳۲۴ھ میں شائع ہوئی تھی)

۲ اس رسالہ پر نہ ابتداء میں اور نہ آخر میں تاریخ طبع درج ہے۔ جس سے معلوم ہو سکے۔ کہ یہ رسالہ کب طبع ہوا۔

۳ اس رسالہ کے طبع کرنے والے مولوی محمد یحییٰ تاجر کتب سہارن پور ہیں۔ جنہوں نے اس کو بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ میں چھپوایا۔ اس سے پتہ نہیں لگتا۔ کہ ان کو کس نے یہ رسالہ طبع کے لئے دیا اور کس نے حکم اس کے طبع کرانے کا دیا۔ دھوکا۔

۴ اس میں اس عالم محقق مدنی کا نام درج نہیں کیا جس سے سوالات قلمبند کروانے گئے تاکہ اس بات کی تصدیق ہو سکے نام نہ لکھنے کا موجب ظاہر کرتا ہے کہ یہ صرف فرضی بات ہے اور دھوکا۔

۵ اس رسالہ میں یہ بھی درج نہیں کہ کس تاریخ کا واقع ہے۔ اور یہ بھی درج نہیں کہ یہ سوالات کس شخص نے بتلائے اور درج کروائے اور چھبیس نمبر تک پہنچائے اس لئے یہ کارروائی سب فرضی ہے اور دھوکا۔

۶ شروع رسالہ میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہے کہ "اے علمائے کرام اور سرداران عظام (اپنے منہ میاں مٹھو) تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے" الخ۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ پوچھنے والے کون لوگ ہیں۔ اور ان کے نام کیا ہیں گویا یہ بات اندھیرے میں ہے جو فرضی ہے اور

۷ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالات و جوابات ہندوستان غالباً سہارنپور میں جہاں مولوی خلیل احمد صاحب رہتے ہیں لکھے گئے اور لکھے جانے کی تاریخ۔ شوال ۱۳۲۵ھ ہجری ہے دیکھو صفحہ ۴۴۔ اس سے کتاب حسام الحرمین کی تاریخ طبع کے بعد روک کی گئی ہے حالانکہ سوالات کا مدینہ منورہ میں لکھا جانا بیان کیا جاتا ہے۔ فرضی اور دھوکا ہے۔

۸ مگر برخلاف اس کے صفحہ ۶۸ میں سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ اول۔ اوسط آخر کا درج کیا ہے اس میں حضرت سید احمد برزنجی سابق مفتی مدینہ منورہ فرماتے ہیں کہ مولوی خلیل احمد صاحب ہمارے پاس آئے۔ اور ایک رسالہ انہوں نے پیش کیا۔ جس میں سوالات کے جواب تھے الخ یہ تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ ہے گویا چار سال کے بعد ان کے روبرو یہ رسالہ پیش کیا گیا اور خود مولوی خلیل احمد صاحب نے پیش کیا مگر اصل رسالہ ان کا اس رسالہ کے ساتھ ضم نہیں۔ تاکہ ان کی پوری

تقریظ معلوم ہو جاتی۔ اور نمبر ۴ اس کے خلاف ہے ؛

۹ اسی جگہ مدینہ منورہ میں حضرت سید احمد برزنجی بن محمد محسن کا نام صفحہ ۷۶ میں درج موجود تھے اس میں ۱۳۲۸ھ درج ہے ان دونوں تحریروں میں بھی ایک سال کا فرق ہے جو نہایت مشکوک امر ہے ؛

۱۰ اس رسالہ میں سب سے اول دیوبندی علماء کی تقاریظ درج ہیں اور اس پر بھی عجب یہ ہے کہ کسی تقریظ میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے کہ کب اور کس کس تاریخ کو انہوں نے اپنی اپنی تقریظ لکھی اور لازمی اور ضروری بات یہ تھی کہ سب سے پہلے علماء حرمین شریفین کی تصدیق ہوتی نہ کہ دیوبندی اپنے بھائیوں کی یہ بھی ایک چال ہے اور دھوکا ؛

۱۱ پھر علمائے مصر و دمشق و شام کے بھی دستخط ثبت ہیں لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رسالہ ان کے پاس کس طرح پہنچا۔ آیا مولوی خلیل احمد صاحب خود لے گئے یا کسی نوکر کے ہاتھ بھیجا۔ یا ڈاک میں روانہ کیا۔ ان تینوں باتوں کا کوئی پتہ نہیں اور نہ ان کے دستخطوں میں کوئی تاریخ درج ہے۔ اور نہ انہوں نے کچھ لکھا ہے کہ ہم کو اس دستخط کرنے کی کس طرح تحریک ہوئی دیکھو صفحہ ۷۷ سے ۸۶ تک۔ یہ سب فرضی ہے ؛

۱۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۸۰ پر تاریخ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ درج ہے۔ مگر پہلے اس سے ۱۳۲۶ھ ہے اور ۱۳۲۹ ہجری میں اس رسالہ کا مدینہ منورہ میں موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ دیکھو نمبر ۹ ؛

۱۳ اس رسالہ میں سوال پہلا اور دوسرا۔ زیارت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جو اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ تحریر کیا ہے دیکھو صفحہ ۵ و ۶ وہ محض غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ ان کے اکابروں میں سے ان کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱ سطر ۴ اور صفحہ ۷۰ سطر ۵ میں اس کے برخلاف لکھ چکے ہیں۔ اور کتاب تقویۃ الایمان دیوبندیوں کے نزدیک ایمان کو قائم رکھنے والی کتاب ہے یہ نرا دھوکا ہے ؛

۱۴ اسی رسالہ کے تیسرے اور چوتھے سوال میں توسل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب میں جو عقیدہ اپنا اور اپنے مشائخ کا صفحہ ۷ میں درج کیا ہے۔ وہ بھی غلط اور جھوٹ ہے کیونکہ انکے مشائخ سب سے بڑے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۱۰ اور صفحہ ۱۹ سطر ۲۲۔ اور صفحہ ۱۹۶ سطر ۸ میں اس کے خلاف لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے ؛

۱۵ اسی رسالہ کے پانچویں سوال حیات انبیا علیہم السلام کے جواب صفحہ ۸ میں جو لکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ سطر ۲۱ میں اسکے خلاف لکھا ہوا موجود ہے۔ نرا دھوکا ہے ؛

۱۶ اسی رسالہ کے چھٹے سوال کے جواب میں صفحہ ۹ پر جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ سطر ۴۔ اور صفحہ ۱۹، سطر ۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی صرف دھوکا ہے۔

۱۷ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۰ پر ساتواں سوال وظائف و اوراد پڑھنے کے بارہ میں جو عقیدہ لکھا ہے اسکے برخلاف بھی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳، سطر ۱ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

۱۸ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۱۔ سوالات آٹھواں۔ نواں۔ دسواں کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا ہے اسکے برخلاف تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۰۔ سطر ۲۲ میں لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی نرا دھوکا ہے۔

۱۹ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ گیارھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے۔ اس کے خلاف کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۷، ۳۰ میں درج ہونا موجود ہے۔ صاف دھوکا ہے۔

۲۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۳ بارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف مولوی رشید احمد صاحب آپ کے خاتم المجتہدین نے اپنے فتاوے رشیدیہ کی جلد اول صفحہ ۱۰ اور جلد سوم کے صفحہ ۹۶ میں محمد بن عبد الوہاب نجدی کو لکھا ہے۔ کہ ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا۔ ان کے مقتدی اچھے تھے۔ اور وہ اچھا آدمی تھا۔ مذہب حنبلی رکھتا تھا۔ عامل بالحدیث تھا۔ الخ یہ بھی صاف صاف دھوکا ہے۔

۲۱ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۵۔ تیرہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اس کے برخلاف آپکے امام الطائفہ اپنی کتاب ایضاح الحق کے صفحہ ۳۵ میں لکھ چکے ہیں یہ بھی کھلا دھوکا ہے۔

۲۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶۔ پندرھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب رسالہ اپنی دوسری کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں۔ یہ بھی صاف اور ظاہر دھوکا ہے۔

۲۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۶ سولہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے۔ اسکے برخلاف مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بزرگ دیوبندیہ اپنی کتاب تحذیر الناس میں چھ خاتم النبیین بالفعل قرار دے چکے ہیں۔ دھوکا۔

۲۴ اسی رسالہ کے صفحہ ۱۹ سترھویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ درج کیا ہے۔ اس سے انکار کیا ہے کہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ حالانکہ آپ کے امام الطائفہ اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶۰ میں تمام انبیا علیہم السلام اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کا درجہ دے چکے ہیں۔

کہ ان کی تعظیم کو بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے ۔ اور اس کی تصدیق اور تائید میں مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے کی جلد اول ۔ صفحہ ۵۱ میں کر چکے ہیں ۔ نیز مولف رسالہ خود اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں جملہ بنی آدم کے برابر (کافر ۔ چوہڑہ ۔ چمار وغیرہ) لکھ چکے ہیں ۔ العیاذ باللہ اور یہ بھی لکھا ہے ۔ کہ ہماری تصانیف میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے ۔ یہ بھی صاف دھوکا ہے ؛

۲۵ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰ ۔ ۲۱ ۔ اٹھارہویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے ۔ اس کے خلاف آپ کے پیغمبر اشرف علی تھانوی اپنی رسلیا حفظ الایمان کے صفحہ ، میں لکھ چکے ہیں ۔ یہ بھی نرا دھوکا ہی دھوکا ہے ؛

۲۶ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ ۔ انیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے ۔ اس کے برخلاف خود مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف رسالہ مذکور اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ میں شیطان لعین کے علم کو سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ لکھ چکے ہیں ۔ حافظ ندارد دھوکہ

۲۷ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۴ بیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے ۔ اس کے برخلاف مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ، میں موجود ہے ۔ یہ بھی بالکل دھوکا ہے ؛

۲۸ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ ۔ اکیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا ہے اس کی بابت مولوی رشید احمد صاحب کے فتاوے میں بھی شرک ، کفر ، بدعت وغیرہ اس محفل مبارک (مولود شریف) کو لکھا ہوا موجود ہے ۔ انکار کر کے دھوکا دینا ہے ؛

۲۹ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۹ ۔ بائیسویں سوال کے جواب میں پہلے انکار کیا پھر اقرار کیا ۔ اس ہیر پھیر کو ملاحظہ کیجئے ۔ مولوی رشید احمد صاحب کا فتوے موجود ہے ۔ نیز مؤلف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ میں موجود ہے ۔ جس کو اسی سوال میں خود قبول کیا ہے ۔ اور مولود شریف کو مزخرفات اور شرعاً حرام لکھ دیا ہے (صفحہ ۱۳۱) نرا دھوکا ؛

۳۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۲ تیسویں سوال کے جواب میں جو خداوند تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کی بابت عقیدہ ہے ۔ اور فتوے حرمین شریفین درج کیا ہے یہ نرا دھوکا ہے ؛

مختصراً کیفیت اس کی اس طرح پر ہے کہ جب مولوی خلیل احمد صاحب نے جو ریاست بہاولپور میں مدرس تھے ۔ کتاب انوار ساطعہ کی رد میں کتاب براہین قاطعہ لکھی ۔ اور شائع کی تو مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمتہ کے ملاحظہ میں گذری وہ فوراً اس کتاب کو لیکر ریاست بہاولپور میں پہنچے

وہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ وہاں پر انہوں نے ظاہر کیا کہ یہ کتاب براہین قاطعہ مذہب اہلسنت وجماعت کے بالکل خلاف ہے۔ اس میں سے سات مسائل مندرجہ براہین قاطعہ کو نکال کر دکھلایا۔ اس پر بحکم نواب صاحب بہادر والئی ریاست شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ ہوا۔ نہایت عمدہ تحریری بحث ہوئی اور مولوی خلیل احمد صاحب نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے بدر کئے گئے۔ اور علماء پنجاب سے فتویٰ جاری ہوا۔ کہ مولوی خلیل احمد مع مویدین کے اہلسنت سے خارج ہے۔ اور فرقہ وہابیہ اسمٰعیلیہ میں سے ہے۔ اس کے بعد مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اس تمام بحث کے کاغذات کو لے کر کعبۃ اللہ شریف کو روانہ ہو گئے۔ اس بحث کا عربی میں ترجمہ کر کے علمائے عظام حرمین شریفین کے روبرو پیش کیا گیا۔ اول علمائے مکہ معظمہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر مدینہ منورہ کو لے کر وہاں کے علماء کے روبرو پیش ہو کر تصدیق ہو گئی۔ جب مدینہ منورہ سے واپس ہو کر حضرت مولانا مکہ معظمہ میں آئے تو اُن کو وہاں پر معلوم ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب کا ایک استفتا امتناع کذب باری تعالےٰ کا یہاں پہنچا ہے۔ اور مفتی حنفی مکہ معظمہ کے دستخط ہو کر آرندہ واپس لے گیا ہے۔ اس پر حضرت مولانا مغفور و مرحوم مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پہنچے۔ تو انہوں نے وہ فتوےٰ جو اس وقت فتاوے رشیدیہ کی جلد اول کے صفحہ ۱۱۹ اور اس رسالہ کے صفحہ ۴۳ پر ہے دکھلایا۔ تب مولانا مرحوم نے ایک استفتا مغفرت کفار کے امکان کے رد میں (جو مولوی رشید احمد صاحب نے بہ لطائف الحیل حاصل کیا تھا) لکھکر بخدمت حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی کے پیش کیا۔ اور ان کی تصدیق کے بعد مفتی حنفی مکہ معظمہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تب اس پر مفتی حنفی مکہ معظمہ نے صاف تصریح فرمائی۔ اور پورے طور پر مسئلہ امکان کذب باری تعالےٰ اور مغفرت کفار کی (جو مولوی رشید احمد کے فتوے میں درج تھا) رد بلیغ فرمائی۔ یہ سب حال کتاب تقدس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کے صفحہ ۳۱۶ سے ۳۱۹ تک واضح طور پر درج ہے۔ اسی پر حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ کی بھی تصدیق موجود ہے۔ چند فقرات اقتباساً نقل کرتا ہوں۔ وھو ہذا:

فقیر (غلام دستگیر اکان اللہ لہٗ) چار مہینہ تک مکہ معظمہ میں رہا۔ یہ رسالہ شریفہ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل) بھی علماء کبار سے مکمل ہوا۔ تب بعد ادائے حج فقیر اخیر ذی الحجہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا فقیر جب مکہ معظمہ میں واپس آیا۔ تو حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین سے دریافت ہوا۔ کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایک فتوےٰ امتناع کذب باری تعالےٰ بھیجا ہے۔ جس کے آخیر میں درج ہے۔ کہ حق تعالےٰ مغفرت کفار پر قادر ہے۔ اور یہ عقیدہ جمیع علمائے امت سعیدہ کا ہے۔ الخ ہم نے اس پر تصدیق

نہیں کی۔ کہ اس دھوکے سے وہ اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مگر سنا گیا ہے۔ کہ مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ سے ان کے بعض دوستوں نے اس فتوے پر کچھ لکھوالیا ہے۔ تب فقیر نے مفتی صاحب سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے یہ فتوے اور اپنی تصدیق دکھلائی۔ بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۱۶: اس فتوے کو دیکھ کر فقیر نے مغفرت کفار کے امکان کے رد میں چند صفحوں کی تحریر مرتب کر کے حضرت مولانا پایۂ حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کی۔ جس پر انہوں نے یہ تقریظ لکھوائی۔ قد اجاد فیما افاد فللّٰہ درہ۔ (بیشک عمدہ بیان کیا ہے۔ جو فائدہ دیتا ہے۔ اس کی خوبی خدا ہی جانتا ہے) (محمد رحمت اللہ ۱۲۶۳) بلفظہٖ صفحہ ۳۱۷:

مولوی رشید احمد صاحب کے استفتاء اور اپنی تحریر کا جواب مفتی صاحب حنفی مکہ معظمہ نے نہایت عمدہ اور بہت مفصل فرمایا ہے۔ اور مولوی رشید احمد کے فتوے اور خیالات کی پوری پوری تردید فرمائی ہے۔ طوالت کی وجہ سے اس کی نقل نہیں کی جاتی ہے ملاحظہ ہو کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کا صفحہ ۳۱۸۔ ۳۱۹: یہ بھی یاد رہے کہ یہ کتاب موصوف الصدر ۱۳۱۴ ہجری المقدس میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔ جس کو اس وقت ۱۳۳۷ھ میں تئیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مولوی خلیل احمد صاحب نے خود یا کسی دیگر دیوبندی صاحب کی طرف سے ایک حرف بھی اس کے خلاف لکھا نہیں گیا جس سے ثابت ہے۔ کہ یہ کتاب واقعی حرف بحرف صحیح اور راست ہے اور آپ کا رسالہ التصدیقات کلہم بے اعتبار۔ مجروح۔ مرجوح۔ فرضی مشکوک اور جعلی ہے اور ناقابل التفات اہلسنت وجماعت ہے۔ آگے چلیئے:

۳۱ اسی رسالہ (التصدیقات) کے صفحہ ۳۵ چوبیسویں سوال کے جواب میں جو عقیدہ لکھا گیا ہے اس کے خلاف آپ کے امام الطائفہ کے رسالہ یکروزی کے صفحہ ۱۴۴ میں حق تعالیٰ کی کلام پاک میں وقوع کذب ممکن لکھا ہوا موجود ہے نیز خود مولف رسالہ کی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۳ میں موجود ہے یہ بھی دھوکا ہے:

۳۲ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ چھبیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ "کیا تم نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے"؟ اس میں سوالات نمبر ۲۳۔ ۲۴ امکان کذب باری تعالیٰ کو خود قبول کیا ہے۔ اور یوں تحریر کیا ہے۔ دھو ہذا:۔

ہم یوں کہتے ہیں۔ کہ ان جیسے (ظلم وکذب وغیرہ) افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں۔ البتہ اہلسنت وجماعت اشاعرہ ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً جائز نہ عقلاً۔ اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں" بلفظہٖ

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنت و جماعت ماتریدیہ (جس میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں) کے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز ہے نہ عقلاً لیکن اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں، لیکن عقلاً جائز ہے۔ اس لئے عقل کو شریعت پر مقدم کرکے فتویٰ جواز کا دیا گیا جو بالکل غلط اور دھوکا ہے:

۳۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ چھبیسویں [26] سوال کے جواب میں خود مان لیا کہ قادیانی مدعی مسیحیت اور نبوت کو ہم پہلے مرد صالح جانتے تھے۔ اور جانتے رہے ہیں۔ باوجودیکہ علماء پنجاب بالخصوص مولوی محمد مرحوم لودھیانوی (جو آپ کے جد فاسد ماجد ہیں) نے مولوی رشید احمد صاحب کو بہت سمجھایا۔ مگر وہ قادیانی کو مرد صالح ہی کہتے رہے ہے۔ یہ تحریر ان کی چھپی ہوئی موجود ہے اور حضرت پایۂ حرمین شریفین مولانا محمد رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی نے بھی اپنی تقریظ میں جو درج ہو چکی ہے۔ مولوی رشید احمد صاحب اور قادیانی کے اتفاق باہمی کا حال لکھا ہے لیکن جب سب اطراف سے اور عرب و عجم سے قادیانی کی تکفیر ہوئی۔ تب آپ کو بھی کچھ تاثیر ہوئی۔ یہ بھی دھوکا ہے:

۳۴ اسی رسالہ پر علمائے مکہ معظمہ میں سے کسی حنفی مفتی صاحب کی تصدیق ثبت نہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ بتلائیے۔ بتلانا کیا ہے۔ نرا دھوکا ہے:

۳۵ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۶ میں خود اقبال کیا ہے۔ کہ دو علمائے مالکی مکہ معظمہ نے اپنی تحریر و تقریظ بہانہ کرکے واپس لے لی۔ اور پھر نہ دی۔ یہ مخالفین کی سعی بھی وغیرہ درانحالیکہ انہوں نے اپنی تحریریں ان سے دھوکا سمجھ کر واپس لے لیں۔ پھر بھی ان کی نقلیں رکھ کر اپنے رسالہ میں چھاپ دیں۔ بس یہ نہایت معقول دلیل اس رسالہ کی دھوکا دہی اور علمائے مکہ معظمہ کی ناپسندیدگی کی ہے۔ اور اسی واسطے کسی اور مفتی یا عالم مکہ معظمہ نے اپنے دستخط نہیں کیے دھوکہ

۳۶ اور دیکھو کہ اس رسالہ پر حضرت شیخ المشائخ شیخ الدلائل مولانا شاہ عبدالحق صاحب مہاجر کی کے دستخط یا تقریظ بھی ثبت نہیں ہے۔ جو ہونی ضروری تھی۔ اس سے بھی ان کا دھوکا ظاہر ہے۔ اور رسالہ مذکور فرضی اور جعلی ہے:

۳۷ اس رسالہ پر حضرات علماء مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ کے بھی دستخط ثبت نہیں۔ جو دیوبندیوں کے پورے واقف ہیں۔ اور گھر کے بھیدی ہیں۔ پس رسالہ فرضی اور جعلی ہے۔ اندر دھوکا:

۳۸ اور دیکھئے اس رسالہ پر علماء و حضرات مفتیان ہر چہار مذاہب حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی

کے بھی دستخط یا مواہیر تصدیقی ثبت نہیں۔ جو نہایت ضروری تھے۔ اس لئے کامل طور اور یقیناً ثابت ہے۔ کہ یہ رسالہ جعلی اور نرا دھوکا ہے ؛

۳۹ وہ استفتا اور فتوے مولوی رشید احمد صاحب نے جو ۱۳۰۶ھ ہجری کو بمقام مکہ معظمہ میں بھیج کر مرتب کروایا تھا۔ جو اس رسالہ میں درج ہے۔ (جب کہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ مناظرہ ریاست بہاولپور والے کا غذات لے کر وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس پر بھی مفتیان ہر چہار مذاہب کی تصدیق نہیں۔ اور نہ حضرت مولانا پایہ حرمین شریفین مولوی محمد رحمت اللہ مہاجر مکی اور نہ حضرت شیخ المشایخ شیخ الدلائل مولانا شاہ محمد عبدالحق علیہ الرحمۃ مہاجر اور نہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ (جو تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں) کے دستخط یا مواہیر ہیں۔ جو تینوں حضرات اعلےٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ جن کے دستخط ہونے نہایت ضروری تھے۔ جس سے اس فرضی رسالہ کی تصدیق ہو جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ وہ حضرات ان دیوبندیوں کے دھوکوں اور عقائد سے پورے پورے واقف تھے۔ اس لئے ان سے دستخط نہیں کرائے یا انہوں نے دستخط نہیں کئے۔ پس ثابت ہوا کہ یہ رسالہ التصدیقات محض فرضی اور جعلی اور ردی ہے اور نرا اور کورہ دھوکا ہے ؛

۴۰ اسی رسالہ کے صفحہ ۶۸ سے ۷۲ تک سید احمد برزنجی کے رسالہ کا خلاصہ درج ہے۔ مگر لازم یہ تھا کہ اس رسالہ کی پوری نقل بلا کم و کاست اپنے اس رسالہ کے ساتھ ضم کر دی جاتی۔ تاکہ ہر شخص اس رسالہ کو پڑھ کر اپنی رائے قائم کر سکتا۔ کیونکہ وہ اصل رسالہ یہاں ہندوستان میں حلفیہ موجود نہیں ہے۔ اور نہ اس رسالہ کا کوئی نام لکھا ہے۔ اور نہ عرب یا مصر میں طبع ہوا ہے تو اب سچ اور جھوٹ میں تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اس خلاصہ مندرجہ کی تصدیق کیونکر کی جا سکتی ہے۔ اور میں کہتا ہوں۔ کہ در اصل وہ کوئی رسالہ ہے بھی یا نہیں جس کا خلاصہ درج کیا گیا اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہ واقعی کوئی سید احمد برزنجی صاحب کا رسالہ لکھا ہوا ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ کوئی رسالہ ہے۔ جس کا خلاصہ اپنے رسالہ میں درج کیا ہے تاہم مختصر خلاصہ سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد برزنجی نے مسئلہ کذب باری تعالیٰ میں سخت ممانعت کر کے فرمایا ہے۔ دھو ہذا :

میں کہتا ہوں۔ کہ سب علما کو مناسب ہے کہ ان باریک مسائل اور ان کے دقیق احکام میں خوض نہ کیا کریں۔ جن کو عوام تو کیا سمجھیں گے۔ بڑے بڑے علما میں سے بھی بجز ایک دو اشخص المخواص عالم کے دوسرے عالم بھی نہیں سمجھ سکتے الخ بلفظہ صفحہ ۷۱ ؛

اس تحریر میں مولانا سید احمد برزنجی صاحب نے اپنی ناراضگی ظاہر فرمائی ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کو عالموں میں شمار بھی نہیں کیا اور نہ اس مسئلہ کو پسند فرمایا۔ پس اگر وہ پورا رسالہ موجود ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ اسی طرح اور کہاں کہاں ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ صاف دھوکا ؛

۴۱ اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰۷ پر علمائے مدینہ منورہ کے بھی دستخط ہیں۔ جو تعداد میں تئیس ہیں۔ اور جو مولانا سید احمد برزنجی کے رسالہ پر سے اتارے گئے ہیں جنہوں نے اس رسالہ (التصدیقات) کو دیکھا تک بھی نہیں اور یہ بھی دھوکا دیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ ہے۔ کہ کسی مفتی صاحب مدینہ منورہ کے بھی اس پر دستخط نہیں۔ الہی توبہ ؛

۴۲ اسی رسالہ کے صفحات ۴، ۷، ۵، ۶، ۷ پر نقل تقریظ جو مولانا سید احمد برزنجی صاحب کے رسالہ سے لی گئی ہے اور جو جناب شیخ احمد بن محمد شنقیطی مالکی نے لکھا ہے۔ اس میں اس رسالہ پر جرح قدح کی ہے۔ بالخصوص محفل میلاد شریف اور کنہیا کے جنم کی تشبیہ پر سخت ناراضگی ظاہر فرمائی ہے۔ جب کہ خود اسی رسالہ میں ایسے الفاظ مخالفت اور ناراضگی کے پائے جاتے ہیں۔ تو یقین کامل ہے کہ اصل رسالہ میں سخت مخالفت ہوگی۔ اسی واسطے اسکی نقل سالم شامل نہیں کی جو کامل طور پر دھوکا ہے ؛

۴۳ اسی رسالہ کے صفحہ ۸، ۷، ۹ پر نقل تقریظ مولانا ابو الخیر معروف با بن عابد خلف علاء احمد بن عبد الغنی بن عمر بن عابدین حسینی نقشبندی دمشقی کی (وہ نواسہ ہیں ابن عابدین صاحب فتاوے شامی رحمۃ اللہ علیہ کے) درج ہے۔ مگر تعجب ہے کہ ان کو ان کے حضرت نانا صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب رد المحتار شامی نہیں ملی جس میں وہ نجدیوں کا حال درج کرنیوالے اولین میں سے ہیں۔ اور انہوں نے مسئلہ امکان کذب و خلف وعید لکھ کر تردید فرمائی ہے یہ تقریظ بھی فرضی ہے اور دھوکا ہے ؛

۴۴ کتاب حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مؤلفہ اعلیٰحضرت فاضل ابن فاضل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی اور مصدقہ علماء کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جس میں مرزا قادیانی اور مولوی رشید احمد مولوی خلیل احمد و مولوی اشرف علی وغیرہ کی تکفیر غیر نکیر کا حکم علماء و مفتیان حرمین شریفین نے صادر فرمایا ہے انہیں علماء و مفتیان حرمین شریفین کے اس رسالہ پر بھی دستخط ہونے چاہئے

تھے۔ بلکہ ان کی تقاریظ میں یہ تحریر ہونا چاہیئے تھا۔ کہ پہلے جو ہم دیوبندیوں کی تکفیر کتاب حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں وہ صحیح نہیں۔ اس کا ذکر تک بھی اس رسالہ التصدیقات میں نہیں اسلئے بھی یہ رسالہ غیر معتبر اور فرضی ہے اور دھوکا ہے۔

۴۵ اس رسالہ میں صرف دیوبندی علماء کے دستخط ہیں جن کے زعم میں ہے کہ یہ عقائد مندرجہ فہرست مشتہرہ خاکسار اور کتاب حسام الحرمین و کتاب آلتقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل اہلسنت وجماعت کے ہیں۔ مگر افسوس کسی عالم فرد واحد خالص سنی حنفی یا مقلدین ائمہ اربعہ مالکی شافعی حنبلی جو پاک اہلسنت وجماعت ہندوستان، پنجاب، بنگال، کلکتہ، بمبئی، بریلی، بدایوں دہلی وغیرہ کے ہیں۔ دستخط یا مہر یا تقریظ ثبت نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقائد مندرجہ بالا خاص وہابیہ۔ بخدیہ۔ اور وہابیہ۔ دیوبندیہ کے ہی ہیں۔ جو نرا دھوکا ہے :۔

۴۶ یہ رسالہ (التصدیقات) رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ مؤلفہ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ جو تمام دیوبندیوں کے شیخ اور پیر و مرشد ہیں) کے بالکل مخالف ہے۔ اسی وجہ سے مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے فتاوٰے رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۱۱۶ میں یہ لکھ دیا ہے۔ کہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ کا لکھا ہوا ہی نہیں ہے کسی اور کا ہے۔ دوسری طرف مولوی اشرف علی دیوبندی اس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ کہ یہ رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ میرا لکھا ہوا ہے (لیکن پھر بھی اس کے مخالف ہیں۔ منافقانہ) یہاں پر آپکے دونوں بزرگ مولویوں نے اپنے مرشد پر بھی جھوٹ کا بہتان لگا دیا۔ اور ذرہ بھر خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مرید رشید بھی ویسے ہی رہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جو لوگ خداوند تعالیٰ صدق الصادقین۔ اور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے بزرگ قطب الاقطاب پیر و مرشد علیہ الرحمۃ پر بھی جھوٹ کی تہمت لگانے سے نہیں چوکتے۔ تو ان کے لئے ایسے ایسے فرضی اور جعلی اور جھوٹے رسالہ لکھ لینا کیا بڑی بات ہے۔ اللہ تعالٰے اپنی پناہ میں رکھے آمین پس سمجھ لو۔ کہ یہ نرا دھوکہ ہے :۔

۴۷ اس رسالہ کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ وہ ایسے اضطراری اور اضطرابی و بیتابی۔ بے قیاسی و بدحواسی کی حالت میں دیئے گئے ہیں۔ کہ کسی میں اس عقیدہ خود سے انکار محض کر دیا۔ کہ ہماری کتابوں میں یہ بات درج ہی نہیں۔ بہتان ہے اور اسی میں انکار کرکے پھر اقرار بھی کر لیا۔ اور کسی میں اقرار تو کیا۔ مگر اس کی تاویلات

رکھبکہ فرمائیں۔ عجب حالت ہے اور دھوکا +

۴۸ اس رسالہ کے دیکھنے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اصل مسودہ تیار شدہ کہاں اور کس کے پاس ہے جس سے اس رسالہ مذکور کا مقابلہ کیا جاسکے اور تصدیق تقاریظ مواہیر دو شخصوں کی ہوسکے جو صداقت کے لئے ضروری ہے۔

۴۹ کیا آپ اس رسالہ کے کاغذات اور اصل مسودہ تیار شدہ جس پر دستخط اور مواہیر ہیں۔ پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے اس رسالہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور سچ اور جھوٹ اور جعل کا حال۔ اور بناوٹ کا حال معلوم ہوسکے۔ میرا خیال ہے۔ خیال ہی نہیں۔ بلکہ یقین ہے۔ کہ آپ ہرگز پیش نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ رسالہ سراسر جعلی ہے +

۵۰ اب اس رسالہ کے معتبر اور فرضی اور جعلی ہونے اور اپنے وجوہات جرح وقدح و قرح کی تائید اور تصدیق میں کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ کو (جو مولوی منشی حاجی محمد لعل خانصاحب نے کلکتہ میں ۱۳۳۴ھ ہجری میں طبع کراکر شائع کی ہے) پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ فرماتے ہیں ؎

مسلمانو! اب دیوبندی صاحبان نے ایک بڑا مکر اور کیا ہے۔ کہ عربی میں چھبیس سوال خود ہی لکھے۔ اور خود ہی ان کے جواب دیئے۔ ان جوابوں میں مکر و فریب اور خلاف واقعہ اظہارات کرکے سنی بنے۔ کہ کسی طرح حرمین شریفین کی مہریں نصیب ہوجائیں۔ اگر یوں مہریں ہو بھی جائیں تو کیا تعجب تھا۔ ایک آریہ اگر مسلمان بن کر دو چار باتیں اسلام سے لگتی کہہ کر علماء سے سوال کرے کیا وہ نہیں لکھ دیں گے۔ کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر اس سے اس کے عقائد تو نہ دھل جائیں گے۔ جو اس کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اور جن پر وہ اب تک قائم ہے۔ اتنے بڑے کید عظیم کے بعد بھی مہروں میں یہ کاروائیاں کیں ؛ اول اپنے جرگے کے دیوبندی سے اس پر تقریظیں لکھوائیں۔ اور ان کے ترجمے کئے حسام الحرمین کے فتاوے کی تصویر بنائیں دوم۔ مدینہ منورہ کے ایک عالم نے ان کے ساختہ اظہاروں پر بھی ایک رسالہ میں جابجا ان کے رد لکھے۔ اس کے اول آخر اوسط سے کچھ سطریں ہیں کہ ہماری تصدیق کی ہے ؛ سوم بہت مہریں کہ ان مدنی صاحب کے رسالہ پر تھیں جس میں ان دیوبندیوں کا رد ہے۔ وہ سب مہریں اپنے رسالہ پر اتار لیں۔ کہ جاہل سمجھیں کہ یہ سب لوگ ان کی تصدیق کرتے ہیں ؛ چہارم۔ اور بھی سخت تر ظلم یہ کہ مکہ معظمہ کے دو مالکی المذہب عالموں کی تصدیق نقل کی۔ اور خود ہی لکھا کہ اصل اس کی ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے ہمیں دھوکہ دے کر واپس لے لی۔ اور پھر

نہ دی۔ اول تو مسلمانو! یوں جو شخص چاہے۔ ہزار عالموں کی مہریں چھاپ دے اور کہہ دے
کہ اصل ہمارے پاس نہیں۔ ان عالموں نے مہریں کر کے ہم سے واپس لیلی ہیں۔ مان کر بکر گئے
دوسرے اگر یہ سچ بھی ہو۔ تو جب ان عالموں نے رجوع کرلی۔ اور تمہارے فریب پر مطلع ہو کر اپنی
مہریں تم سے واپس لے لیں۔ اب تمہیں ان کے چھاپنے کا کیا اختیار رہا۔ مگر بے ایمانی کا کیا
علاج۔ پنجم مکہ معظمہ بھر میں فقط ایک عالم مکی نے تصدیق لکھی ہے۔ ان کا مہری خط آیا ہوا
مجلس اہلسنت وجماعت میں موجود ہے۔ کہ خلیل احمد غلط کہتا ہے ہم اس کی تکفیر پر قائم ہیں جو
ہم حسام الحرمین میں لکھ چکے ہیں۔ مسلمانو! دیکھا یہ ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد
کہ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون۔ اور فرمایا۔ کہ دجالوں کذابوں سے دور بھاگو۔ انہیں
اپنے سے دور کرو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بلفظہ صفحہ ۹۷ تاریخ وہابیہ دیوبندیہ
لیجیئے مفتی جی! آپ کے رسالہ التصدیقات کی چھان بین اچھی طرح ہو چکی۔ یعنی یہ پچاس جرح
اور قدح اس رسالہ پر ایسی ہیں۔ جو اس پر وارد ہو کر اس کو ہمیشہ کے لئے مردہ بے جان کر کے تمام اس کا
ستیاناس اور ملیا میٹ کر رہی ہیں۔ ایک دو زخم کاری لگے ہوئے جانبر ہونے نہیں دیتے اور جس
پر اتنے حربے تیز لگیں اس کا بچنا محال در محال ہے۔ اور آپ کی مہند ایسی کند کی گئی ہے جو مردہ وہابی
کے ناک پر بھی اثر نہ کر سکے۔ علاوہ ان کے پانچ دیگر زخم کتاب تاریخ وہابیہ دیوبندیہ سے لاحق ہو کر
پچپن قرح ہو گئے۔ کوئی بھی دیوبندی حکیم یا ان کا پیغمبر ان کو اندمال نہیں کر سکتا۔ بس اب آپ
اس رسالہ کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے معدوم اور ناپید سمجھیں۔ اس رسالہ کے متعلق تفولاً
ایک نکتہ بھی سن لیجئے وہ یہ کہ اس رسالہ کو پیدا ہوتے ہی دو زرد رنگ کی چادریں پہنائی گئیں ہیں
جس سے ہر ایک شخص اس رسالہ کو دیکھتے ہی اس نتیجہ پر پہنچ جائے۔ اور اسکی زرد روئی سے ہی اندازہ کرے کہ
اس میں اللہ تعالیٰ نے سرخ روئی رکھی ہی نہیں۔ دو چادروں سے مراد اس رسالہ کے ابتدائی اور آخری ورق
ہیں جو قدرتاً زرد رنگ کے لگائے گئے ہیں۔ ہاں! آپ کی تہذیب اور گالیوں میں سے ایک یہ کہ اعلےٰ
حضرت مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ اور مولانا بالفضل والعلم اولینا مجدد مائۃ حاضرہ فاضل محمد احمد رضا
خاں القاہم اللہ تعالیٰ کو مبتدعین میں سے لکھا ہے۔ اس صورت میں تمام اہلسنت وجماعت عرب
وعجم کو مبتدعین بنایا ہے۔ جس میں تمام دیوبندیوں کے پیر ومرشد حضرت حاجی شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ
مہاجر مکی بھی داخل ہیں۔ جو تمام تم لوگوں سے سخت ناراض اور بیزار ہیں۔ مگر میں کہونگا۔ کہ جو لوگ
آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو سب وشتم کرنے سے باز نہیں آتے وہ ان کے غلاموں کو گالیاں

دینے میں کیوں شرم کریں گے۔ ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ ان کی شرم بازار میں نہیں بکتی ان کے گھروں میں بٹتی ہے ❊ اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے۔ کہ تم ان مبتدعین یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علے حضرت فاضل قصوری کے مرید ہو۔ سو فوراً میرے منہ سے لعنت اللہ علے الکاذبین نکل گیا کیونکہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو نہایت اعلےٰ اور ارفع حامی اہلسنت وجماعت جانتا ہوں۔ اور مجددین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا۔ جنہوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگوں کو بددین وملحدین وزندیقین کے شر سے اور مکر وفریب سے بچایا ہے۔ خدا کے سامنے ان کے مراتب ومدارج اللہ تعالےٰ کے نزدیک جو ہیں ان کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھے۔ اور جو خدا کے یہاں تشریف لے گئے ہیں۔ ان کے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں اعلےٰ سے اعلیٰ ہوں۔ اور قیامت کے دن ہمارے لئے شفاعت کا ذریعہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔ مگر آپ علم غیب یا غیب کی خبر دینے سے بقول خود کافر ہو گئے ❊ ہاں ا مجھے حضرت قبلہ وکعبہ قدوۃ العارفین وزبدۃ السالکین پیر دستگیر سید صادق علی شاہ نقشبندی مجددی حسینی رحمۃ اللہ علیہ ساکن مکان شریف رتڑ چھتڑ ضلع گورداسپور سے شرف بیعت حاصل ہے۔ الحمد للہ علی ذالک ❊

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ علم غیب بیان کر کے کافر ومشرک کیوں بنتے ہیں۔ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ان حضرات کا مرید ہوں یا یہ کہ مرزا قادیانی کی طرح آپ کو بھی الہام ہوتا ہے ہاں ممکن ہے کیونکہ ادھر آپ کی نسبت ضرور ہے۔ مبارک ہو ❊

ق آپ کے خط کا جواب خاموشی پر رکھنا چاہتا تھا۔ مگر اس قدر کافی سمجھا گیا۔ تاکہ آپ کی محنت وخرچ کا کچھ معاوضہ ہو جائے صفحہ ۱۴ ❊

ع جواب کو خاموشی پر کیوں نہ رکھتے کیونکہ خصم کے پاس ان کا جواب ہو تو دے۔ ان زائد باتوں سے سکام نہیں نکل سکتا۔ اگر کسی سے کچھ پڑھا ہے تو جواب لکھئے ان زائد باتوں کو چھوڑیئے ❊

ق پہلے تو میں آپ کا خصم نہیں تھا۔ اور نہ آپ کو جانتا تھا۔ اب آپ نے خود مجھے اپنا خصم[1] بنایا ہے اب خلع کی درخواست کیوں ہوتی ہے۔ یہ جواب خدا تعالےٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے ایسا لکھا گیا ہے کہ جس کا جواب آپ کے لئے موت کا سامنا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اس کے حبیب کا فضل اس خاکسار فضل احمد پر ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ❊

ق اور خداوند کریم آپ کو صراط مستقیم اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی توفیق عطا فرمائے آمین

[1] خصم جیسے خاوند، شوہر۔ لغات فیروزی

ع نبی علیہ السلام کی تعظیم آپ کی اتباع میں ہے کہ فاتبعونی سے ظاہر ہے تو خداوند خدا الکریم ہمیں اور آپ کو جناب کا اتباع عنایت فرمائے - آمین +

ق ہاں ! آپ کے نزدیک اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف لفظ سلام ہو - اور صلوٰۃ درود شریف نہ ہو - اور فاتبعونی کے حکم کی تعمیل صرف اسی قدر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لفظ جناب سے یاد کیا جائے اور کوئی درود سلام وصلوٰۃ اس کے ساتھ نہ ہو - اور آپ کے اتباع اور تعظیم کا طریق یہی ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیل اور گدھے سے تشبیہ دیجائے اور اس کو حق کہا جائے - نعوذ باللہ منہا آپ کی تعظیم اور اتباع یہی ہے - کہ اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دی جائے اور پھر بدوں حلالہ کے نکاح کر لیا جائے - آپ کی اتباع یہی ہے کہ چوری بھی کی جائے - آپ کی اتباع اور تعظیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے - کہ جو میری فہرست عقائد وہابیہ دیوبندیہ میں درج ہے - آپ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم کے مصداق ہیں - ایسی اتباع آپ کو مبارک ہو - آمین - خاکسار احقر فضل احمد عفا اللہ عنہ حنفی نقشبندی +

ع حنفی رسول علیہ السلام کو عالم بالغیب نہیں جانتے اور نہ ختم وغیرہ بدعات کے قائل ہیں - بلکہ وہ اس شخص کو کافر جانتے ہیں - جو نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانے آپ بتلائیں - جب آپ نبی علیہ السلام کو عالم بالغیب جانتے ہیں - تو کیونکہ آپ کو حنفی جانا جائے الخ کتبہ محمد عبداللہ حنفی از بسی ریاست پٹیالہ مورخہ ۵ شعبان ۱۳۳۵ھ ہجری -

ق واقعی میں سنی حنفی ہوں - اور مشرباً نقشبندی مجددی ہوں - چاروں مذاہب کے مقلدین حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب بعلم خداداد سمجھتے ہیں - جس کو میں پورے طور پر ثابت کر چکا ہوں - بلکہ جو شخص حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب نہ جانے اور تمسخر استہزا کرے وہ منافق اور کافر ہے - یہ سب کچھ آیات واحادیث اور تفاسیر وکتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں - اربعہ مذاہب کے مقلدین تو اس کے قائل ہیں - اور اس پر اپنا ایمان رکھتے ہیں اور یہی سنی حنفی ہیں - اور جو اس کے منکر ہیں - وہ یا تو نرے نجدی غیر مقلد ہیں - یا وہ آپ جیسے وہابی حنفی دیوبندی ہیں - جن کے عقائد میری فہرست شائع شدہ یا وہ اس کتاب میں ہیں جن کی تردید لماحقہ کی گئی ہے + اور یہ جو آپ لکھتے ہیں - کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا دکھلائیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم بالغیب جانتے تھے اور فاتحہ خوانی مروجہ وختم کے قائل

تھے الخ میں کہتا ہوں۔ کہ میں سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور آپ کا فرض ہے کہ آپ دکھلادیں۔ کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا اور ختم مروجہ کا اور مولود شریف کا کہاں انکار کیا ہے۔ اور کہاں آپ نے ان کے انکار کا ذکر کیا ہے یا ان کا لکھا ہوا دکھلایا جائے۔ اس لئے میں سنی حنفی ہوں۔ اور آپ لوگ ظاہر میں وہابی حنفی ہیں۔ ورنہ دراصل غیر مقلد وہابی۔ اور نقشبندی بھی میں خدا کے فضل سے ہوں۔ اور مولود شریف کا کرنا اور ختم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سوم۔ دہم۔ چہلم وسالیانہ وغیرہ نذر و نیاز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات اور دیگر کتب معتبرات سے ثابت کر چکا ہوں۔ میری اس کتاب کو پڑھ کر سنی حنفی بنیئے۔

اچھا مفتی جی! میں آپ سے صرف ایک بات آخیر پر پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ کو مفتی کی سند کہاں سے ملی ہے۔ اور لوگوں پر فتوے جاری کرنے کا اختیار کہاں سے حاصل ہوا۔ اور اپنے پر فتوے نہ لگانا کس کے حکم سے ہے۔ اور اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوے کرنا اور دوسرے مسلمانوں کو کافر اور مشرک کہنا کس طرح جائز ہوا۔ وہ بات جو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے:۔ نہایت معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ نے اپنی بیوی کو بلا قصور طلاق ثلاثہ دے کر پھر رجوع کر کے بلا حلالہ اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ کیا آپ اسی قسم کے مفتی ہیں اور پہلے اس سے جرم چوری نقب زنی دفعہ ۴۵۷ تعزیرات ہند میں چھ ماہ کی قید کے سزایاب ہوئے اور تین ماہ قید بھگت کر اپیل عدالت ہائیکورٹ سے رہا ہوئے۔ کیا جو شخص چوری میں سزایاب ہو وہ بھی مفتی بنائے جانے یا بننے کے قابل ہوتا ہے مجھے ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن چونکہ آپ نے میری نسبت بہت سخت الفاظ گالیاں استعمال کی ہیں۔ اس لئے مجبوراً یہ حال لکھنا پڑا مجھے اس سے کچھ غرض نہیں۔ کہ آپ اس جرم میں سزایاب ہوئے۔ جس میں شرعی سزا قطع ید ہے اس سے میں درگذر کر کے یہ کہتا ہوں۔ کہ جو آپ نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دے کر پھر بغیر حلالہ کے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس سے تو آپ مسلمانوں سے ہی نکل گئے۔ پھر مسلمانوں کے مفتی کیسے۔ ہاں دیوبندی مسلمانوں کے مفتی۔ یہاں پر میں آپ کے جد فاسد مولوی محمد مرحوم لودیانوی کا لکھا ہوا فتوے درج کرتا ہوں اور پھر اس کو ختم کرتا ہوں۔ وہ یوں ہے:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین۔ کہ جو شخص مطلقہ ثلاثہ کو بدون حلالہ کرنے کے واسطے شوہر اول کے جواز نکاح کا فتوے دے ایسے شخص کو مسجد سے نکال دینے کا حکم ہے؟

الجواب

(۱) مطلقہ مذکورہ کو بدون حلالہ کے درست کہنے والے کو شرعاً کافر قرار دینا بعید نہیں ÷

(۲) اور شاہ ولی اللہ صاحب نے عقد الجید میں لکھا ہے۔ کہ مطلقہ ثلاثہ کو بدون حلالہ کے درست رکھنے والے عالم کو رو سیاہ کر کے نکال دینا لازم ہے ÷

پہلی سطر کی عبارت صفحہ ۵ سطر ۶ میں اور دوسری عبارت صفحہ ۴ سطر ۲۰ پر درج ہے۔ دیکھو رسالہ انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمکاسد والمفاسد مطبوعہ جعفری پریس لاہور مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی ÷ والسلام علی من اتبع الہدیٰ فقیر فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی۔ حنفی۔ نقشبندی مجددی صادقی پنشنر کورٹ انسپکٹر پولیس لودہیانہ پنجاب مورخہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ ہجری المقدس

باب بست ویکم

مولوی اکبر حسین صاحب واعظ ساڈھووی کی علمیت اور تقویٰ وطہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت

قولہٗ نقل مطالبات مولوی اکبر حسین صاحب ساڈھوری مورخہ ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ بخدمت جناب مولوی عبد الحمید صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی لودھیانہ ÷

السلام علیکم۔ بموقعہ عید الضحیٰ ۱۳۳۲ھ ہجری ایک اشتہار بعنوان مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہلسنت وجماعت جس کے نیچے (راقم آثم فضل احمد عفا اللہ عنہ) تحریر ہے اور المشتہر مفتی شہر لودھیانہ محلہ جدید نکلا ہے۔ اور اس سے نیچے عبارت تحقیق وتصدیق آپ کی طرف سے یہ رقم ہے کہ:۔ بندہ نے عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا۔ واقعی ایسا ہی پالیا بلا شبہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی:۔ بقلم خود عبد الحمید عفی عنہ مفتی لودھیانہ ÷

آپ کی طرف سے مشتہر ہوا۔ اور علمی طور پر بھی آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ الخ صفحہ ۲ سطر اول ÷

اقول واعظ ساڈھوری صاحب! میں خود ان باتوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ اور میرا

ہی حق ہے کہ جواب دوں۔ مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں اپنے مطالب کا جواب مجھ سے سنئے۔ اور مولانا کی طرف سے سمجھئے۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ "آپ نے صرف قیام میلاد نہ کرنے والوں کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے"۔ یہ آپ کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کونسی عبارت سے آپ نے اس فقرہ کو نکالا ہے یا اپنی علمیت کا جوہر دکھلاتے ہیں۔ ان کی تصدیقی عبارت میں کوئی ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں۔ یہ آپ کی ذہانت پر افسوس ہے کہ آپ دو سطر اردو کی عبارت کے سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں رکھتے۔ اور اپنے استاد کا ہی مقابلہ کرنے کو کھڑے ہو گئے۔ میری مختصر فہرست میں تئیس (۲۳) عقائد کفریہ درج ہیں۔ ان میں سے ایک عقیدہ مولود شریف کا بھی ہے۔ اس میں درج ہے۔ کہ یہ وہابی لوگ قیام کو بدعت اور شرک کہتے ہیں چونکہ یہ لوگ اجماع امت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ وہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہیں۔ چونکہ بسم اللہ شریف کو لکھنے سے آپ اعراضاً بھول گئے۔ اس لئے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ چلئے اپنے سوالات لیجئے (شروع کرنے کے وقت آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اس لئے کام ابتر ہوا)۔

سوال (۱) امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ کو آپ حنفی المذہب اور مجدد الف ثانی جانتے اور مانتے ہیں یا نہیں؟

جواب (۲) ہاں! بیشک ہم حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد الف ثانی اور مقلد امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مانتے ہیں۔

قولہ۔ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ سماع کو منع ہونے کا مبالغہ مولود کے منع ہونے کو بھی شامل ہے۔ الخ نمبر ۵ تک صفحہ ۲ ۴ ۳ ۔

اقول۔ اس کا مفصل جواب لکھا جا چکا ہے۔ وہاں دیکھئے۔ اسی مکتوب میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ مانہ ایں کار مے کنیم نہ انکار مے کنیم۔ یہ مکتوب سماع کے بارہ میں ہے۔ میرے جواب کو ٹھنڈے دل سے اور روشن چشم کو کوئی عینک عمدہ لگا کر دیکھئے۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال (۲) مندرجہ بالا ہر دو مکتوب سے مجلس مولود خوانی اور قیام میلاد کا جواز ہے۔ یا عدم جواز اگر جواز ہے۔ اور جواز ثابت ہے تو کونسے فقرہ سے۔

جواب (۲) میں نے ہر دو مکتوب اور دیگر مکتوبات سے مولود شریف کا جواز نکال کر دکھلایا ہے اس میں فقرے اور عبارات درج کر دی گئی ہیں۔ دوبارہ لکھنا طوالت لاحاصل ہے بلکہ

میں نے اس میں ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ سماع کو بھی جائز فرمایا ہے ہیں ایک دو فقروں کو دیکھ کر غلط فہمی سے غلط نتیجہ نکالنا آپ کی علمیت پر دال ہے۔

سوال (۳) قبر پر اذان کہنا حنفی المذہب میں کیا ہے ؟

جواب (۳) قبر پر اذان دینا بعد دفن کرنے کے حنفی المذہب میں بعض کے نزدیک سنت اور اکثر کے نزدیک مندوب ہے دیکھو کتب ذیل :۔

(۱) ردالمحتار شامی جلد اول۔ صفحہ ۲۵۸ ؛ (۲) ایذان الاجر فی اذان القبر کل ؛

(۳) قمر الاذان صفحہ ۳۲۔ حاشیہ (۴) وجیز الصراط مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۳

(۵) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۴۶ (۶) سیف الجبار صفحہ ۴۵ ؛

(۷) درالمکنون فی دعار الطاعون صفحہ ۳ ؛ (۸) فتاوئے علمائے کراچی کل ؛

سوال (۴) جنازہ لے جانے کے وقت اگلی طرف میت کا سر ہونا چاہئے۔ یا پاؤں حنفی مذہب میں مسنون طریقہ کیا ہے ؛

جواب (۴) میت کا سر اگلی طرف ہونا چاہئے (اس سوال میں وہابیوں کا افترا ہے) ؛

سوال (۵) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی جو آپ کے استاد مولانا شاہ دین صاحب مرحوم کے پیر اور استاد بھی جن سے آپ نے سند حاصل کی ہے۔ حنفی المذہب عالم تھے یا وہابی ؟

جواب (۵) مولوی رشید احمد صاحب وہابی حنفی تھے۔ اور مولوی شاہ دین صاحب سنی حنفی تھے۔ افسوس ہے۔ آپ نے میرے اشتہار کو بغور نہیں پڑھا۔ میں نے اس میں ابتداہی سے صاف کر دیا ہے کہ وہابی دو قسم کے ہیں۔ ایک غیر مقلد وہابی۔ اور دوسرے مقلد وہابی جیسے مولوی رشید احمد لیکن عقائد میں سوائے تقلید کے دونوں متفق ہیں ؛

سوال (۶) آپ کی تحقیق کے بموجب مولانا اشرف علی صاحب مولانا خلیل احمد صاحب انبہٹوی مولانا محمد صاحب و مولانا عبداللہ صاحب و مولانا عبدالعزیز صاحب لودھیانوی سے کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور کون کون وہابی کیونکہ یہ صاحبان قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں۔

جواب (۶) یہ آپ کی لیاقت ہے۔ کہ صیغہ ماضی اور حال سے بھی واقفیت نہیں۔ مولوی صاحبان لودھیانوی مدت سے وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ مگر ان کو آپ بصیغہ حال تحریر کرتے ہیں کہ کون کون صاحب حنفی المذہب ہیں۔ اور وہ قیام میلاد اور مجلس میلاد کو منع فرماتے ہیں ؛ مختصر اور مکمل جواب یہ ہے۔ کہ جو لوگ میری فہرست کے مطابق اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ وہابی ہیں۔ مولوی

اشرف علی صاحب پہلے مولود شریف کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے فتوے میں مولوی رشید احمد صاحب کو بوجہ تشبیہ دینے مولود شریف کو کنھیا کے جنم سے ناقابل امامت اور بیعت لکھا ہے فتوے ان کا مولود شریف کے باب میں درج ہو چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیجئے۔ اور یہ بھی لکھنا غلط ہے کہ مولوی صاحبان لودھیانہ کے مجلس میلاد کو منع کرتے ہیں۔ کیونکہ مولوی محمد لودھیانوی جو سب سے زیادہ عالم اور صاحب تصانیف ہیں۔ اپنی کتاب فیوضات سید احمد مکی میں مولود کے منکر کو وہابی لکھتے ہیں۔ جو باب لبست ودوم وہابیوں کے تاریخی حالات میں درج ہوگا۔ اور باب اول میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کو اعلےٰ درجہ کے غیر مقلد لکھ چکے ہیں! اور جا بجا مولوی رشید احمد کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے وہابیوں میں نہیں ہیں؟

سوال (۷) آپ نے اشتہار میں وہابیہ دیوبندیہ کا اشارہ کن لوگوں کی طرف کیا ہے؟

جواب (۷) دیوبندیہ وہابیہ وہی لوگ ہیں جن کے عقائد میری فہرست میں درج اور اس کتاب میں مفصل لکھے گئے ہیں۔ ایسے لوگ خواہ دیوبند کے رہنے والے اور وہاں کے تعلیم یافتہ ہوں۔ یا انبالہ اور ساڈھورہ کے رہنے والے ہوں۔ اور جن کے وہ عقائد نہ ہوں۔ خواہ وہ خاص دیوبند کے رہنے والے اور دیوبند کے تعلیم یافتہ ہوں۔ وہ اہلسنت وجماعت ہیں۔ وہابی نہیں:

سوال (۸) آپ کے فتوے کا اثر کہ قیام نہ کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہیں حضرت امام ربانی اور مجدد الف ثانی پر بھی پہنچتا ہے یا نہیں؟ کیونکہ امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجلس مولود ہی کو منع فرماتے ہیں۔ قیام کا تو کیا ذکر؟

جواب (۸) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ پر اس کا کیا اثر ہے۔ آپ تو سماع کو بھی جائز فرماتے ہیں تو مولود شریف اور قیام کا انکار کہاں۔ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ اس کتاب کو پڑھیئے:

سوال (۹) جو شخص سنت وجماعت ہو کر اہل روافض کی مجالس مرثیہ خوانی بموقع ایام عاشورہ شریک ہوتا رہے۔ اور اپنے بچوں کے گلوں میں الٹے پہنانے اور ران کو پنکھ بنا دے۔ اس سے بھی از حد نفرت چاہیئے یا نہیں۔ اور یہ امور کیسے ہیں؟

جواب (۹) میں اس سوال غیر متعلق کے جواب دینے کا پابند نہیں۔ رہاں! اب اپنی حالت پر فتویٰ طلب کرتے ہیں۔ تو مضایقہ نہیں سو یہ امور مستفسرہ اچھے نہیں۔ لیکن جو شخص سنیوں میں سنی اور شیعوں میں شیعہ بنے جیسے کہ آپ کا ساڈھورہ میں معمول ہے۔ یہ نہایت ہی برا بلکہ ایسا شخص منافق ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ

من النّار اور امور مندرجہ بالا کا مرتکب وہابیوں سے کئی درجہ اچھا ہے۔ اور لفظ پینکھ جو آپ نے لکھا ہے غلط ہے۔ صحیح پیک بمعنے قاصد ہے۔ اور پینکھ ہندی زبان میں جانور کو کہتے ہیں۔ اپنی علمیت کا لحاظ رکھئے:

سوال (۱۰) میلاد۔ وعظ۔ درس۔ درودخوانی کی ہر مجلس میں ہی روح نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتی ہے۔ یا کسی میں نہیں بھی آتی۔ اور قیام کیوں نہیں ہوتا؟

جواب (۱۰) یہ سوال آپ کا وہابیانہ علمیت سے تعلق رکھتا ہے۔ سنیئے۔ (اول) یہ قیام تعظیمی وقت ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص ہے۔ عام نہیں۔ یہ قیام اتباعی نقل ہے۔ ان فرشتوں کی جو وقت ظہور وپیدائش آں سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صف باندھے ہوئے تعظیم کے لئے کھڑے تھے۔ خاص امر کو عام سمجھ لینا یہ آپ لوگوں کی علمی معلومات سے ہے۔ دیکھو پانی کو کھڑے ہو کر پینا شریعت میں مکروہ لکھا ہے۔ لیکن آب زمزم اور وضو سے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھنا سنت ہے لیکن مسجد میں بیٹھ کر ہی باندھنے کا حکم ہے۔ اور اذان کو جب سنے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور جب روضہ مطہرہ کی زیارت کو حاضر ہو۔ تو دست بستہ کھڑا رہے۔ اور یہ بھی کہ جب کوئی اپنا بزرگ یا پیشوا مجلس میں کھڑا ہو جائے تو سب کو کھڑا ہو جانا طریق سنت ہے۔ پانچواں یہ کہ جب مجلس سماع (جو وہابیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے) کوئی وجد کی حالت میں کھڑا ہو جاوے تو تمام مجلس کے لوگوں کو کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ کیا آپ ان تمام کھڑے ہو جانے کو گناہ تصور کرتے ہیں اگر وہابی ہونے کی وجہ سے گناہ سمجھتے ہیں تو شوق سے لیکن اہلسنت وجماعت ان کو سنت سمجھتے ہیں۔ اور وعظ یا درس یا درودخوانی میں وہ بات نہیں جو خاص میلاد شریف میں ہے کیونکہ ولادت باسعادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ معنے ہیں۔ کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے۔ اور تشریف لانے والے کے لئے قیام تعظیمی سنت و مستحسن ہے۔ کیونکہ موقع قدوم خاص ہے۔ اور خاص کے لئے خاص ہی بات یعنی قیام کی ضرورت ہے۔ اور وعظ اور درس اور درودخوانی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے لئے خاص نہیں۔ اس لئے ان میں قیام نہیں کیا جاتا:

اور روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں چاہیں تشریف فرما ہوں اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ ان تمام باتوں کا ذکر بحث میلاد شریف اور قیام لطیف میں آچکا ہے وہاں

دیکھ لیجئے۔ شاید خدا ہدایت دے:۔

سوال (۱۱) مروجہ میلاد اور قیام کب سے اور کس نے جاری کیا؟

جواب (۱۱) جواب اس کا بحث میلاد شریف میں مفصل درج ہو چکا ہے۔ اس کو دیکھ لیجئے۔ اور یہاں صرف یہ ہے۔ کہ آپ کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے اور جاری کرنے والے بزرگ علماء اور سلاطین اسلام اولوالامر:۔

سوال (۱۲) مندرجہ ذیل فقرات بلفظ لکھنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟ (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں:۔ (۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہے:۔ (۳) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں:۔

جواب (۱۲) فقرات مندرجہ بالا لکھنے والا پکا مسلمان ہے۔ جب کہ وہ پہلے کسی ملحد کے قول کو نقل اس کے الفاظ میں کیونکہ نقل کفر کفر نباشد۔ اور اس کا عقیدہ ان فقرات پر نہ ہو۔ اور نہ اس کی نیت ہو۔ بلکہ اس کی نیت کسی بدمذہب کے قول نقل کرنے سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور راہ مستقیم دکھلانا ہو۔ اور اس کا مقصود لوگوں کو وہ اقوال نقل کر کے گمراہی اور بے دینی سے بچانا ہو۔ ہاں ایسے عقائد رکھنے اور لکھنے والا بے شک کافر اور مرتد ہے۔ اور کفار اور بے دینوں کے اقوال کی رو کے لئے نقل کرنے والا شخص پکا دیندار مسلمان ہے۔ آپ کے خیال کے مطابق وہ تمام علماء ربانی جنہوں نے اپنی کتابوں میں کلمات کفر کے باب لکھے ہیں۔ کافر ہیں۔ مگر اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں رہا۔ کہ آپ ضرور مسلمانی سے نکل گئے۔ کیونکہ آپ نے خود ان کلمات کو لکھا۔ اور عقیدہ بھی آپ کا وہی ہے۔ جن کی آپنے نقل کی ہے۔ اپنے ہی قول اور اقرار سے آپ اسلام سے خارج ہو گئے۔ چاہ کن را چاہ در پیش:۔ دیکھئے قران شریف میں اللہ تعالیٰ فرعون لعین کے قول کی نقل فرماتا ہے:۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی میں تمہارا رب سے بڑا رب ہوں پھر کفار کا قول ہے۔ قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ۔ کافروں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تین میں ایک ہے۔ اسی طرح نصاریٰ کا قول ہے۔ ان اللہ ھو المسیح ابن مریم اور قالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ اور قالت الیھود عزیر ابن اللہ یعنی تحقیق اللہ مسیح ابن مریم ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کا بیٹا ہے اور وہ قالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا یعنی کفار نے

کہا کہ اپنے معبودوں بتوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ چھوڑ و ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسر (بتوں) کو یعنی ان پانچ بتوں کی پوجا کرنا چھوڑو۔ جو ہمارے خدا ہیں۔ اسی طرح اور بہت سی کفار کی کلام کی نقل قرآن شریف میں موجود ہے ٭ دیکھئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اب تک قرآن شریف کی تلاوت کرنے والے اور لکھنے والے آپ کے نزدیک سب کے سب مسلمانی سے نکل گئے۔ سبحان اللہ! آپ کی فہمید اور علمیت دینی۔ آپ کو جامع ازہر مصر کا پروفیسر بننا چاہئے۔ مگر افسوس کہ آپ کے ایسے علم کی قدر دانی نہیں۔ دس بارہ روپیہ کی مدرسی بھی بڑی مشکل سے دستیاب ہوئی۔ وہ بھی ریش مبارک کی صفائی کروا کر۔ یا مولانا عبدالحمید صاحب کے وضعی سارٹیفکٹ پر٭

سوال (۱۳) ہر مخلوق کی طرح قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں بھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ شامل کرتے ہیں۔ یا نہیں: (۱) انسان بڑا ہی جلد باز ہے٭ (۲) انسان بڑا ہی ناشکرہ ہے٭ (۳) انسان بڑا ہی جاہل ہے٭ بلفظہٖ؟

جواب (۱۳) ہم ان آیات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل نہیں کرتے بلکہ جس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان آیات میں شامل ہیں۔ وہ ہمارے مسلمانان اہلسنت وجماعت کے نزدیک مردود کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیں۔ اور جلد باز، ناشکرہ اور جاہل بنا دیا۔ ایسے مردود کی توبہ بھی قبول نہیں وہ واجب القتل ہے۔ سنئے۔ آپ نے ان تین چار آیات کا ترجمہ کیا ہے۔ (۱) وکان الانسان عجولاً٭ ان الانسان لکفور (۳) وکان الانسان کفورًا۔ (۴) وحملها الانسان انه کان ظلوماً جهولاً٭ اب سنئے ان آیات میں لفظ انسان میں کون کون داخل ہیں۔ اگر بڑی تفاسیر پر دسترس نہ ہو۔ تو تفسیر حسینی ہی دیکھ لیجئے۔ جو سب جگہ مل سکتی ہے۔ پہلی آیت شریف میں لفظ انسان میں نضر بن حارث ہے۔ جو خدا سے عذاب جلدی مانگتا تھا اور کہتا تھا۔ امطر علینا حجارة من السماء۔ ہمارے پر آسمان سے پتھر برسا۔ اور دوسری اور تیسری آیات میں لفظ انسان میں کفار داخل ہیں۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورہ حج اور چوتھی آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ کہ انسان بڑا ہی جاہل ہے"۔ یہ آیت شریف سورہ احزاب میں ہے۔ اور آیت شریف کا شروع اس طرح ہے انا عرضنا الامانة الایة۔ ہے۔ اور ترجمہ اس کا اس طرح پر ہے ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں

اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر سب نے انکار کیا۔ اور انسان نے اس کو اٹھالیا۔ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا نادان تھا۔ اور آپ نے اپنی وہابیت کی تعلیم اور دینی تفہیم سے اس کا ترجمہ کیا ہے: "انسان بڑا ہی جاہل ہے" یہ آپ کا دیوبندی خانہ زاد گستاخانہ و اہانتانہ ترجمہ ہے۔ جو بے ادبی اور نامرادی آپ لوگوں کے جسم میں شیطان نے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جو کچھ دل یا زبان سے نکلے گا وہ گالی کے لہجہ میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ایسا ہی نکلے گا۔ جو نرا کفر ہی کفر اور ارتداد ہو: اس آیت شریف کی تفسیریں مفسرین نے بہت کی ہیں لیکن بالاتفاق اس میں لفظ انسان میں حضرت آدم علیہ السلام ہی کو داخل کیا ہے۔ اول الذکر آیات کفار کے حق میں ہیں اور مؤخر الذکر آیت شریف حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں ہے۔ لیکن آپ کی علمیت دینی اور فہمیہ کی اہمیت و ملحدیت و زندیقیت ہے۔ کہ ہر چار آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل کر رہے ہے۔ آلہی تو منتقم حقیقی ہے۔ اگر ان لوگوں کی حالت یہی ہے۔ تو قیامت قریب ہے مسلمانو دیکھو یہ لوگ کس بے باکی اور شوخ چشمی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین میں دریدہ دہنی کر رہے ہیں۔ صریح گالیاں دے رہے ہیں۔ تاہم پکے مسلمان اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے ہیں بلکہ علمائے حرمین شریفین سے افضل ہونے کا دعوئی کر رہے ہیں۔ یہاں تک ہی بس نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا شاگرد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات والخزعبلات:

میں کہتا ہوں کہ لفظ انسان قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے جدا جدا معنوں اور مطلب پر وارد ہوا ہے۔ چنانچہ سورہ الرحمن میں ہے۔ خلق الانسان ۵ علمہ البیان ۵ اس لفظ میں ہر انسان داخل نہیں ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہیں یعنی آدم علیہ السلام کو تمام اسمار سکھلا دیئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم سکھلا دیئے اور جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہو گا سب کچھ تعلیم فرما دیا چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ عملت علم الاولین والاخرین۔ مگر دیوبندی وہابیوں نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور سب و شتم کرنے پر قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ اور اپنے امام الطائفہ دیوبندی مولویوں کی حمایت بیجا پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ ان کی عبارتوں اور گالیوں اور گستاخیوں کی تاویلیں بیہودہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ جیسے مولوی جو دے کر پڑھے ہو قرآن شریف کی وہ آیات جو کفار کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ (ہائے غضب!!) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علو شان پر چسپاں کرتے ہیں۔ واہ مسلمانی یا بے ایمانی:

اس کے متعلق عقیدہ نمبر۳ میں بھی لکھا جاچکا ہے۔ جس سے تم لوگوں کی علمی قابلیت معلوم ہوتی ہے

سوال (۱۴) معراج شریف میں ہر آسمان کے فرشتوں نے قیام تعظیمی کیا ہے یا نہیں۔ اگر کیا ہے تو ذکر معراج شریف کے وقت سات دفعہ قیام کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب (۱۴) واہ واعظ صاحب! آپ کے سوالات لایخل ہیں۔ اس کا جواب آپ کے سوال نمبر۱ میں لکھا جاچکا ہے۔ کہ علمائے کرام امت محمدیہ اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق اور اجماع ہوچکا ہے کہ محفل مولود شریف میں قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت کیا جائے۔ اور تمام بلاد اسلامیہ وغیر اسلامیہ بالخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں یہی معمول ہے جس کا مفصل بیان آپ کے عقیدہ نمبر۱۹ بحث میلاد شریف وقیام میں ہوچکا ہے۔ باقی رہا آسمان والوں فرشتوں کا حضور کیلئے قیام کرنا۔ یہ ان کی سعادت اور محبت کا ثمرہ ہے۔ جو ان کو اس کا فخر حاصل ہوا لیکن زمین والے مسلمانوں پر یہ فضل وکرم دوامی ہوا کہ وہ ہر مجلس میلاد شریف میں قیام تعظیم رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے رہیں۔ اور منافق لوگ عداوت کی شقاوت اور سفاہت کی عداوت میں مرتے رہیں۔ فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر کی تمیز کرتے رہیں۔ اللہ پاک تیرا شکر ہے۔ کہ تو نے اپنے مولودیوں میں پیدا فرمایا۔ الحمدللہ علے ذالک

سوال (۱۵) قاضی صاحب نے عدالت میں لکھوایا ہے۔ میں صرف دو ہی نمازیں مسجد میں پڑھتا ہوں اور باقی تین گھر میں۔ فرمایئے کیا تارک جماعت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمراہ، فاسق، منافق نہیں فرمایا؟

جواب (۱۵) آپ کو دینی واقفیت میں کمال ہے۔ اور علمی لیاقت بے مثال ہے۔ یہ اس لئے کہ آپ نے کسی دینی عالم سے کچھ نہیں پڑھا۔ صرف مولانا عبدالحمید صاحب مفتی لودھیانہ سے فرضی سارٹیفکیٹ ملازمت کے لئے حاصل کیا تھا۔ اور پھر انہیں کا مقابلہ کرنے لگ گئے۔ سچ فرمایا حضرت بلبل شیراز جناب شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ؎

کس نیاموخت علم تیر از من　　　که مرا عاقبت نشانه نه کرد

اچھا فرمایئے! وہ کونسی حدیث شریف ہے۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں نماز عذر سے پڑھے۔ وہ گمراہ فاسق اور منافق ہے۔ اس حدیث شریف کا پتہ دیجئے۔ اور اگر کہو کہ تارک جماعت کے لئے یہ حکم ہے تو میں کہتا ہوں۔ کہ اس کی بھی حدیث شریف پیش کیجئے۔ جو ہرگز پیش نہ کرسکو گے۔ بلکہ منافق اور فاسق اور گمراہ لوگ وہ ہیں جو

جھوٹی حدیثیں بنا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر بہتان لگاتے ہیں۔ جن کے حق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من کذب علی متعمد افلیتبوأ مقعدہ من النار یا دوسرا فقرہ فجزاہ جہنم ٭ اہلسنت وجماعت کے مذہب میں جماعت کو واجب یا سنت مؤکدہ لکھا ہے تارک اس کا جب تک کہ بلا عذر اس کا عقیدہ جماعت کے سنت مؤکدہ کا نہ ہو گنہگار نہیں۔ ورنہ عذرات شرعی سے جماعت میں داخل نہ ہونے سے وہ حکم ساقط ہو جاتا ہے۔ دیکھو ردالمختار شامی میں ہے۔ شرعی عذرات یہ ہیں۔ بیماری۔ اپاہج۔ مینہ یا کیچڑ کا ہونا۔ شدت کی سردی سخت اندھیرا ہونا۔ رات کو آندھی چلنا۔ اپنے مال پر چوروں کا ڈر ہونا۔ قافلے کا چلا جانا مریض کی خدمت کرنا۔ کھانے کا سامنے آنا بھوک کے وقت۔ علم فقہ کی مشغولی اور شیخوخیت ان عذرات شرعیہ سے جماعت کا حکم ساقط ہو گیا ٭ ہاں! منافق اور فاسق وہ شخص ضرور ہے جو دنیا کمانے اور روٹی کے لالچ دس بارہ روپیہ ماہوار کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاڑھی کو منڈوالے یا کترائے اور خشخاشی کرالے۔ اور حجام پر الزام لگائے اور منہ چھپائے ٭

مولوی اکبر حسین کا مدرسہ کی نوکری کیلئے اپنی لمبی ڈاڑھی کو کتروانا

آپ کو یاد ہے کہ ایک دن خان بہادر محمد بہرام خانصاحب پنشنر کے مکان بیٹھک کے اندر حقام لودھیانہ آپ آئے۔ اور میں وہاں پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ نے اپنے منہ کو اپنی دستار کے شملہ سے ڈھانپا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں مولوی جی آپ کے منہ میں درد ہوتا ہے؟ تب آپ نے کہا کہ ہاں درد ہوتا ہے۔ لیکن جب میں نے آپکے شملہ کو آپکے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے ہٹایا تو آپ کی لمبی ڈاڑھی کو خشخاشی پایا جو پہلے اس سے ایک بالشت اور دو انگشت تھی۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ مولویوں کی حالت ہے۔ تب آپ بہت شرمندہ ہوئے۔ اور کہا کہ حجام بد لگام نے غلطی سے میری ڈاڑھی کتر ڈالی۔ کذب پر کذب۔ کیوں مولوی جی احادیث اور کتب فقہ میں حد شرعی کے خلاف ڈاڑھی کتروانے والا فاسق اور منافق ہے۔ یا نہیں۔ اور پھر جبکہ مدرسہ کی نوکری کیلئے جو ان دنوں میں گورنمنٹ سکول میں صرف نوکری کی امیدواری تھی۔ ایسے لوگ ضرور منافق ہیں ٭ میں تو بوجہ مشغولیت و مصروفیت علم دین و تردید فرق مذاہب باطلہ وہابیہ مرزائیہ کے دو وقت یا زیادہ اپنے مذہب کی مسجد میں وجود کم

۱ہ ہاں درد ہوتا ہے الخ نرا جھوٹ تھا۔ پھر حجام پر الزام لگایا۔ وہ بھی جھوٹ۔ حالانکہ نہ کوئی درد تھا۔ نہ حجام کی غلطی تھی۔ مگر ہاں مولوی جی جھوٹ کے عادی اور بموجب حدیث شریف منافق ہیں۔ اور ڈاڑھی کتروانے سے ڈبل منافق۔ اور وہابیہ عقائد سے ڈبل کفر ۱۲ منہ

میرے مکان سے دور ہے۔ باجماعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن آپ کہئے کہ بحالت امیدواری اضطراری اور بے قراری مدرسہ سرکاری میں ایک وقت کی جماعت بھی نصیب میں نہیں۔ بلکہ سرے سے نمازیں ہی چٹ ہیں۔ پھر وہی آیت شریف یقولون جافوا ھم مالیس فی قلوبھم آپ پر وارد ہے ؛

سوال (۱۶) قاضی صاحب نے عدالت میں شاہ اسحٰق صاحب دہلوی نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز رضا محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور تمام علمائے دیوبند مثل مولانا قاسم علی و محمود حسن و رشید احمد و خلیل احمد و محمد اشرف علی صاحبان (ہمیشہ رہیں برکتیں انکی) کو کافر اور سنت و جماعت سے خارج بتاتا ہوں لکھایا ہے۔ کیا آپ اس بیان کیساتھ متفق ہیں۔ اگر نہیں تو پھر قاضی صاحب کے حق میں شرعاً کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟

جواب (۱۶) میں نے جو کچھ کچہری میں لکھوایا ہے وہ صحیح ہے۔ ہاں کچہری میں تو میں نے لکھوایا تھا۔ کہ دیوبندیوں کو میں اہلسنت وجماعت سے خارج سمجھتا ہوں لیکن انکی تکفیر میں فتاوے حرمین شریفین سے ہو چکے ہیں وہ صحیح ہیں۔ اور اب جو میں نے اپنی کتاب میں تحقیقات کی ہے۔ اس سے اور بھی صاف ہو گیا ہے کہ واقعی وہ جن کے عقائد فہرست مشتہرہ اور میری اس کتاب میں درج ہیں۔ واقعی کافر ہیں۔ اور جو شخص ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور یہی فتاوی عرب و عجم کے ہیں ؛

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اور آپ کے مولوی گالیاں دیں، توہین کریں عیب لگائیں تب تو آپ لوگوں کی خوشی ہو۔ اور جب ان کے کفر و ارتداد کو ان کی تحریروں۔ اور کتابوں اور فتووں سے ظاہر کیا جائے۔ تو آپ کے گھر میں ماتم ہو جائے۔ اور نوحہ کرنے لگ جائیں آپ ان کے مسلمان بنانے کی فکر کریں۔ یا خدا توفیق دے تو خود مسلمان بن جاؤ۔ ورنہ روز حشر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جہنمیوں میں دھتکارے جاؤ گے ؛

سوال (۱۷) جو شخص باوجود نقشبندی اور حنفی ہونے کے قیام میلاد کو ضروری جاننے اور تارک قیام پر ملامت کرے اسکے پیچھے نماز ناجائز سمجھے۔ اور ہر مجلس میلاد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننے اور آپکے عالم الغیب ہونیکا اعتقاد رکھے۔ ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے

جواب (۱۷) تمام سنی حنفی نقشبندی قادری چشتی سہروردی اور مالکی شافعی حنبلی میلاد شریف اور قیام کو مستحسن اور فرض کفایہ جانتے ہیں۔ اور بعض نے سنت اور واجب اور فرض کفایہ لکھا ہے جو اپنی جگہ بحث میلاد شریف میں درج ہو چکا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا پکا مسلمان اور پکا باایمان وایقان سنی حنفی اور محب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہی شرعاً اس کیلئے حکم ہے ؛

سوال (۱۸) علم غیب کی کیا تعریف ہے؟

جواب (۱۸) علم غیب کی تعریف بحوالہ کتب معتبرات علم غیب کی بحث میں مفصل ہو چکی ہے۔ زیادہ تکرار کرنا باعث طوالت ہے۔

قولہٗ نوٹ:- ان مطالبات کے جواب دینے کا مولانا عبد الحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ نے ہفتہ عشرہ کا وعدہ فرمایا تھا۔ تاہنوز جواب سے ممنون نہیں فرمایا۔ منتظر ہوں۔ اکبر حسین ساڈھوروی ٭

اقول نوٹ:- مولانا صاحب موصوف کا ایسے ایسے مطالبات کی طرف رجوع کرنا اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا تصور فرماتے ہیں۔ لیجئے۔ آپ کے مطالبات پورے ہو چکے۔ ان کو مولانا صاحب کی طرف سے ہی سمجھ کر اپنی تسکین کریں۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار میں ہے۔ جو لوگ خداوند تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور اپنے مرشدوں کے حکم کو نہیں مانتے وہ ہماری تحریر کو کب ماننے لگے۔ خیر مانیں یا نہ مانیں لیکن میں تو اپنے خاص سنی حنفی بھائیوں کی تقویت کیلئے لکھ چکا ہوں۔ اور اگر کسی وہابی کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق رفیق کرے تو کیا بعید ہے۔ اور لفظ "تاہنوز" کا لکھنا آپ کی علمیت کی قلعی کھول کر داد دے رہا ہے۔ ٭

مولوی اکبر حسین کے نام کی تشریح اور ان کا شجرہ نسب

آپ نے اپنا نام اکبر حسین لکھا ہے۔ یہ ساڈھورہ کے سادات میں رہنے کا موجب ہے۔ اکبر حسین کے معنے سب سے بڑا حسین کے ہے۔ کیا آپ سب سے بڑے حسین ہیں۔ تمام مسلمانوں سنی اور شیعوں میں سب سے بڑے حسین تو سید الشہدا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کو اس سے کیا نسبت۔ در اصل یہ بھی ایک قسم کی گستاخی ہے۔ مگر آپ کو اس کی پرواہ نہیں۔ کاش اگر اپنا نام اصغر حسین رکھتے تو شاید اچھا ہوتا یا کیا صرف اکبر نام کافی نہ تھا۔ جو آپ کے ماں باپ نے رکھا تھا۔ یہ اثر سادات ساڈھورہ کا ہے جن میں آپ اکثر رہے ہیں اور یہ بھی بات ہے کہ جن لوگوں کا عقیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا بھائی یا بڑا بھائی کہنے لکھنے اور سمجھنے کا ہے۔ وہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کو اپنا بڑا کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ٭ دوسرا غضب آپ کی طرف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے آپ کو قوم سید بتلاتے اور لکھواتے ہیں۔ حالانکہ میں خود اور اکثر لودھیانہ کے باشندگان آپ کی قوم یا ذات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور آپ کے قریبی رشتہ دار موضع گل میں جو لودھیانہ سے قریب چار کوس کے ہے رہتے ہیں یعنی آپ کا پھوپھا مسمی پیر بخش (بقول آپ کے شرکیہ نام ہے) اور مسماۃ چاگاں آپ کی پھوپھی قوم

جولاہا اس وقت موضع گل میں موجود ہیں۔ اور پیر بخش کا ایک بڑا لڑکا نور بخش نابینا ہے اور دوسرا چھوٹا لڑکا جس کا منشی ہے۔ وہ گاؤں کی بکریاں چراتا ہے۔ اور آپ کا والد مسمی نواب تھا۔ اور آپ کے دو بھائی امیر اور وزیر نامی بھی تھے جو مر گئے۔ اور آپ کے باپ نے آپ کا نام تفولاً اکبر رکھا تھا۔ یعنی نواب باپ کا نام اور اس کے تین لڑکے امیر۔ وزیر۔ اکبر ہوئے۔ گویا نواب نے سلطنت کے عہدے اور ارکان گھر میں تقسیم کر لئے۔ اور آپ کا نام اکبر۔ اکبر بادشاہ کے نام پر رکھا۔ تاکہ مغلیہ سلطنت کی فال آپ پر قائم کی جائے چھپکلی کو محلوں کی خواہیں۔ اور آپ کا تایا مہتاب نامی تھا جو فوت ہو گیا۔ اور آپ کے دادا کا نام غوثا اور پڑدادا کا نام چراغا تھا جو جولاہے کپڑا بافی کیا کرتے تھے۔ سرمکھ سنگھ نمبردار وغیرہ سابق نمبردار اور ماڑا وغیرہ چوکیدار اس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کا کوئی مکان یا چھپر تک اس گاؤں گل میں اس وقت نہیں۔ اگرچہ آپ اسی جگہ کے باشندے ہیں۔ باوجود اس کے آپ نے اب مدرسہ کی ملازمت کے وقت اپنی قوم سید لکھوائی ہے اور اپنی تاریخ پیدائش سنہ ۱۸۸۳ء لکھوائی ہے۔ جو نرا جھوٹ ہے۔ اور حدیث میں داخل و خارج نسب پر لعنت وارد ہے زمانہ قریب قیامت ہے جو چاہیے بن جائیے۔ کیا روک ہے۔ مگر اس قدر چھلانگ کہ سوائے سید بننے کے اور کوئی قوم نیچے کی پسند ہی نہ آئی۔ ایسے کودے کہ سید ہی بن کر رہے۔ یہ بھی سادات ساڈھورہ کی صحبت کا اثر ہے۔ اس لئے کہ مجاوروں کے گھر میں شادی بھی ہو گئی۔ خدا کی شان ہے جب کوئی جولاہا دولتمند اور مالدار ہو گیا وہ سید بن گیا۔ یا کچھ تھوڑا بہت پڑھ گیا تو وہ بھی سید بن گیا۔ کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے سہ

سال اول جلاہک بودم سال دوئم شیخ شدم غلہ چوں ارزاں شود امسال سید می شوم

لیجئے! جو چاہیے بن جائیے۔ میں آپ کے اس دروغ بے فروغ اور دھوکہ دہی کی اطلاع سررشتہ تعلیم میں نہیں کرتا۔ مجھے کیا۔ البتہ آپ کا تورع اور تقوے جتلانا تھا جو صحیح صحیح عرض کر دیا زیادہ زیادہ ﴿ لیجئے مفتی جی! آپ کے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا۔ اور اس کے پورا ہونے کی تواریخ اس طرح پیدا ہوئی ﴿

پہلی تاریخ۔ انوار آفتاب صداقت ... ... سنہ ۱۳۳۷ھ

دوسری تاریخ۔ اثبات عقائد معیوب وہابیہ دیوبندیہ ... ... سنہ ۱۳۳۷ھ

تیسری تاریخ۔ آئینہ اثبات عقاید باطل وہابیہ دیوبندیہ ... ... سنہ ۱۳۳۷ھ

چوتھی تاریخ۔ صمصام فضل باہلاک دہابیہ حل ... ... سنہ ۱۳۳۷ھ

پانچواں تاریخی نام۔ قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین وہابین ... ... سنہ ۱۳۳۷ھ

چھٹا تاریخی نام۔ قاضی فضل احمد کا وہابی ... ... سنہ ۱۹۱۹ عیسوی

یہ چھ تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں۔ اور بس

چاشنی طبع کے لئے صرف ایک غزل اور ندیہ ہے

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے
حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجئے
اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے
کیجئے چرچہ انہیں کا صبح و شام جانِ کافر پر قیامت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالمو محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجئے
والضحیٰ حجرات۔ الم نشرح سے پھر مومنوں اتمام حجت کیجئے
بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجاؤ استعانت کیجئے
یارسول اللہ دہائی آپ کی گوشمالِ اہل بدعت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے
یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہے اولیا کو حکم نصرت کیجئے
میرے آقا حضرت اچھے میاں ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

(باب بست و دوم)

وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً اور وہابی کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا

مفتی جی لدھیسی نے اپنے اعتراضات اور جوابات میں اس بات کی ناراضگی ظاہر فرمائی ہے کہ ہم

وہابی کیوں کہا گیا۔ اس لئے انہوں نے مجھے خارجی معتزلہ۔ کافر و مشرک وغیرہ خطاب دیا ہے۔ اسلئے اس امر کو صاف کرنا ضروری ہے۔ کہ کون لوگ وہابی ہیں۔ اور کب سے ان کا خروج ہوا۔ اور ہندوستان میں کب سے وہابیت آئی آپ کو معلوم ہوگا کہ میں نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ایک تو غیر مقلد وہابی۔ اور دوسرے مقلد وہابی۔ جو تقلید کی آڑ میں ہمارے لئے مار آستین کا کام دیتے ہیں کیونکہ غیر مقلد وہابیہ تو اپنے افعال انکار تقلید شخصی اور رفع یدین اور آمین بالجہر اور ٹانگیں چیر کر کھڑے ہونے اور پہلوانوں کی طرح تھاپی مار کر سینہ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی علامات سے ظاہر ہیں۔ لیکن دوسری قسم کے وہابی وہ ہیں۔ کہ جب تک انکا عقیدہ معلوم نہ ہو تب تک شناخت میں آنا مشکل ہے۔ اور یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو اہلسنت وجماعت ہیں نہایت مضر اور موذی ہیں۔ اس لئے میں چند کتب معتبرات تاریخی سے دکھلاتا ہوں۔ کہ وہابی فرقہ کب سے پیدا ہوا اور ہمارے ہندوستان اور پنجاب میں کیسے پہنچا۔ نیز ان کے خیالات گورنمنٹ برطانیہ سے کیسے ہیں حیرت تجربہ کی بات ہے کہ سب سے پہلے اہلسنت وجماعت ان وہابیوں کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی نسبت سے وہابی کہتے تھے۔ اور ان کے حالات گورنمنٹ انگلشیہ کے خلاف معلوم ہوئے۔ تو گورنمنٹ کو انکی خبر پہنچنے لگی۔ اس پر ان کی نگرانی اور نگہداشت ہونے لگی۔ تو انہوں نے اس کی صفائی میں اپنے رسالوں اور کتابوں اور نظموں میں یوں۔ اور لکھنے لگے ؎

وہابی کا معنے ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھا ہے شیطان والا

یعنے اپنے آپ کو اللہ والے کہنے لگے۔ اور وہاب کے لفظ سے یاء نسبتی ہے۔ اور دوسرے لوگ جو عبدالوہاب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ وہ شیطان والے ہیں۔ لیکن تاہم ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اور یہ قوم مشکوک متصور ہوئی۔ تب انہوں نے اپنے آپ کو موحد کہنا شروع کیا۔ لیکن مسلمانوں نے کہا کہ اب یہ لوگ موحد بنتے ہیں۔ سو موحد ایک جاننے والے کو کہتے ہیں۔ جو صرف خدا ہی کو ملنے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منکر ہو۔ تب انہوں نے اس شک کو رفع کرنے کی غرض سے اس نام سے بھی روگردانی کر کے اپنا نام محمدی رکھا تب مسلمانوں نے کہا۔ ہاں بے شک یہ لوگ محمدی ہیں۔ محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں۔ اس کے ساتھ نسبت ہے۔ اس لئے ضرور یہ لوگ محمدی ہیں۔ جب یہ بات ان کو معلوم ہوئی۔ تب سے انہوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھا لیا۔ جو اب تک جاری ہے یہ وہ لوگ ہیں۔ جو خالص غیر مقلد وہابی ہیں۔ لیکن اب بھی مسلمان لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ اہلحدیث صرف حدیث کو مانتے ہیں۔ اور قرآن شریف کی پرواہ نہیں۔ یعنی حدیث بخاری کو قرآن شریف

پر مقدم کرتے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں حکم ہے کہ جس وقت قرآن شریف کی قرأۃ ہو تو تم چپ اور خاموش ہو کر سنو (نماز غیر نماز دونوں میں) لیکن اسکو قبول نہیں کرتے۔ اور حدیث بخاری پر عمل کر کے قرآن شریف امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں حکم ہے کہ آمین آہستہ اور خفیہ کہو۔ مگر یہ لوگ اسکو تسلیم نہ کر کے آمین بالجہر پکارتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح کے اور مسائل ہیں جن میں قرآن مجید پر حدیث شریف کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور دوسری شاخ وہابیہ کی وہ ہے جو مقلدین امام کہلا کر باقی تمام مسائل غیر یا کتاب ہدایہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور باہم دونوں متفق ہیں (۱) شرح تحفۂ محمدیہ فی رد فرقہ مرتدیہ مصنفہ مولٰنا اشرف علی صاحب گلشن آبادی جو مطبع فتح الکریم بمبئی میں سنہ ۱۲۹۹ ہجری میں طبع ہو کر شائع ہوئی صفحہ ۳ سے اتک: بیان نو پیدا ہونا فرقہ وہابیہ کا۔ جاننا چاہیئے۔ کہ سنہ ۷۰۰ ہجری میں حنبلی مذہب سے ایک شخص ابن تیمیہ نامی گمراہ بد مذہب نکلا تھا۔ بدی کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھہراتا تھا چنانچہ انکار شفاعت کا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جس کے باب میں اذن دیگا اسی کی شفاعت کریں گے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کیلئے سفر حرام ہے۔ اور توسل و استمداد اولیاء اللہ سے ممنوع ہے وغیرہ۔ اور بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ اور بادشاہ تک اس کی خبر پہنچی۔ ابن تیمیہ جیل میں قید کیا گیا۔ اور یہ حکم جاری ہوا کہ من کان علےٰ عقیدۃ ابن تیمیۃ حل مالہ ودمہ یعنی جو شخص ابن تیمیہ کا سا عقیدہ رکھے گا سو کافر ہے۔ اور اس کا مال اور خون قتل مسلمانوں پر حلال ہے۔ اسکے زمانہ بعد کے بعد عبدالوہاب پیدا ہوا۔ ملخصاً (۲) بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل اجل سیف اللہ المسلول مولانا مولوی فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ سنہ ۱۲۶۵ ہجری جس کا ترجمہ حضرت مولانا مولوی غلام قادر فاضل بھیروی علیہ الرحمۃ نے کیا۔ وھو ہذا: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نجد کے حق میں یہ فرمایا۔ ھناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطان (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے۔ اور یہاں شیطان کا گروہ پیدا ہوگا۔ اس پیشینگوئی کا ظہور اس طرح پر ہوا کہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری میں بسبب وفات سلطان عبدالحمید خان مرحوم (سلطان دوم) کے اور فساد قائم کرنے اس کے شہزادہ سلطان سلیم کے اور دیگر اور شورش باہمی وارثان سلطنت روم کے وہاں خلل اور فساد فتور برپا ہوا۔ اور سب صوبے سرکش اور باغی ہو گئے۔ اور آمدنی نذور و تحائف و واجب و خیرات جو اہل حرمین محترمین اور شریف مکہ کے واسطے سلطان کی جانب سے سال بسال آتے تھے سب مسدود ہو گئے۔ اور شان و شوکت شریف مکہ کی درہم برہم ہو گئی۔ اور ہر ایک جاہ طلب جو جمعیت رکھتا تھا۔ ملک گیری کے خیال میں لگا۔ چنانچہ عبدالوہاب نام کے قبائل نجد میں ممتاز اور مشار الیہ میں معتقد

وپیشوائے عام وخاص کا ہو رہا تھا۔ ریاست کے فکر میں لگا چونکہ حصول منصب ریاست بغیر سرمایہ نقود و اجناس مشکل ہے۔ لہذا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں اور دوستوں سے مشورہ کر کے استمزاج کیا کہ بغیر زر حصول ریاست کس طرح ہو۔ سب متفق الرائے ہوئے۔ کہ بجز حیلہ دینداری کے کوئی دوسری تدبیر نہیں اس حیلہ کے عوام الناس کی جمعیت کے زور سے اولاً حرمین پر کہ خزائن اور دفائن سے مملو اور مالا مال ہیں قبضہ کرنا مناسب ہے۔ بعد تسلط بر حرمین شریفین باقی بلاد اسلامی بسہولت مفتوح اور مسخر ہو جائیں گے۔ بعد قرارداد ہذا کے اس کے خاندان کے سب لوگ عوام الناس کو مرید بنانے لگے۔ اور علاوہ خلائق کو دام اطاعت اور انقیاد میں لاکر ۱۲۱۶ھ ہجری میں بیوم جمعہ مجمع عام کیا۔ اور امرا اور ارکان اطراف و جوانب کو حاضر کر کے یہ وعظ کیا۔ کہ شرع میں بادشاہ کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اقامت جمعہ و عید و عزل ونصب قاضیاں اور دادرسی مظلومان اور تنبیہہ ظالماں اور اجرائے حدود شرعیہ سب بادشاہ پر موقوف ہیں۔ اور سلطان روم کہ محض برائے نام بادشاہ ہے کچھ قوت اور شوکت نہیں رکھتا۔ اور خطبہ میں اسکا نام غازی وغیرہ لینا سراسر دروغ اور افترا ہے۔ اور عین خطبہ میں منبر پر دروغ کہنا مطلق حرام ہے اب لازم ہے کہ سب حاضرین متفق ہو کر ایک شخص کو بادشاہ مقرر کریں۔ اور اطاعت اسکی اپنے ذمہ واجب سمجھیں۔ مگر مجھکو معذور رکھیں۔ کیونکہ مجھکو دنیا کچھ رغبت نہیں ہے۔ خواص بولے کہ بجز ذات شریف کے دوسرا کوئی اس امر کے لائق نہیں۔ تب خود بدولت بولے کہ عالم مجبوری ہے۔ اب میں گروہ اہل اسلام کی مخالفت کس طرح کروں۔ مگر اس شرط پر منظور ہے کہ عقائد اور اعمال میں تم میرے مطیع رہو۔ آخر الامر سب کی بیعت لے کر امیر المومنین کا لقب پایا۔ اور اسی روز خطبہ میں بجائے نام سلطان روم کے اپنا نام درج کر دیا۔ اور دوسرے جمعہ قرب وجوار شہروں میں نام اس کا بجائے نام سلطان کے جاری ہو گیا۔ اور اپنا وطن کہ درعیہ نام رکھتا ہے۔ مقر امامت قرار دیا۔ اور تادم زیست خود اس سے وہاں سے حرکت اور جنبش نہ کی۔ اور بیٹوں اور پوتوں کو بلاد درعیہ وامصار میں معین اور مقرر کر کے بالقاب خلفائے راشدین موسوم کیا۔ اور قاضی اور مفتی ومحتسب مقامات مناسب میں تعین کر کے اشاعت عدل واحیاء دین میں مصروف ہوا۔ بعد از تمہید مقدمۃ الجیش مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہوا۔ یعنی حرمین شریفین کے خزائن کے غارت کرنے کی اسی طرح تیاری کی۔ کہ از ابتداء آغاز قرار داد امامت تا تسلط و انتظام ملکی کہ بوساطت ذریات ہوا خود بدولت اختراع مذہب جدید کہ مابین کفر و اسلام کے ہو۔ اور اہلسنت وجماعت اور سائر فرق اسلامی سے مباینت ومخالفت رکھتا ہو مصروف رہا چنانچہ مسائل متفرق مذاہب معتزلہ و خوارج وملاحدہ ظاہریہ اور دیگر اہل ہوا سے انتخاب کر کے اور چند مسائل طبع زاد ایجاد کر کے جملہ مسائل

مدلل بدلائل اور احادیث سے ایک کتاب تالیف کی جس کا مقدمہ ایزاد کرکے اور کچھ بسط و تفصیل سے تکمیل
کرکے اس کے بیٹے محمد نام نے اس کو کتاب التوحید سے موسوم کیا۔ اور اس کو دو باب پر منقسم کیا۔ پہلا باب
شرک کے رد میں۔ دوسرا باب بدعت کے رد میں۔ خلاصہ اس کتاب کا تکفیر و تفسیق تمام امت مرحومہ کے
چند نسخے اس کتاب کے اپنے خلفائے راشدین کو در اصل مارقین فی الدین یعنے خارجی اور زندیق تھے
ارسال کئے اور اسی اثناء میں خود بدولت دار البوار میں داخل ہوا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ بعد از تمہید مقدمہ
ہٰذا سعود نامسعود عاقبت نامحمود ۱۲۲۱ھ میں بہت سا لشکر ہمراہ لے کر عازم بیت اللہ کا ہوا۔ اہل حرم
اسکے اتباع سنت واشاعت عدل واحیاء دین کی خبر سن کر منتظر ملاقات کے ہوئے اور ہر چند قرب و
جوار کے لوگوں نے ان کا حال دیکھ بھال کر مکہ معظمہ میں افشاء راز کیا۔ شریف مکہ سے درخواست کی کہ ترکی
لشکر اور عربی بدوؤں کو بلا کر استحکام مکہ معظمہ کا کریں۔ شریف نے ایک نہ سنی۔ کہنے لگا معاذ اللہ میں ایسے
خانہ خدا کی ممانعت ومزاحمت کروں۔ بلکہ درخواست کرنے والوں کو زجر و توبیخ کی۔ ملتے میں سعود نامسعود
روانہ ہوا۔ پھر ارکان مکہ نے شریف سے کہا۔ کہ آپ کی غفلت کے سبب سے مکہ میں خونریزی ہوگی۔ شریف
نے یہی جواب دیا کہ متبعان سنت سے ایسی حرکات سرزد نہیں ہوتیں۔ اسی اثناء میں سعود کا لشکر
قرن المنازل میں پہنچا۔ (قرن المنازل میقات اہل نجد کا نام ہے) مکہ سے طرح دیکر طائف میں جاکر تمام
شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اور ارکان واعیان طائف کو کہلا بھیجا۔ کہ خلیفہ راشد براہ محبت دینی ملاقات کیلئے
تم کو یاد کرتا ہے۔ سب لوگ باطمینان تمام خوش وخرم باہر آئے مجرد پہنچنے کے ان کے سر تن سے جدا
کروادیئے۔ اور فوراً چار طرف سے شہر طائف پر یورش کا حکم دے دیا۔ زن ومرد۔ خورد و کلاں جو آگے آیا
سب کو تہ تیغ کیا۔ اور جو معاملہ ہلاکو خاں ملعون چنگیزی نے بغدادیوں سے اور یزیدیوں ملعونوں نے
مدینے والوں سے واقع حرہ میں کیا تھا اس سے چند گونہ زیادہ کیا۔ اور جملہ اسباب پر قبضہ کرکے چند
افسران برائے محافظت مال وہاں چھوڑ کر خود مکہ کو متوجہ ہوا۔ اب مصیبت زدگان بقیۃ السیف
طائف کے مکہ میں آکر شریف کو سرگذشت طائف کی سناتے ہیں۔ تو شریف کے پاس فوج کہاں۔ وقت
ہاتھ سے جاتا رہا۔ مکہ میں فوج فقط پانسو غلام تھے۔ اور اتنی فرصت نہیں کہ اطراف وجوانب سے مدد
بلا دے۔ اور کتاب التوحید قبل اس کے ایک دو روز مکہ معظمہ میں پہنچی تھی۔ اور علمائے مکہ نے فتوے
کفر اس طائفہ کا لکھا تھا۔ خدام حرم نے بازاریوں اور شہریوں کو مستعد مقابلہ کا کیا۔ اور شریف مکہ
کے غلام بھی ان سے متفق ہو کر شریف سے درخواست اجازت مقابلہ کی کرنے لگے اب شریف [illegible] ماجرا
طائف کا سن کر سراسیمہ وہراساں ہوا۔ اور اپنی غفلت پر شرمندہ ونادم اور [illegible]

کے نہایت ترساں ہوا۔ اور دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ شاید طائف والوں نے اسکا مقابلہ کیا ہو۔ جس کی پاداش ان کو ملی ہے۔ حرم میں خونریزی کیا نہ ہوگی۔ اب مجھکو بیت الحرام کے زائرین کیلئے حکم قتال کا دینا ناجائز ہے۔ اس حیص بیص میں خبر آئی کہ نجدی قتل عام اور غارت کرتے ہوئے حرم شریف کی حد سے تجاوز کر آئے ہیں۔ اور اب شریف کو ان خبیثوں کا خبث تیقن ہوا۔ اور بغیر فرار چارہ نہ دیکھا۔ افتاں خیزاں بہمراہی چند غلاماں جدہ کی راہ لی۔ وہاں جاکر متحصن ہوا۔ اور سعود نامسعود بے مقابلت شمزاحمت احدے چارطرف سے بکمال سفاکی و بے باکی اپنے ایمان کی آبرو گراتے ہوئے داخل حرم محترم ہوا زن و مرد وہاں کے چند پہاڑوں پر جاچھپے۔ اور چند کساں خانۂ خدا میں پناہ گیر ہوئے۔ ان اشقیاء نے متعلقین استار کعبہ اور پناہ گیراں قبہ چاہ زمزم اور حطیم اور مقام ابراہیم سے بلا پاسداری ان مقامات متبرکہ کے وہ معاملہ کیا۔ جس سے قلم لرزاں اور دل تپاں ہے۔ قفل خانہ کعبہ کا توڑ کر نذر و کعبہ کو کہ قبل از ابتداء ظہور خاتم النبیین تا اس وقت کوئی متعرض ان کا نہیں ہوا تھا۔ اور سب لوگ اس کی ترقی میں کوشش کیا کرتے تھے نکال لیا۔ اور اثاث البیت جملہ باشندگان مکہ کا اپنے تصرف میں لائے۔ اور حکم نافذ کیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے اتر کر اپنے گھروں میں آباد ہوں۔ مگر جس کے پاس اسلحہ و ساز جنگ پاویں گے۔ اس کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور اہلبیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امان نہ ہوگی۔ جہاں پاویں گے کام ان کا تمام کریں گے۔ اور ان کے وجود سے ہمارے دل میں دغدغہ فتنہ و فساد کا باقی ہے۔ پس جس کو طاقت فرار تھی۔ وہ تو آوارہ ہوگیا۔ اور جو ان کے ہاتھ آیا اس نے شربت شہادت پیا۔ بقیۃ السیف اپنے گھروں میں جب آئے تو گھروں کو اثاث البیت سے خالی و رفتہ پالیتے ہیں بڑے گروہ اہل ایمان حالے امت حضرت ختم مرسلاں یہ مقام عبرت ہے۔ جس جگہ جانوراں شکاری شکار کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہاں کی نباتات اور حیوانات کو کاٹنا اور ستانا حرام ہو۔ اور آدمی گناہ کے خیال پر وہاں ماخوذ ہو۔ اور بھیڑیا اگر کسی جانور کے پیچھے دوڑے۔ اور وہ جانور داخل حرم ہو جاوے تو وہ درندہ تعاقب اس کا چھوڑ دیتا ہے۔ اور داخل حد حرم نہیں ہوتا۔ اور پرندگان ہوا میں محاذی خانہ کعبہ کے پہنچتے ہی چپ و راست منحرف ہو جاتے ہیں اوپر سے نہیں گذرتے۔ ان شیاطین نے اس بقعہ شریفہ میں کیسے کیسے گناہ کئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؛ بعد فراغ اس مہم اہم سے اب قصد غارت مدینہ منورہ کا کیا۔ اثنائے راہ میں جو ملا اس کو شربت شہادت پلایا۔ وہاں جاکر قتل عام اور غارت تام اور ہدم آثار صحابہ و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کرکے قصد گرانے روضہ مقدس نبوی کا کیا۔ اور روضہ مقدس کا صنم اکبر یعنی بڑا بت نام رکھا۔ چند اوباش نے بآلات ہدم بنیت فاسدہ اس مقام پاک پر پہنچ کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہی ایک اژدہا نے عصائے موسٰی

(علیہ السلام) کی طرح ان فراعین ملاعین پر ایسا بھونکا را مارا کہ اکثر سوختہ و سیاہ ہو کر داخل جہنم ہوئے۔ اور انکی لاشہائے ناپاک سے ایسی بدبو پھیلی۔ کہ ان کے بقایائے ان کو غسل و کفن بھی نہ دیا۔ کتوں کی طرح شہر سے باہر ڈال دیئے گئے۔ الحاصل بعد تکمیل مراتب جور و ستم ایک کاردار با فواج ظلم وہاں چھوڑ کر اور تمام سامان ساتھ لے کر مکہ معظمہ کو واپس آکر اپنے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے۔ اور دیہات قرب و جوار مکہ معظمہ میں جو خالی از فوج تھے۔ سب کو لوٹا۔ مگر جدہ کا ارادہ نہ کیا کہ سب بدو وہاں جمع ہو گئے تھے اور سنہ ۱۲۲۳ھ میں جب سلطان محمود خاں غازی تخت نشین روم ہوا۔ ان کو کوچک[1] ابدال دجال کا حال دریافت کرکے محمد علی پاشا والی مصر کو فرمان بھیجا کہ ان کا تدارک واقعی کرے اور ان میں کسی متنفس کو زندہ نہ چھوڑے والی مصر نے ابراہیم پاشا کو بالشکر جرار آگن بوٹ پر سوار کرکے بندرگاہ جدہ کو روانہ کیا۔ اور ادھر فتوے علماء مکہ کا قبل از نزول بلا در باب تکفیر مصنف کتاب التوحید جس کا ترجمہ تقویۃ الایمان ہے۔ مرتب کیا گیا تھا۔ ان ملاعین کے ہاتھ آیا۔ دیکھتے ہی آگ بگولا ہو کر مفتیان فتویٰ کو حرم میں بلا کر سزا دینا شروع کیا۔ اور حضرت عمر عبد الرسول کہ مقتدا اہل مکہ تھے۔ ان کو بھی حاضر کیا۔ سعود مردود نے بطریق تمسخر ان سے کہا۔ السلام علیک یا شیخ مکہ حضرت نے فرمایا وعلیک یا شیخ نجد[2] سعود نا مسعود یہ بات سن کر برہم ہوا کہ مجھکو گالیاں دیتے ہو۔ شیخ نے فرمایا۔ تم نے مجھے میرے شہر کی طرف منسوب کیا۔ میں نے تجھے تیرے وطن کی طرف منسوب کیا۔ اور اس آیت پر عمل کیا۔ اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا یعنی جب تم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر دو۔ یا اس کو واپس کر دو۔ یہ ملعون بولا کہ یہ مہر تمہاری ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ برضا و رغبت خود بلا جبر و اکراہ فہمیدہ اور سنجیدہ میں نے مہر کی ہے ملعون بولا کس سبب ہماری تکفیر کا حکم دیا۔ شیخ بولا کتاب[3] التواہب اپنی لا۔ تا مفصلاً نشان دوں۔ کتاب مذکور شیخ کو دی۔ کتاب کھولتے ہی دیکھا۔ تو یہ نکلا۔ "یاد کرنا موتے کا خواہ نبی ہو یا ولی بغرض وقت زیارت قبور کے شرک ہے۔" شیخ نے فرمایا کہ اب اس عبارت کو سوچ کہ یہ عجیب شرک ہے کہ نماز میں داخل ہے السلام علیک ایہا النبی نماز میں پڑھتے ہو۔ اگر اب تجھکو کافر نہ کہیں تو کیا کہیں اور عقیدہ تیرا مسلم ہو تو کوئی متنفس تا صحابہ کفر سے نجات نہ پاوے گا۔ نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ اور عمدہ دلائل اور براہین سے ابطال خرافات قرن شیطان ثابت کرکے خارجی مردود کو ملزم کیا۔ سعود مردود طیش میں آکر بولا اے شیخ تو مخبوط العقل ہو گیا ہے۔ بے محابا ایسی کلام ہم سے کرتا ہے۔ ہماری شان

---

[1] کوچک ابدال یعنی سب سے چھوٹا مرید ۱۲ منہ [2] شیخ نجد شیطان کو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ [3] کتاب التوہب یعنی وہابیت کی کتاب جس کا نام کتاب التوحید رکھا ہے۔ ۱۲ منہ

وشوکت کو جانتا ہے کہ ابھی سزائے اعمال تجھے پہنچے۔ شیخ نے نعرہ مارا۔ یااحکم الحاکمین !!!! ابھی یہ کلام طے نہیں ہوئی تھی۔ کہ یکایک لوگوں میں چرچا ہوا کہ ابراہیم پاشا بندر ینبوع سے گزر کر بندر جدہ کو متوجہ ہے۔ اور یہی افواہ عوام الناس میں اڑ گئی۔ حتےٰ کہ مسعو مردود نے یہ کلام سنتے ہی مضطربانہ لشکر میں جا کر اپنا فکر کیا۔ اور حضرت شیخ اس کے ظلم سے محفوظ[۱] رہے۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اس وقت ابراہیم پاشا ینبوع سے کہ مکہ سے آٹھ دن کے فاصلے پر ہے گزرا تھا۔ اب یہ نہایت تعجب کا مقام ہے۔ کہ اتنے فاصلہ سے مکہ میں یہ خبر کس نے اڑائی تھی، (تعجب کی بات کوئی نہیں۔ یہ ادنےٰ کرامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔ دیکھئے) راقم الحروف فقیر قاضی فضل احمد کہتا ہے کہ شیخ کے کشفی نعرہ نے یہ خبر مکہ معظمہ میں خدا کے حکم سے ظالم کے ظلم سے شیخ علیہ الرحمۃ کے محفوظ رہنے کے لئے اڑائی گئی تھی۔ اور یہ کرامت بعینہٖ حضرت شیخ عمر علیہ الرحمۃ کی ہے۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خطبہ جمعہ کی آواز ساریہ کے لشکر میں جو دو سو کوس پر مدینہ شریف سے تھا پہنچائی گئی تھی۔ اور اس میں نکتہ یہ بھی ہے۔ کہ یہ بات ہر دو حضرات بزرگوں کے نام عمر رضی اللہ عنہ کے نام کی مناسبت سے ہے فقط ✦

دوسرے روز گروہ شیاطین جدہ کو روانہ ہو کر لب دریا خیمہ زن ہوا۔ اور اسی روز ابراہیم پاشا قبل از ورود گروہ شیاطین داخل قلعہ ہو گیا تھا۔ اور جہاز واپس کر دیا کہ امیر البحر کو حکم پہنچاویں کہ آدھی رات کے وقت ایک بندر پر کہ جدہ سے چھ کوس پر ہے فوج کو اتار کر مع سلے توپوں قبل از طلوع صبح بندر جدہ پر پہنچ کر اس گروہ شیاطین پر گولہ باری کرے۔ اور شباشب بطور ریلغار لشکر مخالف پر آدھی فوج سے شبخون ڈالے۔ اور آدھی فوج کو لشکر میں رکھے۔ جب کہ یہ گروہ شیاطین فرار ہوں۔ تو ان پر گراب مارے۔ الغرض آخر شب کو قلعہ سے چند توپیں اتاری تھیں۔ کہ ادھر سے امیر البحر نے شلک شروع کر دی۔ اور ادھر سے ابراہیم پاشا نے آتش باری ایسی کی کہ ان وحوش نے کبھی ایسا صدمہ نہیں دیکھا تھا۔ رد بفرار ہو گیا۔ ان کے خیمے چھوڑتے ہی ابراہیم پاشا نے جملہ ساز و سامان ان کا غارت کر کے تعاقب کیا۔ ان مرجوبین پر تین طرف سے گولہ باری ہونے لگی۔ ادھر ابراہیم کی ادھر امیر البحر کی ادھر فوج کمین گاہ کی۔ اور یہ فراعنہ ملاعنہ بعضے آگ کی راہ سے اور بعضے آب شور کے راہ سے واصل جہنم ہوئے۔ سورج نکلنے تک میدان صاف ہو گیا۔ سعود مردود با ناکساں معدود گریزاں افتاں و خیزاں نجد کا راہی ہوا بعدہٗ ابراہیم پاشا متوجہ مکہ معظمہ ہوا۔ اور ایک امیر طائف میں مقرر کیا۔ اور کچھ لشکر مدینہ منورہ کو روانہ کیا خود مکہ معظمہ میں پہنچ کر بعد ادائے عمرہ نجد میں جا کر کسی متنفس کو ان اشرار میں سے زندہ نہ چھوڑا۔ اسباب

---

[۱] محفوظ رہے۔ یہ کرامت ہے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی۔ ۱۲ منہ

وساماں جو کہ معظمہ مدینہ منورہ سے غارت کر کے لے گئے تھے ہر ایک مالک کو واپس کر دیا۔ اور علاوہ برآں جو اسباب نقد و جنس نجدیوں کا ہاتھ آیا باشندگان حرم شریف پر تقسیم کر دیا۔ اور جن مساجد کو ان خبیثوں نے مسمار کیا تھا۔ ان کے لئے حکم تعمیر کا فرمایا۔ انہیں ایام میں صحرائے بادیہ نشینیاں فرقہ زیدیہ نے جو ایک شعبہ شیعہ کا ہے۔ اور نواح بناور یمن میں آباد ہے۔ کتاب التوحید کے پہنچنے سے مذہب نجدیوں کا اختیار کر لیا چونکہ اس نواح میں بباعث ضعف حکومت بادشاہ صنعا کے ان بادیہ نشینیاں نے تجرو اختیار کیا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کو امیر المومنین مقرر کر کے مخاذ حدیدہ پر کہ بڑے بندر یمن کے ہیں۔ مسلمانوں سے قتال وجدال شروع کیا۔ بادشاہ صنعا نے سلطان روم کے یہاں عرضی کر کے استغاثہ کیا۔ وہاں سے بنام ابراہیم پاشا کہ ان ایام میں مقیم حجاز تھا حکم صادر ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے حسب الحکم سلطان مصر میں جا کر نجدیہ زیدیہ کی جمعیت کو متفرق کر دیا۔ پھر جب سلطان محمود غازی سلطان روم جوار رحمت الٰہی میں گئے۔ اور خلف الصدق ان کا سلطان عبد الحمید خاں زینت فرمائے اورنگ سلطنت کے ہوئے تو صوبیداران کو بعد از جد و کد مطیع و منقاد اپنا کیا۔ اور محمد علی پاشا کے تحت سوائے مصر کے اور کوئی ملک نہ رکھا۔ اور حکومت حجاز و یمن و نجد و شام وغیرہ کی اس سے انتزاع کر کے دوسرے پاشوں کو دیدی اسی اثناء میں فوج محمد علی کی یمن سے روانہ مصر کو ہوئی۔ اور ہنوز فوج سلطان یمن میں نہیں پہنچی کہ فرقہ زیدیہ نے نواح مخا و حدیدہ میں ایک شخص کو امیر المومنین کا خطاب دے کر اسی تیرہ تیرہ نجدیہ کو شعار اپنا بنا کر اور مخا و حدیدہ پر تاخت کر کے تجار غارت کئے۔ جب یہ فقیر یعنے مولانا فضل الرسول صاحب مغفور و مبرور وہاں پہنچا تو حکومت ان حضرات کی تھی۔ آدمی صحرائی نظم و نسق سے واقف فقیر کو امیر المومنین مخا نے علاج کے واسطے یاد کیا۔ مرض قرحہ مثانہ تھا۔ میرے علاج سے شفا پائی۔ اب سنا گیا کہ سلطانی فوج کے پہنچنے سے صحرائی صحرا کو چلے گئے۔ ایک فرقہ خارجیہ کہ بیاصیہ کہتے ہیں مسقط کی اطراف میں یہ مذہب اختیار کر کے ایک شخص کو امیر المومنین خطاب دے کر سرگرم قتل و غارت کا ہوا۔ چند جہاز حاجیوں کے اور تاجروں کے غارت کئے۔ دریائی راستہ میں بڑا فتنہ برپا کیا۔ امام مسقط سعید نام بڑا ہوشیار اور بے تعصب آدمی تھا اور روادار اذیت کسی متنفس رعیت و مسافر کا خواہ کسی ملت و مذہب کا ہو نہ ہوتا۔ انکی قرار واقعی تنبیہ میں ایسا لگا کہ اثر و نشان اس طائفہ کا وہاں نہ چھوڑا۔ الغرض آج بر عرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں بجز چند صحرائیوں زیدیہ کے کہ اطراف سواحل یمن میں نشان ان کا ہے۔ اور کوئی صاحب اس مذہب کا نہیں حرمین شریفین اور جملہ بلاد اسلامیہ متعلقہ ممالک روم و شام و مصر میں بغیر تقیہ گزران خبیثوں کا محال ہے۔ یہ کیفیت نجدیہ عرب کی بموجب تاریخ محمد بن نصر شامی کے مختصراً لکھی گئی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۲۷

۱۰ تک۔ شوارق صمدیہ۔ ترجمہ بوارق محمدیہ ؁

وہابیہ نجدیہ ہندوستان کے حالات

اب حقیقت شیوع اس فرقہ ضالہ کی خطہ ہندوستان میں یہ ہے۔ کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اخیر عمر میں اپنی سب جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو بکثرت تھی اپنی بیوی اور نواسوں کو ہبہ کر کے ان کو قابض اور متصرف کر گئے۔ اور مولوی اسمٰعیل برادر زادہ ان کا سر بسر ہو کر باتفاق مولوی عبدالحی داماد شاہ صاحب مرحوم کہ انہیں دنوں میں نوکری کچہری ضلع میرٹھ سے موقوف ہو کر دلی میں پہنچے تھے سید احمد مرید شاہ صاحب کو پیر و مرشد اپنا بنا کر سیر و سیاحت کرنے لگے۔ اور اپنے پیر و مرشد کے کمالات کے اظہار میں اس قدر مبالغہ کیا کہ اپنی کتاب صراط مستقیم میں ان کو مشابہ جناب رسالت مآب کے کیا۔ یعنی سید احمد جبلت اور فطرت میں مشابہ جناب رسالت مآب کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی سبب لوح فطرت ان کی نقوش علم رسمیہ اور تحریر و تقریر سے مصفی رہی ہے۔ اور ضمن بیعت شاہ صاحب کے کمالات طریقہ نبوت کے کہ مجملاً ان کی طبیعت میں پہلے ہی مندرج تھے۔ بہ تفصیل منتج تمام ہوئے اور مقامات ولایت بخوبی جلوہ گر ہوئے۔ اور ضمن خرما حضرت رسالت مآب نے اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو خواب میں کھلائے۔ بعدہٗ جناب ولایت مآب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بدست مبارک خود غسل دیا۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے لباس فاخرہ پہنایا۔ اس سبب سے کمالات طریقہ نبوت ان میں نہایت جلوہ گر ہوئے۔ اور حق تعالیٰ بلا واسطہ متکفل ان کے حال کا ہوا۔ حتی کہ ایک دن خدا تعالیٰ نے دایاں ہاتھ ان کا اپنے ہاتھ میں لے کر اور کچھ انوار قدسی پیش آنحضرت کے کر کے فرمایا۔ کہ تجھکو یہ دیا اور بہت کچھ دینگے حتی کہ ایک شخص بخواہش بیعت خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شاہ سید احمد صاحب نے جناب باری سے استفسار کیا۔ اس معاملہ میں آپ کو کیا منظور ہے۔ حضور سے حکم آیا جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ گو لکھو کھہا آدمی ہوں ہر ایک کو میں کفایت کروں گا۔ الخ۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۰ سے ۱۴ تک (صراط مستقیم کا مضمون) ؁ آخر سید احمد صاحب داعی اجل کو لبیک کہہ کر سدھارے اور اثنائے دورہ میں کتاب التوحید نجدیہ کی مولوی اسمٰعیل کے ملاحظہ میں گزری بحکم کل جدید لذیذ ہر نئی چیز مزیدار ہوتی ہے۔ پسند کیا۔ اور طرز وعظ کی اس پر ڈالی۔ اور بتصرف قلیل کتاب تقویۃ الایمان نام کر کے ہندی ترجمہ کر دیا۔ اور ان کے خلفاء اور احباء دور و نزدیک اس کو منتشر کر کے تحریک فساد کی کرنے لگے۔ اور ایمان اپنا اعتقاد کر کے اس کتاب پر منحصر کیا۔ اور اس کتاب کو فارق اور مابہ الامتیاز

کفر و ایمان کا اعتقاد کیا ع ہر کہ آمد براں مزید کرد اور ریہ اسمٰعیلیہ نے تو
کتاب مذکور پر بہت تفریعات استنباط کرنے شروع کر دیئے۔ اور تکفیر و تفسیق عامہ امت مرحومہ کے
اور سب و طعن و ہتک و توہین انبیاء و اولیا اس قدر شائع کی کہ حد و نہایت سے باہر ہے۔ اور وعظ کا
انہیں سیاہ اوراق ہندی زبان پر قرار دے کر مجلس وعظ کی گرم کر کے جو مسئلہ اس کتاب میں آگیا اس
کو کالوحی سمجھے۔ نقل اور سند کے محتاج نہ ہوئے۔ اور پوربی کہتے کہ علم حدیث و تفسیر و سیر میں چنداں
مہارت نہ رکھتے تھے۔ اور اس فن کی کتابیں بھی دستیاب ان کے نہ تھیں۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے
خاندان کا کمال علوم دینیہ میں مشہور تھا۔ اس سبب سے ان کو اس خارستان میں کھینچا اور بعضے متردد
ہوئے تو فقط اس خیال سے کہ یہ عقل باور نہیں کرتی کہ سب اکابر خلف و سلف سے کافر ہو جائیں۔ اور
اسلام صرف انہی طریقہ جدیدہ میں کہ صاحب اس طریقہ کا بھی قدیم طریقہ پر تھا۔ اور کتاب تقویۃ الایمان
و کتاب صراط مستقیم ہموزن کی تو اور زیادہ مرنجیدہ ہوئے۔ اور عقلمند یہ پڑھتے بیت

گہ بت شکنی دگاہ بمسجد زنی آتش — از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد

یا دہ شور با یا یہ بے نمکی۔ کجا وہ افراط اور کجا یہ تفریط۔ نعوذ باللہ من ہذہ الاباطیل والاغالیط ؂

جب دہلی میں دین جدیدہ کی نوبت پہنچی۔ تو ہزاروں آدمی مریدان و شاگردان مولوی شاہ
عبدالعزیز صاحب اور مولوی شاہ رفیع الدین صاحب اور مولوی شاہ عبدالقادر صاحب مولوی اسمٰعیل
کے دست بگریبان ہوئے۔ کہ ما و شما اساتذہ کے حضور میں متفق ہو کر ایسے کام کیا کرتے تھے۔ اور موجب
ثواب جانتے تھے۔ اور تم بھی فتوے دیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو تعلیم کرتے تھے۔ اس سفر میں وہ سب
شرک اور کفر ہو گئیں۔ اس کا باعث اور سبب بیان کرو۔ مولوی رشید الدین خاں صاحب نے کہ اس زمانہ
میں سب سے اولے اور افضل تھے۔ تخلیہ میں بذریعہ و بلا ذریعہ اسمٰعیل کو بہت سمجھایا کہ دین میں فساد
ڈالنا اور جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا قبیح ہے۔ اور واجب الترک اور مفروض الاجتناب۔ اگر دل میں کچھ
خلش ہے تو آؤ ما و شما و دیگر علماء و صلحا متفق ہو کر کتب دین کی طرف رجوع کریں اور احقاق حق قبول
کر لیں اور شقاق و نفاق کو جماعت مومنین سے استیصال کریں۔ اور لوائے اعانت و اشاعت سنت را
کہ اتباع سواد اعظم ہے بلند کریں۔ اور خاص و عام کو حق سے آگاہ کریں۔ مولوی عبدالحی اور مولوی
اسمٰعیل اس خوف سے کہ ہمارے عقائد فاسدہ طشت از بام نہ ہو جائیں۔ رو براہ نہ لائے۔ آخر مولوی رشید
الدین خاں صاحب نے سنہ ۱۲۴۰ھ ہجری میں باتفاق مولوی مخصوص اللہ اور مولوی موسیٰ خلف الرشید مولوی
شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم و دیگر علما بحضور عامہ اعیان و احاد علی روس الاشہاد بمجمع خاص و عام جامع

مسجد دہلی میں کیا۔ اور مسائل متنازعہ میں مباحثہ کر کے الزام دیا۔ اور ایسا مغلوب و عاجز کیا۔ کہ ان کی غلطی سب پر ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور نیز مولوی مفتی صدر الدین صاحب مرحوم فہمائش کر کے مولوی اسمٰعیل کو راہ راست پر لائے۔ اور ان سے اقرار کرا لیا کہ ہم نے اب تحقیق کی اور افراط تفریط کو چھوڑ سواد اعظم کے تخالف سے منہ موڑا۔ اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع و ذائع ہو گئی۔ مگر یہ حضرت بعد اقرار و اقبال کے پھر گئے۔ مگر فتوے مسائل نزاعیہ کا مہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا۔ اور انہیں ایام میں مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے اسمٰعیل پر تاخت کی یعنے شفاعت کے مقدمہ میں جو کچھ مولوی اسمٰعیل سے سرزد ہوا۔ اس پر گرفت کی۔ اسمٰعیل نے ابتدا اگر کچھ حرکت مذبوحی کی۔ انجام کار جواب سے عاجز ہوا۔ اور کتاب تحقیق الفتوے فی ابطال الطغوی (تصنیف مولانا فضل حق صاحب مرحوم) رافع جملہ اوہام مزین بمہر و دستخط علما اعلام اطراف و اکناف میں شائع ذائع ہو گئی۔ اس سبب سے شورش و طغیان اس عصیان کا کچھ کم ہوا۔ اور واعظین دین جدید نے بھی لگام توسن کلام کی کھینچی۔ اور مجلس وعظ میں بجائے شدت کے رفق اور لین کو کام فرمایا۔ اور قال و قیل میں باب تاویل کا مفتوح کیا۔ گویا یہ فتنہ بیخ سے برکندہ ہو گیا۔ اب اس دین جدید نے رنگ اور پیدا کیا۔ کہ مولوی اسمٰعیل نے وعظ غزا کا شروع کیا چونکہ یہ بات پسند خاطر عوام اہل اسلام کے تھی۔ تو ہر کسی نے جان و مال سے حاضر ہو کر خدمت کی۔ جب کچھ جمعیت پیدا ہو گئی۔ تو افغانستان پر پہنچے۔ سید احمد صاحب کو امیر المومنین سے ملقب کیا۔ قوم افغاناں کو جو راہ خدا میں اپنی جان دینی عزیز از جان سمجھتی تھی۔ دل و جان سے ان کے مطیع ہوئے۔ اور ان کے ادعا کرامات کے باعث زیادہ تر اجماع ہو گیا منجملہ کرامات اور پیشگوئیوں کے یہ بیان کیا کہ فلانے سال فلاں ماہ فلاں تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفار دست خاص امیر المومنین سے مارا جائے گا۔ اور نماز عید کی فلاں سال مسجد لاہور میں پڑھیں گے۔ اور فلاں فلاں ملک تصرف میں آوے گا۔ اور فلانے سال اخراج نصاریٰ ہندوستان سے ہو گا۔ ایسے ہذیانات غیر متناہی کے سبب لوگ فریفتہ ہو گئے۔ آخر کار بمجرد تلاقی صفین اور شروع مقاتلہ اور چلنے توپ اور تفنگ کے امیر المومنین سارے مجاہدین کے ساتھ منہزم ہوئے۔ اور عار فرار من الزحف اختیار کی اور سکھوں سے بھاگنا سب یادہ گوئیوں کا مبطل ہوا۔ غرض سکھوں سے بھاگ کر اور پشاوریوں سے ہمداستان ہو کر پشاور پر حکم جہاد کا جاری کیا۔ اور مسلمانوں کا قتل و غارت لما ینبغی کیا۔ ہنوز فوج سکھوں کی پشاور پہنچی نہیں کہ فقط آمد آمد فوج بے اشتغال قتال کے پشاور کو چھوڑ دیا اور پچیار کو چلے گئے۔ پچیار کے آدمی دیندار تھے سب مطیع ہو گئے اور جان و مال سے حاضر ہوئے پس جب ان میں تھوڑی سی طاقت ہوئی تو دست درازی شروع کر دی۔ اور احکام دین جدید کے

علے الاعلان جاری کر دیئے۔ ہر چند رؤسا نے فہمائش کی۔ مگر کارگر نہ ہوئی۔ ناچار انہوں نے مجبور ہو کر اتفاق کیا۔ کہ ہم نے سکھوں پر جہاد کے واسطے ان کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ لیکن یہ لوگ تو ہم سے وہ معاملہ کیا چاہتے ہیں جو کفار سے کیا جاتا ہے۔ سکھوں سے فرار ہو آئے ہیں اور جان و مال مسلمانوں پر ایسی دلیری کرتے ہیں انکو دفع کرنا چاہیئے۔ چنانچہان کے علماء و رؤسا کو کہلا بھیجا۔ لیکن انہوں نے نہ سُنا۔ افغانوں نے ایک ہی دفعہ تمام متعین آدمیوں کو جابجا قتل کر ڈالا۔ اور فتح خاں رئیس پچیار کو کہ وزیر امیر المومنین قرار دیا جا چکا تھا مغلوب کے مور پر کہنے لگا۔ کہ میں اس دن کے واسطے کہا کرتا تھا۔ کہ تجاوز حد اعتدال اور تعرض کرنا ناموس اور جان و مال اور اظہار کرنا احکام دین جدید کا مناسب نہیں ہے۔ اور کام ہاتھ سے جاتا رہا سارا لشکری معاملہ بگڑ گیا۔ تدارک ان کا محال ہے۔ لیکن تم کو اس معرکہ سے بحفاظت تمام پہنچا سکتا ہوں۔ بعد فرد ہونے اس نائرہ فساد کے جو کچھ ہونا ہے ہو گا۔ چنانچہ امیر المومنین اور مولوی اسمعیل کو پچیار سے باحتیاط تمام نکال کر اپنے ملک میں لایا۔ اور استمالت قلوب افغانوں میں مشغول ہوا۔ عین فرار میں امیر المومنین پر دھاوا کیا بعض کہتے ہیں کہ افغان تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سکھ تھے۔ واللہ اعلم۔ اور وہ صدمہ یقیناً مظلوم مسلمانوں کے ہاتھ سے اٹھایا۔ کیونکہ ان حدود میں سکھوں کا وجود نہیں تھا۔ ان سب کو راہ فنا دکھلائی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ ملک پچیار سے بھاگ آئے تھے۔؛ اب اتباع سید احمد کے مذاہب متعدد ہو گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ آکر اپنے وعدوں کو پورا کریں گے۔ اور بعض معتقد ہیں کہ فلانے پہاڑ پر زندہ ہیں۔ مگر خلقت سے پوشیدہ ہیں۔ اور جس سے ان کا جی چاہتا ہے اس پر ظہور کرتے ہیں۔ اور اس کو بشارتیں بھیجتے ہیں۔ اور اکثر ان کے آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ ان کا ظہور اور اثبات بعد مرگ سید احمد کے کفر ہے جو اس بات کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے؛ الغرض سید احمد اور اسمعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرد ہوا اور ارکان دین جدید میں کمال ضعف آگیا۔ کتاب تقویتہ الایمان گویا مستور اور پوشیدہ ہو گئی امہات قواعد و اصول اس کے مسائل کے کتاب مائۃ[1] مسائل اور اربعین میں جلوہ گر ہوئے۔ کل حال وہابیوں کا ہندوستان میں یہ تھا جو لکھا گیا۔ بلفظ صفحہ ۱ سے ۱۸ تک ؛؛ (۳) کتاب فریاد المسلمین مصنفہ منشی محمد حسین صاحب رئیس قصبہ نہٹور ضلع بجنور مطبوعہ مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کا ابتدائی حال

عرصہ تخمیناً ساٹھ برس کا ہوا ہو گا۔ کہ سید احمد موضع تکیہ ضلع رائے بریلی ملک اودھ کے رئیس

[1] مائۃ مسائل اور اربعین دو نو کتابیں مولوی اسحاق دہلوی کی مصنفہ ہیں ؛

سید حسنی شریف خاندانی عمر میں نوجوان جن کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ پیدائش ان کی سنہ ۱۲۰۱ ہجری کی تھی اور طبیعت ان کی آغاز سن تمیز سے علم فقیری کی طرف مائل اور شاغل تھی۔ اپنے وطن مالوفہ سے روانہ ہو کر مزارہائے اہل اللہ کی زیارتیں کرتے کرتے سہارنپور رہوتے ہوئے دلی پہنچے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے مرید ہو کر ٹونک چلے گئے۔ نواب امیر خاں مرحوم والی ٹونک کی سرکار میں اردلی سواروں میں نوکر ہو گئے۔ تین سال تک نوکری بھی کی۔ اور فقیری کے شوق میں عبادت اور پیری مریدی بھی کرتے رہے بعد تین سال کے یہ دعوے کیا کہ مجھکو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے کہ میں تمام ملک ہندوستان کو تسخیر کروں گا اور بادشاہ بنوں گا۔ اس لئے جہاد کا خیال ان کے دل میں پختہ ہو گیا سنہ ۱۲۳۴ھ میں نوکری چھوڑ کر دلی میں تشریف لائے۔ اور اپنے پیر سے ملے۔ ان کی تشریف آوری سے پہلے شہر دہلی میں یہ معاملہ اور مخمصہ در پیش تھا۔ کہ مولوی اسمٰعیل ہمشیرہ زادہ مولانا عبدالعزیز خرد سالی کی عمر میں مولویت کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ یہ نوجوان مولوی بڑے ذہین اور منطقی حجتی تیز طبیعت سپاہی مزاج غصہ ناک بیباک آدمی تھے۔ انہیں دنوں ایک کتاب شیخ عبدالوہاب نجدی کی تصنیفات کا انتخاب بمبئی سے دہلی میں آئی چونکہ عبدالوہاب مسطور بلک عرب کا باشندہ زبان دان تھا مولوی اسمٰعیل ان کی فصاحت بلاغت پر فریفتہ ہو گئے۔ اس کے کچھ مسائل انتخاب و اخذ کر کے علمائے دہلی حنفی مذہب سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی انہوں نے اس کو ایک خرد سال خام خیال سمجھ کر ان سے بحث نہ کی۔ مگر مولانا عبدالعزیز سے ان کی بے اعتدالی کے شاکی ہوئے۔ مولانا موصوف نے کچھ رنجیدہ خاطر ہو کر مولوی اسمٰعیل کو پیغام بھیجا۔ کہ میری طرف سے کہو: اس لڑکے نامراد کو کہ جو کتاب بمبئی سے آئی ہے۔ میں نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ اس کے عقاید صحیح نہیں۔ بلکہ بے ادبی بے نصیبی سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں آج کل بیمار ہوں۔ اگر صحت ہو گئی تو میں اس کی تردید لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تم ابھی نوجوان بچے ہو ناحق شور و شر برپا نہ کرو۔" مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے ان کی فہمائش اور ناراضگی کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ سب سے اول اپنے خاندانی علماء کو ہی مناظرہ کا پیغام دیا۔ وہ فکر مند ہوئے کہ کیا کیا جائے۔ اگر مناظرہ قبول کرتے ہیں تو یہ عزیز دست بقبضہ ہے۔ خدا جانے کیا صورت پیش آئے اور جو نہیں قبول کرتے ہیں تو وہ فتح کا نقارہ بجا کر اور زیادہ تنگ کریں گے مشورہ کر کے تحریری مناظرہ قرار دیا گیا۔ مولوی اور مولوی اسمٰعیل کو زک حاصل ہوئی۔ اس وقت تک مولوی اسمٰعیل شہید کسی کے مرید نہ تھے۔ اور یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا۔ کہ کمی معلومات علم تصوف کی وجہ سے ہم کو زک اٹھانی پڑی۔ پھر یہ بیعت کرنے کے فکر میں ہوئے۔ مولانا عبدالعزیز نے فرمایا کہ اگر پیر کی تلاش ہے تو خلیفہ سید احمد کے مرید ہو جاؤ۔ مولوی اسمٰعیل خلیفہ صاحب کے مرید ہو گئے (خود اپنا مرید نہ کیا) ان دنوں خلیفہ صاحب

کی حرارت قلبی کثرت ذکر اللہ سے بڑھی ہوئی تھی۔ مرید ہوتے ہی مولوی صاحب کا ایسا اعتقاد بڑھا کہ جب خلیفہ صاحب شہر کے سیر کو سوار ہوتے مولوی صاحب ان کی رکاب پکڑ کر بجائے سائیس کے کوسوں تک ایسے دوڑتے کہ سر کا پسینہ پاؤں پر ٹپکتا تھا۔ خوابوں اور الہاموں اور بشارتوں اور کرامتوں کے چرچے نے یہ ترقی پکڑی کہ ہر روز صدہا مرید چلے جاتے تھے۔ خلیفہ صاحب ایک بزرگ اہل اللہ مشائخ سپاہی مزاج آدمی تھے۔ ان کو علم رسمی حاصل نہ تھا۔ عالم متبحر محدث نہ تھے۔ نہ کوئی انہوں نے تازہ اجتہاد کیا۔ مگر ہاں مولوی اسمٰعیل عالم محدث تھے۔ اول انہوں نے کتاب صراط مستقیم لکھی۔ اور مسائل تصوف کی قوت اور فرط عقیدت کے جوش میں آکر پیر کے مرتبہ اور کشف و کرامت کو انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ اور انہیں مولوی صاحب کی وجہ سے کہ صفت درویشی کے ساتھ علمائی صفت شامل ہوگئی۔ پیری مریدی کے سلسلے نے ایسی ترقی اور رونق پکڑی کہ فقیری اور امیری دونوں کے آثار نمایاں ہوگئے۔ بلفظہ صفحہ ۹۰ سے ۹۳ تک ؀

فرقہ پنجم محمدیہ عامل بالحدیث کے ایجاد ہونے کا ذکر

اس وقت مولوی اسمٰعیل نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد اس پیرایہ پر رکھی کہ ائمہ اربعہ کے اتباع اور تقلید کو بھی بظاہر قائم رکھا۔ اور پانچویں امامت اپنے پیر کے نام ایجاد کرکے نام فرقہ کا فرقہ پنجم عامل بالحدیث رکھا۔ اور اسی فرقہ پنجم میں مرید کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ علمائے دہلی سے مخالفت ہو چکی تھی اور وہ ان کے فرقہ پنجم کو تسلیم نہ رکھتے تھے۔ بدعتی اور گمراہی کے خطاب بھی طرفین سے لینے دینے شروع ہو گئے تھے ایسے ہی مرید بھی ہم عمر مل گئے۔ الہامی خونجری کی امید بھی دلوں میں سمائی ہوئی تھی اب یہی مصلحت قرار پائی۔ بلفظہ صفحہ ۹۳ ؀

خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل کے عزم جہاد کا ذکر

کب وطن میں ہوگی اپنے جوہر معنی کی قدر
لعل قیمت کو پہنچا ہے بدخشاں چھوڑ کر

آخر انہوں نے اولوالعزمی اور خروج پر کمر باندھی۔ اور بہت مریداں کی جمعیت سے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ پہنچے۔ ہر منزل میں مریدوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ شہر لکھنؤ میں ایک عالم بزرگ نقشبندیہ مولوی نعیم اللہ صاحب مرزا مظہر جانجاناں کے مرید بڑے کامل مشہور تھے۔ ان سے یہ مولوی صاحبان ملنے گئے۔ اثناء گفتگو میں یہ ذکر کیا۔ کہ چار مذہب تو قدیم سے ہندوستان میں چلے ہی آتے ہیں۔ مگر ہم نے

درنیولا پانچواں فرقہ محمدیہ تجویز کیا ہے جس کا نام عامل بالحدیث رکھا ہے مولوی نعیم اللہ صاحب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ بھلا سید صاحب یہ چار طریقے چار مصلے جو کعبۃ اللہ قدیم سے چلے آتے ہیں۔ کیا آپ کی دانست میں یہ محمدیہ نہ تھے جو آپ نے پانچواں فرقہ ایجاد کیا۔ مجھے تو نتیجہ اور انجام اس فرقہ کا سوائے تفرقہ باہمی اہل اسلام کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا جواب مولوی اسمعیل نے بجز خاموشی اور کچھ نہ دیا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبد الرحمن ولائتی صوفی لقب خاص شہر لکھنؤ میں مقیم تھے۔ ان کی کشف و کرامت کی اُس زمانہ میں بہت شہرت تھی۔ مولوی اسمعیل بحث مباحثہ کے ارادہ سے ان سے ملنے گئے۔ مگر کہتے ہیں۔ کہ صوفی صاحب کا تصرف غالب رہا بحث شروع کرنے سے باز رہے۔ رخصت کے وقت مولوی اسمعیل صاحب نے فرمایا۔ کہ فرنگی محل کے مولوی بہت گمراہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ جس وقت کلکتہ سے واپس ہوں گا ان گمراہوں سے جہاد کروں گا۔ مولوی عبد الرحمن صاحب نے جواب دیا کہ صاحبزادے جو اس قسم کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ مڑ کر نہیں آتے ؛ سید صاحب بزرگ اہل اللہ تھے۔ اور مولوی اسمعیل صاحب کی تازہ تحصیل اور طاقت زبانی اور وعظ گوئی اور خوش بیانی میں واقعی ایک تسحر کا عالم تھا۔ لکھنؤ کے وزیر نے ان کی واعظانہ گفتگو سن کر اور راہ اولو العزمی کی طرف خیال کر کے پچیس ہزار کی رقم نذر پکڑی۔ دیگر امرایان لکھنؤ نے اتنا دیا۔ کہ قریب ایک لاکھ کے ہو گیا۔ فرنگی محل کے مولویوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ سب روپیہ[1] ناجائز ہے۔ مولوی اسمعیل نے جواب دیا۔ کہ ہاں ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ مال رشوت کا ہے۔ مگر ہم نے اپنی ذات خاص کے واسطے نہیں لیا مساکین اور غربا کے کام آئے گا (مرزا قادیانی کی طرح) لکھنؤ سے چل کر عظیم آباد پٹنہ پہنچے۔ وہاں بھی کچھ فتوح حاصل ہوئی۔ ہزارہا مرید ہوئے۔ اور ایک لخت اس فقیرانہ گروہ کا امیرانہ ٹھاٹھ ہو گیا۔ بظاہر ایک لشکر کی سی صورت بن گئی ؛

حکام کمپنی کی پیش بندی اور خلیفہ صاحب کا عزم پشاور

آدم برسر مطلب کمپنی کے مخبر لگے ہوئے تھے۔ صاحبان اضلاع کو اشتباہ ہوا۔ کہ شائد ان

---

[1] یہ سب روپیہ ناجائز الخ نذور کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں کے بھی پیشکش لینے میں تامل نہ تھا۔ یہاں تک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں چنانچہ بنارس کا رزیڈنٹ اگسٹ بروگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہوئی۔ دس ہزار روپیہ نذر کئے۔ اور اس کے مرید ہونے سے رزیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی۔ سید صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ بلفظ کتاب سیف الجبار مؤلفہ مولانا فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی۔ صفحہ ۳۷۔ ۳۸۔ ۱۲ منہ

مولویوں کا ارادۂ ملک گیری ہو۔ فوراً انتظام کر لیا۔ خاص شہر کلکتہ میں اس جمعیت عظیم کو نہ گھسنے دیا۔ فورٹ ولیم قلعہ کے میدان میں لے جاکر فروکش کیا۔ قلعہ کی توپوں کا منہ بھی دکھا دیا۔ اس جگہ کچھ تھوڑی فتح حاصل ہوئی کیونکہ نامی امیران کی ملاقات سے کنارہ کش رہے ۱۲۳۴ھ ہجری سے ۱۲۴۲ھ ہجری تک ان کا گروہ سات آٹھ برس تک ہندوستان میں سیر و سیاحی کرتا پیری مریدی کو ترقی دیتا رہا ہندوستان کے حنفی علماء نے اس مذہب جدید سے موافقت نہیں رکھی۔ بلکہ مخالف ہی ہے۔ اس وقت میں اس گروہ کو یہ بھی یقین ہو گیا۔ کہ ہندوستان میں جس قدر رئیس ہندو اور مسلمان با اعتبار ہیں۔ وہ کمپنی کے مددگار ہیں لہذا انگریزی عملداری میں خروج غیر ممکن ہے۔ اس لئے ۱۲۴۲ھ میں چار پانچ ہزار مسلمان کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ پھر سندھ کے ملک سے ہوتے ہوئے پشاور پہنچ گئے۔ ان دنوں ملک پشاور میں امیر دوست محمد خاں صاحب بہادر مرحوم کی عملداری کمزور اور بے بندوبست تھی۔ یار محمد خاں بھائی امیر موصوف کا ناظم تھا سکھوں کی شورش اس ملک میں وقتاً فوقتاً پھیلی تھی۔ بہرحال اول تو ناظم پشاور اس قافلہ علمائے ہندی کو واعظان دین سمجھ کر کچھ مزاحم یا معاون ان کا نہ ہوا۔ پھر پیری مریدی کے طریق سے اپنے گروہ کو تقویت دینے لگے۔ اور ملکی جرگوں کو اپنے مریدوں میں داخل کرتے رہے۔ مگر ان کی عادت حیلہ سے خلیفہ صاحب کو علم نہ تھا۔ ایک گروہ عظیم کے بھروسہ پر جو لاکھ آدمی سے زیادہ تھا مطمئن ہو کر اپنے مشیروں کی صلاح سے خطاب امیر المومنین قبول کیا۔ اپنی خلافت شرعی کی کارروائی شروع کر دی۔ اور شاہ بخارا اور امیر کابل کو اپنی استعانت کے بارہ میں مراسلے روانہ کئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کو دعوت اسلام کا پیغام دیا۔ امرائے نامدار اور علمائے لاہور کو مطلع کیا۔ کہ امیر المومنین سے بیعت حاصل کرو۔ جب کوئی امیر مسلمان اور عالم پنجاب کا ان کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے ان کی تکفیر کا فتویٰ جاری کیا۔ اس فتوے تکفیر کے اجرا سے تمام ملک پنجاب کے امیر اور علما ناراض ہو گئے۔ اور جواب لکھے کہ تم وہابی مذہب ہو تم سے بیعت کرنا روا نہیں۔ الخ ؛

جرگہ یوسف زئی کیساتھ جہاد اور مولوی اسمٰعیل کی شہادت (قتل)

راقم الحروف (مسلمانوں پر فتوے جہاد دینے والا مسلمان نہیں۔ اور مفتی اگر اس لڑائی میں مارا جائے تو شہید نہیں۔ بلکہ حرام موت ہے) اب خلیفہ صاحب کی خلافت کی ضعف کا یہ سبب ظہور میں آیا۔ کہ جرگہ یوسف زئی میں جن کے علاقہ میں ساٹھ ہزار بندوق تھی۔ لیکن یہ دستور ناقص قدیم سے جاری تھا کہ اپنی دختروں کا نکاح بدون خاطر خواہ روپیہ لئے نہ کرتے تھے جس سے ان کی لڑکیوں کی عمر جوانی ضائع

ہوجاتی تھی۔ تب کہیں نکاح کی نوبت آتی تھی۔ خلیفہ صاحب نے شرعی حکومت کے روز سے ان کی لڑکیوں کا نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرا دیئے اور خود بھی برضامندی سرداران جرگہ اپنے دو نکاح کئے۔ مگر وہ جرگہ ان سے سرکش ہو گیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہنچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک روز بہت سی ملکی جمع کر کے مولوی اسمٰعیل صاحب خود ان کے مقابلہ کو گئے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی لگی۔ اور شہید ہو گئے

ع کارہا آخر شد و آخر زما کارے نشد

اُن کے شہید ہوتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتح یاب ہوئے۔ خلیفہ کے مال و جان کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ پھر وہاں ٹھیرنا مشکل ہو گیا۔ خلیفہ صاحب بیدل ہو کر فرمایا جو دولہا برات کا تھا۔ وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظ۔ صفحہ ۱۰۲

اکبر خاں سوار راجپوت مسلمان باشندہ قصبہ حسین پور ضلع مظفر نگر جو سکھوں کے امتیازی سواروں میں نوکر اور اس لڑائی میں شامل تھا۔ اس کا یہ بیان چشمدید ہے۔ تین پلٹن پیدل اور دو رسالہ سواروں کے اور ایک توپ خانہ تھا۔ جب مخبروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لاکھ آدمی ملکیہ پھر جمع ہو گیا ہے۔ کمان افسر کنور شیر سنگھ صاحب تھے۔ خلیفہ صاحب نے جنگ شروع کر دی اور اسی ہزار (۸۰۰۰۰) آدمی لیکر بالا کوٹ پر حملہ کیا۔ اور فوج سکھ پانچہزار تھی۔ خلیفہ صاحب نے حساب لگا کر سولہ (۱۶) سولہ مسلمانوں کے حصہ میں ایک ایک سکھ آتا ہے۔ جھپٹ کر مار لو۔ اپنی جائے فرودگاہ سے جو چھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پیدل آدمیوں نے دھاوا کیا۔ خلیفہ صاحب ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھے۔ سکھوں نے دوربین سے دیکھکر کہا۔ کہ میاں جی جنگی قانون سے ناواقف ہے۔ ہماری فتح ہے۔ کہ پیدل فوج دم توڑ کر رہ جائے گی سو ایسا ہی ہوا۔ کچھ پیدل جوان پہنچے۔ اور کچھ راستہ ہی میں بیدم ہو کر رہ گئے۔ سکھوں نے توپوں کو چلانا شروع کیا۔ ایک ایک چھرہ دس دس آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ اور خلیفہ صاحب کے پیٹ میں بھی ایک چھرہ لگا۔ وہیں شہید ہو گئے۔ (مولف کتاب فریاد المسلمین لکھتا ہے) ایک تو زمانہ اسلام کی یاوری اقبال کا وہ تھا۔ کہ بیتالیس ہزار عرب نے چھ لاکھ فوج ہرقل شاہ روم سے مقابلہ کیا۔ اور فتح پائی اور ایک زمانہ یہ ہے کہ پانچہزار پر اسی ہزار نے حملہ کیا۔ اور شکست کھائی (صرف شکست ہی نہیں بلکہ امیر المومنین بھی اپنا مروا لیا) پر راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ فوج اسلام عرب خالص اسلام تھا۔ اس لئے بموجب حکم خداوند تعالےٰ۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله کے حکم کے وہ گروہ اللہ تعالےٰ کا گروہ تھا۔ جو بحکم خداوندی۔ ان حزب الله هم الغلبون ۵

فتح یاب ہوا۔ اور یہ گروہ وہابیوں کا اسلام میں داخل تھا سلئے انٹھی ہزار نے پانچ ہزار سے شکست کھائی اور بزاونی امیر المومنین بھی بیچارے دو بیویوں کو چھوڑ کر وہیں کھیت رہے اور یہ بھی ٹھیک پتہ نہیں کہ وہ چہرہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے لگا۔ یا کسی سکھ سے کیونکہ سکھوں کی فوج میں مسلمان بھی تھے۔ ان مسلمانوں نے خلیفہ صاحب کی نعش کو مقتولین میں شناخت کر کے کنور صاحب کے پاس درخواست کی کہ ان کا تجہیز و تکفین ہم کریں گے۔ کنور صاحب نے منظور کر کے خود ایک دوشالہ رنگ سیاہ لے کر کہا کہ یہ ہماری طرف سے ان کے جنازہ پر ڈالدو۔ کہ انکی عزت ہو تب خلیفہ صاحب کے جنازہ کی نماز پڑھ کر بالاکوٹ کے نشیب میں دفن کر دیا۔ ملخصاً۔ صفحہ ۱۰۳ سے ۱۰۰ تک +

اعتقادات متعلقہ وفات خلیفہ صاحب

س:- بعضے علماء اور معتقد خلیفہ صاحب کے اب تک خلیفہ صاحب کو زندہ بتلاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب مردان غیب کی طرح آنکھوں سے غائب ہیں، اور پھر ظاہر ہونیوالے ہیں

ج:- جو لوگ خلیفہ صاحب کو زندہ مانتے ہیں، وہ ناواقفیت کے سبب دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں مگر منجملہ ان کے ایک چھوٹا گروہ نیم مقلد اور نیم غیر مقلد وہابیہ دیوبندیہ ہے اس نے خلیفہ صاحب کا شہید ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اور جو دوسرا گروہ بہت بڑا ہے وہ اس کے مولوی خلیفہ کی حیات کے بارہ میں عجیب عجیب قسم کی کارروائیاں کرتے رہے ہیں جس کا مختصر حال یہ ہے +

جھوٹ اور فریب کی کارروائی اور خلیفہ سید احمد کا لکڑی کا بت یا پتلا بنا کر اور کپڑے پہنا کر بہتا پر رکھا جانا

خلیفہ صاحب کی شہادت سے دو سال بعد مولوی محمد قاسم نامی اوسط ہند سے کچھ مجلد اپنے ساتھ لیکر ستھانہ کے پہاڑوں اور ہزارہ کے سرحدی علاقہ میں آئے۔ خلیفہ صاحب مرحوم کے جانشین امیر المومنین بنے۔ اور مولوی عبدالقادر[1] سے مشورہ کر کے خلیفہ صاحب کی مہر بنوا کر اس کے ذریعہ سے اپنے گروہ کے مولویوں کو اس مضمون کے خط لکھے:- ہندوستان میں مشہور کریں کہ خلیفہ صاحب اب تک زندہ ہیں، اور خرچ کی ضرورت ہے مسلمان معاونت کریں، اور مولوی عبدالجبار اور مولوی عبدالحق صاحبان بنارسی فراہمی چندہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔

[1] مولوی عبدالقادر والد مولوی محمد لودھیانوی کا معلوم ہوتا ہے جو بعد فساد معتقد دیوبندی کا ہے +

جب یہ خطوط جعلی مہر چھاپ ہندوستان میں پہنچے تو بیچارے مسلمان سادہ دل نادان اس ملک میں آنے شروع ہو گئے، اور خلیفہ صاحب کی زیارت کے ملتجی ہوئے، کچھ دنوں تک مولوی محمد قاسم انگوٹھا لتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یہ تجویز کی کہ کاغان کی غار میں ایک کاٹھ کا بت بنوا کر اس کو چوغہ اور عمامہ پہنا کر رکھا دیا، اور دو چار زیارت کے متقاضیوں کو دور سے دکھا کر کہا، دیکھو یہ خلیفہ صاحب عبادت الٰہی میں مشغول ہیں۔ مگر پاس آنے کا کسی کا حکم نہیں۔ اسی تقریب سے ہزار ہا روپیہ وصول کر کے کھاتے رہے، اور نو کس علمائے مفصلہ ذیل، مولوی محمد قاسم، مولوی حسن علی، مولوی اسحاق مولوی عبد اللہ، یہ چار کس نوبت نوبت آئے، اور خلیفہ صاحب کے جانشین یعنی امیر المومنین بنے اور کوہستان کے ویرانہ کو بنام جہاد آباد کرتے رہے اور مولوی ولایت علی، اور مولوی اولاد علی، اور مولوی عنایت علی، یہ تین شخص وہاں کا حال ابتر دیکھ کر ہندوستان کو واپس چلے آئے،

اور مولوی عبد الجبار اور مولوی عبد السبحان بنارسی ہندوستان میں خیرات کی تحصیل کے مہتمم رہے بلفظہ صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹۔ دیکھو مفصل حالات کی کیفیت تاریخ ہزارہ صفحہ ۲۲، سے ۳۰، تک +

نتیجہ راقم الحروف ان تاریخی واقعات نمبر ۲ و ۳ سے صاف ثابت ہے کہ خلیفہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل ہرگز شہید نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے ہزار ہا مسلمانوں کو ناحق قتل کیا اور کرایا، اور یہ تمام قتل عمد انہوں نے قصداً اور عمداً کئے، اور خدا کے حکم ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاءہ جہنم خالداً فیہ سے نڈرے اور ایک فساد عظیم دین اسلام میں برپا کر دیا۔ اور ایسا تفرقہ اور فتنہ قائم کر دیا جو قابل اصلاح نہیں، اور احکام خداوندی، والفتنۃ اکبر من القتل واللہ لا یحب الفساد اور ویسعون فی الارض فساداً اور ولا تعثوا فی الارض مفسدین اور واللہ لا یحب المفسدین۔ سب کو فراموش کر دیا، اور خلاف شریعت مسلمانوں پر فتوے جہاد دے کر قتل عام کیا اور مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے مارے گئے، ان حالات میں انکو شہید اور علیہ الرحمۃ کہنا بالکل بیہودہ اور لغو امر ہے، اور جہاد کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ انگریزوں کے راج میں کسی قسم مزاحمت ادائے فریضہ اسلام میں نہیں تھی اگر کہا جائے کہ سکھوں کی طرف سے ایسا ہوتا تھا تو میں کہتا ہوں کہ کلکتہ پر چڑھائی کیوں کی گئی، اور فرنگی محل کے مولویوں پر فتوے جہاد کیوں دیا، اور پھر لاہور کے علمائے احناف پر فتوی کفر اور جہاد کا کیوں دیا، اور یوسف زئی افغانوں پر یورش کر کے ہزار ہا مسلمانوں کو قتل کر دیا اور امیر کابل کے بھائی کو ناحق قتل کر دیا سکھوں کے ساتھ کونسا جنگ اور جہاد کیا ایک ہی لڑائی آخر میں جو کنور شیر سنگھ سے خلیفہ سید احمد کی ہوئی، جوا بچی نا واقفی قواعد

جنگ کی وجہ سے اسی ہزار مسلمانوں کو پانچ ہزار فوج سے قتل کرادیا، اور آپ بھی اسی میدان میں ایک ہی چھرہ کھاکر رہ گئے ایسی ایسی دینی خدمات سے شہادت نہیں ملتی بلکہ موت ہی غیر صحیح ہے، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خلدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما، یعنے جو کوئی شخص مسلمان کو قتل عمداً کرے، تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہے گا، اس میں ہمیشہ اور اللہ تعالےٰ کا اس پر غضب ہوا، اور اسکو لعنت کی ہے اور تیار کیا اس کے لیے بڑا عذاب، پس جب یہ حال ہے، تو شہید ہونا محال ہے، آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۲۲ سطر ۷، میں اس طرح لکھتے ہیں قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر بلفظہ یعنے فرمایا کہ مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا مومن کا کفر ہے، پس آیت شریف آپ کے گھر کے فتوے سے ہی ان پر کفر ثابت ہے، پھر جو لوگ انکو شہید کہتے ہیں، وہ قرآن شریف وحدیث شریف کے منکر ہیں اور

بس

مولوی عبدالحق بنارسی خلیفہ سید احمد کا حال

مولوی عبدالحق نامی بنارسی نے اپنے آپ کو خلیفہ سید احمد کا خلیفہ ظاہر کر کے ایک نیا فرقہ اسی فرقہ میں سے اور نکالا، اور اپنے مریدوں کو جا بجا بھیجکر یہی مشہور کیا کہ خلیفہ صاحب تھانہ[1] کے پہاڑوں میں زندہ ہیں، خرچ کی ضرورت ہے، اس تجویز سے ہزار ہا روپیہ تحصیل کر کے ہجرت کی (بنارسی ٹھگ مشہور ہیں، بیت اللہ شریف میں پہنچا (مال حرام سے) وہاں خفیہ طور پر اپنا مذہب پھیلانا شروع کر دیا جب مکہ معظمہ وغیرہ ملک عرب کے عالموں کو خبر ہوئی کہ یہ دین محمدی کو بگاڑتا اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے، اس کے مذہب کی تحقیقات شروع کی ثابت ہو گیا کہ یہ وہابی ہے اس کی نسبت فتویٰ قتل کا دیا گیا، اس کے ہمراہی تو گرفتار ہو گئے، مگر یہ آدمی چالاک تھا، وہاں سے بھاگ کر بمبئی آگیا، یہاں آکر اپنے جدید مذہب کی کارروائی جاری کر دی، اور اکثر مسلمانوں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور قوم میں ایک تفرقہ اور شور و فساد برپا کر دیا، مجبور ہو کر بمبئی اور ہندوستان کے عالموں نے اتفاق کر کے اول اس کے عمل کی تحقیقات کی، پھر مکہ معظمہ کے عالموں کے فتوے منگائے، اندو

---

[1] تھانہ الخ۔ ضلع ہزارہ پنجاب میں ایک جگہ پہاڑی علاقہ ہے۔ ۱۲ +

[2] تحفہ محمدیہ الخ یہ وہ کتاب ہے جس کا مختصر خلاصہ نمبر اول پر لکھا گیا ہے ۱۲ منہ +

کتابیں اس کے رد عقائد میں لکھیں، تحفہ محمدیہ، سراج الہدایت ان کو طبع کرا کر شائع کیا جب کہیں اس کے غدر دینی میں کچھ کمی واقع ہوئی، بلفظہ صفحہ ۱۱۳-۱۱۴ +

(۴) کتاب بعمدۃ المرام فی اخبار بلد الحرام الملقب بشریٰ للمومنین فی اخراج الوہابین، یہ کتاب پہلے ۱۲۶۶ھ میں مطبع سلطانی میں حسب الحکم خاقانی قلعہ مبارک دہلی میں طبع ہوئی تھی۔ اور اب دوبارہ سندھ پریس مراد آباد میں ۱۳۳۰ھ میں مرقع وہابیہ کے نام چھپی ہے (پرانی اردو) :-

مقدمہ:- جاننا چاہیئے کہ سبب محضر کے آنے کا جناب حضرت سلطانی میں و دیگر قرطاس کا یہ ہے کہ مولوی محمد مراد۔ و شیخ عبد اللطیف لکھنوی، اور شیخ محمد دہلوی، و شیخ عبد الرحمٰن بنارسی، اور محمد علی بریلوی نے کہ احوال اس کا قرطاس میں ہے، جب کہ شیخ عبد الوہاب نجدی کے مذہب کو مکہ معظمہ میں رواج و شہرہ دیا۔ اور شفاعت اولیائے کرام و سرور انبیاء علیہم السلام اور الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ نزدیک قبر اقدس حضرت رسول مقبول عالی مقام اور طعام نذر و نیاز فاتحہ درود وسوم و چہلم و برسی و مجلس مولود سے انکار کیا، مشاہیر علماء و مفتیان منزلہ مردہ صفا نے اٹھارھویں تاریخ جمادی الآخر ۱۲۱۵ھ کو مکہ مطہرہ سے پانچ نفرین کو بہ شرعیہ نکالا اگرچہ اول حضرت حبیب پاشا جس کو عجمی لوگ صوبہ کہتے ہیں اور ترکی زبان میں پاشا مشورہ میں آیا تھا کہ اس گروہ شقاوت پژوہ کو بحکم شرع قتل واجب ہے۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۳-۴ + تقویۃ الایمان کی عبارت جیسے ہیں نے اپنے اشتہار میں لکھی ہیں۔ اس کتاب میں بھی اسی طرح سے درج کرتا ہوں) وہو ہذا :-

(الف) انبیاء و اولیاء ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، تعظیم انکی بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیئے کہ وہ بڑے بھائی ہیں (ب) ہر مخلوق چھوٹی ہو یا بڑی اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہے +

(ج) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ ایک دن میں مر کر مٹی ہونیوالا ہوں +

(د) اس شہنشاہ عالی جاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے کروڑوں نبی ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے +

(ھ) اور انبیاء اور اولیا کو سفارشی سمجھنا گو کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے، سو وہ ابوجہل اور مشرک کے برابر ہے (و) جسکو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا، یہ حالت بھی اسی پر چھوڑ دیجیے۔ جن کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے، نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجیے +

(ز) انکار وسیلہ انبیا اور اولیا) جب کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا، اور کسی چوہڑے یا چمار کا تو کیا ذکر ہے +

(ح) اور روشنی قبروں پر اور مورچھل رکھنا، اور غلام نبی عبد النبی، سیتلا بخش، گنگا بخش، نام رکھنا اور شاہ عبد الحق کا توشہ کرنا نذر و نیاز کرنا اولیا انبیاء کے مرنے کے بعد انکی قبروں پر جانا سفر کر کر اور ان سے کہنا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرو ہمارے واسطے سو یہ شرک ہے، بلفظہ صفحہ ۱۲

ساتویں ذیقعدہ، روز پنجشنبہ ۱۲۵۱ھ کو تقویۃ الایمان کے مصنف مولوی اسمٰعیل پر فتویٰ کفر علماء نے دیا جن کے نام اور مواہیر صفحہ ۲۰ پر درج ہیں کل ۲۲ علماء ہیں، اور صفحہ ۲۶ پر سب علماء دین کا اجماع اس کے کفر پر ہوا، اور پانچ کس وہابی بھی، مدارس وغیرہ سے نکالے گئے۔ اور کئی بار توبہ کی اور پھر پھر گئے اور صفحہ ۲۸ پر علمائے عرب و حاکم قاضیان اور مفتیان مکہ معظمہ کا فتویٰ اور حکم گروہ وہابیہ اسمٰعیلیہ کے قتل اور تعزیر کا ہوا، اور صفحہ ۳۰، ۳۱ پر دستخط اور مواہیر ثبت ہیں اسی طرح تحفہ محمدیہ میں ہے اور اسی طرح جامع مسجد دہلی سے بحکم سلطان ابوظفر محمد بہادر شاہ دہلی وہابیوں کا اخراج کیا گیا صفحہ ۳۶ اور بادشاہ موصوف علیہ الرحمۃ نے خود ایک مخمس لکھا جو یہاں درج کیا جاتا ہے، مخمس بادشاہ دہلی صفحہ ۳۶

آگے بھی لوگ فقہ سے رکھتے تھے آگہی — اور گفتگو مسائل فقہ میں یوں رہی
سنتے رہے حلال ہے تریا اور مچھی — لیکن کسی نے اُلو کی حلت نہیں کہی
اُلو ہے وہ جو کہتا ہے اُلو حلال ہے

(۵) تحقیق الحقیقۃ مصنفہ حضرت مولانا و مولی الکل فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی ۱۲۶۰ ہجری مطبوعہ بمبئی۔ اس عاجز نے ایک شخص سے پوچھا کہ حقیقت اس قصہ اور جھگڑے کی کیا ہے کہ کوئی کسی کو کافر مشرک و بدعتی کہتا ہے، اور وہ اس کو بے دین اور بد مذہب وہابی نجدی کہتا ہے، اور یہ قصہ ہندوستان میں کب سے کسطرح کھڑا ہوا، اس نے بیان کیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے جب سے تقویۃ الایمان تصنیف کی تب سے یہ فساد ہندوستان میں پھیل پڑا کہ اسمیں باتیں خلاف عقائد اور مخالف مذہب اہلسنت کے ہیں، عبد الوہاب نجدی نے ایک مذہب نیا بنا کر مکے اور مدینے اور طائف وغیرہ کے رہنے والوں کو اور تمام مسلمانوں کے اگلے پچھلوں کو کافر مشرک ٹھیرایا، اس کے لوگوں نے جہاد نام رکھ کر ان متبرک مکانوں میں قتل و ظلم کیا، اور مال و متاع وہاں کے رہنے والوں کا اور دونوں حرم کے کارخانوں کا بالکل لوٹ لیا، حرم کا ادب کہ فرض ہے، اور آدمی وہاں گناہ کے ارادہ سے ماخوذ ہوتا ہے اور وہاں کے جانور کا شکار کرنا اور دانہ پانی سے بھگانا اور درخت کاٹنا اور پتے جھاڑنا حرام ہے کچھ لحاظ نہ کیا ایسے ایسے ظلم کیے کہ کبھو نہ ہوئے تھے، مساجد متبرکہ مقدسہ اور آثار متبرکہ کہ بنا انکی آخر وقت صحابہ اور اول زمان تابعین سے چلی آتی تھی۔ اور بعضی مسجدیں کہ اصل بنا انکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے حکم سے بھی، سب کو ڈھاکر زمین کے برابر کر دیا، اور یہاں تک کہ مسجد قبا کو جسکے فضائل صحیح حدیثوں میں موجود ہیں گرا دیا کہ پیغمبر کے آثار اور نشان ہونیکے سبب سب اوثان[۱] میں داخل ہیں، پیغمبر نے جہاں نماز پڑھی یا بیٹھے رہے، اس سبب سے وہاں نماز پڑھنا اور اسکو متبرک جاننا شرک ہے چاروں مذہب کے عالموں نے ان ملکوں کے اجماع اور اتفاق کیا، اس کے کفر پر اور فوج اسلام نے بموجب حکم سلطان روم کے ان پر جہاد کیا۔ اور نام ونشان ان کو باقی نہ رہا، الحمدللہ +

اس مذہب کا ایک رسالہ کتاب التوحید نام ہندوستان میں آگیا تھا تقویۃ الایمان گویا اسی کی شرح ہے، اس کے بموجب مولوی اسمٰعیل کے استادوں سے لیکر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک کوئی شرک وکفر سے نہیں بچتا، اور سب کافر ومشرک ہوئے جاتے ہیں، اور خدا اور رسول شرک اور کفر کے پسند کرنیوالے اور حکم دینے والے ٹھیرتے ہیں، اس سبب سے تمام سنی مسلمان دیندار سمجھنے والے انکو برا جانتے ہیں، الخ، بلفظہ، صفحہ ۱-۲ +

تقویۃ الایمان تصنیف کرنیسے پہلے خود مولوی اسمٰعیل بھی ایسے نہ تھے جن باتوں کو تقویۃ الایمان میں نسبت انبیا و اولیا کے شرک وکفر ٹھیرایا ہے، صراط مستقیم میں پیر سید احمد کے واسطے ان کے مناقب وکمالات میں لکھا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں بھی کچھ پاس دین ومذہب کا نہیں ہے اس میں تفریط اور اس میں افراط، سید احمد کو لکھا کہ "کمالات طریق نبوت بذروہ علیا خود رسیدند"

اوران کے کمالات کے بیان میں لکھا کہ ایک مقام والوں کو علوم کلیہ شرعیہ ایک قسم کی وحی سے پہنچتی ہے۔ ان کو انبیاء کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور انبیاء کا استاد بھی، اور ان کو پیغمبروں کی عصمت ہوتی ہے، دیکھو کیسا کھلا دعوے نبوت کا ہے سید احمد کو لکھا کہ کمال مشابہت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخلوق تھے، اسی سبب سے امی رہے، بلفظہ، صفحہ ۱۴، سطر ۱۳ +

مولوی اسحٰق صاحب بھی آخر کو اس طرف جھک گئے تھے، اگرچہ ان کی کتابوں میں مولوی اسمٰعیل صاحب کا سازور اور شور نہیں ہے یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل صاحب صاف صاف مطلق شرک وکفر کہتے ہیں، مولوی اسحاق صاحب ان میں کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ کسی میں تفصیل لکھ دیتے ہیں مگر وہ جو اصل باتیں عبدالوہاب نجدی کے مذہب کی ہیں، ان کے کلام میں بھی ہیں کہیں کھلی ہوئی کہیں دبی ہوئی اس سبب سے کم علم ناواقف لوگ ان کے حامی ہیں منزدو ہیں، اور جن کو علم وفہم ہے وہ سمجھتے ہیں اور انکی کتابوں کی عیب پوشی کا ایک پردہ یہ بھی ہے کہ

[۱] اوثان یعنی بے تصویر کے بت ۱۲ منہ

ہر جگہ سند عقائد حدیث، تفسیر، فقہ تصوف کی کتابوں کی نقل کرتے ہیں، اور حال اس کا یہ ہے کہ نقل میں تحریف اور تصرف کرتے ہیں کہیں عبارت بیچ میں اڑا دی کہیں بڑھا دی، کہیں مردود قول کی نقل پر کفایت کر دی کہیں ایک عبارت کسی دعویٰ کی دلیل لکھ دی کہ اسکے معنے کو اس دعویٰ سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا، ایک کتاب میں کچھ لکھا پھر آپ ہی دوسری کتاب میں اس کے خلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اس کے برخلاف لکھا، اس طرح کی خرابیاں ان کی کتابوں میں بہت ہیں، تمام ہوا خلاصہ اس شخص کی تقریر کا۔ عاجز (مولانا فضل الرسول صاحب) کو یہ حال سن کر تعجب آیا کہ میلان خاطر مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی اسحٰق صاحب کی طرف رکھتا تھا اور اتنا علم نہیں کہ بحث کرے، اس شخص سے

سے پوچھا کہ یہ جو آپ نے مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی اسحاق صاحب اور ان کی کتابوں کا حال بیان کیا ہے صرف آپ ہی کی تحقیق و تقریر ہے۔ یا ان کے آگے پیچھے اور کسی عالم نے بھی ایسا کہا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا، یہ لوگ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے اپنے ہیں۔ ہمارے خیالوں میں ان کا ایسا ہونا نہیں آتا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ جس وقت مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ مذہب اختیار کیا۔ اور تقویۃ الایمان لوگوں کی نظروں سے گذری، اسی وقت سے تمام علما و صلحا نے ان پر ملامت کی، سب سے پیشتر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کے خاص شاگردوں اور عزیزوں نے لنخ روبرو تقریر و تحریر سے رد و تشنیع کی، اور ان سے جواب کا سرانجام نہ ہوسکا، مولوی رشید الدین خاں مرحوم حضرت مولانا کے شاگردوں میں سر دفتر تھے اور مولوی فضل حق کہ یگانہ عصر ہیں، اور مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب صاحبزادے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے اور اخون محمد شریف صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی محمد حیات صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب مولوی رحمت اللہ صاحب اور مولوی محمد صاحب وغیرہم تمام اہل علم تلامذہ حضرت مولانا صاحبان وغیرہ متفق ہوئے ان کے رد و ابطال پر اور منگل کے دن انتیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ کو جامع مسجد دہلی میں اکثر ان بزرگوں نے مجمع خاص و عام میں مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب سے گفتگو کی، مولوی اسمٰعیل صاحب تو غصہ سے مغلوب ہو کر کلام نہ کر سکے اور چلے گئے مولوی عبدالحی صاحب نے کچھ کلام کیا سو لتا ہوا جمہور سے مخالف اپنے نئے طریقہ کے مثلاً لکھدیا کہ بوسہ دہندہ قبر مشرک ہے اور سوم فاتحہ میں قرار کیا کہ اگر ثواب اس دن میں زائد نہیں جانتا، اور برعایت مصلحت کرتا ہے ممنوع نہیں تفصیل اس حال کی نقل محفل میں کہ نہایت مشہور ہے۔ موجود۔ مولوی فضل حق صاحب نے انکے رد بران کی تکفیر کی تحریر کی الخ

صفحہ ۱۵ سے ۱۷ تک + حاصل خلاصہ فتوے و جواب استفتا باید شنید کہ مستفتی در استفتا سہ سوال کرد + یکے آنکہ کلام ایں قائل حق ست یا باطل + دوئمی آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان خطیر و قدر واجب التوقیر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتمال و دلالت دارد یا نہ + سوم اینکہ بر تقدیر اشتمال و دلالت آں بر ساحت استخفاف و انتقاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حال و حکم مرتکب آں شرعاً چیست و او از روئے دین ملت کیست + جواب سوال اول، اینست کہ کلام قائل مذکور از سرتا پا کذب و زور و فریب و غرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاراں و نفی شفاعت وجاہت و شفاعت محبت از آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیائے کند، ایں اعتقاد او خلاف کتاب مبین و احادیث سید المرسلین و اجماع مسلمین است الخ + جواب سوال ثانی اینست کہ کلام او بلا تردد و اشتباہ بر استخفاف منزلت جاہ آں سرور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مقربان بارگاہ حضرت الٰہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیاء اشتمال و دلالت دارد۔ الخ + جواب ثالث، اینست کہ قائل آں کلام لاطائل از روئے شرع مبین بلاشبہ کافر و بے دین است، ہرگز مومن و مسلمان نیست، و حکم او شرعاً قتل و تکفیر است، و ہر کہ در کفریت او شک آرد و تردد دارد یا ایں استخفاف را سہل انگارد کافر و بے دین و نا مسلمان و لعین است الخ بلفظہ، صفحہ ۱۸-۱۹ +

یہ تحریر ہے مولوی فضل حق صاحب کی، اور اکثر علمائے شاہجہان آباد (دہلی) کی مہریں اس پر ہیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب یا ان کے کسی پیروں سے اس کے جواب کا سر انجام نہ ہو سکا، مولوی مخصوص اللہ صاحب نے جو تقویۃ الایمان کا رد لکھا، اس کا نام معید الایمان رکھا، مولوی مفتی محمد، صدر الدین خاں نے سفر میں واسطے زیارت قبور کے اسمٰعیلیہ عقیدہ کا رد لکھا، اس کا نام ہے منتہی المقال علمائے بریلی نے تقویۃ الایمان کا رد لکھا اس کا نام صحیح الایمان ہے، علمائے رامپور نے تقویۃ الایمان کے متعدد رد لکھے بعض بمبئی میں مطبوع بھی ہوئے، اور اس ملک کے عالموں نے بھی اس کے رد لکھے، مطبوع وہاں کے موجود علمائے لکھنؤ نے اس کے مقدمات کو رد کیا، مولوی محمد حیدر صاحب خلف الصدق حضرت مولانا محمد مبین صاحب اور مولوی محمد یوسف صاحب وغیرہما نے تحریر کی، علمائے مدراس اور علمائے حیدرآباد نے بھی اس کو رد کیا، اور وہاں تو بعد قائلی معقولی کے اس مذہب والوں کا ایسا، استیصال ہوا کہ نام و نشان باقی نہ رہا کہ اکثر ان تحریروں میں سے بالفعل موجود ہیں، الخ بلفظہ صفحہ ۱۸ تا ۲۰ +

اس عاجز نے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب خلف الصدق مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور بھتیجے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا، عبارت اس عریضہ کی یہ ہے:-

بعد گزارش آداب تسلیمات کے عرض ہے۔ کہ تقویۃ الایمان کے مشہور ہونے کے وقت سے لوگوں میں بڑی تراع ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ وہ کتاب خلاف ہے۔ تمام سلف صالح اور سواد اعظم کے اور مخالف مصنف کے خاندان کے اور اس کتاب کے روسے انکے استادوں سے کہ صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچا۔ اور ان کے موافق لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ کتاب موافق سلف صالح اور ان کے خاندان کے ہے۔ چونکہ اس بات کو جیسا آپ جانتے ہونگے غالب کہ دوسرا نہ جانتا ہوگا۔ اھل البیت ادری مافی البیت اس خیال سے چند باتیں معروض ہیں۔ امید کہ جواب باصواب مرحمت ہو۔ پہلا سوال۔ تقویۃ الایمان آپ کے خاندان کے موافق ہے یا مخالف۔ دوسرا سوال کو کہتے ہیں کہ اس میں انبیاء اولیا کے ساتھ بے ادبی کی ہے۔ اس کا کیا حال ہے۔ تیسرا سوال شرعاً اس کے مصنف کا کیا حکم ہے۔ چوتھا سوال لوگ کہتے ہیں کہ عرب میں وہابی پیدا ہوا تھا۔ اس نے نیا مذہب بنایا تھا۔ علمائے عرب نے اس کی تکفیر کی۔ تقویۃ الایمان اس کے مطابق ہے یا نہ۔ پانچواں سوال۔ وہ کتاب التوحید جب ہندوستان میں آئی۔ آپ کے حضرت عم بزرگوار اور حضرت والد ماجد نے اسے دیکھکر کیا فرمایا تھا۔ چھٹا سوال۔ مشہور ہے کہ جب اس مذہب کی نئی شہرت ہوئی تو آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور مولوی رشید الدین خان صاحب وغیرہ تمام اہل علم آپ کے ساتھ تھے۔ اور مجمع خاص و عام میں مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبد الحی صاحب کو ساکت اور عاجز کیا۔ اس کا کیا حال ہے۔ ساتواں سوال اس وقت آپ کے خاندان کے شاگرد اور مرید ان کے طور پر تھے یا آپ کے موافق امید ہے کہ جواب ان سب مراتب کا صاف صاف مرحمت ہو کہ سبب ہدایت ناواقفوں کا ہے۔

(جواب خط بالا کا منجانب حضرت مولانا مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ)

پہلی بات کا جواب یہ ہے۔ کہ تقویۃ الایمان کہ میں نے اس کا نام تفویۃ الایمان ساتھ فا کے رکھا ہے اس کے رد میں رسالہ جو میں نے لکھا ہے۔ اس کا نام معید الایمان رکھا ہے۔ اسماعیل کا رسالہ موافق ہمارے خاندان کے کیا کہ تمام انبیاء اور رسولوں کی توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ پیغمبر سب توحید کے سکھانے کو اپنے راہ پر چلانے کو بھیجے گئے تھے اسکے رسالہ میں اس توحید کا اور پیغمبروں کی سنت کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اس میں شرک اور بدعت کے افراد گن کر جو لوگوں کو سکھلاتا ہے کسی رسول اور ان کے خلیفہ نے کسی کا نام لے کر شرک یا بدعت لکھا ہو۔ اگر کہیں ہو تو اس کے پیروں سے کہو کہ ہمکو بھی دکھاؤ۔ دوسرے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ شرک کے معنے ایسے کہتے ہیں۔ کہ اس کے روسے

فرشتے اور رسول خدا شرک کا حکم دینے والا ٹھہرتا ہے۔ اور وہ شریک کہ شرک سے راضی ہو وہ مبغوض خدا کا ہوتا ہے۔ محبوب کو مبغوض بنانا اور رکھوانا ادب ہے یا بے ادبی ہے۔ اور بدعت کے معنے وہ بتائے اور پھیلائے ہیں کہ اصفیا اولیا بدعتی ٹھیرتے ہیں۔ یہ ادب ہے یا بے ادبی ہے اور قطعی سخت بے ادبی اور اہانت ہے)؛ تیسرے مطلب کا جواب یہ ہے۔ کہ پہلے دونوں جوابوں سے دیندار اور سمجھنے والے کو ابھی کھل جائے گا۔ کہ جس رسالہ سے اور اس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی اور بگاڑ پھیلے اور خلاف سب انبیاء اولیا کے ہو۔ اور وہ گمراہ کرنیوالا ہوگا یا ہدایت کرنیوالا ہوگا۔ میرے نزدیک اس کا رسالہ عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے۔ اور بنانے والا فتنہ گر اور مفسد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان سے دو شخص[1] ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا تھا۔ اللہ تعالے کی بے پروائی سے سب چھن گیا تھا۔ مانند قول مشہور کے ع

چون فرق مراتب نہ کنی زندیقی .. .. .. ایسے ہی ہو گئے

چوتھی بات کا جواب یہ ہے کہ وہابی کا رسالہ متن تھا۔ یہ شخص (مولوی اسمٰعیل) گویا اسی کی شرح کرنیوالا ہو گیا؛ پانچویں بات کا جواب یہ ہے۔ کہ بڑے عم بزرگوار (یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کہ وہ بینائی سے معذور ہو گئے تھے۔ اس کو سنا۔ یہ فرمایا کہ میں اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ[2] کا سا اس کا رد بھی لکھتا۔ اس کی بخشش وہابی ہمت نے اس بے اعتبار کو شرح کا رد لکھا۔ متن کا مقصد بھی نابود ہو گیا۔ ہمارے والد ماجد نے اس کو دیکھا نہ تھا۔ بڑے حضرت کے فرمانے سے کھل گیا۔ جب اس کو گمراہ جان لیا۔ تب اس کا رد لکھا فرمایا؛ چھٹی تحقیق کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ بات تحقیق اور سچ ہے۔ کہ میں نے مشورت کی راہ سے کہا تھا کہ تم نے سب سے جدا ہو کر تحقیق دین میں کی ہے وہ لکھو کچھ ظاہر نہ کیا۔ ہماری طرف سے جو سوالی ہوئے تھے۔ اس کے جواب میں ہانپی ہانپی کر کے مسجد سے چلے گئے؛ ساتویں بات کا جواب یہ ہے۔ کہ اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے۔ پھر ان کا چھوٹا سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے۔ اور ہمارے والد کے شاگردوں اور مریدوں میں سے بہت بچے رہے۔ شاید کوئی نادر پھرا ہو تو مجھے اس کی خبر نہیں۔ بلفظہ۔ صفحہ ۲۴؛
راقم الحروف (فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ) عرض کرتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا مولوی مخصوص

---

[1] دو شخص الخ یعنی مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق۔ دیکھو صفحہ ۲۴ حاشیہ۔ تحقیق الحقیقۃ؛

[2] تحفہ اثنا عشریہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی مشہور کتاب ہے۔ جو شیعہ کے رد میں ہے؛

اللہ علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت مولانا شاہ رفیع الدین برادر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے خط کے جواب میں فرمایا ہے۔ کہ میں نے کتاب تقویتہ الایمان کا نام تفویتہ الایمان رکھا ہے۔ یہ بہت صحیح اور واقعات کے مطابق ہے۔ اور اسی طرح حضرت مولانا قبلہ مولوی ابو محمد عبد الرحمٰن غلام دستگیر فاضل قصوری نے بھی ہر جگہ اپنی کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والتحلیل میں تفویتہ الایمان ہی حرف ق کی جگہ ف سے لکھا ہے۔ اس لئے جا بجا میرے قلم نے بھی انھیں ہر دو بزرگوں کی تحریر کے مطابق تسطیر کی ہے۔ الحمد اللہ علےٰ ذالک ÷ اور تفویتہ الایمان کا لکھا جانا حرف ف کے ساتھ خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ جو کتاب مذکور کی حالت پر وارد ہے۔ جو مولف اصل کتاب (مولوی اسمٰعیل) کے قلم سے بھی خود ایسا ہی لکھا گیا تھا۔ تصدیق اس کی یوں ہے ÷

امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرف سے اور انکے خود قلم سے کتاب کا نام حکمت الٰہی سے تفویتہ الایمان ہی لکھا گیا تھا

تاریخ وہابیہ دیوبندیہ مرتبہ حاجی مولوی منشی محمد لعل خاں صاحب مدراسی رضوی حنفی قادری القاہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ کلیمی پریس کلکتہ سنہ ۱۳۳۴ ہجری حاشیہ صفحہ ۳۷ ÷

سر دفتر محدثین و قدوۃ المحققین فقیہ لاثانی مقبول سبحانی استاذی مولوی قاضی محمود سنگبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔ جس وقت اسمٰعیل دہلوی نے تفویتہ الایمان کی تصنیف شروع کی۔ تو اسی کے شاگرد امام بخش طالب علم تھے۔ مولوی مملوک علی صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ ایک کتاب تفویتہ الایمان جو خلاف اہلسنت و جماعت ہے تیار ہو رہی ہے۔ بسا مقدمات اس کے راہ حق سے دور ہیں۔ مولوی موصوف نے سنتے ہی فرمایا۔ شب کو وہ مسودات مجھکو لا کر دینا موافق وعدے کے شب کو وہ مسودات مولوی مملوک علی کے پاس آتے۔ اور اس کا رد آپ لکھتے یہ بات مولوی اسمٰعیل صاحب کو معلوم نہیں تھی۔ جب کتاب تمام ہوئی۔ رد بھی اس کا تمام ہوا۔ اس رد میں یوں فرماتے ہیں۔ جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ہاتھ کے مسودے دیکھے۔ تقویتہ الایمان کی جائے پر تفویتہ الایمان بجائے قاف کے فے سے لکھا ہوا تھا۔ خداوند عالم نے اس کے ہاتھ سے لکھایا تھا سچ ہے یہ کتاب ایمان کو فوت کرنے والی ہے۔ اور اس کے بعضے مضامین کی خصلت گوبر کی ہے۔ جس طرح گوبر مٹی کو لے جاتا ہے۔ اور جس گھر میں وہ رہے ایمان کو لے جائے گی۔ بلفظہ (بشرطیکہ اس کی رد کرنے اور لوگوں کو بچانے کی نیت سے نہ رکھتا ہو) ÷

(۶) کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم مصنفہ مولانا شیخ الکل شیخ المشایخ حضرت شیخی مولوی محمد عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی۔ (جن سے اجازت وظائف دلائل الخیرات کی راقم الحروف کو ملی)

حال وہابیہ ہندوستان

یہاں کے وہابی لوگ بھی کئی فرقے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو سارے مقلدوں کو مشرک جانتے ہیں اور مشرکوں کے حق میں جو بات اتری ہے۔ اسکو مقلدوں کے حق میں پڑھتے ہیں۔ اور آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ دہلی اور بنارس اور عظیم آباد اور سورجگڈھی اور کلکتہ اور ڈھاکا اور رامپور اور بوپال کے متعلق دیہات وغیرہ مقاموں میں نکلے ہیں۔ اور دوسرے فرقے کے لوگ تقلید کرتے ہیں۔ جیسا کہ پرانے وہابی لوگ اپنے تئیں حنبلی کہتے تھے۔ ویسا یہ لوگ بھی اپنے تئیں حنفی کہتے ہیں (وہابیہ دیوبندیہ) جیسے بنگالے میں ڈھاکہ اور فریدپور اور بریسال کے متعلق دیہات ہیں۔ اور نور میاں کے گروہ کے لوگ اور چاٹگام کے متعلق بعضے دیہات ہیں۔ دو دو میاں کے گروہ کے لوگ اور چاٹگام کے متعلق بعضے دیہات میں مخلص الرحمن کے گروہ اور بھی کئی قسم کے وہابی لوگ ہیں۔ وہ سب کس طرح پہچان پڑیں کہ یہ وہابی ہیں۔ سو ان کی شناخت یہ ہے کہ وہ اپنے گروہ کے سوا سب کو مشرک جانتے ہیں (وہابی دیوبندی) اگرچہ ظاہر میں مشرک نہ کہیں۔ بلکہ نماز بھی ساتھ پڑھ لیں۔ مگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے کے وقت اپنے گروہ کے سوا کسی کی بات نہ مانیں گے۔ چنانچہ ہندوستان اور بنگالے کے وہابیوں میں اب تک وہی پرانا اعتقاد پرانے وہابیوں کا موجود ہے۔ جو چاہے آزمالے وہ یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے گروہ کے سوا کسی عالم کی بات نہیں مانتے حرمین شریفین اور تمام دنیا کے عالموں کو پیٹ پالنے والا اور انگریز کا عالم کہتے ہیں یہاں تک نوبت پہنچی ہے۔ کہ رامپور لوالیا میں ایک دغاباز دہلی سے جا کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مولود شریف بدعت سیہ ہے۔ اور اس میں قیام کرنا شرک ہے۔ اور اسی قیام کے سبب سے کہتا ہے العیاذ باللہ۔ روم کا بادشاہ اور حرمین شریفین کے سارے علما اور سارے لوگ مشرک ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۳۴، ۳۵ اب میں آپ کے آپ کے جد فاسد مولوی محمد صاحب مرحوم لودھیانوی کی تحریر سے دکھلاتا ہوں کہ وہابی کون ہے (۷) فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ ترجمہ مولوی محمد لودھیانوی مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱۳۰۰ھ ہجری خلاصہ:۔ اس عاجز یعنی محمد بن مولانا مولوی عبد القادر صاحب لودھیانوی نے ارادہ کر لیا۔ تاکہ ہر شخص کو ان کے (فرقہ نجدیہ کے) عقائد باطلہ سے آگاہی ہو نام اس کا فیوضات سید احمد مکی فی بیان ارتداد محمد بن عبد الوہاب نجدی رکھا گیا

محمد بن عبدالوہاب ۱۱۱۵ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ اور ۱۲۰۶ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ حسن حسین۔ علی۔ عبداللہ کے دو بیٹے تھے سلیمان و عبدالرحمن۔ حسن کا صرف عبدالرحمن ایک ہی بیٹا تھا۔ اور حسین اور علی کی بہت اولاد ہوئی۔ الخ بہت مفصل لکھا ہے۔ عقاید مختصراً یہ ہیں:۔

(الف) نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی اور نام ان کا طارش رکھا دا میر کا پیغام لیجانیوالا)۔

(ب) حضرت کی کئی باتیں جن میں جھوٹی ہوئیں اور بہت تمسخر کیا۔

(ج) نماز کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتا تھا۔

(د) جو حضرت کا وسیلہ پکڑے وہ کافر ہے۔

(ہ) لوگوں کو منع کرتا تھا۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کو نہ جایا کرو۔

(و) چھ سو برس تک کی امت کو کافر کہتا تھا۔ اور کتب دینیہ کو جلا دینے کا حکم کرتا تھا۔

(ز) اور قتل کرنا عالموں کا اور مال اہل اسلام کو غارت کرنا مباح کہتا تھا۔

(ح) خدا کا جسم ثابت کرتا تھا۔

(ط) پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہانت کرتا تھا۔ اولیاؤں کی قبروں کو کھود کر ان میں پاخانہ بھروا تا تھا۔

(ی) دلائل الخیرات کے پڑھنے کو منع کرتا تھا۔ (ک) سنتوں اور اذکار و مولود اور وعظ سے روکتا تھا۔

(ل) اور اعتقاد کرتا تھا۔ کہ سوائے میرے اور میرے تابعداروں کے کوئی شخص زمین پر با ایمان نہیں۔

(م) جو شخص کسی کو مولانا یا سید نا کہے وہ کافر ہے۔

(ن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار کرتا تھا۔ ملتقطاً صفحہ ا سے ۵ تک۔

نوٹ:۔ ان عقاید میں وہابیہ دیوبند یہ مضبوط ہیں۔ اور مولود شریف کے منکر ہیں۔

باب بست و سوم

فتاوےٰ کفر وہابیوں نجدیوں اور انکی کتاب تقویۃ الایمان پر

(۱) فتوےٰ کفر اجماعی علماء حرمین شریفین مولوی اسمٰعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان پر:۔

لاشک فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان وکونہ موافقاً للنجدیۃ وماخوذاً من کتاب التوحید لقرن الشیطان عہ والضالہ نسبت تقویۃ الایمان ومولف ان هذا الدجال والکذاب استحق اللعنۃ من اللہ تعالیٰ وملئکتہ واولی العلم وسائر العالمین اعلم ان کلام هذا الدجال کلہ سب الانبیاء والاستہزاء بسنن المرسلین وعداوۃ اولیاء

[illegible]

المرفوع الذکر صلے اللہ علیہ وسلم بالدرجۃ القصوی لایصور المزید علیہا فھو ملعون مطرود ساقط من عین اللہ لیس لہ فی الاسلام نصیب فی لمعادنیہ وخاصیہ اجمعین لعنۃ اللہ بعدد رمل القفار و اوراق الاشجار ۔ الخ ۔ بلفظہ بھونچال بر لشکر دجال صفحہ ۵۴

(۲) فتوائے کفر مفصل سیوف البارقہ علیٰ روس الفاسقہ منجانب علمائے عرب از کتاب بھونچال بر لشکر دجال مطبوعہ مطبع قمر الہند لاہور صفحہ ۲۸ سے ۳۰ تک سنہ ۱۳۰۵ ہجری مولوی اسمٰعیل دہلوی مؤلف کتاب تقویۃ الایمان پر مفصل فتوائے کفر ہے طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کیا گیا صرف مواہیر درج ہیں

عبدہ جمال شیخ عمر مکہ معظمہ	احمد دخلان مکہ معظمہ	عبدہ الرحمن عبد مکہ معظمہ	محمد الکتبی مکی مفتی مفتی محمد الکتبی مکی
السید ابوسعود الحنفی المفتی مدینہ منورہ	محمد بالی خطیب مدینہ منورہ	سید یوسف العربی مدینہ منورہ	سید ابو محمد طاہر الصدیقی مدینہ منورہ
محمد ابوالسعادات خطیب مدینہ منورہ	عبد القادر دیتاوے مدینہ منورہ	مولوی محمد اشرف خراسانی ولایتی مدینہ منورہ	شمس الدین ولد عبد الرحمن مدینہ منورہ

(۳) حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین مرتبہ حضرت مولٰنا فاضل ابن فاضل ابن فاضل اعلیٰحضرت مولٰنا احمد رضا خان صاحب مجدد مائۃ حاضرہ مد ظلہم العالی بریلوی مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی سنہ ۱۳۲۶ھ اختصاراً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام ہماری طرف سے اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہمارے سرداروں امن والے شہر مکہ معظمہ کے عالموں اور ہمارے پیشواؤں سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر اللہ تعالیٰ درود وسلام وبرکت نازل کرے۔ ہمارے نبی اور سب انبیاء پر پھر آپ کی آستانہ بوسی کے بعد آپ کی جناب میں عرض دالیسی عرض کہ جیسے کوئی حاجتمند بے نوا، ستم زدہ، گرفتار دل، شکستہ عظمت والے کریموں سخا والے رحیموں سے عرض کرے۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بلا ورنج دور فرماتا اور ان کی برکت سے خوشی اور سود مندی بخشتا ہے) یہ ہے کہ مذہب اہلسنت ہندوستان میں غریب ہے۔ اور فتنوں اور محنتوں کی تاریکیاں مہیب تر بلند ہے۔ اور شر غالب اور کام نہایت دشوار تو سنی اپنے دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہے جیسے آگ مٹھی میں رکھنے والا۔ آپ جیسے سرداروں پیشواؤں کریموں کے ذمہ ہمت پر مدد دین اور تذلیل مفسدین واجب ہے۔ جب تلواروں سے نہیں تو قلموں سے سہی۔ فریاد! فریاد! اے خدا کے

لشکر و نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوارو!! ہماری مدد کرو۔ اپنی روشنائی سے دفع دشمنان کیلئے سامان مہیا کرو۔ اور اس سختی میں ہمارے بازو کو قوت دو۔ الخ...... اور اے ہمارے سردارو اپنے رب عزوجل کے دین کی مدد کو بیان فرمایئے کہ یہ لوگ جن کا نام مصنف نے لیا ہے ان کا کلام نقل کیا...... جیسے قادیانی کی اعجاز احمدی۔ اور رسالہ دافع الاوہام اور فتوے رشید احمد کا فوٹو۔ اور براہین قاطعہ کہ درحقیقت اسی گنگوہی کی ہے اور نام کیلئے خلیل انبیٹھی کی طرف نسبت ہے۔ اور اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کہ ان کتابوں کی عبارات مردودہ پر امتیاز کے لئے خط کھینچ دیے گئے ہیں۔ کہ آیا یہ لوگ ان باتوں میں ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اور مرتد کافر ہیں۔ تو مسلمان پر فرض ہے کہ اسے کافر کہیں جیسے کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے۔ جن کے بارے میں علماء معتمدین نے فرمایا ہے۔ جو ان کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ جیسا کہ شفاء السقام و بزازیہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہا میں ہے۔ اور جو ان میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر سے منع کرے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے آپ حضرات ہمیشہ فضل خدا سے مسلمانوں پر احکام دین کا افاضہ فرماتے رہیں۔ اور درود و سلام نازل ہو تمام رسولوں کے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ صفحہ ۳ سے ۲ تک ایک فرقہ مرزائیہ ہے۔ اور ہم نے اس کا نام غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت + دوسرا فرقہ وہابیہ امثالیہ ہے۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھ سات مثل موجود ماننے والے خواتمیہ یعنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور طبقات میں چھ خاتم النبیین موجود جاننے والے...... وہ کئی قسم ہیں: امیریہ۔ امیر حسن و امیر احمد سہسوانیوں کی طرف منسوب اور قاسمیہ قاسم نانوتوی کی طرف منسوب اور نذیریہ نذیر حسین دہلوی کی طرف منسوب + تیسرا فرقہ وہابیہ کذابیہ۔ رشید احمد گنگوہی کے پیرو پہلے تو اس نے اپنے پیر طائفہ اسمٰعیل دہلوی کے اتباع سے اللہ عزوجل پر یہ افترا باندھا۔ کہ اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔ چوتھا فرقہ وہابیہ شیطانیہ ہے۔ اور وہ رافضیوں کے فرقہ شیطانیہ کی طرح ہیں۔ وہ شیطان الطاق کے پیرو تھے اور یہ شیطان آفاق ابلیس لعین کے پیرو ہیں۔ اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دم چھلے ہیں۔ اور اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی ہے۔ کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے۔ الخ صفحہ ۱۵۰ اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹا رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ الخ صفحہ ۲۱۔

خلاصۂ فتاوے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ترجمہ اردو

(۱) بعد حمد و صلوٰۃ میں نے وہ تحریر دیکھی جسے اس علامہ کامل استاد ماہر نے نہایت پاکیزگی سے لکھا جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد و جدال کرتا ہے۔ یعنی میرے بھائی اور میرے بازو حضرت احمد رضا خاں نے اپنی کتاب معتمد المستند میں جس میں بد مذہبی و بے دینی کے خبیث سرداران کا رد کیا ہے بلکہ وہ بہ خبیث اور مفسد اور رہٹ دھرم سے بد تر ہیں۔ جو اپنی گمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں میں ہوں الخ صفحہ ۲۷ تا ۲۹۔ مہر [محمد سعید بابصیل] مفتی شافعیہ مکہ

(۲) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں۔ کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبہٹی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔ اور نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے۔ بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے۔ اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ صفحہ ۳۴۔ مہر [سید اسمٰعیل خلیل ۱۲۹۱] خطیب مکہ

(۳) وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی۔ ورشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی وغیرہم کھلے کافران گمراہ ہیں الخ صفحہ ۵۹

مہر [محمد عابد ابن شیخ حسین ۱۳۰۹] مفتی سرداران مالکی

(۴) حضرت مولوی احمد رضا خاں انہوں نے کچھ اوراق پر اطلاع دی جنمیں ان گمراہوں کے نام بیان کئے۔ جو ہند میں پیدا ہوئے ہیں وہ غلام احمد قادیانی۔ رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد وغیرہ جو گمراہی اور کھلے کفر والے ہیں۔ الخ۔ صفحہ ۷۱۔

مہر [محمد علی بن حسین ۱۳۱۰]

(۵) حمد و صلوٰۃ کے بعد میں ان گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا جو ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ تو میں نے پایا کہ انکے اقوال مرتد ہو جانیکے موجب ہیں جس نے انہیں سخت رسوائی کا مستحق کر دیا۔ اور انہیں اللہ رسوا کرے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اشرف علی اور خلیل احمد وغیرہ ہیں۔ جو کھلے کفر اور گمراہی والے ہیں الخ صفحہ ۷۱۔ مہر [محمد جمال بن محمد ۱۳۱۲] مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ

(۶) بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے۔ بندہ ضعیف اپنے رب لطیف کے لطف کا امیدوار احمد مکی حنفی قادری چشتی امدادی (خلیفہ شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مرشد دیوبندیاں) میں مطلع ہوا۔ اس رسالہ پر جو چار بیانوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے موید اور ایسی حجتوں سے جو قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دلوں کے دل میں بھالے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلوار پایا۔ کافر فاجر وہابیوں کی گردنوں پر تیز سلطان پر واجب ہے۔ کہ ان لوگوں کو سخت سزا دے یہاں تک کہ حق کی طرف واپس آئیں۔ فساد عظیم کے سبب امام عارف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

نے فرمایا کہ حاکم کو ایسوں میں سے ایک کا قتل ہزار کافر کے قتل سے افضل ہے ور ایسا ہی۔ مواہب اللدنیہ میں ہے کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹائے قتل کیا جائے الخ صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۸۔ مہر (احمد مکی) + (۷) وہ گمروہ خارج از دین کون ہے جسے وہابیہ کہا جاتا ہے۔ ان میں سے مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے، اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت اور رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرفعلی تھانوی اور جوان کی چال چلا۔ الخ صفحہ ۱۰۱ مہر (عثمان ابن عبد السلام واغستانی ۱۲۹۲) عثمان بن عبد السلام واغستانی سابق مفتی مدینہ منورہ + (۸) وہ لوگ کون ہیں خبیث مردود۔ غلام احمد قادیانی دجال کذاب آخر زمانہ کا مسیلمہ اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرف علی تھانوی تو ان لوگوں سے جب کہ وہ باتیں ثابت ہوں جو فاضل مذکور نے ذکر کیں قادیانی کا دعوی نبوت کرنا اور رشید احمد اور خلیل احمد اور اشرف علی کا شان نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کرنا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کفار ہیں اور جو قتل کا اختیار رکھتے ہیں ان پر واجب ہے کہ ان کو سزا موت دیں الخ صفحہ ۱۱۹ مہر (عمر ابن حمدان محرسی) وعمر ابن حمدان محرسی مالکی معلم مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ) + (۹) مولانا سید شریف احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ طیبہ کی تقریظ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۳۶ تک بہت طویل با دلائل تقریظ ہے جس میں انہوں نے غلام احمد قادیانی امیر احمد، نذیر حسین دہلوی قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبہٹی، اشرفعلی تھانوی سب کی نسبت فتوئی کفر دیا ہے مہر (السید احمد البرزنجی) مفتی شافعیہ مدینہ منورہ + **یادداشت ضروری** مدینہ منورہ کا حضرت سید احمد یا سید شریف احمد برزنجی وہی بزرگ ہیں جن کے رسالہ رد وہابیہ پر سے مولوی خلیل احمد نے جعل سے مواہیر اتار کر اپنے رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف ہند کے صفحہ ۳، پر لگائی ہیں، اور صفحہ ۶۸ پر جعلی تقریظ بھی لکھی ہے لاحول ولاقوۃ + (۱۰) حمد صلوۃ کے بعد جب کہ ثابت اور متحقق ہو جو ان کی طرف نسبت کیا گیا ہے، غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبہٹی اور اشرف علی تھانوی اور انکے جو ساتھ والے ہیں وہ جو سوال میں بیان ہوا تو بیشک ان کے کفر پر حکم کرتا ہے اور یہ کہ مرتدوں کا جو حکم ہے یعنی حاکم کا انکو قتل کرنا ان پر جاری کیا جائے، اور اگر یہ حکم وہاں جاری نہ ہو تو واجب ہے، مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے اور ان سے نفرت دلائی جائے منبروں پر اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے الخ صفحہ ۱۵۱ + مہر (عبد القادر توفیق شلبی) طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ + اسی طرح کی تقاریظ علمائ ومفتیان مکہ مکرمہ معظمہ کی تعداد میں بیس ہیں، اور علماء، ومفتیان مدینہ طیبہ کی تقاریظ چودہ ہیں کل چونتیس علماء کی مفصل تقاریظ ہیں جن میں تمام نے فتوئی کفر لکھا ہے اصل کتاب نایاب قابل دید جواب ہے جسمیں مصنف کتاب اعلحضرت فاضل بریلوی مجدد مائۃ حاضرہ کی علمائے حرمین شریفین نے بہت تعریف فرما کر ہزار داد عاشق دی ہیں ہم تمام مسلمان اہلسنت وجماعت بھی نہایت خلوص اور تہ دل سے آمین ثم آمین کہتے ہیں + لیجیے! وہابیوں کا حال آپ کو پورا پورا معلوم ہو گیا، ... اور

وہابی دیوبند جن کے اعداد جمل یعنی خدا کی قدرت سے برابر ہیں یعنی وہابی نجدی (۱۱۹) وہابی دیوبندی (۹۱) اور بھی جیسے دیو نجد (۷۰) اور دیوبند (۷۶) ہیں، ایک عدد کی کمی اور زیادتی نسبتی مراتب اور مدراج پر محمول ہے۔ وہابی وہی ہیں جو عبدالوہاب نجدی کیساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر اب بھی آپ شبہ میں ہیں تو لیجئے آپ کے بزرگ مولوی رشید احمد کا فتویٰ موجود ہے۔ وہ اسطرح پر اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کے صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں وہو ہذا + **سوال**:۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں کیا فرق ہے؟ **جواب**:۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ انکے عقائد عمدہ تھے اور مذہب انکا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اس کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد آگیا، عقاید سب متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کا ہے۔ بلفظہ + لیجئے اب تو تسلی ہو گئی کہ آپ وہابی ہیں، اور وہابی سندی اور سند بھی اپنے ہی بزرگ کی اس سرٹیفکیٹ کو لکھکر اپنی جیب میں رکھئے، اور اسکے خلاف جو مولوی خلیل احمد نے اپنے رسالہ التصدیقات کے صفحہ ۱۳-۱۴ میں لکھا ہے، سو آپ فیصلہ کیجئے کہ ان دونوں میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا یا دونوں جھوٹے +

باب بست وچہارم

مختصر فہرست کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کی طرف سے لکھی گئیں

(۱) معید الایمان مصنفہ حضرت مولوی مخصوص اللہ صاحب علیہ الرحمۃ رشتہ دار مولوی اسمٰعیل دہلوی + (۲) تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مصنفہ حضرت مولانا فضل حق علیہ الرحمۃ حنفی فاروقی، خیرآبادی، ہمعصر مولوی اسمٰعیل دہلوی + (۳) حجۃ العمل فی ابطال الحیل مصنفہ حضرت مولانا محمد موسیٰ علیہ الرحمۃ دہلوی، برادر مولانا مخصوص اللہ علیہ الرحمۃ نمبرا + (۴) سیف الجبار مصنفہ حضرت مولانا مولوی فضل الرسول صاحب علیہ الرحمۃ عثمانی بدایونی ہمعصر مولوی اسمٰعیل دہلوی + (۵) تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ حضرت قبلہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ فاضل قصوری مصدقہ حضرات علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً + (۶) سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح مصنفہ حضرت امام اہلسنت و جماعت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا فاضل ابن فاضل شیخ احمد رضا خاں صاحب بریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ + (۷) الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ مصنفہ ایضاً (۸) سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ مصنفہ ایضاً + (۹) حسام الحرمین علے منحر الکفر والمین مصدقہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً جسمیں تمام فرق باطلہ قادیانیہ و گنگوہیہ و نانوتویہ و نذیریہ امیریہ وغیرہ پر فتاوی کفر ہیں علاوہ انکے بہت سی کتابیں قریب دو سو کے حضرت مولانا نے وہابیہ کی تردید میں تصنیف فرمائی ہیں، بخوف طوالت درج نہیں ہوئیں + (۱۰) الدرر السنیۃ فی رد علے الوہابیہ تصنیف شیخ العلماء مرجع الخاص والعام سیدنا و مولانا السید احمد بن زینی دحلان

۱؎ دیکھو تاریخ وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۳۹ مطبوعہ کلکتہ

علیہ الرحمۃ مفتی مکہ معظمہ + (۱۱) سیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ تصنیف حضرت امام الفقہاء المحدثین قطب الاولیا
والعارفین شمس العلماء مولوی محمد عبداللہ صاحب خراسانی مطبوعہ قیصریہ + (۱۲) تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب و
النقصان مصنفہ حضرت جامع شریعت و طریقت مولنا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری خلیفہ حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ
مہاجر مکی + (۱۳) الرمح الدیانی علے راس الوسواس الشیطانی (یا شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ) تصنیف حضرت
مولانا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خاں حنفی قادری بریلوی + (۱۴) شرح الصدور فی دفع الشرور تصنیف حضرت
مولانا مولوی مخلص الرحمن صاحب سلام آبادی (چاٹگامی) + (۱۵) میزان عدالت فی اثبات شفاعت
تصنیف حضرت مولنا مولوی محمد سلطان صاحب کٹکی + (۱۶) ہادی المضلین تصنیف حضرت مولوی کریم اللہ صاحب
دہلوی + (۱۷) ازالۃ الشکوک مصنفہ حضرت مولانا مولوی حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی +
(۱۸) صحیح الایمان مصنفہ و مولفہ حضرات علمائی بریلی، مولوی احمد حسین صاحب + (۱۹) شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرق
المرتدیہ تصنیف حضرت مولنا مولوی سید اشرف علی صاحب گلشن آبادی + (۲۰) ذوالفقار حیدریہ علے اعناق
الوہابیہ تصنیف حضرت مولانا.... مولوی سید حیدر شاہ صاحب حنفی قادری متوطن کچھ بھوج المعروف بہ پیر کرداتہ
(۲۱) رسالہ تحقیق توحید و شرک تصنیف حضرت حافظ محمد حسن پشاوری المعروف ملا دراز فارسی + (۲۲) رسالہ حیات
النبی تصنیف حضرت قدوۃ العلماء الانام شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ عربی + (۲۳) گلزار ہدایت
تصنیف مولانا مولوی صبغۃ اللہ امام العلماء مفتی مدراس + (۲۴) سلاح المومنین فی قطع الخارجین، تصنیف
مولانا مولوی سید لطف الحق ابن مولوی جلیل الحق قادری البتالوی + (۲۵) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین
تصنیف مولانا مولوی عبداللہ صاحب سہارنپوری + (۲۶) رسم الخیرات تصنیف حضرت مولانا مولوی خلیل الرحمن
الحنفی الیوسفی المصطفےٰ آبادی + (۲۷) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح تصنیف مولنا مولوی تراب علی صاحب
لکھنوی + (۲۸) سفینۃ النجات تصنیف حضرت مولنا مولوی محمد اسلمی ساکن مدراس + (۲۹) نظام الاسلام
تصنیف حضرت مولنا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس مدرسہ کلکتہ + (۳۰) تنبیہ الضالین و ہدایت الصالحین جامع
فتاوے علمائے دہلی و حرمین شریفین + (۳۱) قوت الایمان تصنیف مولوی کرامت علی صاحب جونپوری
خلیفہ سید احمد صاحب + (۳۲) احقاق الحق تصنیف حضرت مولنا مولوی سید بدر الدین الموسوی الرضوی حیدرآبادی +
(۳۳) خیر الزاد لیوم المیعاد تصنیف حضرت مولنا مولوی ابوالعلا محمد الملقب بخیر الدین مدراسی + (۳۴) نعم الانتباہ
لدفع الاشتباہ مصنفہ حضرت مولنا مولوی معلم ابراہیم صاحب خطیب مسجد جامع بمبئی + (۳۵) فتح المنان
فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد یونس مترجم عدالت نظامی + (۳۶) ہدایت المسلمین
الی طریق الحق والیقین تصنیف حضرت قاضی محمد حسین کوئی مہری عربی مع ترجمہ ہندی + (۳۷) آفتاب محمدی تصنیف حضرت

مولانا مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی پنجاب + (۳۸) گفتگو جمعہ تصنیف فقیر قاضی فضل احمد سنی حنفی نقش بندی مجددی محمود شاہ وہابی کیساتھ بحث) + (۳۹) میزان الحق تصنیف فقیر ایضاً ایک وہابی کے رسالہ کا رد) + (۴۰) انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۴ھ کتاب ہذا اگرچہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جنکا یہاں درج کرنا طوالت ہے لیکن چالیس کی عدد پر ختم کرتا ہوں جو بہت مبارک عدد ہے ورنہ ۴۰ ابدال کا کام دینگی، اور مومنین سنی حنفیوں کیلئے ڈھال کا فرض ادا کرینگی کیونکہ ڈھال کے بھی اعداد جمل چالیس ہی ہیں +

گذارش والتماس بخدمت شریف حضرت علمائے کرام وصوفیائے عظام ابقاہم اللہ تعالےٰ ملک پنجاب وہندوستان!

نہایت ادب سے گذارش ہے کہ اس خاکسار ہیچمدان ذرہ بمقدار من عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد بن[1] قاضی الہ دین عفا اللہ عنہما متوطن قصبہ شاہ پور ضلع گورداسپور پنجاب حال مقیم شہر لودھیانہ نے بوجہ تنگ آجانے قوم وہابیہ دیوبندیہ کے اقوال اور افعال اہانت خداوند تعالےٰ ذوالجلال ذوہین حضرت شفیع المذنبین وخاتم النبیین خیر الخلق من الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ واحمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقائد وہابیہ دیوبندیہ متضمن ۲۳ عقائد کے شائع کیا جس پر قوم وہابیہ آگ بگولا ہوگئی جس کا ذکر تمہید کتاب ہذا میں آچکا ہے اس کا جواب متفقہ کمیٹی وہابیہ لودھیانہ کیطرف سے تیار ہوکر مولوی عبد اللہ ساکن بسی ریاست پٹیالہ اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک رسالہ موسومہ "قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف" شائع ہوا جسکا جواب یہ کتاب "انوار آفتاب صداقت" ۱۳۳۴ھ نہایت محنت اور احتیاط کیساتھ بموجب مذہب حنفی اہلسنت وجماعت باوضو تالیف ہوکر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے، اس کو تکلیف فرماکر بغور ملاحظہ فرمایا جائے، اور بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ "انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال" کے میری کم بضاعتی پر خیال نہ فرماکر جو کچھ لکھا گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں، اور اپنی اپنی قیمتی رائے سے اسکو مزین فرمائیں، اور جہاں کہیں فقیر سے بباعث بشریت الانسان مساوق النسیان غلطی سرزد ہوئی ہو براہ لطف واحسان اس کی تصحیح فرمائیں تاکہ طبع ہوکر مفید خاص وعام بالخصوص ہمارے سنی حنفی بھائی اپنے ایمان کو فرق باطلہ سے بچاکر حضرات کو دعائے خیر سے یاد کریں، فقیر نے اس میں نہایت سلیس اردو زبان میں لکھا ہے تاکہ ہر اردو خوان اس سے مستفید ہوسکے علمی منطقی صرفی نحوی بحثوں کیطرف [illegible] نہیں کیا تاکہ روز روز کے اعتراضات وہابیہ سے مسلمانوں کو رستگاری حاصل ہو فقیر کے خیال میں پہلے اسی کے اس قسم کی کتاب کہ جسمیں فرقہ وہابیہ کے مجموعہ عقائد اور اس کے اعتراضات من کل الوجوہ ایک

---

[1] فضل احمد بن قاضی الہ دین بن بابا شاہ بن کاکیشاہ بن قاضی عبد الوہاب شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر سنگھ نامی قوم کا مل راجپوت ۱۶ سال کی عمر میں مسلمان ہوا جس کا نام عبد الوہاب رکھا گیا وہ اپنے والدین سکنہ سوجوال علاقہ تحصیل شکر گڑھ ضلع گورداسپور سے نکل کر تمام [illegible] اور قصبہ شاہ پور تحصیل پٹھان کوٹ میں آگئے، اور اس علاقہ میں بادشاہ کی طرف سے قاضی بنائے گئے مفصل [illegible] ہیں۔ گویا مجھے پانچویں پشت مسلمان ہونیکو ۲-۵ الحمد للہ + منہ

ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی، اور نہ فقیر کی نظر سے گذری ہے اسلئے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرض تصور کر کے محض لابتغاء مرضات اللہ ادا کیا، اور اللہ تعالےٰ نے ادا کرا دیا ہے اسلئے اللہ تعالےٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کو فقیر حقیر عاصی پر معاصی کے حق میں منجملہ باقیات صالحات کرے، اور اپنی رحمت کاملہ سے بطفیل حضور پر نور موفور السرور سرور عالم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قبول و منظور فرمائے آمین ثم آمین، ورنہ اپنی حالت یہ ہے ؎

صرفت العمر فی لھو ولعب!　　فاھا ثم اھا ثم اھا!
بلوح الخط فی الف طاس دھرا　　وکاتبہٗ رمیمٌ فی التراب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب + وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واھلبیتہ وذریتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ٭ خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ، مقام لودھیانہ + مہر (قاضی فضل احمد) کے ۵ ا ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۹ عیسوی روز پنجشنبہ +

باب بست و پنجم

ضمیمہ کتاب مختصراً

ضمیمہ کتاب ہذا کے لکھنے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ دوران تالیف کتاب ہذا میں دو چار وہابی دیوبندیوں نے تحریری اعتراضات کئے تھے، کیونکہ اشتہار خاکسار نے ان کے چہرہ بے مہرہ پر گرد و غبار کا ایک انبار وطومار دار کر دیا تھا، اور غضب و غیظ میں آکر اسکو دھونا چاہا تھا اس لیے انہوں نے تحریری مباحثہ شروع کر دیا تھا مگر دھو نہ سکے + سب سے اول حافظ محمد اسحاق صاحب ہیڈ کلرک و نہری ڈیپارٹمنٹ چھاؤنی فیروزپور پنجاب ہیں، انہوں نے فرمایا کہ جو باتیں تم نے اشتہار میں لکھی ہیں وہ دیوبندیوں کی کتابوں میں درج نہیں ہیں میں نے عرض کیا، اگر آپ کو یہ بات تصدیق اور تحقیق ہو گئی ہے تو مناسب یہ ہے کہ یا تو آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیے یا مجھے اپنے دولت خانہ پر حاضر ہونیکا ارشاد فرمائیے، کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عبارات مندرجہ اشتہار کو دکھلا دوں، مگر افسوس نہ تو انہوں نے اپنا تشریف لانا منظور فرمایا اور نہ فقیر کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا، آخر کو یہ لکھا کہ ایک رسالہ اس اشتہار کے جواب میں چھپایا ہے، جو یہاں فیروزپور میں مفت تقسیم ہوا ہے اس کا جواب آپ نے لکھا ہے؟ اگر لکھا ہے مجھے دکھلائیے (یہ رسالہ وہی ہے جس کا جواب یہ کتاب ہے) میں نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ میں اسکے

جواب لکھنے میں مصروف ہوں، جب جواب مکمل ہو جائیگا تو آپ تسلی کر لیں کہ یہ رسالہ کیسی دیانت اور امانت سے لکھا گیا ہے۔ عبارتوں کو حذف کرکے اپنے مطلب کو لکھدیا، اور اگلی پچھلی عبارتوں کو جو مخالف ہوئی اسکو چھوڑ دیا۔ اور نہایت کم فہمی سے بے معنی عبارات کو درج کیا ہے جو خدا کے فضل سے لائق بواالصداقۃ کو لے لیا اور انتم ہدہ کاذب کو چھوڑ دیا... اسکے بعد انہوں نے خط و کتابت بند کر دی مگر کسی قدر تہذیب کے خط و کتابت کی۔

دوسرے شخص مولوی محمد عبد اللطیف صاحب سونی پتی ہیں، جو خالی دیوبندی اور معتزلہ عقائد کے سختی سے پابند ہیں انہوں نے ابتداہی میں قبل شروع کرنے بحث کے چودہ جھوٹ بول کر مسئلہ امکان کذب باری تعالی کی بحث کو شروع فرمایا اور انہوں نے علی الاعلان فرمادیا، کہ میں خدا وند تعالی کو تمام افعال قبائح کذب وغیرہ پر قادر جانتا اور مانتا ہوں اور جو تمہارے اشتہار میں عقائد ۳ ہ نمبر تک درج ہیں، وہ میرا مذہب ہے تب انکو بحث میں دکھلایا گیا کہ تمام افعال قبیحہ اللہ تبارک و تعالی کی ذات پر محال ہیں، کیونکہ خداوند تعالی کی ذات میں عیب کا ہونا محال ہے اور تحت قدرت نہیں ہے، لیکن انہوں نے بڑے اصرار سے لکھا کہ نہیں میں اللہ تعالی کو جھوٹ بولنے پر ضرور قادر جانتا ہوں تب لکھا گیا کہ یہ جو آپ کہتے ہیں یہ معتزلہ کا مذہب ہے جیسے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں انہ لا یوصف اللہ تعالی بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل یعنی اللہ تعالی کو ظلم سے موصوف کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالی پر محال ہے، اور تحت قدرت نہیں، لیکن معتزلہ کا مذہب ہے کہ وہ یعنی اللہ تعالی ظلم پر قادر ہے، مگر کرتا نہیں اسی طرح اور دیگر کتب سے انکو دکھلایا، مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا پھر میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ جو میں لکھتا ہوں اسکو آپ نہیں مانتے اور جو آپ لکھتے ہیں اس کو میں نہیں مانتا، تو لازم ہے کہ ہم دونوں کے لیے کوئی ایسا حکم ہونا چاہیے جس کا فیصلہ ہم دونوں قبول کر لیں سو حکم ہونیکے قابل بجز علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دوسرا نہیں ہے اگر آپ اس بات کو منظور کر لیں تو بہتر ہوگا تب انہوں نے اس بات کو بخوشی تمام مان لیا اور بہت احتیاط کیا تھا آپ نے رسالہ التصدیقات مؤلفہ مولوی خلیل احمد صاحب کو میرے پاس منظوری کے لیے بھیجدیا، اور فرمایا کہ لیجئے یہ حرمین شریفین کا فیصلہ ہے میں نے اس رسالہ کا مصنوعی اور فرضی اور جعلی ہونا چھپن وجوہات سے (جو اس کتاب میں بھی لکھی گئیں ہیں) ثابت کر کے لکھدیا کہ یہ جعلی فیصلہ ماننے کے قابل نہیں ہے تب آپ بہت سٹ پٹائے اور گالیوں پر اتر آئے میں نے ان سے یہ عرض کیا کہ فیصلہ مصدقہ جس پر اس وقت کوئی جرح و قدح نہیں ہوئی اور نہ کوئی عذر کیا گیا وہ دو کتابیں ہیں ایک حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مرتبہ حضرت فاضل بریلوی اور دوسری کتاب التقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل جس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں، اور بالخصوص اس کتاب میں مسئلہ امکان کذب باری تعالی کی پوری بحث

ہے یہ بحث درمیان مولوی خلیل احمد دیوبندی اور مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب فاضل قصوری مقام ریاست بہاولپور کئی روز تک ہوتی رہتی تھی جس کا ذکر اس کتاب میں اپنی جگہ آچکا ہے اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کے علمائے کرام اربعہ مذاہب کے مفتیان نے اس کو تصدیق فرمایا ہے اس کو قبول فرمایئے اس پر اور بھی آپ کی سٹیم گرم ہو کر تیز ہو گئی، اور گالیوں سے جو ان کے دل میں بھری پڑی تھیں ان سے میری خوب خبر لی گویا اپنا کشکول پر از بول مجھ پر خالی فرمایا، اور آخر پر یہ بھی درفشانی فرمائی کہ تم کو غیر مقلد جانتا ہوں، اور تم کو میں غیر مقلد ثابت کرتا ہوں اور میرے غیر مقلد ہونیکا صغریٰ اور کبریٰ اس طرح قائم فرمایا کہ تم سوم۔ دہم، چہلم اور مولود شریف کو جائز کہتے ہو۔ اسلئے تم پکے غیر مقلد ہو۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپکے وسیع معلومات پر آپکے دوست قربان، شاید میرے جیسے سوم، دہم، چہلم اور مولود شریف کو جائز جاننے والے غیر مقلد آپ کے پانی پت یا گنگوہ یا دیوبند میں ہونگے، پہلے تو نہ تھے، اب پیدا ہوئے ہونگے، خیر میں نے صبر کیا اور کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ پورے طور پر میں نے اس کتاب کے باب اول میں درج کر دیا ہے جو مذہب اہلسنت و جماعت اور مذہب معتزلہ کا امتیازی فیصلہ ہے + تیسرے شخص مولوی صوفی ابو نعیم عبد العظیم صاحب نمازی پوری یوسف پوری ہیں انہوں نے ایک رسالہ تحذیر الناس من شر الخناس نام ستارہ ہند پریس کلکتہ میں چھپوا کر شائع فرمایا اور اسمیں صرف چار باتوں کا جواب لکھا ہے، جو مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں سے ہیں، گویا انہوں نے صرف اپنے امام الطائفہ کی حمایت میں توہین رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قبول کر کے تاویلات رکیکہ کی ہیں جن کا جواب میری کتاب میں مفصل لکھا جا چکا ہے باقی انیس عقائد جو اہم اور سخت تھے انکو قبول کر کے چھوڑ دیا اور جو اپنے امام اور انکی کتاب کی سرخروئی کرنے میں کوشش بے سود کی ہے مفصل جواب در کیفیت کتاب میری اس کتاب کے باب ۲۲، ۲۳، ۲۴ میں بنہایت صحیح صحیح درج ہو چکے ہیں جو آپ کی تسلی کا موجب ہیں جنکو آپ دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مہزوم ہونگے کیونکہ آپ نے اُس رسالہ کا نام تحذیر الناس من شر الخناس رکھا ہے، مطلب یہ کہ اہلسنت و جماعت بالخصوص میں خناس ہوں، مگر خدا کی قدرت یہ نام انہیں پر عود کر گیا اس لیے کہ اسمیں ایک نکتہ ہے وہ یہ کہ قرآنی آیت یوں ہے یعنی "من شر الوسواس الخناس" ہے جسکے اعداد جمل چودہ سو چھیانوے ۱۴۹۶ ہوتے ہیں اور ادھر نام "مولوی مہزوم ابو نعیم عبد العظیم" کے بھی وہی اعداد چودہ سو چھیانوے ہیں سچ فرمایا ہے من حفر بئراً لاخیہ فقد وقع فیہ چاہ کن را چاہ در پیش اس رسالہ میں شر الوسواس الخناس پر چند علمائے دیوبند کے بھی دستخط و تقاریظ ہیں جو غلو وہابیت کی وجہ سے دل اور ظاہری آنکھیں بند کر کے لکھی گئی ہیں بھیڑوں کے گلہ کیطرح جب ایک بھیڑ چاہ میں گر جائے تو باقی سب کی سب اسی میں گر جاتی ہیں، کوئی غور سے نہیں دیکھتی کہ ہم کنوئیں میں گر رہی تھیں، اب وہ سب مولوی صاحبان اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنی اپنی تقریظ کو واپس لیکر

اس کو نسیاً منسیاً فرمائیں، اور آئندہ سوچ سمجھکر تقاریظ لکھا کریں، تاکہ ندامت کی رونمائی نہ ہو، اور اس کا خیال نہ فرمائیں کہ ایمان جائے تو جائے لیکن مولوی اسمٰعیل دہلوی اور انکی کتاب تقویتہ الایمان ہاتھ سے نہ جائے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ٭ چوتھے ایک شخص عبدالخالق صاحب ناظم جمعیتہ العلماء (وہابیہ) رنگون مغل اسٹریٹ ایک اشتہار ۱۰ جنوری ۱۹۲۰ء کو شائع کرتے ہیں اور اسمیں فرماتے ہیں کہ اشتہار (خاکسار) میں جو لکھا ہے کہ ہم کو خدا سے کام ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں، اور کتاب بسط البنان کے صفحہ کا حوالہ دیا ہے اس میں بلکہ تمام کتاب میں یہ عبارت موجود نہیں اگر کوئی شخص یہ عبارت دکھلادے تو ہم پانچسو روپیہ انعام دینگے + میں کہتا ہوں کو وہابیہ کی تفہیم پر نہایت افسوس ہے اور بسط البنان کے صفحہ میں عبارت ذیل میں درج ہے۔ باخدا داریم کار و با رخلائق کار نیست اور میں نے بلفظ اشتہار میں یہ عبارت مصرعہ مذکور لکھی ہے، آپ کو نظر نہیں آیا اور جالاکی سے اشتہار جاری کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت کے معنی آپکی سمجھ میں نہیں آئے اور ناسمجھی سے اشتہار اپنی ندامت اور خجالت کیلئے دیدیا، اگر کسی فارسی خوان سے آپ پوچھ لیتے تو ایسا نہ ہوتا میں اس مصرعہ باخدا داریم کار و با خلائق کار نیست کے معنے بتلاتا ہوں وہ یہ ہیں کہ ہم کو خدا سے کام ہے خلائق سے نہیں لفظ خلائق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہیں پس معنی اس مصرعہ کے یہ ہوئے خدا سے ہم کو کام ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں، یہی عقیدہ وہابیہ میں نے اپنے اشتہار میں نمبر، پر درج کیا ہے اس کی بحث بھی میری کتاب میں مفصل آچکی ہے وہاں پر دیکھ کر اپنی تسلی فرمائیں ٭ اسکے متعلق میں نے مسئلہ انوار اہلسنت جماعت رنگون کو بھی لکھدیا تھا ضمیمہ بھی خدا کے فضل سے ختم ہوا گویا کل کتاب ختم ہوئی

الحمد للہ علی ذلک +

سُبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلامٌ علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین

وصلے اللہ علی خیر خلقہٖ محمدٍ وّ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ط

تمام شد

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید

نویسندہ را نیست فردا امید

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی صادقی پنشنر کورٹ انسپکٹر مقیم لودھیانہ +

قاضی فضل احمد

تاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ ہجری
مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء عیسوی

روز پنجشنبہ

تمت